
گاڈفادر
محمود احمد مودی

بوناسیرا اس وقت نیو یارک کی فوجداری عدالت نمبر تین میں بیٹھا تھا اور انصاف کا منتظر تھا۔ اس کے دل میں اس وقت صرف ایک ہی خواہش تھی...... وہ یہ کہ ان دونو جوانوں کو قرار واقعی سزا ملے جنہوں نے بری نیت سے اس کی بیٹی پر حملہ کیا تھا اور جب وہ کسی طرح ان کے قابو میں نہیں آئی تھی تو انہوں نے مار مار کر اس کا برا حال کر دیا تھا۔ اس کا جبڑا توڑ دیا تھا۔

لڑکی ابھی تک اسپتال میں تھی۔ اس کا جبڑا چاندی کے تاروں کے ذریعے جوڑنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کی چوٹیں اور زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر بوناسیرا کے دل پر جو گزرتی تھی وہ وہی جانتا تھا۔

جج صاحب بھاری بدن کے آدمی تھے۔ ان کے چہرے پر پسینہ تھا۔ انہوں نے آستینیں چڑھا کر اپنے سامنے کھڑے ہوئے دونوں نوجوان ملزموں کو اس طرح گھورا جیسے اٹھ کر، اپنے ہاتھوں سے انہیں عدالت میں ہی سزا دینے کا ارادہ کر رہے ہوں۔ ان کے چہرے پر وہی جلال تھا جو کسی ایسے منصف کے چہرے پر ہو سکتا تھا جس کا خون کسی کی زیادتی اور ظلم کی تفصیل سن کر کھول رہا ہو۔

یہ سب کچھ اپنی جگہ تھا...... لیکن نہ جانے کیوں بوناسیرا کا دل کسی انجانے اندیشے اور خوف سے گویا ڈوبا جا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عدالت میں کوئی چیز کچھ مصنوعی سی ہے۔ جیسے وہاں کچھ کمی ہے۔ جیسے اس کے ساتھ کوئی دھوکا ہونے والا ہے۔

"تم نے جو حرکت کی ـــــ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم انسان نہیں، درندے ہو ـــــ" جج صاحب گرجے۔

"بالکل ـــــ بالکل ـــــ" بونا سیرا نے دل ہی دل میں جج صاحب کی تائید کی۔

"بلکہ درندوں سے بھی بدتر ـــــ!"

وہ نفرت سے ان دونوں نوجوانوں کو گھور رہا تھا جن کے چہروں سے خوشحالی کی چمک عیاں تھی۔ جن کے تراشیدہ بال سلیقے سے جمے ہوئے تھے۔ جن کے لباس صاف ستھرے تھے۔ وہ گویا ایک انتہائی سنگین جرم کے سلسلے میں ملزم نامزد ہو کر عدالت میں پیش نہیں ہوئے تھے بلکہ کسی تقریب میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے گویا بادل ناخواستہ تھوڑی سی شرمندگی کے اظہار کے لئے جج صاحب کے سامنے ایک لمحے کے لئے سر جھکایا۔

جج صاحب نے غیظ و غضب کی گھن گرج کے ساتھ سلسلہ کلام جاری رکھا۔

"تمہارا طرزِ عمل جنگل کے درندں سے بھی بدتر تھا۔ تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تم اس مظلوم لڑکی کی عزت لوٹنے میں کامیاب نہیں ہوئے ورنہ میں تم دونوں کو کم از کم بیس سال کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھجوا دیتا۔"

انہوں نے خاموش ہو کر گھنی بھنویں اُچکاتے ہوئے غمزدہ بونا سیرا کی طرف دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے گویا اس سے نظر چراتے ہوئے اپنے سامنے رکھے ہوئے کاغذات کی موٹی سی گڈی کی طرف دیکھا۔ وہ اس مقدمے سے متعلق مختلف نوعیت کے کاغذات تھے۔ جج صاحب کی پیشانی پر شکنیں اور موٹے موٹے نقوش میں خفیف سا کھنچاؤ تھا۔ ان کے اندر گویا ایک زبردست کشمکش جاری تھی۔

چند لمحے کی خاموشی کے بعد آخر وہ کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے بولے۔

"بہر حال...... تمہاری نوجوانی اور نادانی کی عمر کو دیکھتے ہوئے، تمہارے اعلیٰ خاندانی پس منظر اور صاف ستھرے ریکارڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور حقیقت کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے

ـــــ کہ قانون کا وقار، انتقام لینے میں پوشیدہ نہیں ہے ـــــ میں تمہیں تین سال کی سزائے قید کا حکم سناتا ہوں ـــــ لیکن اس حکم پر عملدرآمد اس وقت تک معطل رہے گا جب تک عدالت اسے مناسب سمجھے۔"

بونا سیرا تکفین و تدفین کا کام کرتا تھا۔ بنیادی طور پر وہ ایک گورکن تھا لیکن برسوں کی محنت کے بعد اپنے پیشے کو زیادہ باعزت صورت دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے پاس جو مردے تکفین و تدفین کے لئے لائے جاتے تھے، ان سے اس کا کوئی رشتہ یا قرابت داری نہیں ہوتی تھی، لیکن اپنے پیشے کے تقاضوں کو زیادہ بہتر طور پر پورا کرنے کے خیال سے بونا سیرا مرنے والوں کے لواحقین کے غم میں شریک ہو جاتا تھا۔ دکھاوے کے لئے وہ بھی ان کے سامنے غمزدہ صورت بنا لیتا تھا اور کبھی کبھار کوشش کر کے دو چار آنسو بھی بہا لیتا تھا۔

ـــــ لیکن آج وہ سچ مچ غمزدہ تھا۔ غم کی شدت سے اس کا دل پھٹا جا رہا تھا اور جج صاحب کا فیصلہ سننے کے بعد تو اس کا جی چاہا کہ وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے ـــــ اپنا سر پیٹ لے ـــــ اپنے بالوں میں خاک ڈال لے۔ آنسوؤں سے دھندلائی ہوئی اس کی آنکھوں میں بیٹی کا چہرہ نقش تھا جو درحقیقت زندگی سے بھرپور ایک خوبصورت لڑکی تھی لیکن اس وقت بگڑا ہوا چہرہ اور مضروب جسم لئے اسپتال کے بیڈ پر پڑی تھی۔

بونا سیرا نے بمشکل خود کو اپنے جذبات کے اظہار سے باز رکھا اور اپنے آپ پر ضبط کئے عدالت کا منظر دیکھتا رہا۔ دونوں نوجوانوں کے والد اٹھ کر اپنے چہیتوں کے قریب آ گئے تھے اور انہیں پیار کر رہے تھے۔ وہ سب بہت خوش نظر آ رہے تھے، مسکرا رہے تھے۔

بونا سیرا کے حلق میں ایک زہریلی سی کڑواہٹ گھل گئی۔ اس کے سینے میں ایک چیخ بگولے کی طرح چکرا رہی تھی۔ اس چیخ سے وہ عدالت کے در و دیوار ہلا دینا چاہتا تھا۔ جج صاحب کے کانوں کے پردے پھاڑ ڈالنا چاہتا تھا...... مگر اس نے اس چیخ کا گلا گھونٹنے کے لئے دانت سختی سے بھینچ لئے اور جیب سے رومال نکال کر منہ پر رکھ لیا۔ دونوں نوجوان اس

کے قریب سے گزرتے ہوئے — مسکراتے ہوئے اپنے والدین اور رشتے داروں کے ساتھ عدالت کے کمرے سے باہر کی طرف چل دیئے۔ انہوں نے بوناسیرا کی طرف ایک نگاہِ غلط انداز ڈالنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔ وہ گویا ان کے نزدیک نہایت حقیر اور قطعی غیر اہم تھا۔ ان کے چہروں پر دھیمی — لیکن فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

تب گویا بوناسیرا مزید ضبط نہ کرسکا۔ وہ ان جاتے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کر کے پھٹی پھٹی سی آواز میں چلا اٹھا۔ ”تم بھی ایک روز اسی طرح روؤ گے جس طرح میں رویا ہوں — تمہیں بھی اسی طرح رنج اور صدمہ اٹھانا پڑے گا جس طرح تمہارے بچوں کی وجہ سے مجھے اٹھانا پڑا ہے — دیکھ لینا میں تمہیں رونے پر مجبور کردوں گا......“ وہ ان لڑکوں کے والدین سے مخاطب تھا۔

کرب اور غصے کی شدت سے اس کی آواز اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔ وہ رومال آنکھوں پر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا لیکن مضبوط جسم کا ایک عدالتی اہلکار یوں اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا جیسے اسے اندیشہ ہو کہ وہ رخصت ہوتے ہوئے ملزمان کے والدین پر حملہ کردے گا۔ لڑکوں اور ان کے والدین نے گردنیں گھما کر ترحم آمیز سے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ ان کے ساتھ ان کے وکیلوں کا پورا ایک گروپ تھا۔ ان وکیلوں نے یوں انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا جیسے وہ ان کے قانونی ہی نہیں جسمانی محافظ بھی ہوں۔

بوناسیرا امریکی نہیں تھا۔ وہ اطالوی تھا اور سسلی سے امریکا آیا تھا لیکن سال ہا سال سے یہیں آباد ہونے کی بناء پر وہ یہاں اجنبیت محسوس نہیں کرتا تھا۔ وہ امریکی معاشرت میں رچ بس گیا تھا۔ اس نے یہاں انصاف ہوتے دیکھا۔ یہاں کے قانون اور نظامِ انصاف پر اس کا یقین بڑا پختہ ہو چکا تھا — لیکن آج اس کے اعتماد کو جس طرح ٹھیس پہنچی تھی، اس کے بعد اس کا یقین ریت کے گھروندے کی طرح بکھر گیا تھا۔

اس کے ذہن میں نفرت کی آندھیاں سی چل رہی تھیں اور اس کے حواس پر غیظ و

غضب کی سرمئی دُھند سی چھا گئی۔ اس کی رگ و پے میں چنگاریاں دوڑ رہی تھیں۔ اس نے چشم تصور سے اپنے آپ کو کہیں سے ایک پستول خریدتے — اور پھر ان دونوں نوجوانوں کے جسم گولیوں سے چھلنی کرتے دیکھا۔ تاہم وہ جلد ہی اس خواب کے اثر سے نکل آیا، وہ جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اپنی بیوی کی طرف مڑا جو ایک سادہ سی عورت تھی اور ابھی تک دم بہ خود بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حزن و ملال اور چہرے پر مایوسی تھی۔ بوناسیرا گویا اسے حوصلہ دیتے ہوئے بولا۔ ”تم فکر نہ کرو......“ وہ گویا دل ہی دل سے کسی فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔ ”ہمارے ساتھ بے انصافی ہوئی ہے......انہوں نے دنیا کے سامنے ہمارا تماشا بنایا ہے......ہمارا مذاق اڑایا ہے......انصاف حاصل کرنے کے لئے ہم ڈون کارلیون کے پاس جائیں گے — ہمیں عدالت سے انصاف نہیں ملا......لیکن ڈون کارلیون سے ہمیں ضرور انصاف ملے —“

☆......☆......☆

لاس اینجلس کے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل کا وہ سوئٹ قدرے شوخ سے انداز میں آراستہ تھا۔ اس سوئٹ کے ڈرائنگ روم میں ایک کاؤچ پر جونی فونٹانے نیم دراز تھا۔ وہ نشے میں دھت تھا اور بوتل اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے ایک اور گھونٹ بھرا۔ اس کے سینے میں گویا ایک بار پھر آگ سی لگ گئی......مگر یہ اس آگ سے کہیں کمتر تھی جو پینے سے پہلے ہی اس کے وجود کو جلا رہی تھی۔

وہ رقابت کی آگ تھی۔

اپنی اداکارہ بیوی مارگوٹ ایشٹن کے بارے میں سوچتے ہوئے یہ آگ اس کے ہر مسام جاں سے پھوٹنے لگتی تھی۔ اس وقت صبح کے چار بج رہے تھے اور اسے نہیں معلوم تھا کہ گزشتہ شام سے اس کی بیوی کہاں تھی؟ خمار سے دھندلائے ہوئے ذہن کے ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ مارگوٹ جب واپس آئے گی تو وہ اسے قتل کردے گا۔ وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ مارگوٹ کب واپس آئے گی......اور آئے گی بھی یا نہیں؟

اس کی پہلی بیوی...... جسے اس نے چھوڑ دیا تھا...... اس وقت تو وہ اسے بھی فون کر کے نہیں پوچھ سکتا تھا کہ اس کے دونوں بچوں کا کیا حال تھا؟ رات کے پچھلے پہر وہ اپنے دوستوں اور جاننے والوں میں سے بھی کسی کو فون کر کے تسلی کا کوئی لفظ سننے کی امید نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس وقت تو شاید کوئی اس کا فون ریسیو ہی نہ کرتا...... اور اگر کرتا بھی...... تو وہ یقیناً بیزاری یا غصے کا اظہار کرتا...... کیونکہ جونی اب ایک زوال زدہ شخص تھا۔

کچھ زیادہ پرانی بات نہیں تھی کہ وہ ہالی وڈ کا صف اول کا گلوکار تھا۔ وہ بے حد مقبول راک سنگر تھا۔ بے حد وجیہہ بھی تھا۔ عورتیں اس پر مرتی تھیں۔ اسے فلموں میں بھی کام کرنے کی پیشکشیں ہوتی تھیں۔ اس نے چند ایک فلموں میں کام بھی کیا...... لیکن اسے خود ہی احساس ہوا کہ وہ زیادہ اچھا اداکار نہیں تھا۔ اس لئے اس نے دوبارہ گلوکاری پر ہی توجہ مرتکز کر دی۔

پھر کچھ ایسے عوامل پیدا ہوئے کہ بطور گلوکار بھی اس پر بہت تیزی سے زوال آ گیا۔ اب وہ نشے میں دھت ہونے کے باوجود صبح کے چار بجے کسی کو فون کرنے کی خود میں ہمت نہیں پاتا تھا۔ کوئی وقت تھا کہ اگر وہ رات کے اس پہر بھی کسی کو فون کرتا تو وہ اس پر فخر محسوس کرتا۔ وہ اپنے حلقہ احباب میں بیٹھ کر بظاہر سرسری...... لیکن درحقیقت فخریہ لہجے میں بتاتا کہ جونی فونٹانے رات کے چار بجے اسے فون کیا تھا۔

کوئی وقت تھا کہ وہ ہالی وڈ کی کئی سپر اسٹارز کے سامنے اپنی پریشانیوں یا مسائل کا بھی تذکرہ کرتا تھا تو وہ نہایت دلچسپی اور حیرت سے آنکھیں پھیلا پھیلا کر سنتی تھیں...... لیکن اب اگر وہ ان سے رسمی باتیں بھی کرنے کی کوشش کرتا تو وہ شاید اس کے منہ پر ہی کہہ دیتیں کہ وہ انہیں بور کر رہا تھا۔ اس نے وہسکی سے لتھڑے ہوئے اپنے ہونٹوں کو الٹے ہاتھ سے صاف کیا اور وقت اور حالات کے اس تغیر کے بارے میں سوچتے ہوئے افسردگی سے مسکرا دیا۔

آخر اسے دروازے کے تالے میں چابی گھومنے کی آواز سنائی دی۔ اس کی بیوی

واپس آ گئی تھی۔ اس وقت بھی بوتل جونی کے ہونٹوں سے لگی ہوئی تھی۔ اس نے اسے ہٹانے کی کوشش نہیں کی حتیٰ کہ مارگوٹ کمرے میں آ گئی اور اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ وہ بے پناہ خوبصورت عورت تھی۔ اسکا سراپا قیامت تھا۔ بہت سے خوبصورت لوگ فلم اسکرین پر زیادہ خوبصورت نظر نہیں آتے لیکن وہ اسکرین پر بھی اصل سے خوبصورت دکھائی دیتی تھی۔ کیمرہ اس کے حسن میں چار چاند لگا دیتا تھا۔ اس کے سراپا میں گویا کچھ اور جان پڑ جاتی تھی۔

جونی کے لئے مشکل یہ تھی کہ وہ اب بھی اس حسنِ بلاخیز کا دیوانہ تھا۔ مارگوٹ کی فلمیں دیکھنے والوں میں سے کم از کم دس کروڑ مرد اس پر دل و جان سے مرتے تھے...... اور جونی محسوس کرتا تھا کہ شاید وہ بھی انہی دس کروڑ مردوں میں سے ایک تھا۔ وہ اس کا شوہر نہیں، اس کا پرستار...... اس کا عاشق زار تھا۔ وہ جب اس کے سامنے آتی تھی تو وہ اپنا سارا غصہ، برہمی اور نفرت بھول جاتا تھا۔ بالکل بے بس ہو جاتا تھا۔

''کہاں تھیں تم اب تک؟'' جونی نے اپنی لڑکھڑاتی آواز میں غصہ سمونے کی کوشش کی لیکن اسے اس میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔

''باہر...... عیش کر رہی تھی۔'' مارگوٹ نے بے خوفی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ گویا اسے چھیڑ رہی تھی۔ چڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اس نے جونی کی مدہوشی کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ شاید جونی میں اپنی جگہ سے ہلنے کی بھی سکت نہیں ہے...... مگر وہ اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مارگوٹ کا گلا دبوچ لیا...... لیکن اتنے قریب سے اس حسین چہرے کو دیکھ وہ جیسے بالکل ہی بے بس ہو گیا...... اور پھر کچھ نشے کی زیادتی کے باعث بھی اس کے ہاتھوں میں جان نہیں تھی۔ مارگوٹ کے گلے پر اس کی گرفت ذرا بھی سخت نہیں تھی۔ وہ استہزائیہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔

جونی نے گویا اس کے اس انداز سے ذرا چڑ کر دوسرا ہاتھ گھونسا رسید کرنے کے

لئے بلند کیا تو وہ دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے چلا اٹھی۔ ”دیکھو...... میرے چہرے پر گھونسا ہرگز نہ مارنا...... ابھی میری شوٹنگ چل رہی ہے...... فلم ختم نہیں ہوئی...... ابھی میں اپنے چہرے پر ذرا سا بھی نشان افورڈ نہیں کر سکتی۔“

جونی کا ہاتھ اٹھا رہ گیا۔ وہ اسے گھونسا رسید کرنے سے باز رہا۔ بے بسی اس پر پہلے ہی غالب تھی۔ مارگوٹ گویا اس کی حالت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ہنسنے لگی۔ تب جونی نے اسے قالین پر گرا دیا اور اس کے جسم کے ایسے حصوں پر گھونسے رسید کرنے لگا جہاں اول تو نشان پڑ نہیں سکتے تھے...... اور اگر پڑتے بھی...... تو نظر نہیں آسکتے تھے۔ درحقیقت خمار حد سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں میں اتنی طاقت ہی نہیں تھی کہ وہ مارگوٹ کو کوئی گزند پہنچا سکتا۔

وہ اس کے نیچے دبی اس طرح ہنس رہی تھی جیسے جونی اسے مارنے کی بجائے اس کے گدگدی کر رہا ہو۔ وہ نہایت نازک اندام نظر آتی تھی۔ اس کا بے داغ مرمریں سراپا گویا ذرا سی رگڑ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا...... لیکن درحقیقت وہ اتنی نازک اندام بھی نہیں تھی۔

چند لمحوں بعد وہ اسے ایک طرف دھکیل کر اٹھ کھڑی ہوئی اور استہزائیہ لہجے میں بولی۔ ”تمہارا ہر کام ہی بچگانہ ہوتا ہے...... تمہیں ڈھنگ سے کچھ بھی کرنا نہیں آتا...... حتیٰ کہ تم جو نشے بازوں جیسے فضول اور واہیات گانے گایا کرتے تھے، اب تو تم سے وہ بھی نہیں گائے جاتے......“

پھر اس نے گھڑی دیکھی اور اس کے لہجے میں بیزاری آگئی۔ ”میں سونے جا رہی ہوں، خدا حافظ اور شب بخیر......“

وہ بیڈروم میں چلی گئی اور دروازہ اس نے مقفل کر لیا۔ جونی، سوئٹ کے ڈرائنگ روم میں پڑا رہ گیا۔ چند لمحے بعد وہ اٹھ بیٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ اس کا سر گھوم رہا تھا۔ ذلت اور شکستگی کے احساس سے اس کی آنکھیں کچھ اور دھندلائی جا رہی تھیں۔

پھر دھیرے دھیرے اس کے دل کے کسی گوشے سے عزم اور ہمت کی ایک لہر سی ابھری۔ وہ عزم اور ہمت جس کی مدد سے اس نے ہالی وڈ کے ”جنگل“ میں اپنی بقا کی جنگ لڑی تھی اور اپنا مقام بنایا تھا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اب وہ ایک دلدل میں پھنس چکا تھا۔ دھیرے دھیرے نیچے جا رہا تھا۔ ناکامیاں چاروں طرف سے اس پر حملہ آور تھیں۔ ہر قسم کی کامیابی اور ہر قسم کی خوشی گویا اس کی زندگی سے رخصت ہو چکی تھی۔

......مگر اسے زندہ رہنا تھا۔ کامیابیوں اور خوشیوں کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے تھے۔ وہ اتنی آسانی سے شکست تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس دنیا میں ابھی ایک فرد موجود تھا جو اس کا ہاتھ تھام سکتا تھا...... اسے حالات کی دلدل سے نکال سکتا تھا...... اسے سہارا دے سکتا تھا۔ اسے دوبارہ کامیابیوں کے راستے پر ڈال سکتا تھا...... اور وہ تھا اس کا مربی اور سرپرست، اسکا گاڈفادر...... ڈون کارلیون...... جس کے لئے جونی منہ بولے بیٹے کی طرح تھا!

جونی نے فیصلہ کیا کہ وہ نیویارک جائے گا اور گاڈفادر سے ملے گا۔ اس نے اسی وقت فون اپنی طرف کھسکایا اور نیویارک کے لئے جہاز پر ایک سیٹ بک کرانے کی غرض سے ایئرپورٹ کا نمبر ملانے لگا۔

☆......☆......☆

نیزورین کی بیکری اطالوی چیزوں کے لئے مشہور تھی اور بیکری کی بالائی منزل پر ہی نیزورین اپنی بیوی اور جوان بیٹی کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ گٹھے ہوئے جسم کا ایک پست قامت آدمی تھا۔ اس وقت وہ ایپرن باندھے بیکری کے پچھلے حصے میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میدے میں لتھڑے ہوئے تھے اور چہرے پر بھی کہیں کہیں میدہ لگا ہوا تھا۔

اس کے سامنے اس کی بیوی، جوان بیٹی اور بیکری کے کاموں میں کچھ عرصہ پہلے تک اس کا ہاتھ بٹانے والا نوجوان انیزو موجود تھا۔ انیزو خوش شکل اور میانہ قامت تھا۔ وہ ورزشی جسم کا مالک تھا۔ اس کے جسم پر اطالوی جنگی قیدیوں والی مخصوص وردی تھی۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکا میں غیر قانونی طور پر مقیم اطالویوں میں سے بیشتر کو پکڑ لیا گیا تھا۔ کچھ چھان بین کے بعد ان میں سے بیشتر کو پیرول پر رہا کر دیا تھا اور ان کی صلاحیتوں کے اعتبار سے، سرکاری طور پر مختلف مقامات پر کاموں پر لگا دیا گیا تھا جن کا انہیں بہت کم معاوضہ ملتا تھا۔ ان کا کام گویا ایک طرح کی بیگار تھی جو امریکی حکومت ان سے لے رہی تھی۔ ان کی حیثیت جنگی قیدیوں کی سی تھی تاہم وہ کسی قید خانے یا کیمپ میں نہیں تھے البتہ ان کے لئے اپنے کام کی جگہ پر پہنچنا ضروری تھا۔ عام خیال یہی تھا کہ اب...... جبکہ جنگ اختتام پذیر تھی...... جلد ہی انہیں ان کے وطن واپس بھیج دیا جائے گا۔

اینزو بھی ان دنوں اس خطرے سے دوچار تھا۔ نیزورین خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ اس وقت ان چاروں کے درمیان نہایت سنجیدہ گفتگو جاری تھی اور اینزو کو خدشہ تھا کہ اس بحث میں الجھ کر وہ گورنرز آئی لینڈ پہنچنے میں لیٹ ہو جائے گا جہاں اس کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ کام پر پہنچنے میں لیٹ ہونا ایک سنگین مسئلہ تھا۔ اس کے نتیجے میں اس کی پیرول منسوخ ہو سکتی تھی اور اسے قید میں ڈالا جا سکتا تھا جبکہ اس کے لئے رسمی سی آزادی بھی نعمت تھی۔

”میں پوچھتا ہوں کہ تم نے میری بیٹی کو محبت کا جھانسہ دے کر اس کی عزت تو برباد نہیں کی؟“ نیزورین نے خونخوار لہجے میں اینزو سے دریافت کیا۔ ”تم کہیں اسے گناہ کی کوئی نشانی تو نہیں دیئے جا رہے؟ جنگ ختم ہوتے ہی امریکی حکومت تمہیں تو سسلی تمہارے گاؤں واپس بھیج دے گی جہاں گندگی اور غربت کے سوا کچھ نہیں...... تم دھکے کھانے کے لئے وہاں چلے جاؤ گے اور میری بیٹی یہاں روتی رہ جائے گی۔“

اینزو سینے پر ہاتھ رکھ کر مئودبانہ انداز میں جھکتے ہوئے اور اپنی آواز کو گلوگیر بنانے کی کوشش کرتے ہوئے مجروح سے لہجے میں بولا۔ ”یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں...... میں نے کبھی آپ کی نوازشات اور آپ کی بیٹی کی محبت کا ناجائز فائدہ اٹھانے کے بارے میں سوچا بھی نہیں...... میں مقدس کنواری کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کوئی غلط حرکت

نہیں کی۔ میں آپ کی بیٹی سے محبت کرتا ہوں لیکن اس کی عزت بھی مجھے عزیز ہے۔ آپ سب میری نظر میں محترم ہیں۔ میرے دل میں آپ سب کے لئے عزت بھی ہے اور اپنائیت بھی...... میں باعزت انداز میں آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں...... اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے...... لیکن اگر امریکی حکومت نے جبری طور پر مجھے واپس میرے وطن...... میرے گاؤں بھیج دیا تو پھر میں کیتھرین سے شادی نہیں کر سکوں گا۔“

اس موقع پر پر نیزورین کی بیوی بینا نے مداخلت کی اور ڈانٹنے کے سے انداز میں اپنے پستہ قد شوہر سے مخاطب ہوئی۔ ”بے وقوفی کی باتیں چھوڑو اور اصل مسئلے کی طرف دھیان دو۔ ہمیں اینزو کو ہر حال میں امریکا میں رکھنے کا بندوبست کرنا چاہئے۔ اسے فی الحال روپوش ہونے کے لئے اپنے بھائی کے گھر لانگ آئی لینڈ بھیج دو اور اس دوران میں اس کے کاغذات بنوانے کی کوشش کرو جن کی مدد سے یہ جائز اور قانونی طریقے سے امریکا میں رہ سکے۔“

نیزورین خود سسلی کا باشندہ تھا لیکن وہ برسوں سے امریکا میں مقیم تھا اور یہاں کی شہریت حاصل کر چکا تھا۔ اسے سسلی میں واقع اپنے آبائی گاؤں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی تاہم وہ سسلی کے پرانے اور روایت پسند لوگوں میں سے تھا جن کی پہلی کوشش یہی ہوتی تھی کہ وہ اپنے بچوں کی شادیاں اپنے ہم وطنوں میں کریں۔

نیزورین کو تو ویسے بھی اینزو جیسا خوش شکل اور نوجوان داماد میسر آنا مشکل تھا کیونکہ اس کی بیٹی نہایت عام سی شکل صورت کی مالک اور اچھی خاصی موٹی تھی۔ یہ کہنا بے جا نہیں تھا کہ وہ کسی حد تک بھدے پن کا شکار تھی اور مردوں کی طرح اس کی ناک کے نیچے ہلکا ساروآں بھی تھا جیسا کسی نوعمر لڑکے کی مسیں بھیگ رہی ہوں۔

معلوم نہیں اینزو کس طرح اس پر مہربان ہو گیا تھا۔ جن دنوں وہ بیکری کے کاموں میں ہاتھ بٹا رہا تھا، نیزورین نے اسے اکثر آنکھ بچا کر اپنی بیٹی کے ساتھ اٹکھیلیاں اور چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھا تھا۔ کیتھرین پوری گرمجوشی سے اس کی حرکتوں کو جواب دیتی تھی۔

نیز ورین کو تو اندیشہ تھا کہ اگر اس نے ان دونوں پر کڑی نظر نہ رکھی ہوتی تو اس کی بیٹی خود اینزو کی طرف مائل ہو چکی ہوتی۔

کیتھرین اس وقت رو رہی تھی۔ اس کی ماں نے جب اس کے باپ کو ڈانٹا تو کیتھرین نے امید بھری نظروں سے باپ کی طرف دیکھا...... لیکن جب وہ متذبذب انداز میں خاموش رہا تو کیتھرین چلا اٹھی۔ ''اگر اینزو کو سسلی بھیجا گیا تو میں بھی اس کے ساتھ وہیں چلی جاؤں گی اور وہیں رہوں گی۔ اگر اس کے ساتھ میری شادی نہ کی گئی تو میں اس کے ساتھ بھاگ جاؤں گی۔ اگر اسے یہاں نہ روکا گیا تو اس کے ساتھ رہنے کے لئے میں کچھ بھی کر گزروں گی۔''

نیز ورین نے ناگواری سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ اسے احساس ہوا کہ بیٹی اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ اس پر نوجوانی کے جذبات کا غلبہ تھا۔ اس سلسلے میں صحیح سمت میں قدم اٹھانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس کے خیال میں درست اقدام یہی تھا کہ اینزو کو امریکا میں روکا جاتا اور اسے شہریت دلوانے کی کوشش کی جاتی...... یہ بہت مشکل کام تھا۔ نیز ورین کے بس کی بات نہیں تھی۔ فی الحال تو یہ تقریباً ناممکن ہی تھا۔ صرف ایک شخص ایسا تھا جو نیز ورین کے خیال میں اس ناممکن کام کو ممکن بنا سکتا تھا...... اور وہ تھا گاڈ فادر...... ڈون کارلیون......!

☆......☆......☆

ان سب لوگوں کو ڈون کارلیون کی بیٹی تانزیا کارلیون کی شادی کی تقریب کے دعوت نامے ملے تھے۔ دعوت نامے نہایت خوبصورت تھے اور ان پر طلائی حروف ابھرے ہوئے تھے۔ شادی کے لئے اگست 45ء کے آخری سنیچر کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ ڈون کارلیون گو کہ اب لانگ آئی لینڈ پر ایک طویل و عریض محل نما مکان میں رہ رہا تھا لیکن وہ تمام اہم تقریبات کے مواقع پر اپنے پرانے پڑوسیوں، دوستوں اور عقیدت مندوں کو مدعو کرنا نہیں بھولتا تھا۔

شادی کی ضیافت کا اہتمام اس محل نما مکان میں ہی کیا گیا تھا اور جشن کے سے

انداز میں مختلف رسوم کا سلسلہ تمام دن ہی جاری رہنا تھا۔ مدعوئین کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ یہ ایک یادگار تقریب ہوگی۔ لوگوں کے لئے یہ احساس بھی طمانیت بخش تھا کہ جنگ عظیم تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ آخری معرکہ آرائی جاپانیوں سے چل رہی تھی۔ اب وہ بھی اختتام پر پہنچ چلی تھی۔ لوگوں کے بیٹے جو فوج میں بھرتی ہو کر مختلف محاذوں پر گئے ہوئے تھے، گھروں کو لوٹ آئے تھے۔ اب وہ صحیح طور پر کوئی خوشی منا سکتے۔ کسی تقریب سے لطف اندوز ہو سکتے تھے۔ تقریب کے دوران ان کے دل و ذہن پر اس قسم کے تفکرات اور اندیشوں کے سائے نہ ہوتے کہ انکے بیٹے نہ جانے کن محاذوں پر ہوں گے...... کس حال میں ہوں گے...... اور وہ زندہ بھی واپس آئیں گے یا نہیں؟ ان کے خیال میں شادی کی یہ تقریب بہت ہی اچھے موقع پر آئی تھی۔

چنانچہ اس سنیچر کو دن چڑھتے ہی بہت سے لوگ نیویارک سٹی سے لانگ آئی لینڈ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ ان کے پاس دلہن کو تحفے کے طور پر دینے کے لئے لفافے تھے جن میں ہر ایک نے حسبِ حیثیت زیادہ سے زیادہ رقم رکھ کر ڈون کارلیون سے اپنی عقیدت اور وابستگی کا اظہار کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ رقوم وہ کسی مجبوری کے تحت نہیں...... بلکہ حقیقت میں اپنی خوشی سے لے کر جا رہے تھے۔ وہ سب ہی کسی نہ کسی وجہ سے ڈون کے لئے اپنے دل میں عقیدت، ممنونیت اور تشکر کے جذبات رکھتے تھے...... اور ان کے اظہار کا، ان کے خیال میں یہ ایک نہایت اچھا موقع اور نہایت اچھا طریقہ تھا۔

ان میں بیشتر لوگ وہ تھے جنہوں نے ہر مشکل گھڑی میں مدد کے لئے ڈون کارلیون کے دروازے پر دستک دی تھی...... اور انہیں کبھی مایوس نہیں لوٹنا پڑا تھا۔ ڈون نے کبھی ان سے کوئی جھوٹا وعدہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی کبھی کسی کی مدد کے سلسلے میں یہ عذر پیش کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اپنے سے بھی بڑی کسی طاقت کے سامنے مجبور تھا، اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے...... یا فلاں کام، فلاں ٹھوس وجہ کی بناء پر ممکن ہی نہیں تھا۔ ڈون کارلیون کے منہ سے کبھی کسی نے اس قسم کی بات نہیں سنی تھی۔

اس کے پاس مدد کی غرض سے جانے والے سائل کے لئے یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ کوئی اہم آدمی ہوتا...... یا ڈون اس سے یہ توقع رکھتا کہ کبھی وہ بھی جواب میں اس کے کسی کام آئے گا۔ چھوٹے موٹے، معمولی اور غیر اہم آدمی بھی مدد مانگنے کے لئے ڈون کے پاس جا سکتے تھے شرط صرف یہ تھی کہ ڈون سے ان کی شناسائی، دوستی یا نیازمندی ہوتی یا وہ ڈون کے پرانے ہم وطن ہوتے اور انہوں نے اس سے رابطہ اور رشتہ کسی نہ کسی صورت میں، کسی نہ کسی انداز میں برقرار رکھا ہوتا۔

ڈون ایک روایت پسند آدمی تھا۔ اگر کوئی شخص اس سے تعلق یا قرابت داری کا دعوے دار ہوتا تو ڈون کی یہ بھی خواہش ہوتی کہ وہ کسی نہ کسی انداز میں اس کا اظہار بھی جاری رکھتا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا کہ عام حالات میں تو کوئی ڈون سے برسوں لاتعلق رہتا، کبھی رابطہ نہ رکھتا اور جب کوئی مشکل یا مصیبت پڑتی تو روتا ہوا اس کے پاس پہنچ جاتا۔

اس کے شناسا، دوست پرانے پڑوسی یا ہم وطن کبھی کبھار اسے کوئی تحفہ بھجواتے رہتے تھے یا کسی اور انداز میں رابطہ رکھتے تھے اور ڈون کو یہ احساس دلاتے رہتے تھے کہ اسے بھولے نہیں تھے...... تو ڈون بہت خوش ہوتا تھا۔ کسی کے چھوٹے موٹے تحفے کی اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں ہوتی تھی لیکن وہ یہ محسوس کر کے خوش ہوتا تھا کہ تحفہ بھیجنے والے اس کی ذات سے اپنی عقیدت، ممنونیت اور تعلق خاطر کا اظہار کیا ہے۔ اس کی نظر میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی بہت اہمیت تھی۔ ممنونیت، عقیدت اور تشکر کے انہی جذبات کے تحت بہت سے لوگ اسے گاڈ فادر کہتے تھے۔ اسے اپنا مربی، سرپرست اور منہ بولا یا روحانی باپ قرار دیتے تھے۔

آج کا دن خود ڈون کے لئے بھی یادگار تھا۔ آج اس کی بیٹی کی شادی تھی۔ وہ خود اپنے محل کے صدر دروازے پر مہمانوں کے استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ ان میں سے بیشتر ایسے تھے جو ڈون ہی کی کسی نہ کسی نوازش کی وجہ سے کامیابی کے راستے پر گامزن ہوئے تھے۔ وہ تو اس کے روبرو بھی دلی محبت اور عقیدت سے اسے گاڈ فادر کہہ کر مخاطب کرتے

تھے۔

محل میں مستقل...... یا پھر اس خاص موقع پر عارضی طور پر خدمات انجام دینے والوں سے بھی ڈون کا کوئی نہ کوئی پرانا تعلق یا دوستی کا رشتہ تھا۔ مثلاً آج کے دن بارٹینڈر کے فرائض انجام دینے والا ڈون کا پرانا دوست تھا اور تقریب کے لئے تمام مشروبات کا انتظام اس نے اپنی جیب سے کیا تھا۔ یہ گویا اس کی طرف سے شادی کا تحفہ تھا۔

ویٹرز کے طور پر کام کرنے والے لوگ ڈون کارلیون کے بیٹوں کے دوست تھے اور اس موقع پر ڈون فیملی کی خدمت انجام دے کر خوشی محسوس کر رہے تھے۔ ایک ایکڑ پر پھیلے ہوئے خوبصورت اور سرسبز باغ میں بہت سی پکنک ٹیبلز پر طرح طرح کے جو کھانے سجے ہوئے تھے وہ ڈون کی بیوی نے اپنی نگرانی میں ملازماؤں اور اپنی سہیلیوں سے پکوائے تھے۔ اس نے خود بھی ان کے ساتھ کام کیا تھا۔ باغ کی سجاوٹ اور آرائش دلہن کی سہیلیوں نے کی تھی۔

ڈون کارلیون ہر مہمان کا استقبال یکساں احترام اور گرم جوشی سے کر رہا تھا۔ کوئی امیر یا غریب...... اہم تھا یا غیر اہم...... بڑے سماجی رتبے کا حامل تھا یا کوئی معمولی کارندہ...... ڈون کارلیون سب کو یکساں انداز میں خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ اس کے رویے سے کسی مہمان کو اپنے بارے میں گماں بھی نہیں گزر سکتا تھا کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں کمتر تھا۔ ڈون کا رویہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ یہ اس کے کردار کا ایک حصہ تھا۔ وہ اس عمر میں بھی اپنے ڈنر سوٹ میں اتنا وجیہہ، پروقار اور دلکش نظر آ رہا تھا کہ اگر آنے والا کوئی مہمان اس کا صورت آشنا نہ ہوتا تو شاید یہ سمجھتا کہ وہ دولہا ہے۔

اس کے تین بیٹوں میں سے دو اس کے ساتھ صدر دروازے پر کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک سین ٹینو تھا۔ پیدائش کے بعد اس کا نام تو سین ٹینو رکھا تھا لیکن زیادہ تر لوگ اسے سنی کے نام سے جانتے تھے۔ باپ کے سوا تقریباً سبھی اس اسے نام سے پکارتے تھے۔

ڈون کارلیون کے بچے امریکا میں ہی پیدا ہوئے تھے اور یہیں پلے بڑھے تھے۔

ان کے نقوش پر اطالوی رنگ غالب تھا مگر شخصیت میں امریکی چھب بھی تھی۔ مثلاً سینٹینو عرف سنی قد کاٹھ اور ہاتھ پیروں کی ساخت سے امریکی لگتا تھا۔ اس کا قد چھ فٹ اور جسم کسی بیل یا گھوڑے کی طرح مضبوط تھا جبکہ اس کے سنہرے بال نہایت گھنے اور گھنگھریالے تھے۔ اس کا چہرہ کسی حد تک کیوپڈ کی خیالی تصویر سے ملتا تھا۔

عورتوں کے لئے اس میں بے پناہ کشش تھی۔ وہ شادی شدہ اور تین بچوں کا باپ تھا مگر اس پر عورتوں کی نوازشات میں کوئی کمی نہیں آئی تھی اور وہ ان نوازشات سے استفادہ کرنے میں چوکتا بھی نہیں تھا۔ جن عورتوں کو اس سے واسطہ پڑتا تھا وہ اس کی بے پناہ کشش پر عرصے تک حیران رہتی تھیں۔

آج بھی بیشتر جوان ملازمائیں اور چھوٹی موٹی دیگر خدمات انجام دینے والی عورتیں آتے جاتے، موقع پا کر اسے میٹھی میٹھی نظروں سے دیکھ رہی تھیں لیکن وہ ان کی طرف سے انجان بنا ہوا تھا۔ آج وہ بہن کی شادی کے موقع پر نہایت سنجیدہ اور ذمے دارانہ طرز عمل کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا تاہم دلہن کی اس وقت کی خاص خادمہ لوسی پر نظر رکھنے سے وہ باز نہیں رہا تھا اور موقع ملنے کا منتظر تھا۔

لوسی دلہن سے کہیں زیادہ خوبصورت اور پُرکشش تھی۔ آج کچھ زیادہ ہی اہتمام سے بنی سنوری ہونے کی وجہ سے وہ اور بھی غضب ڈھا رہی تھی۔ وہ خوبصورت گلابی گاؤن میں تھی اور اس کے ریشمی سیاہ بالوں میں پھولوں کا تاج سجا ہوا تھا۔ پچھلے ایک ہفتے سے شادی کی تیاریوں اور مختلف رسوم کی ریہرسل کے دوران وہ سنی سے اچھی خاصی بے تکلفی سے بات کرتی رہی تھی اور صبح چرچ میں شادی کی رسم کے دوران اس نے موقع پا کے چپکے سے سنی کا ہاتھ بھی پکڑ لیا تھا۔

سنی کے بارے میں عام خیال یہی تھا کہ اس میں باپ والی بیشتر خصوصیات نہیں تھیں۔ گو کہ وہ فراخدل اور مستعد آدمی تھا مگر اس میں باپ جیسا تحمل اور معاملہ فہمی نہیں تھی۔ وہ غصہ ور اور جلد مشتعل ہو جانے والا آدمی تھا۔ اسی جلد بازی اور تند مزاجی میں وہ غلط فیصلے کر

جاتا تھا۔ گو کہ اس وقت وہ باپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹا رہا تھا لیکن اس کے بارے میں یہ امید نہیں رکھی جاتی تھی کہ وہ صحیح معنوں میں باپ کا جانشین یا اس کا صحیح وارث ثابت ہو سکے گا۔

ڈون کے دوسرے بیٹے کا نام فریڈریکو تھا جسے پیار سے فریڈ کہا جاتا تھا۔ اکثر اطالوی اپنے ہاں اس قسم کا بیٹا پیدا ہونے کی دعا مانگتے تھے۔ وہ آنکھیں بند کر کے باپ کے حکم پر چلنے والا، ہر حال میں اس کا وفادار اور خدمت گار تھا۔ تیس سال کی عمر میں بھی وہ باپ کے ساتھ ہی رہتا تھا۔

وہ سنی جتنا دراز قد اور خوبرو تو نہیں تھا لیکن بہرحال جسمانی طور پر اس کی طرح مضبوط تھا اس کی صورت میں بھی کیوپڈ کی جھلک تھی تاہم اس کی آنکھوں اور چہرے کی ساخت سے سرد مہری جھلکتی تھی۔ وہ کبھی اپنے باپ سے اختلاف نہیں کرتا تھا اور نہ ہی کبھی عورتوں کے بارے میں اس کا کوئی اس کینڈل بنا تھا جس سے اس کے باپ کو شرمندگی اٹھانا پڑتی۔ اس کی یہ خوبیاں اپنی جگہ تھیں مگر اس میں بھی وہ طاقت، وہ خوداعتمادی اور وہ قائدانہ صلاحیتیں نظر نہیں آتی تھیں جو ڈون کارلیون جیسے آدمی کی روایات اور وراثت کو مکمل سنبھالنے کے لئے ضروری تھیں۔

ڈون کا تیسرا بیٹا مائیکل کارلیون تھا۔ وہ اس وقت اپنے باپ اور دونوں بھائیوں سے الگ تھلگ، باغ کے ایک گوشے میں میز پر بیٹھا تھا لیکن وہاں بھی وہ بہت سے مہمانوں کی توجہ کا مرکز تھا۔ وہ ڈون کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور اپنے باپ کا سب سے کم فرمانبردار تھا۔ وہ اپنے بھائیوں کی طرح مضبوط اور قدرے بھاری بھرکم سی شخصیت کا مالک نہیں تھا۔ اس کے بال بھی گھنے، سنہرے اور گھنگھریالے نہیں بلکہ سیدھے، سیاہ اور ریشمی تھے۔ وہ چھریرے جسم کا تھا اور بال ذرا لمبے رکھتا تھا۔ اس کی زیتونی جلد میں ہلکی سی زردی تھی۔ ایسی جلد اگر کسی عورت کی ہوتی تو بہت اچھی لگتی۔

مائیکل بھی ایک وجیہہ نوجوان تھا لیکن اس کی شخصیت میں کچھ نزاکت تھی۔ جب

وہ چھوٹا تھا، اس وقت تو ڈون کو یہ نزاکت کسی حد تک نسوانیت محسوس ہوتی تھی اور اسے اندیشہ تھا کہ شاید اس کے بیٹے میں وہ وجاہت اور مردانگی نہ ہو جو اس کے خاندان کا خاصا تھی...... لیکن جب مائیکل سترہ سال کا ہوا تو اس کے باپ کی یہ تشویش دور ہو گئی۔

اس وقت بھی مائیکل گویا اپنے اور اپنے فیملی کے درمیان کچھ فاصلہ ظاہر کرنے کے لئے سب سے ہٹ کر، الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا...... لیکن اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ اس کی دوست...... ایک امریکی لڑکی موجود تھی جس کا نام کے ریڈمز تھا۔ کارلیون فیملی کے جاننے والوں نے اس لڑکی کے بارے میں سن تو رکھا تھا لیکن آج وہ پہلی بار اسے دیکھ رہے تھے۔

مائیکل اسے ساتھ لئے سب سے الگ تھلگ ضرور بیٹھا تھا لیکن اس نے بدتہذیبی یا ناشائستگی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اس نے ''کے'' کو پہلے تمام مہمانوں اور اپنے خاندان کے افراد سے ملوا دیا تھا اور اس کا تعارف بھی کرا دیا تھا۔ اس کے خاندان کے افراد اس سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے تھے۔ ان کے خیال میں وہ بہت نازک اندام اور بہت دبلی تھی۔ اس کے چہرے سے بہت زیادہ ذہانت جھلکتی تھی...... اور مائیکل کے خاندان میں عورت کا زیادہ ذہین نظر آنا خوبی نہیں، خامی تھی۔ انہیں تو اس کا نام بھی پسند نہیں آیا تھا...... ''کے''...... ! بھلا یہ بھی کوئی نام ہوا؟

ہر مہمان محسوس کر رہا تھا کہ ڈون کارلیون اپنے اس بیٹے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دے رہا تھا۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہونے سے پہلے مائیکل ہی ڈون کا سب سے چہیتا بیٹا تھا اور لوگوں کا خیال تھا کہ مناسب وقت آنے پر ڈون اسے ہی اپنا جانشین قرار دے گا کیونکہ اس میں ایک خاموش ذہانت اور باپ جیسی معاملہ فہمی نظر آتی تھی۔ وہ صحیح وقت پر صحیح فیصلے کرنے کا اہل نظر آتا تھا اور اس میں کوئی ایسی بات تھی کہ لوگ اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اس کی یہ خوبیاں ظاہر کرتی تھیں کہ اس میں باپ کی زبردست شخصیت کی جھلک موجود تھی۔ خواہ اس کا سراپا باپ سے مختلف نظر آتا تھا...... مگر جب دوسری جنگ عظیم

شروع ہوئی تو مائیکل نے باپ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی مرضی سے اپنا نام فوج میں لکھوا دیا۔

ڈون ابھی تک امریکیوں کو ایک غیر قوم ہی محسوس کرتا تھا...... اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا سب سے چھوٹا اور سب سے لاڈلا بیٹا ایک غیر قوم کے محافظ کے فرائض انجام دیتے ہوئے کسی دور افتادہ محاذ پر مارا جائے۔ ڈون نے اسے فوج میں جانے سے روکنے کے لئے خفیہ طور پر کوششیں بھی کی تھیں۔ ڈاکٹروں کو رشوت دی گئی تھی کہ وہ اسے فوج کے لئے نااہل قرار دے دیں...... دوسرے کئی طریقے اختیار کرنے کے لئے بھی بہت رقم خرچ کی گئی تھی لیکن مائیکل کی عمر اکیس سال تھی...... یعنی قانونی طور پر وہ خود مختار تھا اور رضا کارانہ طور پر فوج میں جانے کے لئے تیار تھا...... اس لئے اسے روکنے کی تمام ظاہری اور خفیہ کوششیں ناکام رہیں۔

فوج میں مائیکل نے کیپٹن کا عہدہ حاصل کیا اور کئی محاذوں پر شجاعت کے ساتھ نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ 44ء میں اس وقت کے امریکا کے سب سے بڑے میگزین ''لائف'' میں جنگی ہیرو کی حیثیت سے اس کی تصویر بھی چھپی۔ ڈون کی اپنی فیملی میں سے تو کسی کو جرات نہیں ہوئی کہ وہ تصویر اسے دکھاتا البتہ ڈون کے ایک دوست نے اسے وہ میگزین پیش کیا۔ اس کا خیال تھا کہ ڈون اپنے بیٹے پر فخر محسوس کرے گا۔ ''لائف'' میں اس طرح تصویر اور کارناموں کا تذکرہ چھپنا بہت بڑا اعزاز تھا۔

لیکن ڈون نے یہ سب کچھ ناگواری سے...... سرسری انداز میں دیکھا اور میگزین ایک طرف ڈالتے ہوئے بولا۔ ''کیا فائدہ......؟ اس احمق نے یہ کارنامے غیروں اور اجنبیوں کے لئے انجام دیئے ہیں!''

مائیکل کو جنگ میں ایک ایسا زخم بھی آیا تھا جس نے اسے تقریباً معذور کر دیا۔ 45ء میں جب اسے فوج سے ڈسچارج کر دیا گیا تو وہ یہی سمجھا کہ اسے طبی بنیادوں پر سبکدوش کیا گیا ہے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے باپ نے اسے فوج سے واپس بلوانے کا بندوبست

کیا تھا۔ گھر آ کر چند ہفتوں بعد جب وہ صحت یاب ہو گیا تھا تو اس نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے نیو ہمپشائر کے ایک کالج میں داخلہ لے لیا۔ اس وجہ سے وہ ایک بار پھر باپ کا گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اب وہ بہن کی شادی میں شرکت کے لئے خاص طور پر آیا تھا اور اپنے ساتھ اپنی ہونے والی بیوی کو بھی لے آیا تھا تا کہ اسے خاندان کے افراد سے ملوا سکے ...... مگر کسی نے بھی اس لڑکی کو پسند نہیں کیا تھا۔

مگر 'کے' کو اس بات کا احساس نہیں تھا۔ وہ بے چاری ہر ایک سے خوش خلقی سے مل رہی تھی۔ ہر مہمان کے بارے میں مائیکل سے کرید کرید کر پوچھ رہی تھی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر آنکھیں پھیلا کر حیران ہو رہی تھی۔ شادی کے لئے اس قدر اہتمام اور تکلفات بھی اس کے لئے گویا انوکھی بات تھی۔

پھر اس کی نظر چند افراد کی ٹولی پر پڑی جو گھر میں تیار کی گئی شراب کے ایک بیرل کے پاس کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک تو تکفین و تدفین کا کام کرنے والا بونا سیرا تھا۔ دوسرا ایک بیکری کا مالک نیزورین تھا۔ تیسرے کا نام کپولا اور چوتھے کا براسی تھا۔ 'کے' ایک ذہین لڑکی تھی اور اس کی قوت مشاہدہ تیز تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ چاروں آدمی اس طرح خوش دکھائی نہیں دے رہے تھے جس طرح شادی میں شرکت کرنے والے دوسرے لوگ نظر آ رہے تھے۔ اس نے اس بات کا ذکر مائیکل سے بھی کر دیا۔

''ہاں ...... وہ واقعی خوش نہیں ہیں ......'' مائیکل نے مسکراتے ہوئے اس کے خیال کی تائید کی۔ ''اس وقت شادی میں شرکت تو ان چاروں کے لئے ایک ضمنی کام ہے۔ حقیقت میں تو یہ اپنے کسی کام سے آئے ہیں۔ غالباً کوئی فریاد لے کر آئے ہیں اور تخلیے میں میرے والد سے ملاقات کے منتظر ہیں۔''

مائیکل کی بات صحیح معلوم ہوتی تھی۔ 'کے' دیکھ رہی تھی کہ ان چاروں آدمیوں کی نظریں مسلسل ڈون کے تعاقب میں تھیں۔ مہمان آتے تو ڈون آگے بڑھ کر گیٹ پر ان کا استقبال کرتا۔ اسی دوران سڑک کے دوسری طرف سیاہ رنگ کی ایک بڑی گاڑی آ کر رکی۔

اس میں موجود دونوں افراد گاڑی سے اترنے کے بجائے اپنے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک ایک نوٹ بک اور قلم نکال کر بیٹھ گئے۔

انہوں نے وہاں موجود گاڑیوں کے نمبر نوٹ کرنے شروع کر دیئے۔ انہوں نے اپنی اس کارروائی کو خفیہ رکھنے کا بھی تکلف نہیں کیا تھا۔ سنی نے گھوم کر باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ لوگ یقیناً پولیس والے ہیں۔''

''ان کا تعلق ایف بی آئی سے ہے ......'' ڈون نے بے نیازی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''لیکن ہمیں اس سے کیا؟ سڑک تو میری ملکیت نہیں ہے۔ سڑک پر کھڑے ہو کر ...... جس کا جو دل چاہے کر سکتا ہے۔''

سنی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے سیاہ کار والوں کو نیچی آواز میں گالی دی اور بولا۔ ''ان لوگوں کی نظر میں کسی کی کوئی عزت نہیں ہے۔ انہیں موقع محل کا کوئی خیال نہیں ہے۔''

پھر وہ غصیلے انداز میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیاہ کار تک پہنچا اور ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شخص کی طرف جھک کر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اس نے ایک کارڈ جیب سے نکال کر اس کے سامنے لہرایا۔ ڈون کا اندازہ ٹھیک ہی تھا۔ ان لوگوں کا تعلق ایف بی آئی سے ہی تھا۔ سنی غالباً انہیں کھری کھری سنانے کے ارادے سے گیا تھا، تاہم کارڈ دیکھ کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

سیدھا ہو کر وہ ایک لمحے انہیں خونخوار نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے نفرت سے بہ ظاہر تو سڑک پر تھوکا ...... لیکن جان بوجھ کر گردن کو اس طرح جھٹکا دیا کہ تھوک گاڑی کے دروازے پر جا گرا۔ پھر وہ گھوما اور واپس گھر کی طرف چل دیا۔ اس کا خیال تھا کہ ایف بی آئی والے اس کے پیچھے پیچھے آئیں گے ...... مگر وہ نہیں آئے۔ ...... اور نہ ہی ان میں سے کسی نے ایک لفظ بھی کہا۔

گیٹ پر پہنچ کر سنی نے باپ سے کہا۔ ''آپ کا خیال ٹھیک ہی تھا ...... وہ ایف بی

آئی والے ہی ہیں......"

ڈون مربیانہ انداز میں مسکرا دیا گویا اسے اس تصدیق کی ضرورت نہیں تھی۔ سنی بولا "وہ خبیث ہمارے ہاں آنے والی ہر گاڑی کا نمبر نوٹ کر رہے ہیں۔"

ڈون نے اب بھی مربیانہ انداز میں مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔ اس نے بیٹے کو نہیں بتایا کہ اسے تو اپنے ذرائع سے پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی کہ اس موقع پر ایف بی آئی والے آئیں گے اور یہی کام کریں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام قریبی جاننے والوں کو پیغام بھجوایا تھا کہ شادی میں شرکت کے لئے وہ اپنی گاڑیوں میں نہ آئیں بلکہ اِدھر اُدھر سے گاڑیوں کا انتظام کر لیں۔

اسے اپنے بیٹے سنی کی طرف سے یوں غصے کا اظہار اچھا نہیں لگا تھا۔ ڈون اس انداز میں کسی بھی معاملے میں اپنا ردعمل ظاہر کرنے والا آدمی نہیں تھا...... لیکن اس کے خیال میں سنی کی اس حرکت کا ایک فائدہ بھی ہوا تھا۔ اس کے انداز سے ایف بی آئی والوں کو یقین ہو گیا ہو گا کہ ان کی آمد ڈون فیملی کے لئے غیر متوقع تھی۔ اس لئے انہوں نے کوئی احتیاطی تدبیر نہیں کی ہو گی۔

ڈون کارلیون طاقتور ترین دشمن سے انتقام لینے کے لئے بھی اپنے صبر وضبط اور تحمل کو برقرار رکھنے کا قائل تھا۔ اس لئے وہ اس وقت بھی غصے میں نہیں تھا۔ اسی دوران بینڈ نے طربیہ موسیقی کی دھن چھیڑ دی۔ تمام مہمان آ چکے تھے۔ کھانا شروع ہو رہا تھا۔ ڈون نے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے ساتھ اندر چلنے کا اشارہ کیا اور وہ باغ کی طرف چل دیئے جہاں کھانے کی میزیں سجی ہوئی تھیں۔

مہمانوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ ان میں سے کچھ، ایک طرف بنے ہوئے چوبی فرش پر ڈانس کر رہے تھے اور کچھ کھانے کے لئے لمبی لمبی میزوں پر بیٹھ چکے تھے جن پر انواع واقسام کے کھانے اور مشروبات سجے ہوئے تھے۔ باغ میں جشن کا سا سماں تھا۔ فضا میں موسیقی کی لہریں بکھر رہی تھیں۔

ڈون کارلیون کی بیٹی کا پورا نام کونس تانزیا تھا لیکن اختصار سے اسے صرف کونی کہا جاتا تھا۔ وہ اپنے دولہا کارلو رزی کے ساتھ ایک آراستہ اسٹیج پر بیٹھی تھی جس کے فرش پر بہت سے پھول بکھرے ہوئے تھے۔ وہ بھاری بھرکم عروسی لباس میں تھی۔ اس کے ساتھ دو اور نوجوان لڑکیاں بھی تقریباً دلہن ہی کی طرح تیار ہو کر پیچھے بیٹھی تھیں۔

سب کچھ قدیم، روایتی، اطالوی انداز میں ہو رہا تھا۔ کونی کو روایتی طور طریقے زیادہ پسند نہیں تھے لیکن باپ کی خوشی کی خاطر وہ خاموش رہی تھی اور اس نے سب کچھ اسی طرح ہونے دیا تھا جس طرح ڈون چاہتا تھا کیونکہ ڈون نے بھی اپنے ہونے والے داماد رزی کو برداشت ہی کیا تھا ڈون کو وہ نوجوان پسند نہیں آیا تھا لیکن وہ کونی کو پسند تھا اور باپ نے بیٹی کی پسند کے سامنے سر جھکا دیا تھا۔

رزی کا باپ سسلی کا اور ماں نارتھ اٹلی کی تھی جس سے اسے سنہرے بال اور نیلی آنکھیں ورثے میں ملی تھیں۔ اس کے والد نویڈا میں رہتے تھے لیکن رزی نے کچھ عرصہ پہلے وہ ریاست چھوڑ دی تھی۔ یہ کہنا زیادہ درست تھا کہ وہ وہاں سے بھاگ آیا تھا کیونکہ وہاں پولیس کے ساتھ اس کا کچھ مسئلہ ہو گیا تھا۔

وہ نیویارک آیا تو یہاں اس کی ملاقات سنی سے ہوئی اور اسی کے توسط سے وہ اس کی بہن سے بھی مل لیا...... جس کے ساتھ آخر اس کی شادی کی نوبت آ گئی۔ ڈون نے اُڑتی اُڑتی خبر سن لی تھی کہ وہ نویڈا میں کسی سلسلے میں پولیس کو مطلوب تھا۔ ڈون نے بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کرنے سے پہلے اس معاملے کی صحیح معلومات کرانے کے لئے اپنے قابل اعتماد آدمیوں کو نویڈا بھیجا جنہوں نے آ کر رپورٹ دی کہ نویڈا میں رزی کسی سنگین معاملے میں پولیس کو مطلوب نہیں تھا۔

بات بس اتنی تھی کہ ایک بار اس کے پاس سے ایک غیر قانونی پستول برآمد ہوا تھا۔ وہ ضمانت پر رہا تھا مگر فرار ہو کر نیویارک آ گیا تھا۔ یہ حرکت جرم سے زیادہ سنگین تھی تاہم اتنی سنگین بھی نہیں تھی کہ اس پر تشویش میں مبتلا ہوا جاتا۔ نوجوان اس قسم کی حرکتیں کرتے ہی

رہتے تھے۔ یہ ایسا معاملہ تھا جس کا ریکارڈ آسانی سے صاف کرایا جا سکتا تھا۔ ڈون نہیں چاہتا تھا کہ اس کے خاندان کے کسی فرد...... اور خصوصاً اس کے ہونے والے داماد کا پولیس میں کوئی ریکارڈ موجود ہو۔

ڈون کے جو آدمی نویڈا گئے تھے، وہ رزی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے علاوہ یہ خبر بھی لائے تھے کہ اس ریاست میں کچھ مخصوص شرائط پوری کرنے کے بعد قانونی طور پر جوا خانے کھولنے کی اجازت تھی۔ وہاں بہت بڑے بڑے کیسینو موجود تھے جو نائٹ کلب کے طور پر بھی چل رہے تھے اور ان کا کچھ حصہ قمار بازی کے لئے بھی مخصوص تھا۔ ڈون نے یہ خبر دلچسپی سے سنی تھی کیونکہ اسے ایسے ہر کام سے دلچسپی تھی جس میں زیادہ قانونی خطرات کے بغیر زیادہ سے زیادہ نفع منافع کمایا جا سکے۔

کونی معمولی شکل صورت کی لڑکی تھی۔ بدقسمتی سے اس میں اپنے والدین اور بھائیوں کی وجاہت کی کوئی جھلک نہیں تھی۔ وہ دبلی پتلی سی تھی اور اس کی حرکات وسکنات سے اضطراب جھلکتا تھا لیکن آج شادی کی خوشی سے تمتماتے چہرے اور دلہن کے لباس میں وہ کسی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی اور وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں رزی پر قربان ہوئی جا رہی تھی۔

دولہا رزی کسرتی جسم کا مالک تھا۔ نویڈا میں اس نے نوجوانی میں مزدوروں کی طرح سخت محنت مشقت کے کام بھی کئے تھے لیکن اس کے خیال میں اب اس کی قسمت سنور گئی تھی۔ وہ ایک ایسے خاندان میں شادی کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا جو اپنے رکھ رکھاؤ اور طور طریقں میں شاہی خاندان سے کم نہیں تھا۔ اسے اپنی دلہن کی والہانہ نظروں سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو اس کے کندھے پر لٹکے ہوئے بڑے سے پرس کو دیکھ رہا تھا جس میں مہمانوں کے دیئے ہوئے نوٹوں کے لفافے بھرے ہوئے تھے۔ وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس پرس میں کتنی رقم جمع ہو چکی ہو گی؟...... اور یہ تو محض ابتدا تھی!

مہمانوں میں ایک اور شخص بھی کبھی کبھی کن انکھیوں اور للچائی ہوئی نظروں سے اس

پرس کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ اس کا نام پالی گیٹو تھا۔ وہ عمدہ سوٹ میں ملبوس تھا اور اس کا چہرہ کسی حد تک نیولے جیسا تھا۔ اس کے بال سلیقے سے جمے ہوئے تھے۔ وہ عادت سے مجبور ہو کر پرس کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اسے پار کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا...... ورنہ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کی حرکت کرنا ایسا ہی تھا جیسے کسی نہتے آدمی کا شیر کے منہ سے نوالا چھیننا...... لیکن خواب دیکھنے پر بہر حال کوئی پابندی نہیں تھی۔

کبھی کبھی وہ اپنے باس پیٹر مینزا کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا جو ڈانسنگ فلور پر کئی لڑکیوں کے ساتھ باری باری ڈانس کر رہا تھا۔ مینزا ایک دراز قد اور نہایت مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ اکثر لڑکیوں کے سر اس کے سینے تک بھی نہیں پہنچ پاتے تھے اور وہ اس کے سامنے بالکل گڑیوں جیسی لگتی تھیں۔ وہ اس قسم کے لوگوں میں سے تھا جسے آتے دیکھ کر لوگ خود ہی راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ مینزا اور گیٹو دونوں ڈون کے خاص کارندے تھے۔

آخر کار مینزا تھک کر ایک کرسی پر ڈھیر ہو گیا تو گیٹو جلدی سے آگے بڑھ کر ایک ریشمی رومال سے اس کی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا۔ مینزا تیزی سے بولا۔ ”ان نخرے بازیوں کو چھوڑو اور اپنے اصل کام پر توجہ رکھو۔ اِدھر اُدھر گھوم پھر کر جائزہ لیتے رہو کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ پاس پڑوس پر بھی نظر ڈالتے رہنا...... کہ کہیں کسی گڑبڑ کے آثار تو نہیں۔“

گیٹو اس کا حکم سنتے ہی مہمانوں کے ہجوم میں کہیں غائب ہو گیا۔

اسی دوران نینو نامی ایک نوجوان نے مینڈولین اٹھا کر بجانا شروع کر دیا۔ وہ ترنگ میں تھا۔ مینڈولین کی دھن پر اس نے ایک خاص بے تکلفانہ قسم کا محبت بھرا گیت بھی لڑکھڑاتی آواز میں گانا شروع کر دیا۔ مہمان اس کا ساتھ دینے لگے۔ عورتیں خوشی سے چیخ رہی تھیں، قہقہے لگا رہی تھیں جن میں ڈون کی بیوی بھی شامل تھی۔

ڈون کو اس انداز کی ہنگامہ خیزی پسند نہیں تھی لیکن وہ مہمانوں کی خوشی اور تفریح میں رکاوٹ بھی نہیں بننا چاہتا تھا۔ وہ خاموشی سے اندر کی طرف چل دیا۔ باپ کو اندر جاتے

دیکھ کر سنی جلدی سے دلہن کے عقب میں اس کی میڈ کے طور پر بن سنور کر بیٹھی ہوئی لوسی قریب جا بیٹھا۔ سنی نے پہلے یہ دیکھ لیا تھا کہ اس کی بیوی وہاں موجود تو نہیں تھی۔ وہ کچن مصروف تھی۔

سنی نے لوسی کے کان میں سرگوشی میں کچھ کہا اور وہ اٹھ کر مکان کے اندرونی کی طرف چل دی۔ سنی نے اس وقت تک انتظار کیا۔ جب تک وہ اندرونی دروازے عقب میں غائب نہیں ہو گئی۔ پھر وہ بھی اٹھ کر اسی طرف چل دیا لیکن راستے میں اِد اُدھر رک کر وہ بعض مہمانوں سے تھوڑی بہت بات چیت کرتا جا رہا تھا۔ وہ یہ ظاہر کرنے پوری پوری کوشش کر رہا تھا کہ وہ لوسی کے تعاقب میں نہیں جا رہا...... گو کہ وہاں اس بات کسی کو پرواہ بھی نہیں تھی۔ چند لمحے بعد وہ دونوں اوپر کے ایک کمرے میں یکجا تھے اور مرتع سانسوں کے درمیان اس خلوت سے پورا پورا استفادہ کر رہے تھے۔

اس دوران نچلی منزل کے ایک کمرے کی کھڑکی کے شیشے سے ٹام ہیگن شادی تقریب کا نظارہ کر رہا تھا۔ وہ ڈون کارلیون کا وکیل تھا اور یہ کمرہ اس کے دفتر کے طو استعمال ہوتا تھا۔ اس میں اونچی اونچی دیوار گیر الماریوں میں، شیشے کے دروازوں کے قانون کی موٹی موٹی کتابیں بھری دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ کمرہ ڈون کارلیون کے کمر سے متصل تھا۔ اس طرح ڈون کو آسانی رہتی تھی۔ وہ جب چاہتا کسی بھی خاص اور فو نوعیت کے مسئلے پر ٹام ہیگن سے تبادلہ خیال کرنے آ جاتا تھا۔

ڈون کا قانونی مشیر ہونا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ "ڈون فیملی" کے نظام کاروبار میں یہ اہم ترین عہدہ تھا۔ اس سے پہلے جس شخص نے برسوں تک ڈون کے اس حیثیت سے خدمات انجام دی تھیں وہ اب کینسر کے باعث بسترِ مرگ پر تھا۔ اس بیماری کے بعد سے ہیگن کو یہ حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ اس نے اور ڈون نے اسی کمر میں آمنے سامنے بیٹھ کر بہت سے کاروباری مسائل کی گتھیاں سلجھائی تھیں۔ "فیملی" کے سے معاملات پر سر جوڑ کر غور و خوض کیا تھا۔

کھڑکی کے قریب بیٹھے بیٹھے اس نے ڈون کو بھی اندر آتے دیکھا۔ پھر سنی کو لوسی کے کان میں سرگوشی کرتے اور انہیں یکے بعد دیگرے مکان میں غائب ہوتے بھی دیکھا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا کہ سنی کہیں بھی داؤ لگانے سے باز نہیں رہتا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ ڈون کو اس معاملے کی خبر کر دے...... لیکن پھر اس نے زبان بند رکھنے میں ہی مصلحت سمجھی۔

ڈون کو اندر آتے دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس سے ملنے بھی آئے گا اور آج خواہ اس کی بیٹی کی شادی تھی...... لیکن وہ کچھ نہ کچھ معاملات ضرور نمٹائے گا، جس کا مطلب یہ تھا کہ ہیگن کو بھی کچھ نہ کچھ کام کرنا ہو گا۔ اس نے گہری سانس لی اور ریوالونگ چیئر کو میز کی طرف گھما لیا۔ اس نے میز پر سے چند افراد کے ناموں کی فہرست اٹھائی۔ ہاتھ سے لکھے گئے یہ نام ان افراد کے تھے جنہیں آج تخلیے میں ڈون کارلیون سے ملاقات کی اجازت تھی۔

جب ڈون کمرے میں داخل ہوا تو ہیگن نے اٹھ کر وہ فہرست اسے پیش کر دی۔ ڈون نے فہرست پر نظر ڈالی اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ "بونا سیرا کا نام فہرست کے آخر میں کر دو۔"

ہیگن نے فہرست میں بونا سیرا کا نمبر تبدیل کیا پھر ٹیرس کا دروازہ کھول کر باغ میں اس طرف چلا گیا جہاں ملاقات کے خواہشمندوں کی ٹولی کھڑی تھی۔ اس نے گٹھے ہوئے جسم کے پستہ قد نیزورین کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

بیکری کا مالک نیزورین جب ہیگن کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تو ڈون کارلیون نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اس سے گلے ملا۔ اٹلی میں وہ دونوں بچپن میں ساتھ کھیلے تھے اور جب سے نیزورین، نیویارک میں بیکری چلا رہا تھا تب سے وہ ہر خاص موقع اور تہواروں پر، خاص طور پر تیار کیا گیا ایک بڑا سا کیک ڈون کے گھر بھجوانا نہیں بھولتا تھا۔ آج وہ پہلی بار کسی کام سے ڈون کے گھر آیا تھا۔

ڈون نے اسے مشروب کا ایک گلاس اور اعلیٰ درجے کا ایک سگار پیش کیا۔ خیروعافیت دریافت کرنے کے دوران وہ محبت اور پنائیت سے نیزورین کا کندھا تھپتھپا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ کسی شریف، باعزت اور انا پرست آدمی کے لئے کسی کے سامنے اپ مجبوری، ضرورت یا مسئلہ بیان کرنا آسان کام نہیں تھا۔ وہ نیزورین میں گویا اپنا مسئلہ بیا کرنے کی جرات پیدا کررہا تھا...... اصل بات کے لئے ماحول بنا رہا تھا۔

آخر نیزورین نے اپنا مسئلہ بیان کر ہی دیا کہ کس طرح اس کی بیٹی اینزو شادی کرنے کے لئے بضد تھی...... جبکہ اینزو امریکا میں غیرقانونی طور پر مقیم تھا...... خطرہ کہ اسے جلد ہی اٹلی واپس بھجوادیا جائے گا اور اس کی بیٹی کیتھرین شاید اس صدمے سے جائے گی۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں ڈون کارلیون اس کی آخری امید تھا۔

وہ دونوں اٹھ کر کمرے میں ٹہلتے ہوئے یہ بات چیت کررہے تھے۔ ڈون بازو دوستانہ انداز میں نیزورین کے کندھوں پر ٹکا ہوا تھا اور وہ وقفے وقفے سے تفہیمی ہمدردانہ انداز میں سر ہلا رہا تھا۔

نیزورین نے بات ختم کی تو ڈون نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا کہا۔ "اپنی اس پریشانی کو بھول جاؤ۔ اینزو کو یہاں کی شہریت مل جائے گی...... خواہ اس لئے مجھے کانگریس میں خصوصی بل ہی پاس کرانا پڑے۔ میں کانگریس کے ایک ایسے مم جانتا ہوں جو آسانی سے بل پیش کردے گا اور کانگریس کی اکثریت اسے منظور بھی کر گی...... کیونکہ یہ لوگ اسی طرح ایک دوسرے کے مسئلے حل کرتے ہیں۔ بس، کانگریس اس ممبر کی خدمت میں دو ہزار ڈالر کا نذرانہ پیش کرنا پڑے گا۔ اگر تمہارے لئے دو ہزار ڈ کا بندوبست کرنا مشکل ہو تو وہ بھی میں اپنی جیب سے دے دوں گا۔"

"نہیں...... نہیں...... ایسی کوئی بات نہیں" نیزورین جلدی سے بولا۔ "دو ڈالر کوئی مسئلہ نہیں ہیں۔ میری تو یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کام ہوگا کیسے؟" خوشی س کی حالت عجیب تھی۔

"بس...... تو پھر تم بے فکر ہو جاؤ۔ میرا کوئی آدمی بیکری پر آکر تم سے ملے گا...... رقم بھی لے لے گا اور تمہیں بتادیگا کہ اس سلسلے میں کیا کاغذی کارروائی کرنی ہے۔ او کے؟"

نیزورین نے تشکر اور ممنونیت سے اس کا ہاتھ چوما اور رخصت ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہیگن ڈونی سے مخاطب ہوا۔ نیزورین کے لئے یہ سرمایہ کاری بری نہیں رہے گی دو ہزار ڈالر میں اسے داماد اور عمر بھر کے لئے بیکری پر ایک کارکن مل جائے گا......"

ایک لمحے کے توقف کے بعد ڈون پُرخیال لہجے میں بولا۔ "میں سوچ رہا ہوں کہ یہ کام اپنے کسی آدمی کے سپرد کروں؟"

اس سے پہلے کہ ہیگن کوئی جواب دیتا، ڈون خود ہی بولا۔ "وہ جو دوسرے علاقے میں یہودی رہتا ہے...... اس کے ذمے یہ کام لگاؤ...... اور ہاں...... اس بار کانگریس مین لیو کے بجائے فشر کو آزما کر دیکھو۔ اب جنگ ختم ہوئی ہے تو ہمارے پاس اس قسم کے غیرقانونی تارکین وطن کے بہت سے کیسز آئیں گے۔ ہمیں ایسا کانگریس مین تلاش کرنا ہوگا جو موقع دیکھتے ہی اپنا معاوضہ نہ بڑھا دے......"

☆......☆......☆

ہیگن نے ایک پیڈ پر یہ اہم نکات نوٹ کئے، پھر فہرست کے مطابق دوسرے ملاقاتی کو بلانے چلا گیا۔ اس بار اس کے ساتھ اندر آنے والے آدمی کا نام کپولا تھا۔ اس کے باپ کے ساتھ ڈون نے اپنی نوجوانی کے زمانے میں ریلوے یارڈ میں کام کیا تھا۔ کپولا کو پیزا کی دکان کھولنے کے لئے پانچ سو ڈالر کی ضرورت تھی اور اسے کہیں سے قرض نہیں مل رہا تھا۔

ڈون نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹ نکالے لیکن وہ کل چار سو ڈالر تھے۔ اس نے دانت بھینچ کر گہری سانس لی اور ہیگن سے مخاطب ہوا۔ "ذرا سو ڈالر ادھار تو دینا...... پیر کو میں بینک جاؤں گا تو واپس دے دوں گا......"

"کوئی بات نہیں...... چار سو ڈالر سے بھی کام چل جائے گا" سائل جلدی سے

بولا۔

”جب تم نے پانچ سوڈالر مانگے ہیں تو پانچ سوڈالر ہی ملیں گے۔“ ڈون نے فیصلہ کن انداز میں کہا پھر اس کا لہجہ معذرت خواہانہ ہوگیا۔”دراصل شادی کی تیاریوں کے چکر میں میری جیب میں نقد رقم نہیں رہی۔“

ہیگن نے اپنی جیب سے سوڈالر نکال کر ڈون کی طرف بڑھا دیئے۔اسے ڈون کا اصول معلوم تھا کہ ذاتی طور پر وہ رقم کے معاملے میں کسی پر احسان کرتا تھا تو اپنی جیب سے نقد رقم نکال کر دیتا تھا۔چیک وغیرہ نہیں لکھتا تھا......اور نہ ہی اس رقم کا کہیں اندراج ہوتا تھا۔کپولا جیسے آدمی کے لئے یقیناً یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا کہ ڈون جیسی شخصیت اسے قرض دینے کے لئے خود اپنے ملازم سے ادھار مانگ رہی تھی۔بے شک ڈان کروڑ پتی تھا لیکن کروڑ پتی بھلا کسی چھوٹے آدمی کے کام آنے کے لئے اتنی زحمت کر سکتے تھے؟

کپولا کے جانے کے بعد ہیگن بولا۔”لوکا براسی کا نام فہرست میں نہیں ہے لیکن وہ بھی تخلیے میں آپ سے ملنا چاہتا ہے۔شاید وہ خاص طور پر صرف اس بات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے کہ آپ نے اسے شادی میں مدعو کیا۔اسے اس کی امید نہیں تھی۔“

ڈون کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری ابھری جیسے وہ محض اس مقصد کے لئے براسی سے ملنا ضروری نہ سمجھتا ہو......لیکن پھر وہ گہری سانس لے کر بولا”چلو......خیر......بلالو اسے بھی......“

باہر باغ میں مائیکل کی منگیتر کے دور سے ہی براسی کو دیکھ کر حیران ہو رہی تھی کیونکہ وہ چہرے مہرے سے ہی ایک خطرناک اور خونخوار آدمی نظر آتا تھا۔وہ مائیکل سے اس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

مائیکل حقیقت میں کے کو اسی مقصد کے لئے ساتھ لایا تھا کہ وہ اسے دھیرے دھیرے اپنے باپ کی اصل حیثیت اور ”فیملی“ کے بارے میں حقائق کو قبول کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کر سکے۔وہ اس کے ذہن میں اپنے باپ اور ”فیملی“ کا قدرے بہتر تصور بٹھانا

چاہتا تھا تاکہ اسے کبھی اچانک کسی قسم کا دھچکا نہ لگے......لیکن اسے لگ رہا تھا کہ کے نے حقیقت کو کسی نہ کسی حد تک محسوس کر لیا تھا۔

وہ ایک ذہین لڑکی تھی۔اس نے غالباً یہ رائے قائم کی تھی کہ ڈون کا سارا ہی بزنس کچھ اتنا زیادہ شریفانہ، معززانہ، اور اخلاقی حدود وقیود کے اندر نہیں تھا۔کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ ناخوشگوار پہلو موجود تھے۔آخر مائیکل نے فیصلہ کیا کہ کے کو آہستگی اور نرمی کے ساتھ......مناسب حد تک......حقائق سے روشناس کرانا ہی بہتر تھا۔بہت کھلے اور واضح انداز میں نہیں......لیکن مبہم اور ذرا ڈھکے چھپے انداز میں یہ کام کرنا ضروری تھا۔

اس نے براسی کے بارے میں ”کے“ کو بتایا۔”سنا ہے کہ مشرقی علاقے کے انڈر ورلڈ میں یہ شخص دہشت کی علامت ہے۔یہ کسی کی بھی مدد کے بغیر کسی کو اس طرح قتل کر سکتا ہے کہ پولیس یا ایف بی آئی کبھی حقیقت کا سراغ نہیں پا سکتی اور کوئی ایسا نکتہ تلاش نہیں کر سکتی جس کی بناء پر وہ اس پر ہاتھ ڈال سکے۔“

پھر مائیکل کے چہرے پر قدرے ناگواری ابھر آئی اور ایک لمحے کے توقف کے بعد وہ ذرا ناپسندیدگی سے بولا۔”یہ شخص کسی حد تک میرے والد کا دوست ہے۔“

مائیکل نے سر اٹھا کر کے طرف دیکھا۔”کے“ کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔وہ گویا بے یقینی سے بولی۔”کہیں تم مجھے یہ بتانے کی کوشش تو نہیں کر رہے کہ یہ آدمی تمہارے والد کے لئے کام کرتا ہے؟“

مائیکل نے دل ہی دل میں مصلحت پسندی پر لعنت بھیجی اور کافی حد تک کھل کر بات کرنے کا فیصلہ کیا۔وہ بولا۔”تقریباً پندرہ سال پہلے کچھ لوگوں نے میرے والد کے، تیل کی امپورٹ کے کاروبار پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔میرے والد اٹلی سے زیتون کا تیل امپورٹ کرنے والے سب سے بڑے امپورٹر ہیں۔جو لوگ ان کے کاروبار پر قبضہ کرنا چاہتے تھے، انہوں نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی اور یوں سمجھو کہ وہ اپنے مقصد میں تقریباً کامیاب ہی ہو گئے تھے۔اس وقت براسی ان سے نمٹنے کے لئے نکلا تھا......سنا ہے

اس نے دو ہفتوں کے اندر اندر چھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا تھا جس کے بعد وہ لڑائی ختم ہوگئی تھی جسے انڈر ورلڈ کی اصطلاح میں ''اولیو آئل وار'' کہا جاتا تھا۔'' مائیکل نے یہ کہتے ہوئے اس انداز میں مسکرانے کی کوشش کی جیسے اس نے کوئی لطیفہ سنایا تھا۔

''کیا گروہ بازوں نے تمہارے والد کو گولی ماردی تھی؟'' 'کے' نے دریافت کیا۔

''ہاں ...... لیکن یہ پندرہ سال پہلے کی باتیں ہیں۔ تب سے اب تک حالات بالکل پُرسکون ہیں......'' اس نے گویا 'کے' کو تسلی دی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس نے 'کے' کو ضرورت سے زیادہ تو نہیں بتا دیا؟...... اور یہ بات ان کے باہمی تعلق کے لئے نقصان دہ تو ثابت نہیں ہوگی؟

''تم اصل میں مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو۔''...... 'کے' نے مسکراتے ہوئے ہولے سے اس کی پسلیوں میں کہنی ماری۔ ''تم چاہتے ہو کہ میں تم سے شادی سے انکار کردوں۔''

مائیکل تحمل سے مسکرایا اور بولا۔ ''نہیں، میں چاہتا ہوں کہ تم شادی سے پہلے ان باتوں کے بارے میں سوچ لو...... غور کرلو۔''

''کیا اس نے واقعی چھ آدمیوں کو قتل کیا تھا؟'' 'کے' نے براسی کی طرف دیکھتے ہوئے بے یقینی سے پوچھا۔

''اخبارات نے تو یہی لکھا تھا...... لیکن کوئی بھی اس بات کو ثابت نہیں کر سکا تھا۔'' مائیکل نے کہا۔ ''اس کے بارے میں اس سے بھی زیادہ خوفناک ایک کہانی اور بھی ہے ...... لیکن وہ اخبارات میں نہیں آسکی۔ میرے والد اس کے بارے میں زبان نہیں کھولتے۔ ڈیڈی کا وکیل ٹام ہیگن اس کہانی سے واقف ہے لیکن وہ بھی مجھے کچھ نہیں بتاتا۔ ایک بار میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کس عمر میں تم مجھے اس قابل سمجھو گے کہ وہ کہانی سنا سکو......؟ تو اس نے جواب دیا کہ جب تم سو سال کے ہو جاؤ گے۔''

یہ کہہ کر مائیکل نے ٹھنڈی سانس لی اور گلاس سے مشروب کی چسکی لے کر بولا۔

''نہ جانے وہ کیا کہانی ہوگی!''

براسی درمیانے قد...... مگر مضبوط جسم کا ایک ایسا آدمی تھا جس کی طرف غور سے دیکھنے پر اچھے بھلے دلیر انسان کے جسم میں بھی پھریریاں سی دوڑنے لگتی تھیں۔ اس کے پتلے پتلے ہونٹ سفاکانہ انداز میں بھنچے رہتے تھے اور اس کی آنکھوں سے موت کی سرد مہری جھلکتی تھی۔ انڈر ورلڈ کے لوگ بھی اس سے خوف کھاتے تھے لیکن ڈون کارلیون کا وہ بے حد وفادار تھا۔ ڈون سے اس کی یہ وفاداری مثالی تھی اور ڈون کی سلطنت کے ڈھانچے میں وہ ایک اہم ستون تھا۔ لوگوں کا خیال کہ اس طرح کے کردار اب بہت کمیاب تھے۔

براسی دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتا تھا البتہ اس نے اپنی مرضی سے گویا خود کو ڈون سے ڈرنے اور اس کی عزت کرنے کا پابند بنا رکھا تھا۔ وہ ہیگن کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوا تو ڈون کو سامنے پا کر اس کا انداز نہایت مئودبانہ ہوگیا۔ اس نے پہلے ڈون کو بیٹی کی شادی کی مبارکباد دی پھر دعا کی کہ اس کی بیٹی کے ہاں پہلی اولاد لڑکا ہو۔ اس کے بعد اس نے موٹا سا ایک لفافہ نکال کر ڈون کی خدمت میں پیش کیا۔

تب ہیگن سمجھ گیا کہ براسی کیوں خاص طور پر ڈون سے تنہائی میں مل کر اسے بیٹی کی شادی کی مبارکباد دینا چاہتا تھا۔ دراصل اس نے اندازے لگا کر اپنی دانست میں تمام مہمانوں سے زیادہ رقم تحفے کے طور پر پیش کرنا تھی۔ اس رقم کا لفافہ وہ براہ راست ڈون ہی کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا۔ ڈون نے وہ لفافہ ایک شاہانہ تمکنت کے ساتھ قبول کرلیا اور اس کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔ براسی کا سر گویا فخر سے بلند ہوگیا۔ اس کے چہرے کی خشونت اور خونخواری اس لمحے کم ہوگئی۔ اس نے جھک کر نہایت احترام سے ڈون کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ ہیگن اس کے لئے دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

اس کے جانے کے بعد ڈون نے طمانیت کی گہری سانس لی اور اس کے خیال میں براسی ڈائنا مائٹ کی طرح تھا اور اسے احتیاط سے ہینڈل کرنے کی ضرورت تھی تاہم اس

کا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ وہ براسی سے کسی قسم کا خوف محسوس کرتا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ڈائنا مائٹ سے بھی خود کو نقصان پہنچائے بغیر اسے اپنے مقاصد کے لئے کس طرح استعمال کیا جا سکتا تھا۔

"کیا اب صرف بونا سیرا باقی رہ گیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

ہیگن نے اثبات میں سر ہلایا تو ڈون ایک لمحے پُرخیال انداز میں چپ رہنے کے بعد بولا "اسے بلانے سے پہلے سین ٹینو کو بھی یہاں بلا لو۔ میں چاہتا ہوں کہ ان باتوں...... اور ان ملاقاتوں سے وہ بھی کچھ سیکھے"

ہیگن جلدی سے مضطربانہ انداز میں باہر چلا گیا اسے اندازہ تھا کہ سین ٹینو عرف سنی اس وقت کسی کمرے میں دلہن کی سہیلی کے ساتھ دادِ عیش دے رہا ہوگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ بات کھل جائے تو کیا ہنگامہ اٹھ کھڑا ہو، اس نے احتیاطاً پہلے اسے نظروں ہی نظروں میں باغ میں تلاش کیا لیکن وہ وہاں نہیں تھا۔ ہیگن نے اسے آدھا گھنٹہ پہلے اوپر کی منزل کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی وہیں تھا کیونکہ لوسی بھی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

اس نے ٹھنڈی سانس لی اور واپس مڑ گیا۔ اس دوران مائیکل کی منگیتر 'کے' نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ اس کے بارے میں مائیکل سے پوچھنے لگی اور بولی۔ "یہ شخص حقیقت میں کون ہے؟ اس سے جب میری ملاقات ہوئی تو اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے خود کو تمہارا بھائی کہا تھا...... لیکن نہ تو اس کی شکل میں تم بھائیوں کی ذرا سی بھی شباہت ہے اور نہ ہی یہ اطالوی معلوم ہوتا ہے۔"

"یہ اصل میں بارہ سال کی عمر میں ہمارے گھر میں آیا تھا اور یہیں پلا بڑھا ہے۔" مائیکل نے بتایا۔ "اس کے والدین مر گئے تھے اور یہ لاوارثوں کی طرح گلیوں میں دھکے کھا رہا تھا۔ انفیکشن سے اس کی ایک آنکھ خراب ہو رہی تھی۔ سنی ترس کھا کر اسے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ بس...... تب سے یہیں ہے۔ اس کا کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا جہاں یہ جاتا۔ یہ ہمارے ساتھ ہی پلا بڑھا۔ اس کی آنکھ کا علاج کرایا گیا۔ اسے قانون کی تعلیم دی گئی۔ اسے وکیل

بننے کا شوق تھا۔ پھر اس کی شادی بھی ہو گئی۔ اب یہ میرے والد کا وکیل ہے۔"

"حیرت ہے!" 'کے' نے ایک بار پھر آنکھیں پھیلائیں۔ "یہ تو بالکل فلموں اور قصے کہانیوں جیسا واقعہ ہے۔ تمہارے والد یقیناً بہت رحم دل انسان ہیں جو انہوں نے ایک یتیم اور لاوارث لڑکے کو گود لیا اور اتنے اچھے طریقے سے پرورش کی...... جبکہ ان کے اپنے بھی کئی بچے تھے۔"

"انہوں نے اسے گود نہیں لیا تھا...... ایڈاپٹ نہیں کیا تھا۔" مائیکل نے گویا اس کی غلط فہمی دور کی۔ "بس اس نے ہمارے ہاں پرورش پائی ہے...... اور اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ میرے والد کے اپنے بھی کئی بچے تھے۔ ہم صرف چار بہن بھائی ہیں اور اطالویوں کے ہاں چار بچوں کو زیادہ نہیں سمجھا جاتا۔ اسے ایڈاپٹ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد کے خیال میں کسی بھی بچے کو اس کے اصل والدین کے ناموں سے محروم کر کے اپنے نام کے ساتھ نتھی کر دینا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ وہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ ان کے خیال میں یہ اصل والدین کی توہین ہے۔"

اس دوران انہوں نے دیکھا کہ ہیگن کہیں سے سنی کو تلاش کر کے اپنے ساتھ اندر لے جا رہا تھا۔ جاتے جاتے اس نے بونا سیرا کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا۔ بوسیرا جلدی سے ادھر لپکا۔ یہ دیکھ کر 'کے' کو گویا ایک اور سوال کرنے کا موقع مل گیا۔

"آج تمہاری بہن کی شادی ہے۔ آج بھی لوگ تمہارے والد کے پاس کسی نہ کسی کام سے آئے ہوئے ہیں۔" وہ بولی۔

"آج تو وہ خاص طور پر آئے ہیں۔ آج کا دن ان کے خیال میں عام دنوں سے زیادہ اچھا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ کوئی بھی روایت پسند اطالوی اپنی بیٹی کی شادی کے دن کسی کی درخواست رد نہیں کر سکتا اور کوئی بھی اطالوی اپنا کام نکلنے کا ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا۔" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس دوران ہی لوسی واپس آ گئی۔ اس کا چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ وہ دلہن کے قریب آ

بیٹھی۔

''کہاں چلی گئی تھیں تم؟'' کونی نے سرگوشی میں پوچھا۔

''میں ذرا باتھ روم گئی تھی۔'' لوسی نے عذر لنگ پیش کیا۔ کونی نے گویا حقیقت کا اندازہ کر لینے کے باوجود اس کے عذر کو قبول کر لیا اور نیچی آواز میں بولی۔ ''اب کہیں مت جانا...... میرے پاس ہی بیٹھی رہنا۔''

''بس تھوڑی دیر کی بات ہے...... پھر تو تمہیں اپنے دولہا کے سوا کسی کا بھی اپنے پاس بیٹھنا بہت ناگوار گزرے گا۔'' لوسی نے شریر لہجے میں کہا اور دولہا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

اس دوران بوناسیرا ہیگن کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ اس نے ڈون کارلیون کو ایک بڑی سی میز کے عقب میں بیٹھے پایا۔ سنی کھڑکی کے قریب کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔ آج کے دن بوناسیرا وہ پہلا فرد تھا جس کے استقبال کے سلسلے میں ڈون نے خاصی سرد مہری کا مظاہرہ کیا۔ اس نے بوناسیرا سے مصافحہ کیا اور نہ ہی اس کے گلے ملنے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا۔ بوناسیرا کے لئے اس کے دل میں کوئی خاص دوستانہ جذبات نہیں تھے۔ اسے شادی کی تقریب میں بھی صرف اس لئے مدعو کر لیا گیا تھا کہ اس کی بیوی سے ڈون کی بیوی کی خاصی دوستی تھی۔

''میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اور میری فیملی کو اس تقریب میں بلا کر عزت بخشی اور معذرت خواہ ہوں کہ میری بیوی اور بیٹی تقریب میں نہیں آ سکیں۔ میری بیٹی ابھی تک اسپتال میں ہے......'' بوناسیرا نے ہوشیاری سے گفتگو کا آغاز کیا۔

''تمہاری بیٹی جس المیے کا شکار ہوئی، ہم سب اس کے بارے میں جانتے ہیں۔'' ڈون نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ''اگر تمہیں اس سلسلے میں کسی مدد کی ضرورت ہے تو کہہ ڈالو۔ تمہیں مایوسی نہیں ہوگی۔''

بوناسیرا نے سنی اور ہیگن کی طرف دیکھا پھر ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔ ''کیا میں

آپ سے تخلیے میں بات کر سکتا ہوں؟''

''نہیں......'' ڈون نے بلا تامل گمبھیر لہجے میں کہا۔ ''یہ دونوں میرے بازوؤں کی طرح ہیں۔ میری کوئی بات...... میرا کوئی معاملہ ان سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں انہیں باہر بھیج کر ان کی توہین نہیں کر سکتا۔''

بوناسیرا نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں پھر گہری سانس لے کر گویا کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے بولا۔ ''میں امریکا میں رچ بس گیا تھا اور اس ملک کو پسند بھی کرتا تھا۔ یہاں مجھے سکون سے زندگی گزارنے کا موقع ملا اور میں نے پیسہ بھی کمایا۔ میں نے اپنی بیٹی کی پرورش امریکی انداز میں کی تھی اور اسے آزادی دے رکھی تھی تاہم اس نے کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے میرا سر شرم سے جھک جاتا تاہم اس کا ایک بوائے فرینڈ ضرور تھا جس کے ساتھ وہ باہر گھومنے پھرنے جاتی تھی۔ وہ لڑکا رشتہ مانگنے کبھی ہمارے گھر نہیں آیا......''

وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر گویا گفتگو کے نازک موڑ کی طرف آتے ہوئے بولا۔ ''ایک روز وہ اس لڑکے کے ساتھ ڈرائیو پر گئی۔ راستے میں لڑکے نے اپنے ایک دوست کو بھی ساتھ لے لیا۔ انہوں نے کسی طرح میری بیٹی کو شراب پینے پر بھی مجبور کیا اور پھر ویرانے میں اس کی عزت لوٹنے کی کوشش کی...... اس نے شدید مزاحمت کی تو انہوں نے مار مار کر اس کا برا حال کر دیا، اس کا جبڑا بھی توڑ ڈالا...... ناک بھی توڑ ڈالی۔ اس کے چہرے اور جسم پر نیل پڑ گئے...... وہ تکلیف سے روتی تھی تو میرا دل بھی خون کے آنسو روتا تھا۔'' اس کی آواز رندھ گئی۔ پھر وہ دھیرے دھیرے رونے لگا۔

ڈون نے گویا با دل ناخواستہ ہمدردی اور تاسف سے سر ہلایا۔ اس سے حوصلہ پا کر بوناسیرا شکستہ سے لہجے میں مزید بولا۔ ''میری بیٹی میری آنکھوں کا تارہ تھی...... بہت خوبصورت تھی...... مگر اب شاید وہ زندگی بھر کے لئے بدصورت ہو جائے۔ انسانوں پر سے اس کا اعتماد شاید ہمیشہ کے لئے اٹھ چکا ہے۔ میں ایک اچھے امریکی کی طرح پولیس کے پاس گیا۔ دونوں لڑکے گرفتار بھی ہوئے۔ مقدمہ بھی چلا۔ ان کے خلاف شہادتیں مضبوط تھیں۔

انہوں نے اپنا جرم تسلیم بھی کر لیا۔ جج نے انہیں تین سال کی سزائے قید بھی سنائی مگر اس پر عملدرآمد معطل رکھا۔ دونوں لڑکے اسی دن رہا بھی ہو گئے اور میں احمقوں کی طرح عدالت میں کھڑا رہ گیا۔ وہ سب فاتحانہ انداز میں میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے رخصت ہو گئے۔ تب میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ انصاف کے لئے ہم ڈون کارلیون کے پاس جائیں گے۔''

ڈون کا سر گویا بونا سیرا کے دکھ کے احترام میں جھکا ہوا تھا۔ وہ خاموش ہوا تو ڈون نے سر اٹھایا اور سرد لہجے میں بولا۔ ''تم پولیس کے پاس کیوں گئے؟ اگر تمہیں انصاف چاہئے تھا تو تم پولیس کے پاس جانے کے بجائے میرے پاس کیوں نہیں آ گئے!''

بونا سیرا نے مجرمانہ انداز میں سر جھکا لیا۔ ڈون گویا خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولا۔ ''اتنے برسوں میں تم نے کبھی مجھ سے کوئی رابطہ نہیں رکھا...... حالانکہ میری بیوی تمہاری بیوی کی دوست تھی۔ گویا تمہاری بچی کی ''گاڈ مدر'' تھی لیکن تم کبھی اس بچی کو ہمارے گھر میں نہیں لائے۔ ہم ایک دوسرے کے بہت پرانے جاننے والے تھے لیکن تم نے کبھی مجھے چائے کافی پر بھی اپنے گھر مدعو نہیں کیا۔ شاید تمہیں خوف تھا کہ مجھ سے تعلق رکھ کر تم کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔ تم سمجھتے تھے کہ امریکا ایک جنت ہے جہاں تمہاری طرح شرافت سے زندگی گزارنے والوں کو کوئی خطرہ لاحق نہیں...... تمہیں مجھ جیسے دوستوں کی ضرورت نہیں تھی۔ تمہارا خیال تھا کہ ضرورت پڑنے پر انصاف اور تحفظ دلانے کے لئے امریکا کی پولیس اور عدالتیں کافی ہیں...... لیکن جب تمہیں وہاں منہ کی کھانی پڑی تو تم میرے پاس آ گئے۔ اتنے برسوں بعد تمہیں ڈون کارلیون یاد آ گیا...... اور اس کے پاس بھی تم دل میں عزت اور احترام کے جذبات لے کر نہیں آئے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے اپنی بیوی سے کہا تھا، اگر میں تمہاری مرضی کے مطابق ان لڑکوں کے بارے میں ایسی انتقامی کاروائی کروں جس سے تمہارے دل میں ٹھنڈک پڑ جائے تو اس کے لئے تم بھاری رقم بھی خرچ کرنے کو تیار ہو۔ تم ان لڑکوں کو مروانا چاہتے ہو۔ کیا تم مجھے کرائے کا قاتل سمجھتے ہو؟''

میں تمہاری نظر میں اتنا چھوٹا آدمی ہوں؟

''مم...... میں، معافی چاہتا ہوں گاڈ فادر!'' بونا سیرا شرمندگی اور گھبراہٹ سے ہکلایا۔

ڈون چند لمحے خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر قدرے نرم لہجے میں بولا۔ ''اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

''میں انصاف چاہتا ہوں...... میری بیٹی نے جتنی تکلیف اٹھائی ہے۔ کم از کم اتنی تکلیف تو ان لڑکوں اور ان کے والدین کو بھی پہنچنی چاہئے۔'' بونا سیرا لجاجت سے بولا۔ اس کا چہرہ زرد تھا۔

''اگر تم انصاف کے لئے پہلے ہی میرے پاس آ جاتے تو تمہیں اتنا خوار نہ ہونا پڑتا اور لوگوں کی نظر میں تماشا نہ بننا پڑتا۔ تم انصاف کے لئے ان وکیلوں کے پاس دھکے کھاتے رہے اور ان ججوں کے سامنے گڑگڑاتے رہے جو بکاؤ مال ہیں...... اسی طرح تم کاروبار چلانے کے لئے بھی شروع شروع میں ان بینکوں میں بھکاریوں کی طرح چکر لگاتے رہے جنہوں نے تمہاری ہر چیز کی اچھی طرح چھان پھٹک کرنے کے بعد تمہیں بھاری سود پر قرضہ دیا۔ اگر اس وقت بھی تم نے مجھے اپنایا خود کو میرا دوست سمجھا ہوتا تو میں منہ مانگی رقم تمہارے ہاتھ پر رکھ دیتا۔'' اس نے گہری سانس لی اور بولا۔ ''بہر حال، میری بیوی تمہاری بیٹی کی گاڈ مدر ہے...... اب جاؤ...... تمہیں انصاف مل جائے گا۔''

جب بونا سیرا چلا گیا اور دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا تو ڈون نے ہیگن کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ ''یہ معاملہ میزا کے سپرد کر دو۔ اس سے کہنا کہ بھروسے کے آدمیوں سے کام لے جو لہو کی بو سونگھ کر زیادہ مستی میں نہ آ جائیں اور بہت آگے نہ بڑھ جائیں۔ ہم بہر حال کرائے کے قاتل نہیں ہیں۔''

سنی جو اس دوران کھڑکی سے باہر، باغ کی طرف دیکھ رہا تھا، مڑتے ہوئے بولا۔ ''جونی بھی شادی میں شرکت کے لئے آن پہنچا ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا

......کہ وہ ضرور آئے گا۔" باہر سے مہمانوں کا شور بھی سنائی دینے لگا تھا۔ شاید کچھ لوگ بہت جوش و خروش سے جونی کا استقبال کر رہے تھے۔

ہیگن نے بھی آگے بڑھ کر کھڑکی سے دیکھا پھر ڈون کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

"واقعی...... آپ کا "گاڈسن" جونی آیا ہے...... کیا میں اسے یہاں لے آؤں؟"

"نہیں......" ڈون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ابھی ذرا لوگوں کو اس سے مل کر خوش ہو لینے دو۔ وہ مشہور آدمی ہے۔ لوگ اس سے ملنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں...... وہ بہر حال ایک اچھا "گاڈسن" بھی ہے اس موقع پر وہ میرے پاس آنا نہیں بھولا......"

ہیگن ذرا چبھتے ہوئے سے لہجے میں بولا۔ "ضروری نہیں کہ وہ خاص طور پر آپ سے ملنے یا شادی میں شرکت کرنے کے لئے آیا ہو۔ دو سال سے اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اب وہ پھر کسی مشکل میں نہ پھنس گیا ہو جس کی وجہ سے اسے آپ کے پاس آنا پڑا ہو۔"

"ظاہر ہے...... مشکل یا مصیبت میں وہ مدد کے لئے اپنے گاڈ فادر کے پاس نہیں آئے گا تو کس کے پاس جائے گا؟" ڈون نے خوش دلی سے کہا۔

☆......☆......☆

جونی پر سب سے پہلے کونی کی نظر پڑی تھی اور وہ اپنے دلہن والے تکلفات بالائے طاق رکھتے ہوئے گلا پھاڑ کر چلا اٹھی تھی۔ "جونی......!"

جونی سیدھا اس کی طرف آیا...... دونوں بے تکلفی سے گلے ملے۔ دولہا سے بھی اس کا تعارف ہوا۔ چند لمحوں میں جونی سب کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اسی دوران بینڈ اسٹینڈ کی طرف سے آواز آئی۔ "جونی! آج تو ہم سب کو ایک گانا سنا دو۔"

اس شناسا سا آواز پر جونی نے گھوم کر دیکھا۔ وہ اس کا لڑکپن کا ساتھی نینو تھا جو چند لمحے پہلے تک مینڈولین کی دھن پر کوئی نغمہ سنا رہا تھا۔ کسی زمانے میں جونی اور نینو ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ وہ اکٹھے گاتے تھے۔ اکٹھے محفلوں میں شرکت کرتے تھے۔ لڑکیوں سے

ملنے اکٹھے جاتے تھے لیکن پھر دھیرے دھیرے جونی زندگی کی دوڑ میں، شہرت کے راستوں پر آگے نکل گیا اور نینو پیچھے رہ گیا۔

جونی نے پہلے ریڈیو کے لئے گانا شروع کیا اور جب وہ خاصا مشہور ہو گیا تو اسے گلوکاری کے لئے ہالی وڈ سے بلاوا آ گیا، وہ فلموں کے لئے گانے لگا اور بڑی کمپنیاں اس کے البم بھی تیار کرنے لگیں، اس نے ہالی وڈ سے دو تین مرتبہ نینو کو فون کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے بھی کسی اچھے کلب میں سنگر کے طور پر کام دلانے کی کوشش کرے گا، یہ وعدہ کبھی پورا نہیں ہو سکا۔

تاہم آج نینو نظر آیا تو جونی اس سے لڑکپن کے اسی پرانے انداز میں گرمجوشی سے ملا، اس نے نینو سے مینڈولین لے کر پاؤں زور زور سے چوبی فرش پر مارتے ہوئے دلہن کے اعزاز میں ایک گانا شروع کر دیا۔ نینو اور دیگر بہت سے مہمان اس کا ساتھ دینے لگے، مہمان جونی پر فخر محسوس کر رہے تھے، وہ گویا ان کا اپنا آدمی تھا جس نے شوبز کی دنیا میں اتنا نام بنایا تھا، وہ صرف گلوکاری کے میدان میں ہی نہیں، اداکاری کے میدان میں بھی اسٹار بن گیا تھا لیکن گاڈ فادر کے احترام میں وہ بھی تین ہزار میل سفر کر کے اس کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنے آن پہنچا تھا اور آتے ہی اس نے سماں باندھ دیا تھا، فضا کو جوش و خروش، مستی اور موسیقی سے بھر دیا تھا۔

آخر کار وہ گاڈ فادر سے ملنے اندر جا پہنچا، ڈون کارلیون نے اسے سینے سے لگا کر اس کا استقبال کیا۔ جونی بولا۔ "جب مجھے شادی کا دعوت نامہ ملا تو اس احساس سے میرا دل باغ باغ ہو گیا کہ میرا گاڈ فادر مجھ سے اب ناراض نہیں ہے، اپنی پہلی بیوی کو طلاق دینے کے بعد میں نے پانچ مرتبہ آپ کو فون کیا لیکن ہیگن نے ہر بار مجھے یہی بتایا کہ آپ کہیں گئے ہوئے ہیں، مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔"

"اب میں نے ساری ناراضی بھلا دی ہے۔" ڈون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر اب میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہوں تو بتا دو، ابھی تم اتنے مشہور اور بڑے آدمی نہیں بنے

ہو کہ تمہارے لئے کچھ نہ کر سکوں۔"

"میں اب اتنا مشہور اور کامیاب آدمی نہیں رہا، میں بہت تیزی سے نیچے جا رہا ہوں۔" جونی مشروب کا گلاس خالی کرتے ہوئے بولا۔ "آپ نے ٹھیک کہا تھا کہ مجھے اپنی پہلی بیوی اور بچوں کو نہیں چھوڑنا چاہئے تھا، آپ اس بات پر مجھ سے ناراض ہوئے تھے تو ٹھیک ہی ناراض ہوئے تھے، ہالی وڈ کی جس سپر اسٹار سے میں نے شادی کی، وہ کال گرل سے بھی بدتر ثابت ہوئی، اس کی صورت فرشتوں جیسی لیکن حرکتیں شیطان کو شرمانے والی ہیں، اگر اس کی کوئی فلم کامیاب ہو جاتی ہے تو وہ اس فلم کے ڈائریکٹر، پروڈیوسر سے لے کر لائٹ مین تک کو اپنے حسن سے فیض یاب ہونے کا موقع دے دیتی ہے اور......!"

"تمہاری سابق بیوی اور بچے کیسے ہیں؟" ڈون نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اچھے طریقے سے ان سے علیحدگی اختیار کی تھی۔" جونی نے جواب دیا۔ "طلاق کے بعد میں نے انہیں اس سے کہیں زیادہ رقم اور دوسری چیزیں دی تھیں جتنی عدالت نے کہی تھیں، ہفتے میں ایک مرتبہ میں ان سے ملنے بھی جاتا ہوں لیکن اب مجھے زندگی میں ان کی کمی محسوس ہوتی ہے۔"

اس نے ہیگن سے اپنے لئے مشروب کا ایک اور گلاس بھروایا، ایک گھونٹ بھرا اور سگریٹ کا ایک کش لینے کے بعد وہ بولا۔ "میری دوسری بیوی مجھ پر ہنستی ہے اور میں اس کی بدچلنی پر ناراض ہوتا ہوں تو وہ مجھے قدامت پرست قرار دے کر میرا مذاق اڑاتی ہے" میرے گانوں کا بھی مذاق اڑاتی ہے، ویسے بھی آج کل گلوکاری کے میدان میں بھی مجھے ناکامیوں ہی کا سامنا ہے، ایسا لگتا ہے کہ قسمت کے ساتھ ساتھ آواز بھی مجھ پر مہربان نہیں رہی، اب مجھ سے گایا بھی نہیں جاتا، میری آواز میرا ساتھ چھوڑ گئی ہے، آنے سے پہلے بیوی سے میرا جھگڑا ہوا، میں نے اس کی پٹائی کی لیکن اس کے چہرے پر نہیں مارا کیونکہ اس کی فلم کی شوٹنگ چل رہی ہے۔" اس نے ایک آہ بھری اور دردناک لہجے میں بولا۔ "

ہے اب تو زندگی میں کوئی کشش...... کوئی دلچسپی ہی نہیں رہی۔"

"بھئی......! ان معاملات میں تو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" ڈون نے ملائمت سے کہا۔

"جس اسٹوڈیو کی فلموں میں، میں نے کام کیا تھا، اب وہ بھی مجھے کاسٹ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، اسٹوڈیو کا مالک شروع سے ہی مجھ سے جلتا تھا، اب گویا اسے مجھ سے انتقام لینے کا بہترین موقع مل گیا ہے، وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔"

"کیوں......؟" ڈون نے دریافت کیا۔

"میں نے اس کی ایک خاص محبوبہ کو اس سے چھین لیا تھا حالانکہ ہمیشہ کے لئے نہیں چھینا تھا صرف چند دنوں کی بات تھی اور وہ خود ہی میرے پیچھے آئی تھی، اب میں بھلا کیا کرتا؟ ایسا لگتا ہے کہ اب تو کوئی بھی مجھے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں...... گاڈفادر! میں کیا کروں؟"

"اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم مرد تو بنو۔" ڈون نے سخت ناگواری سے کہا۔ "یہ عورتوں کی طرح رونا دھونا اور فریاد کرنا تو بند کرو۔"

جونی نے اس کی ڈانٹ کا برا نہیں منایا اور ہنسنے لگا۔ ڈون کو اس کی یہ عادت اچھی لگتی تھی، اس کی اپنی اولاد بھی اس کی ڈانٹ پھٹکار پر کوئی نہ کوئی ناخوشگوار ردعمل ظاہر کرتی تھی لیکن جونی ہنس دیتا تھا اور ڈون کی ڈانٹ پھٹکار کو اپنے حق میں بہتر سمجھتا تھا۔

ڈون نے سلسلہ کلام جوڑتے ہوئے کہا۔ "تم نے اپنے سے زیادہ طاقتور اور بااختیار آدمی سے اس کی محبوبہ چھینی، اس کے بعد شکوہ کر رہے ہو کہ وہ تمہیں اپنی فلم میں کاسٹ نہیں کر رہا، تم نے اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑ دیا اور اب شکوہ کرتے ہو کہ وہ تم سے اچھی طرح پیش نہیں آتے، اپنی دوسری بیوی کو تم کال گرل سے بدتر قرار دیتے ہو لیکن اس کے منہ پر گھونسا نہیں مارتے کہ کہیں اس کی شوٹنگ کھٹائی میں نہ پڑ جائے...... جونی! تم ایک احمق انسان ہو اور تمہارا وہی انجام ہوا ہے جو عام طور پر احمقوں کا ہوا کرتا ہے، اس میں

روتے دھونے کی کیا بات ہے؟"

"میں اپنی پہلی بیوی جینی سے دوبارہ شادی نہیں کرسکتا کیونکہ اس کی شرائط پور کرنا میرے بس کی بات نہیں۔" جونی نے فریادی سے انداز میں اپنی بات جاری رکھی۔ " کہتی ہے کہ مجھے جوئے، شراب، عورتوں اور مرد دوستوں سے دور رہنا ہوگا۔ جوا اور شراب میں نہیں چھوڑ سکتا۔ عورتیں خود میرے پیچھے آتی ہیں، اب میں کیا کروں؟ اس سلسلے میں بھ میں کچھ نہیں کرسکتا، ویسے بھی جب میں جینی کے ساتھ زندگی گزار رہا تھا تب بھی مطمئن نہیں تھا، اب میں اسی زندگی کی طرف واپس نہیں جاسکتا۔"

"میں نے تم سے کب کہا ہے کہ تم جینی سے دوبارہ شادی کرو یا مزید کوئی شاد کرو، یہی غنیمت ہے کہ تم نے ایک باپ کی طرح اپنے بچوں کی گزر اوقات کا خیال ر ہے، جو انسان اپنے بچوں کا خیال نہیں رکھتا، میں اسے مرد ہی نہیں سمجھتا...... لیکن...... بہ حال...... تم جن حالات سے دوچار ہو، وہ تمہارے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں، تم نے اپنے اچ دوست بھی نہیں بنائے بلکہ لڑکپن کا جو ایک آدھ اچھا دوست تھا، اسے بھی ترقی کے راستے آگے نکلتے ہی فراموش کردیا، دوست بہت اہم ہوتے ہیں...... تقریباً فیملی کی طرح......!"

پھر ڈون کارلیون ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔ جونی امید بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا، آخر ڈون نرم لہجے میں بولا۔ "وہ جو اسٹوڈیو کا مالک ہے جو تمہ اپنی فلم میں کاسٹ نہیں کر رہا۔ اس کا نام کیا ہے اور وہ کس قسم کا آدمی ہے؟ مجھے اس بارے میں ذرا تفصیل سے بتاؤ۔"

"اس کا نام جیک والز ہے، وہ بہت دولت مند، طاقتور اور بارسوخ شخص ہے۔ امریکا کے صدر تک سے اس کی شناسائی ہے کیونکہ جنگ کے زمانے میں اس نے پروپیگنڈا فلمیں بھی بنائی ہیں جو دنیا میں امریکا کا امیج بہتر بنانے اور اس کا مؤقف اجا کرنے میں مدد دیتی تھیں، صدر اس قسم کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا ہے، ایک پہلے اس نے اب تک کے مشہور ترین اور سب سے زیادہ بکنے والے ناول پر فلم بنانے کے

حقوق خریدے ہیں، اس کا مرکزی کردار بالکل مجھ جیسا ہے، میں اگر ایکٹنگ نہ کروں تب بھی اس کردار کو بہت اچھے طریقے سے کرسکتا ہوں، میں اس کردار میں بالکل اسی طرح فٹ ہوں جیسے انگوٹھی میں نگینہ...... شاید مجھے اس پر اکیڈمی ایوارڈ بھی مل جائے، فلمی دنیا کے ہر آدمی کا خیال ہے کہ وہ کردار گویا میرے لئے بنا ہے، اگر مجھے اس فلم میں سائن کرلیا جائے تو مجھے گویا دوسری زندگی مل جائے گی...... لیکن اس مردود جیک والز نے اس بات کو انا کا مسئلہ بنالیا ہے، وہ کسی بھی صورت میں مجھے اس فلم میں کاسٹ کرنے کے لئے تیار نہیں...... حتیٰ کہ میں نے مفت کام کرنے کی بھی پیشکش کردی لیکن اس کا انکار، اقرار میں نہیں بدلا، میں نے ہر کوشش کرکے دیکھ لی ہے۔"

ڈون نے متاسفانہ انداز میں سر ہلایا اور کہا۔ "مایوسی اور شکستہ دلی کی حالت میں تمہاری بے اعتدالیاں اور بھی بڑھ گئی ہیں، تم زیادہ پینے لگے ہو، سگریٹ بھی پیتے ہو، سونے کے لئے خواب آور گولیاں لیتے ہوگے، انہی بے اعتدالیوں کی وجہ سے تمہاری آواز بھی تمہارا ساتھ چھوڑ گئی ہے، اب تم میرے احکام سن لو، تم ایک ماہ اس گھر میں میرے ساتھ رہو، اس دوران تم صحیح طرح کھاؤ گے، پینا پلانا بالکل چھوڑ دو گے، خواب آور گولیاں نہیں لو گے، صحت مندانہ طریقے سے زندگی گزارو گے ایک ماہ بعد تم ہالی وڈ واپس جاؤ گے اور میرا وعدہ ہے کہ جیک والز تمہیں اپنی فلم میں سائن کرلے گا...... ٹھیک ہے؟"

جونی قدرے بے یقینی سے ڈون کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے صحیح طور پر معلوم نہیں تھا کہ اس کا گاڈ فادر واقعی یہ کام کرانے کی طاقت رکھتا تھا یا نہیں؟ حالانکہ وہ ڈون کے بیٹوں ہی کی طرح اس کے بہت قریب رہا تھا اور ڈون نے اسے تقریباً بیٹے جیسی ہی حیثیت دے رکھی تھی۔ مگر بہت سی باتیں اس کے بھی علم میں نہیں تھیں...... تاہم ایک بات اسے یقینی طور پر معلوم تھی کہ گاڈ فادر کبھی ایسے کام کا وعدہ نہیں کرتا تھا جو وہ نہ کرسکتا ہو۔ وہ کبھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں کرتا تھا جسے وہ پورا کرکے نہ دکھا سکتا ہو۔

"میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ شخص امریکا کے صدر ریڈگر۔ جے۔ ہوور کا ذاتی

دوست ہے۔'' جونی نے گویا ڈون کو یاد دلایا۔''اس کے سامنے کوئی اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرسکتا۔''

''لیکن وہ بہر حال ایک بزنس مین ہے......'' ڈون بولا۔''میں اسے ایک ایسی پیشکش کروں گا جسے وہ رد نہیں کر سکے گا۔''

''اب بہت تاخیر ہو چکی ہے۔'' جونی بولا۔'' تمام معاہدے سائن ہو چکے ہیں۔ ایک ہفتے میں شوٹنگ شروع ہونے والی ہے۔ اب یہ کام ناممکن ہے۔''

''تم باہر باغ میں واپس جاؤ اور دعوت سے لطف اندوز ہو۔ یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور سب کچھ بھول جاؤ۔'' ڈون نے اٹھ کر اسے کمرے سے باہر کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

وہ جا چکا تو ڈون ایک بار پھر ہیگن کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی میز پر بیٹھا کاغذ پر ضروری پوائنٹس نوٹ کر رہا تھا۔ گہری سانس لیتے ہوئے اس نے پوچھا۔''اب اور کیا کرنا ہے؟''

''سولوزو سے آپ کی ملاقات کو میں ٹالتا آرہا ہوں۔ وہ آپ سے ملنے کے لئے بضد ہے جبکہ آپ فی الحال اس سے ملنا مناسب نہیں سمجھ رہے تھے۔ اب اسے مزید ٹالنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اس کے بارے میں کیا کرنا ہے؟''

ڈون نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔''اب میں شادی سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اب کسی بھی روز اس سے سے ملاقات رکھ لو۔''

ڈون کے اس جواب سے ہیگن کو دو باتوں کا اندازہ ہو گیا۔ ایک تو یہ کہ سولوزو جس کام کے سلسلے میں ڈون سے ملنا چاہتا تھا، اس کے بارے میں ڈون کا جواب انکار میں ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ انکار میں جواب دینے کے لئے ڈون اس ملاقات کو شادی کے بعد تک کے لئے ٹالتا آرہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے انکار سے بدمزگی پیدا ہونے کا امکان تھا۔

چنانچہ ہیگن نے محتاط لہجے میں پوچھا۔''کیا میں مینزا سے کہہ دوں کہ وہ کچھ آدمیوں کو اس گھر میں رہنے کے لئے بھیج دے؟''

''اس کی کیا ضرورت ہے؟'' ڈون نے بے نیازی سے کہا۔''یہ درست ہے کہ شادی سے پہلے میں نے ان سے اس لئے ملاقات نہیں کی تھی کہ میں اس تقریب پر ناخوشگواری کا معمولی سا سایہ بھی پڑنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ دوسرے میں ملاقات سے پہلے اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ کیا بات کرنا چاہتا ہے۔ اب مجھے اندازہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے وہ ہمارے ساتھ شامل ہونے کی کوئی تجویز لے کر آئے گا۔''

''اور آپ انکار کر دیں گے؟'' ہیگن نے تصدیق چاہی۔

ڈون نے اثبات میں سر ہلایا تو ہیگن بولا۔''لیکن میرے خیال میں اسے کوئی حتمی جواب دینے سے پہلے ہم سب لوگوں کو...... پوری ''فیملی'' کو ایک بار بیٹھ کر اس معاملے پر تبادلہ خیال کر لینا چاہئے۔''

''اگر تمہاری یہ رائے ہے تو ایسا ہی کر لیں گے۔'' ڈون مسکرایا۔''لیکن ہم یہ کام تمہارے لاس اینجلس سے واپس آنے کے بعد کریں گے۔ پہلے تم جونی والے معاملے کو سلجھانے کے لئے لاس اینجلس جاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں تم کل ہی چلے جاؤ اور فلمی دنیا کے اس اچکے سے ملو جس سے جونی بہت مرعوب ہے۔ کیا نام بتایا تھا جونی نے اس کا؟...... ہاں ...... جیک والز...... تم جیک والز سے مل کر مسئلہ حل کرو اور سولوزو سے کہہ دو کہ جب تم لاس اینجلس سے واپس آؤ گے تب میں اس سے ملوں گا...... اور کچھ......؟''

ہیگن ہموار لہجے میں بولا۔''اسپتال سے فون آیا تھا۔ ڈینڈو اب قریب المرگ ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ آج کی رات مشکل سے گزار پائے گا۔ وہ چند گھنٹوں کا مہمان ہے۔ انہوں نے اس کی فیملی کو بھی بلا لیا ہے تا کہ وہ لوگ آخری لمحات اس کے قریب گزار سکیں۔''

ڈینڈو ڈون کا وہ پرانا وکیل تھا جس کی جگہ ہیگن کام کر رہا تھا۔ فی الحال اس کے

پاس قانونی مشیر کا یہ "عہدہ" عارضی طور پر تھا۔ ڈینڈو کی موت کے بعد ہی اس کے مستقل ہونے کی امید تھی لیکن اس معاملے میں ہیگن کے ذہن میں کچھ شکوک وشبہات تھے۔ اس نے سنا تھا کہ اس عہدے پر کسی ایسے شخص کو ہی رکھا جا سکتا تھا جو بہت گھاگ، شاطر اور تجربہ کار ہو اور جس کی رگوں میں اطالوی خون دوڑ رہا ہو۔ ہیگن صرف پینتیس سال کا تھا اور اطالوی بھی نہیں تھا۔ ڈون نے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی واضح اشارہ نہیں دیا تھا۔

"میری بیٹی کب رخصت ہو رہی ہے؟" ڈون نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ دیر بعد کیک کٹنے والا ہے۔ اس کے آدھ پون گھنٹے بعد وہ اپنے دلہا کے ساتھ رخصت ہو جائے گی۔" ہیگن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اسے گویا ایک ضروری بات یاد آ گئی۔ اس نے پوچھا۔ "کیا آپ کے داماد کو 'فیملی' میں کوئی اہم پوزیشن دی جائے گی؟"

"ہرگز نہیں......" ڈون نے میز پر ہاتھ مار کر اتنے سخت لہجے میں جواب دیا کہ ہیگن حیران رہ گیا۔ "اسے 'فیملی' کے کاروبار...... اصل معاملات اور دوسری اہم باتوں کی ہوا بھی نہیں لگنی چاہئے۔ بس اس کے لئے اچھے ذریعہ معاش کا بندوبست کر دینا، جس سے وہ آرام و آسائش سے زندگی گزار سکے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں...... اور یہ بات سنی، فریڈ اور میزا کو بھی بتا دینا......"

پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد ڈون بولا۔ "میرے تینوں بیٹوں سے کہہ دو کہ ہم سب ڈینڈو سے الوداعی ملاقات کے لئے اسپتال جائیں گے۔ وہ ہمارا بہت اہم اور باعزت ساتھی تھا۔ ہم اس کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کریں گے اور پورے احترام سے الوداع کہیں گے۔ فریڈ سے کہنا کہ جانے کے لئے بڑی گاڑی نکالے اور جونی سے کہنا کہ اگر وہ بھی ہمارے ساتھ چلے تو مجھے خوشی ہوگی۔"

پھر ہیگن کی آنکھوں میں سوال دیکھ کر وہ بولا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں...... تمہارے پاس وقت نہیں ہوگا...... تمہیں آج رات ہی لاس اینجلس جانے

کی تیاری کرنی ہوگی لیکن تم اسپتال سے میری واپسی کا انتظار ضرور کر لینا...... تمہارے جانے سے پہلے میں تمہیں کچھ ضروری باتیں سمجھانا چاہتا ہوں۔"

"گاڑی کس وقت نکلواؤں؟" ہیگن نے پوچھا۔

"جب کونی اور تمام مہمان رخصت ہو جائیں۔" ڈون نے جواب دیا۔ "مجھے امید ہے کہ ڈینڈو میرا انتظار ضرور کرے گا۔ وہ مجھ سے ملاقات کئے بغیر اس دنیا سے رخصت نہیں ہوگا۔"

"سینیٹر کا فون آیا تھا......" ہیگن نے بتایا۔ "وہ شادی میں شرکت نہ کر سکنے پر معذرت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ اس کی مجبوری سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ شاید اس کا اشارہ ایف بی آئی کے ان دو آدمیوں کی طرف تھا جو باہر گاڑیوں کے نمبر نوٹ کر رہے تھے۔ بہرحال، اس نے خصوصی قاصد کے ذریعے شادی کا تحفہ بھجوا دیا تھا۔" ڈون نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ اس نے ہیگن کو بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ درحقیقت اس نے خود ہی احتیاطاً سینیٹر کو شادی میں آنے سے منع کر دیا تھا۔

"کیا اس نے اچھا تحفہ بھیجا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"چاندی کا ایک ڈنر سیٹ ہے جو نوادرات میں شمار ہوتا ہوگا۔ اس کی قیمت سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سینیٹر نے اسے تلاش کرنے اور منتخب کرنے میں اپنا بہت سا قیمتی وقت صرف کیا ہوگا......" پھر ہیگن خوشدلی سے مسکراتے ہوئے بولا۔ "اس قسم کی چیزیں برے وقت کے لئے بھی اچھا سہارا ہوتی ہیں۔ ہزاروں ڈالر میں بک جاتی ہیں۔"

ڈون ایک اچھے تحفے کا ذکر سن کر خوش نظر آنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ سینیٹر جیسا اہم آدمی اس کے خاص وفاداروں میں تھا۔

☆......☆......☆

جونی کو باغ میں مہمانوں کے سامنے گاتے دیکھ کر مائیکل کی منگیتر 'کے' حیران رہ گئی تھی۔

"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں تھا کہ اتنا بڑا اسٹار بھی تمہاری فیملی کا اتنا اچھا جاننے والا ہے......" وہ مائیکل سے بولی۔ "اب میں ضرور تم سے شادی کروں گی۔"

"کیا تم اس سے ملنا چاہتی ہو؟" مائیکل نے پوچھا۔

"اب نہیں......" کے بولی۔ "کوئی زمانہ تھا کہ میں اس کی دیوانی تھی۔ تین سال میں اس کے عشق میں مبتلا رہی۔ جب یہ کلب میں گایا کرتا تھا تو میں صرف اس کا گانا سننے نیو یارک آتی تھی اور اسے داد دینے کے لئے گلا پھاڑ کر چیختی تھی۔"

پھر کے نے جونی کو اندر جاتے دیکھا تو بولی۔ "اب یہ مت کہنا کہ اتنا بڑا اسٹار بھی تمہارے والد کے پاس کوئی درخواست لے کر آیا ہوگا۔"

وہ میرے والد کا گاڈ سن ہے......اور اگر اس کے سر پر میرے والد کا ہاتھ نہ ہوتا تو یہ اتنا بڑا اسٹار ہی نہ بنتا۔ انہوں نے اسے نہ جانے کس کس موقع پر کس کس مصیبت سے بچایا ہے۔"

☆......☆......☆

رات کے پچھلے پہر ٹام ہیگن اپنی بیوی کو خدا حافظ کہہ کر لاس اینجلس جانے کے لئے ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہوا۔ خصوصی ذرائع سے اس کے لئے ہنگامی طور پر سیٹ کا انتظام ہوا تھا۔ رات کے تین بجے ڈینڈو کا اسپتال میں انتقال ہو گیا تھا۔ اسپتال سے واپس آ کر ڈون نے باقاعدہ طور پر ہیگن کو بتا دیا تھا کہ اب وہ اس کا مستقل قانونی مشیر ہے۔ یوں اس نے اس روایت کو توڑ دیا تھا کہ اس کے قانونی مشیر کو خالصتاً اطالوی ہونا چاہئے۔ ہیگن دوغلی نسل کا تھا۔ وہ جرمن آئرش تھا۔

ڈون نے اسے رخصت کرنے سے قبل جیک والز سے ملاقات کے بارے میں ضروری ہدایات دی تھیں۔ اور بہت سی باتیں اس پر بھی چھوڑ دی تھیں۔ اس معاملے کو صحیح انداز میں نمٹانا ڈون کے وکیل کے طور پر اس کی قابلیت اور اہلیت کا امتحان تھا۔

جن دو لڑکوں نے بونا سیرا کی بیٹی پر ظلم کیا تھا، ان کے سلسلے میں پال گیٹو کو مینزا کے

توسط سے ہدایات دی گئی تھیں۔ گیٹو کو اس مقصد کے لئے دو آدمیوں کا بندوبست کرنا تھا جنہیں اصل بات سے بے خبر رکھا جانا تھا۔ حتیٰ کہ انہیں یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ ان کی خدمات درحقیقت کون حاصل کر رہا تھا۔ اس قسم کے کاموں میں انہی احتیاطوں کی وجہ سے کبھی بات ڈون کی ذات تک نہیں پہنچتی تھی۔ اگر کبھی ایسے آدمی پولیس کے ہتھے چڑھ جاتے......یا کسی اور وجہ کے باعث بیچ کی کوئی "کڑی" غداری کر جاتی تھی تب بھی ڈون یا اس کے خاص آدمیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا کیونکہ اس "کڑی" کو زنجیر کی باقی کڑیوں کے بارے میں کچھ پتا نہیں ہوتا تھا۔

ٹام ہیگن پہلی بار ذرا مشکل قسم کے کام پر لاس اینجلس روانہ ہوتے وقت معمولی سا نروس تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس معاملے کو صحیح طرح ہینڈل کرنے پر "فیملی" میں اس کی عزت اور توقیر میں بے حد اضافہ ہوگا۔

جیک والز کے بارے میں تمام ضروری معلومات جمع کر لی گئی تھیں۔ وہ ہالی وڈ کے تین اہم ترین پروڈیوسرز اور اسٹوڈیو مالکان میں سے ایک تھا۔ بیسیوں اسٹارز اس کے لئے طویل معاہدوں کے تحت کام کر رہے تھے۔ اس میں شک نہیں تھا کہ صدر امریکا سے اس کے مراسم تھے۔ وہ وہائٹ ہاؤس میں کئی بار ڈنر کر چکا تھا اور ایک بار صدر صاحب اس کے ہالی وڈ والے گھر میں ضیافت پر آ چکے تھے۔ سی آئی اے کے سربراہ سے بھی اس کے مراسم تھے۔

تاہم یہ سب باتیں ٹام ہیگن یا ڈون کے لئے زیادہ متاثر کن نہیں تھیں۔ کیونکہ یہ درحقیقت رسمی قسم کے تعلقات تھے۔ والز کی اپنی کوئی ٹھوس سیاسی حیثیت نہیں تھی۔ ویسے بھی وہ ایک تند مزاج آدمی تھا اور ڈون کا کہنا تھا کہ تند مزاج آدمیوں کے دوست کم اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔ والز کو اپنی طاقت اور اثر رسوخ کا بہت زعم تھا اور وہ موقع بے موقع اس کا اظہار بھی کرتا رہتا تھا۔

طیارہ جب لاس اینجلس کے ایئر پورٹ پر اترا تو صبح کا اجالا نمودار ہو رہا تھا۔ ہیگن

اس ہوٹل میں پہنچا جہاں وہ فون پر اپنے لئے کمرہ ریزرو کرا چکا تھا۔ شیو بنا کر، غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے اس نے ناشتہ کیا اور اطمینان سے اخبار پڑھنے بیٹھ گیا۔ دراصل وہ سستا رہا تھا، اپنے اعصاب کو سکون دے رہا تھا اور اپنے آپ کو والز سے ملاقات کے لئے تیار کر رہا تھا۔ والز سے دس بجے اس کی ملاقات طے تھی۔

ملاقات کے لئے والز سے وقت حاصل کرنا زیادہ مشکل ثابت نہیں ہوا تھا۔ اسٹوڈیو ورکرز کی سب سے بڑی اور طاقتور یونین کا صدر گوف، ڈون کا عقیدت مند تھا۔ ڈون نے اسے فون کر دیا تھا اور ہدایت کر دی تھی کہ وہ والز سے ہیگن کی ملاقات کا وقت طے کرا دے اور یہ بات بھی والز کے کان میں ڈال دے کہ اگر اس ملاقات کے نتائج ہیگن کے لئے خوش کن نہ ہوئے تو والز کے اسٹوڈیو میں ورکرز کی ہڑتال بھی ہو سکتی ہے۔

اس کال کے ایک گھنٹے بعد گوف نے ہیگن کو فون کر کے بتایا تھا کہ صبح دس بجے والز سے اس کی ملاقات طے ہو گئی ہے تاہم اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی طرف سے ممکنہ ہڑتال کی مبہم دھمکی سن کر والز زیادہ متاثر نہیں ہوا تھا۔ ملاقات کا دس بجے کا وقت بھی کچھ اچھی علامت نہیں تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ والز نے اسے اتنی اہمیت نہیں دی تھی کہ کھانے پر مدعو کرتا شاید ڈون کی شہرت بھی اس تک نہیں پہنچی تھی کیونکہ ڈون شہرت حاصل کرنے کا قائل ہی نہیں تھا۔ وہ تو خود کو حتی الامکان غیر معروف ہی رکھ کر کام کرنے کا قائل تھا۔ نیویارک سے باہر کے لوگ تو اس کے بارے میں بہت ہی کم جانتے تھے یا پھر سرے سے جانتے ہی نہیں تھے تاہم ہر جگہ ضرورت کے وقت ڈون کا کوئی نہ کوئی پرانا رابطہ نکل آتا تھا۔

ہیگن کے اندازے درست ہی نکلے۔ والز نے اسے ملاقات کے وقت سے آدھ گھنٹہ زائد انتظار کرایا تاہم ہیگن نے برا نہیں منایا۔ والز کا استقبالیہ کمرہ جہاں بیٹھ کر وہ انتظار کر رہا تھا، نہایات شاندار، آرام دہ اور آراستہ تھا۔ اس وسیع کمرے میں دوسری طرف کاؤنٹر پر ایک بچی اور ایک عورت بیٹھی تھی۔

بچی کی عمر گیارہ بارہ سال کے قریب تھی تاہم وہ بڑی عورتوں کے طرح پُرتکلف

لباس میں تھی ہیگن نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ خوبصورت بچی نہیں دیکھی تھی۔ اس کے بال نہایت سنہرے، ریشمی اور آنکھیں شفاف نیلی تھیں۔ بھرے بھرے سرخ ہونٹ یاقوت سے تراشیدہ لگ رہے تھے۔

عورت محافظ کی طرح بچی کے ساتھ تھی۔ وہ یقیناً اس کی ماں تھی کیونکہ اس کے چہرے میں بچی کی کچھ مشابہت تھی تاہم وہ لومڑی کی طرح چالاک، موقع پرست اور لالچی معلوم ہوتی تھی۔ بچی فرشتہ صورت تھی جبکہ ماں کوئی عیار بلا معلوم ہوتی تھی۔ اس نے چند لمحے بڑی نخوت اور تکبر سے ہیگن کو گھورا۔ شاید اس کا خیال تھا کہ ہیگن نظر چرا لے گا مگر جب ہیگن نے ایسا نہیں کیا تو وہ خود دوسری طرف دیکھنے لگی۔ خواہ مخواہ ہی ہیگن کا دل چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر اس کی ناک پر ایک گھونسا رسید کر دے۔

آخر کار ایک عورت آئی اور ہیگن کو اپنی رہنمائی میں کئی دفاتر کے سامنے سے گزار کر والز کے آفس میں لے گئی جو ایک پُرتعیش اپارٹمنٹ کی طرح تھا۔ ہیگن ان تمام دفاتر اور ان میں کام کرنے والوں کو دیکھ کر کچھ متاثر ہوا لیکن دل ہی دل میں وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ شاید ان دفاتر میں کام کرنے والے بیشتر لوگ درحقیقت فلموں میں کام کرنے آئے تھے اور ”چانس“ کے منتظر تھے۔

والز ایک لحیم شحیم اور مضبوط آدمی تھا جس کی قدرے ابھری ہوئی توند کو خوبصورتی سے سلے ہوئے سوٹ نے چھپا لیا تھا۔ ہیگن اس کی پوری زندگی کی کہانی سے واقف ہو چکا تھا۔ دس سال کی عمر میں والز، ایسٹ سائڈ کے علاقے میں بیئر کے خالی بیرل ایک ٹھیلے پر جمع کر کے کباڑی کے ہاتھ بیچنے جاتا تھا۔ بیس سال کی عمر میں وہ اپنے باپ کا ہاتھ بٹانے لگا جو گارمنٹ فیکٹری میں ورکر تھا۔ تیس سال کی عمر تک وہ کچھ رقم جمع کر چکا تھا۔ اس نے نیویارک چھوڑ دیا اور ہالی وڈ آ کر اپنی رقم فلموں کے کاروبار میں لگا دی۔

اڑتالیس سال کی عمر تک وہ بہت بڑا فلم پروڈیوسر بن گیا لیکن اس کی شخصیت کا اکھڑپن اور کرختگی برقرار رہی۔ وہ ایک تندخو، اُجڈ اور گنوار سا آدمی تھا۔ پیٹھ پیچھے لوگ اس کا

ذکر کچھ زیادہ عزت سے نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنا غصہ زیادہ تر چھوٹے اور کمزور لوگوں پر ا تھا۔ پچاس سال کی عمر میں اس نے کھانے پہننے اور اچھی محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کے آدا سیکھنے کے لئے باقاعدہ کچھ لوگوں کی خدمات حاصل کیں جس سے اس کی شخصیت اور اندا اطوار کچھ سنور تو گئے لیکن ''اصلیت'' بہر حال مکمل طور پر نہیں چھپ سکی۔ اب بھی کسی نہ ک موقع پر اس کی اصل شخصیت کی جھلک نظر آتی رہتی تھی۔

جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو اس نے ایک ایسی اداکارہ سے شادی کر لی دنیا بھر میں مشہور تھی لیکن اداکاری چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس سے شادی کر کے اداکارہ اداکاری چھوڑ دی۔ اب والز ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا اور فلمسازی وغیرہ کے علاوہ ا کے مشاغل وہی تھے جو اکثر بڑے دولت مندوں کے ہوتے ہیں۔ اس کی بیٹی نے ایک انگر لارڈ سے شادی کی تھی اور بیٹے نے ایک اطالوی شہزادی سے۔

اخباری کالموں میں اکثر اسکا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ کچھ عرصے سے اس کی دلچسپ اپنے اصطبل میں بہت بڑھ گئی تھی جس میں اس نے بہت اعلیٰ نسل کے ریس کے گھوڑے ج کئے تھے۔ اخبار نویس گویا اپنا فرض سمجھ کر اس کی سرگرمیوں اور مشاغل کے بارے میں کچھ کچھ لکھتے رہتے تھے۔ پچھلے دنوں ایک بار پھر اس وقت اس کا تذکرہ اخبارات میں ج سرخیوں کے ساتھ ہوا تھا جب اس نے انگلینڈ کا ایک نہایت مشہور ریس کا گھوڑا ''خرطوم'' ؟ لاکھ ڈالر میں خریدا تھا۔ ان دنوں ایک گھوڑے کی یہ قیمت ناقابل یقین تھی۔

اس قیمت پر یہ گھوڑا خریدنے کے بعد والز نے یہ اعلان کر کے لوگوں کو مز حیرت زدہ کر دیا تھا کہ وہ اس گھوڑے کو ریس میں دوڑانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ اسے ریس سے ریٹائر کر رہا تھا اور اپنے اصطبل میں صرف افزائش نسل کے لئے رکھنا چاہتا تھا۔

اس نے قدرے خوش خلقی سے ہیگن کا استقبال کیا تاہم اس کا چہرہ اب بھی اس ک شخصیت کی کرختگی کا پتہ بتا دیتا ہے۔ شاید اس نے اپنے بڑھاپے کو چھپانے کے لئے چہر پر کچھ کرایا ہوا بھی تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے چہرے کی کھال کو لٹکنے سے بچانے کے لئے بہت

اونچے ہنرمندوں نے کچھ کوششیں کی تھیں۔ ان باتوں سے قطع نظر وہ بہت توانا آدمی لگتا تھا۔ ڈون کارلیون کی طرح اس کی شخصیت اور حرکات وسکنات سے بھی حاکمیت جھلکتی تھی۔ لگتا تھا کہ وہ اپنی سلطنت پر حکمرانی کرنا خوب جانتا ہے۔

ہیگن نے تمہید میں وقت ضائع نہیں کیا اور براہ راست مطلب کی بات پر آ گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک طاقتور آدمی کا نمائندہ ہے اور وہ طاقتور آدمی جونی کا دوست، مہربان اور مربی تھا۔ اس نے جونی پر ایک چھوٹی سی عنایت کرنے کی درخواست کی تھی اور کہا تھا کہ اگر اس کی درخواست پر عمل ہو گیا تو وہ زندگی بھر شکر گزار اور ممنون رہے گا اور اگر کبھی والز کو اس سے کوئی کام پڑا تو اسے مایوسی نہیں ہو گی۔ پھر ہیگن نے درخواست کی نوعیت بھی بیان کر دی..... یعنی جونی کو اس فلم میں کاسٹ کر لیا جائے جس کی شوٹنگ اگلے ہفتے شروع ہو رہی تھی۔

''اور تمہارا وہ طاقتور دوست میرے کس کام آ سکتا ہے؟'' والز نے پوری بات سننے کے بعد چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

ہیگن نے اس کے لہجے کے تیکھے پن کو نظر انداز کرتے ہوئے ملائمت سے کہا۔ '' آپ کے اسٹوڈیو میں ورکرز کی ایک ہڑتال متوقع ہے۔ میرے باس..... جو میرے دوست اور محسن بھی ہیں..... اس ہڑتال کو رکوا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا ایک اہم اسٹار جو پہلے چرس پیتا تھا، اب ''ترقی'' کر کے ہیروئن پینے لگا ہے۔ اسے فلموں میں کاسٹ کر کے آپ کروڑوں ڈالر کماتے تھے۔ اب بھی اس کے نام پر آپ کی خاصی دولت داؤ پر لگی ہوئی ہے ..... لیکن وہ روز بروز ناکارہ ہو رہا ہے۔ کام کے قابل نہیں رہا۔ میرے باس ایسا انتظام کر دیں گے کہ آپ کے اس ہیرو کو کہیں سے ہیروئن نہیں ملے گی اور وہ یہ عادت چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کو مستقبل میں کبھی کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو آپ صرف ایک فون کر دیجئے گا، مسئلہ حل ہو جائے گا۔''

والز کچھ اس طرح اس کی باتیں سن رہا تھا جیسے اس کے سامنے کوئی چھوٹا بچہ بیٹھا

بڑی بڑی گپیں ہانک رہا ہو۔ جب وہ بولا تو اس کی آواز میں کھرداراپن تھا جو یقیناً اس ماضی کا آئینہ دار تھا۔

''تم مجھے دھمکانے کی کوشش کر رہے ہو؟'' اس نے دریافت کیا۔

''ہرگز نہیں۔'' ہیگن نے ہموار لہجے میں کہا۔ ''میں تو صرف ایک دوست ک لے کر آیا ہوں جس کی درخواست قبول کرنے میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔''

تب شاید والز نے کوشش کر کے اپنے چہرے پر غصے اور برہمی کے تاثرات کئے اور میز پر ہیگن کی طرف جھکتے ہوئے پھنکارنے کے سے انداز میں بولا۔ ''ٹھیک اب میں تم سے صاف صاف باتیں کرتا ہوں۔ سنو، تم اچھی طرح سن لو اور جو بھی تمہارا ہے، اسے بھی جا کر بتا دو...... جونی کو تو اس فلم میں ہرگز کام نہیں ملے گا خواہ مافیا کے کیڑے مکوڑے اپنے بلوں سے نکل کر میرے پاس آجائیں......''

پھر وہ کرسی سے ٹیک لگا کر ذرا پھیل کر بیٹھتے ہوئے استہزائیہ لہجے میں

''شاید تم نے کبھی جے۔ ایڈگر ہوور کا نام سنا ہو...... یہ صاحب اتفاق سے امریکا کے ہوتے ہیں۔ وہ میرے قریبی دوست ہیں۔ اگر میں ان سے ذکر کر دوں کہ مجھ پر دباؤ ڈ رہا ہے تو تم لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ کیا چیز آکر تم سے ٹکرائی اور تمہیں فنا کر گئی۔''

ہیگن نے نہایت صبر و تحمل اور سکون سے والز کی بات سنی۔ والز کی حیثیت کو ہوئے اسے امید تھی کہ اگر وہ ایسی کوئی بات کرے گا بھی...... تو ذرا سلیقے سے...... اور مؤثر انداز میں کرے گا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنا سطحی اور اجڈ سا آدمی اتنے مقام پر پہنچ سکتا تھا۔ یہ خیال آنے پر ہیگن تو کچھ اور بھی سوچنے لگا تھا۔ اس کا مطلب تھا دنیا میں پیسہ کمانا زیادہ مشکل نہیں تھا۔ ڈون تو اس سے کہتا رہتا تھا کہ سرمایہ کاری کے نئے نئے میدان تلاش کئے جائیں جہاں سے منافع کی توقع ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وا کر ڈون سے ذکر ضرور کرے گا کہ فلمی دنیا میں بھی سرمایہ کاری کرنی چاہئے۔ جب والز جیسا جاہل اور اجڈ آدمی اتنا کامیاب ہو سکتا تھا تو وہ لوگ کیوں نہیں ہو سکتے تھے؟

وہ والز کے انداز گفتگو پر ذرا بھی غصے میں نہیں آیا تھا کیونکہ ڈون نے اسے یہی سکھایا تھا۔ ''کبھی غصے میں نہ آؤ...... کبھی کسی کو دھمکی نہ دو۔ اسے دلیل سے سمجھانے کی کوشش کرو۔''

اس کے لئے ضروری تھا کہ توہین آمیز انداز گفتگو کا اثر دل پر نہ لیا جائے۔ اس نے ایک بار ڈون کو ایک بہت بڑے بدمعاش اور گروہ باز کے سامنے میز پر بیٹھ کر مسلسل آٹھ گھنٹے تک سمجھانے کی کوشش کرتے دیکھا تھا۔ ڈون اس بدمعاش کو اپنے کچھ طور طریقے ٹھیک کرنے کے لئے کہہ رہا تھا مگر اس نے ڈون کی بات ماننے کے بجائے کئی بار اس کی توہین کر ڈالی تھی۔ اس کے باوجود ڈون کی پیشانی پر بل نہیں آیا تھا اور وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔

آٹھ گھنٹے بعد آخرکار وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس نے بے بسی آمیز انداز میں ہاتھ پھیلاتے ہوئے صرف اتنا کہا تھا۔ ''بھئی اس آدمی کو دلیل سے قائل کرنا ممکن نہیں......''

پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا تھا۔ تب اس بدمعاش کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا تھا۔ آخری جملہ ادا کرتے وقت ڈون کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی جسے محسوس کر کے بدمعاش کی ساری اکڑفوں ہوا ہو گئی تھی۔ اس نے ڈون کو کمرے میں واپس بلانے کے لئے قاصد اور نمائندے دوڑائے تھے لیکن اس کی منت خوشامد بھی ڈون کو کمرے میں واپس نہیں لا سکی تھی۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان صلح کا معاہدہ تو ہو گیا تھا لیکن اس کے دو ماہ بعد اس بدمعاش کو اس وقت کسی نے گولی ماردی تھی جب وہ ایک باربر شاپ میں بال کٹوا رہا تھا۔

چنانچہ ہیگن نے نئے سرے سے ملائمت سے والز کو سمجھانا شروع کیا۔ ''تم نے شاید میرا کارڈ توجہ سے نہیں دیکھا، میں ایک وکیل ہوں۔ میں اتنا احمق نہیں ہو سکتا کہ لوگوں کو دھمکیاں دیتا پھروں۔ کیا میں نے ایک لفظ بھی ایسا کہا ہے جس میں کوئی دھمکی پوشیدہ ہو؟ میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر جونی کو فلم میں کاسٹ کرنے کے لئے تمہاری کوئی شرط ہے تو

وہ بھی بتادو۔ ہم اسے پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ ویسے اتنے چھوٹے سے کام
عوض میں پہلے ہی خاصے بڑے فائدہ کی پیشکش کر چکا ہوں جبکہ وہ کام خود تمہارے
لئے بھی فائدے کا ہے۔ تم خود اعتراف کر چکے ہو کہ جونی اس کردار کے لئے موزوں
آدمی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سے یہ درخواست ہی نہ کی جاتی۔ اگر تمہیں خطرہ ہے کہ
کو لینے سے فلم نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے تو میرے باس فلم کے لئے پورا بجٹ اپنے
سے دے دیں گے۔ وہ ہر قسم کا نقصان برداشت کرلیں گے۔ بہر حال، میں یہ وا
دوں کہ ہم تمہیں مجبور ہرگز نہیں کر رہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے منہ سے ایک
انکار نکل جائے تو پھر وہ انکار ہی رہتا ہے۔ ہمیں صدر ہوور سے تمہاری دوستی کے بار
بھی علم ہے اور ہماری نظر میں تمہاری بڑی عزت ہے۔ ہم جو بھی درخواست کر رہے ہ
بھی بات چیت کر رہے ہیں...... نہایت عزت و احترام سے کر رہے ہیں۔"

سرمایہ کاری کے ذکر پر والز کے چہرے پر قدرے نرمی کے آثار نمودار ہو
وہ بولا۔ "تمہاری اطلاع کے لئے بتادوں کہ اس فلم کا بجٹ پانچ ملین ڈالر کا ہے۔"

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" ہیگن سرسری سے لہجے میں بولا۔ "میرے باس کے
سے دوست ہیں جو ان کے مشورے پر اس سے زیادہ سرمایہ بھی کسی پراجیکٹ میں لگ
کے لئے تیار رہتے ہیں۔"

والز پہلی بار اس معاملے کو سنجیدگی سے لینے کے لئے آمادہ نظر آیا۔ وہ ہیگن
کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ "میں نیویارک کے زیادہ تر بڑے وکیلوں کو
ہوں...... لیکن میں نے کبھی تمہارا نام نہیں سنا...... آخر تم ہو کون؟"

"میں زیادہ بڑی بڑی کمپنیوں کے لئے کام نہیں کرتا۔ میرا بس ایک ہی کلا
ہے۔ وہی میرا باس بھی ہے۔" ہیگن نے خشک لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مص
کے لئے والز کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ والز نے مصافحہ کرلیا۔

دروازے کی طرف دو قدم بڑھنے کے بعد پلٹا جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔"

علوم ہے تمہیں آئے دن بہت سے ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو اپنے آپ کو بہت
ہم ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ وہ اہم ہوتے نہیں...... ہمارا معاملہ اس کے
لکل الٹ ہے۔ تم ہمارے بارے میں معلومات کرلو۔ اس کے بعد اگر تم اپنے فیصلے پر نظر
نی کرنا چاہو تو میرے ہوٹل میں مجھ سے رابطہ کرلینا......"

ایک لمحے کے توقف کے بعد وہ پھر بولا۔ "میرے باس تمہارے لئے کچھ ایسے
ام بھی کر سکتے ہیں جو شاید صدر امریکا کو بھی مشکل لگیں۔"

والز آنکھیں سکیڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید اب وہ بات کی گہرائی کو کچھ
ھ سمجھ رہا تھا۔ ہیگن نے نہایت شائستگی سے مزید کہا۔ "بر سبیل تذکرہ...... میں ذاتی طور پر
ہاری فلمسازی کی صلاحیتوں کا بڑا معترف ہوں۔ تمہاری بنائی ہوئی سبھی فلمیں مجھے اچھی
ی ہیں۔ اسی لگن اور توجہ سے کام جاری رکھو۔ ہمارے ملک کو اچھی چیزوں کی ضرورت
ہے۔"

پھر وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

اس شام ہیگن کو ہوٹل میں والز کی سیکرٹری کا فون آیا۔ اس نے بتایا کہ ایک گھنٹے بعد
ک کار اسے لینے آئے گی۔ کار میں اسے مسٹر والز کے اس مکان پر جانا ہوگا جو ایک دیہی
قے میں واقع تھا۔ ہیگن کو وہاں والز کے ساتھ ڈنر کرنا تھا۔ کار میں یہ سفر تین گھنٹے کا تھا۔
رٹری نے یہ بتاتے ہوئے والز کو تسلی بھی دے دی کہ کار میں بھی کھانے پینے اور موسیقی
رہ سننے کا انتظام تھا۔ اس لئے سفر بوریت میں نہیں گزرے گا۔

اس کے بعد سیکرٹری بولی۔ "مسٹر والز نے مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنا بیگ ساتھ
ے آئیں کیونکہ رات کو آپ کو فارم ہاؤس میں ہی قیام کرنا ہوگا۔ صبح مسٹر والز آپ کو نیو
ک واپسی کے لئے خود ایئرپورٹ پہنچا دیں گے۔"

ہیگن کو معلوم ہو چکا تھا کہ والز خود اپنے ذاتی جہاز میں فارم ہاؤس گیا تھا۔ اگر وہ
کو وہاں ڈنر پر مدعو کرنا ہی چاہتا تھا تو اپنے ساتھ جہاز میں بھی لے جا سکتا تھا۔ نہ جانے

اس نے ایسا کیوں نہیں کیا تھا اور اسے کار کے ذریعے بلوانے کا بندوبست کیا تھا جو زیاد
زحمت کا کام تھا۔ اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ والز کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ کل صبح کی پروا
سے نیویارک جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

امکان یہی نظر آ رہا تھا کہ والز نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر
کے لئے پرائیوٹ سراغ رسانوں کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ اس کا مطلب تھا کہ اب
ڈون کارلیون کے بارے میں جان چکا ہوگا اور اب ذرا سنجیدگی سے بات چیت کرنے
لئے تیار ہوگا۔ بہرحال ہیگن نے سیکرٹری کا شکریہ ادا کیا اور کہہ دیا کہ ایک گھنٹے بعد وہ چلنے
لئے تیار ہوگا۔ اسے اب امید کی کرن نظر آ رہی تھی۔ شاید والز اتنا گنوار اور موٹے دماغ
نہیں تھا جتنا ہیگن نے آج صبح محسوس کیا تھا۔

☆......☆......☆

والز کا فارم ہاؤس دیہی طرز کی کسی فلمی حویلی سے مشابہ تھا۔ اس کی حدود میں
باغات، اصطبل اور دو رویہ درختوں سے ڈھکے ہوئے راستے بھی شامل تھے۔ گھوڑوں
چرنے کے لئے سبزہ زار بھی تھے۔ ہر چیز بجی سنوری اور سلیقے سے آراستہ تھی۔ صفائی ستھر
اور آرائش کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ ہر چیز کی کتنی عمدگی سے دیکھ بھال کی جاتی تھی۔

والز نے ایک ایسے برآمدے میں ہیگن کا استقبال کیا جو ایئر کنڈیشنڈ تھا اور جس
ایک دیوار شیشے کی تھی۔ وہ اب آرام دہ لباس میں تھا۔ دولت مندی اور آسودگی کا ایک
سا ہالہ اب اس کی شخصیت کے گرد زیادہ روشن محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا رویہ صبح کے مقا
میں بہت تیز تھا۔

وہ دوستانہ انداز میں ہیگن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ ”ڈنر میں
کچھ دیر ہے۔ آؤ، تب تک میں تمہیں اپنے ریس کے گھوڑے دکھاتا ہوں۔“

وہ اصطبلوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں والز بولا۔ ”میں نے تمہارے با
میں معلومات کرائی تھی ہیگن! تم نے مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا کہ تمہارا باس ڈون کارلیون

میں سمجھا تھا کہ تم کوئی تھرڈ کلاس قسم کے وکیل ہو اور شاید کسی تھرڈ کلاس بدمعاش کی نمائندگی
کرتے ہو۔ جونی کی زیادہ تر واقفیت ایسے ہی لوگوں سے ہے۔ اب ہمیں یہاں کی فضا سے
لطف اندوز ہونا چاہئے۔ کام کی بات ہم ڈنر کے بعد کر لیں گے۔“

پھر وہ ہیگن کو ریس کے گھوڑوں کے بارے میں اپنے منصوبے بتانے لگا۔ اسے
یقین تھا کہ ان منصوبوں پر عملدرآمد کے بعد اس کے اصطبل امریکا کے بہترین اصطبل شمار
ہوں گے جہاں ریس کے اعلیٰ ترین گھوڑوں کی افزائش اور پرورش ہوگی۔ اصطبل فائر
پروف تھے۔ حفظان صحت کے اصولوں پر عملدرآمد کا وہاں بہترین انتظام تھا۔ گندگی کا نام و
نشان تک نہیں تھا۔ پرائیوٹ سراغ رساں ان کی حفاظت اور نگرانی کرتے تھے۔

ہیگن کو بہت سے گھوڑے دکھانے اور ان کے ”شجرہ نسب“ کے بارے میں بتانے
کے بعد والز اسے آخری اسٹال کے سامنے لے گیا جس کی بیرونی دیوار چمکتی ہوئی ایک
خوبصورت نیم پلیٹ نصب تھی جس پر پیتل کے حروف میں ”خرطوم“ لکھا تھا۔ ہیگن کو گھوڑوں
کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں تھیں لیکن اس اسٹال میں کھڑے گھوڑے کو ظاہری
طور پر دیکھ کر ہی ہیگن کو تسلیم کرنا پڑا کہ وہ ایک غیر معمولی اور نہایت خوبصور گھوڑا تھا۔

وہ پورا سیاہ تھا اور اس کی جلد ریشم سے بنی معلوم ہوتی تھی۔ صرف اس کی پیشانی پر
ہیرے کی سی ساخت کا ایک سفید نشان تھا۔ اس کی بڑی بڑی بھوری آنکھوں میں گویا چراغ
روشن تھے۔ وہ آنکھیں قیمتی پتھروں کی طرح جھلملا رہی تھیں۔ تاہم قیمتی پتھروں میں زندگی
کی ایسی بھرپور چمک نہیں ہو سکتی تھی جیسی ان آنکھوں میں تھی۔

”یہ دنیا بھر میں ریس کا عظیم ترین گھوڑا ہے۔“ والز کے لہجے میں دنیا بھر کا فخر
سمٹ آیا تھا۔ ”اسے میں نے انگلینڈ میں چھ لاکھ ڈالر میں خریدا تھا۔ مجھے امید ہے کہ کسی روسی
زار نے بھی اپنے دور میں اس قیمت کا گھوڑا نہیں خریدا ہوگا۔ میں نے اسے ریس کے لئے
نہیں لیا ہے۔ میں اس سے افزائش نسل کا کام لوں گا اور اسی کے ذریعے میرے اصطبل
ریس کے گھوڑوں کے سلسلے میں دنیا کے بہترین اصطبل شمار ہوں گے۔“

وہ گھوڑے کی ریشمی ایال میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اسی طرح لاڈ اور پیار سے
اس کا نام لے کر نیچی آواز میں اسے پکارنے لگا جس طرح باپ اپنے کمسن بیٹوں کو پکارتے
ہیں۔گھوڑا بھی اپنی حرکات وسکنات سے گویا اس کے پیار کا جواب پیار سے دے رہا تھا۔

آخر کار وہ ڈنر کے لئے حویلی میں لوٹ آئے۔ڈنر تین ویٹرز سرو کر رہے تھے او
ایک بٹلر انہیں ہدایت دے رہا تھا تاہم ہیگن کے خیال میں کھانا بہت اعلیٰ معیار کا نہیں تھا
والز شاید اب اکیلا رہتا تھا اور اسے کھانوں کے معیار کی کچھ زیادہ پروا نہیں تھی۔

کھانے کے بعد جب وہ آرام سے بیٹھ گئے اور انہوں نے ہوانا کے بہترین سگا
سلگا لئے تو ہیگن نے ملائمت سے پوچھا۔''تو پھر تم جونی کو فلم میں کاسٹ کر رہے ہو
نہیں؟''

''نہیں......'' والز نے بلا تامل جواب دیا۔''میں چاہوں بھی، تو ایسا نہیں کر سک
کیونکہ تمام معاہدے سائن ہو چکے ہیں۔اگلے ہفتے شوٹنگ شروع ہو جائے گی۔اب میں فل
کے معاملات میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔''

''مسٹر والز!'' ہیگن نے قدرے مضطربانہ لہجے میں کہا۔''سب سے اوپر وا
آدمی اور مالک و مختار سے بات اسی امید پر کی جاتی ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔اپ
پراجیکٹ میں جو تبدیلی چاہے......لا سکتا ہے۔''

والز خشک لہجے میں بولا۔''مجھے معلوم ہے کہ مجھے اسٹوڈیو میں ورکرز کی ہڑتال
کے خطرے کا سامنا کرنا پڑے گا۔مزدور لیڈر گوف نے مجھے اس کا اشارہ دے دیا ہے او
جس وقت وہ یہ بات کر رہا تھا، کوئی سنتا تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اس خبیث کو خفیہ طو
پر ایک لاکھ ڈالر سالانہ اس بات کے دیتا ہوں کہ وہ ورکرز کو ہڑتال سے باز رکھے۔مجھے
یقین نہیں ہے کہ تم میرے اس نیم زنانہ قسم کے ہیرو کو ہیروئن پینے سے باز رکھ سکتے ہو جس
تم نے صبح ذکر کیا تھا اور مجھے اب اس کی کوئی پرواہ بھی نہیں ہے جہاں تک کسی فلم کے ل
سرمایہ کاری کرنے کی تمہاری پیشکش کا تعلق ہے......تو اس کی بھی میری نظر میں ذرہ برا

یت نہیں۔میں اپنی فلمیں خود اپنے سرمائے سے بنا سکتا ہوں۔جونی کو میں کسی بھی حال
ں اپنی فلم میں کاسٹ نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے اس سے نفرت ہے۔اپنے باس سے کہنا کہ
ئندہ کبھی......کوئی بھی کام ہو تو مجھے ضرور یاد کرے۔''

ہیگن کو حیرت کا جو جھٹکا لگا تھا اس نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا۔وہ سمجھنے سے
اصر تھا کہ اگر والز کو یہی کچھ کہنا تھا تو اس نے اسے اتنے اہتمام سے اتنی دور کیوں بلایا تھا؟
وئی بات ضرور تھی۔

دل ہی دل میں والز کو گالیاں دیتے ہوئے اس نے بظاہر ملائمت سے کہا۔''مسٹر
الز! میرا خیال ہے کہ تم صورت حال کی نزاکت کو سمجھ نہیں رہے ہو۔ڈون کارلیون جونی
کے گاڈ فادر ہیں۔یہ ایک بہت ہی قریبی اور روحانی قسم کا رشتہ ہے۔اطالوی از راہ مذاق کہا
کرتے ہیں کہ دنیا میں زندگی گزارنا اتنا مشکل کام ہے کہ انسان کی دیکھ بھال کے لئے اس
کے دو باپ ہونے چاہئیں۔اس مذاق کی کوکھ سے ''گاڈ فادر'' کے نہایت سنجیدہ رشتے نے
نم لیا ہے۔اطالوی جسے اپنا مربی، سرپرست اور ایک قسم کا روحانی باپ سمجھ لیتے ہیں اسے
نا گاڈ فادر کہتے ہیں۔جونی کے گاڈ فادر ڈون کارلیون ہیں اور چونکہ جونی کا حقیقی باپ مر
کا ہے، اس لئے مسٹر کارلیون اور بھی زیادہ گہرائی سے جونی کو اپنی ذمے داری سمجھتے ہیں اور
ون کارلیون ایک بہت حساس انسان بھی ہیں۔جو انسان ایک بار ان کی کوئی درخواست
ول کرنے سے انکار کر دے، اسے وہ زندگی میں پھر کبھی کوئی کام نہیں بتاتے۔''

والز نے کندھے اُچکائے۔''سوری......لیکن میرا جواب بہر حال وہی رہے گا، جو
ں دے چکا ہوں......لیکن اب تم آئے ہوئے ہو تو ہم کسی نہ کسی معاملے پر تو تعاون کی
ت کر لیں۔یہ بتاؤ کہ اسٹوڈیو میں ورکرز کی ہڑتال رکوانے کے لئے مجھے کتنی رقم خرچ کرنی
ے گی؟ میں ابھی......اسی وقت نقد ادائیگی کر سکتا ہوں۔''

تب ہیگن کی کم از کم ایک الجھن دور ہو گئی۔اس کی سمجھ میں آ گیا کہ جب جونی کے
رے میں والز اپنے انکار پر قائم تھا تو اس نے اسے اتنی دور بلانے اور اس کے ساتھ اتنا

وقت گزارنے کی زحمت کیوں کی تھی۔ وہ اصل میں صرف یہی بات کرنا چاہتا تھا جواب ا کی زبان پر آئی تھی۔ وہ ڈون کارلیون سے خوفزدہ نہیں تھا۔ اسے اپنے بارے میں یقین کہ اسے نقصان پہنچانا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ اسے صرف ایک بات کا اندازہ نہیں کہ ڈون کی نظر میں اپنے وعدے کی کیا اہمیت تھی۔ ڈون نے جونی سے وعدہ کرلیا تھا کہ کی فلم میں کاسٹ ہوگا۔ ڈون نے آج تک کسی سے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا تھا جسے وہ پورا نہ سکا ہو۔

ہیگن پُرسکون لہجے میں بولا۔ ”تم شاید جان بوجھ کر میری بات کا غلط مطلب رہے ہو تم مجھے کسی ایسے آدمی کا نمائندہ قرار دینے کی کوشش کررہے ہو جو لوگوں کو ڈرا دھمکا رقم وصول کرتا ہے۔ مسٹر کارلیون نے ہڑتال رکوانے کی جو بات کی تھی، وہ صرف دوستا بنیادوں پر...... اپنے تعلقات استعمال کرتے ہوئے یہ کام انجام دینے کے بارے میں اور اس کے جواب میں تم سے بھی ایک چھوٹی سی مہربانی کی درخواست کی گئی تھی۔ یہ صر اپنے اثرورسوخ اور اختیارات کے دوستانہ تبادلے کی بات تھی لیکن لگتا ہے کہ تم ہر شخص درخواست کے پیچھے اس کا کوئی لالچ تلاش کرنے کے عادی ہو۔ تم نے میری اس بات کو طور پر سمجھا ہی نہیں اور میرا خیال ہے تم غلطی کررہے ہو۔“

والز ایک بار پھر گویا جان بوجھ کر اشتعال میں آگیا۔ ”میں سب کچھ بہت اچ طرح سمجھ رہا ہوں۔ اپنی بات منوانے کا مافیا کا یہی اسٹائل ہے۔ بظاہر مافیا کے لوگ بڑ میٹھی میٹھی باتیں کررہے ہوتے ہیں...... اپنے مخاطب کو مکھن لگا رہے ہوتے ہیں...... لیک درحقیقت وہ دھمکیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ میں ایک بار پھر تمہیں صاف صاف بتادوں کہ جونی کو کبھی میری فلم میں کام نہیں ملے گا۔ حالانکہ مجھے اعتراف ہے کہ وہ اس کردار لئے موزوں ترین آدمی ہے...... لیکن اس فلم سے اسے فلمی دنیا میں دوسرا جنم مل جا گا اور میں اسے دوبارہ زندہ کرنا نہیں...... بلکہ دھکے دے کر فلم انڈسٹری سے باہر نکالنا چا ہوں کیونکہ اس نے اس لڑکی کو مجھ سے چھینا تھا جس پر پانچ سال تک میں نے پیسہ پانی

طرح بہایا تھا۔ اسے مستقبل کی سپر اسٹار بنانے کے لئے ہر شعبہ زندگی کے بہترین لوگوں سے ٹریننگ دلوائی تھی۔ تم پھر کہو گے کہ شاید میں صرف مالی فائدے نقصان کو نظر میں رکھتا ہوں...... اس لئے میں مالی نقصان کی بات چھوڑ دیتا ہوں۔ مجھے جذباتی طور پر بھی جو نقصان پہنچا ہے، اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ میرے دنیا کی معروف ترین عورتوں کے ساتھ تعلقات رہے ہیں لیکن اس لڑکی میں کچھ ایسی خوبیاں تھیں کہ میں اس کا دیوانہ تھا...... اور میں اسے نہ جانے کیا سے کیا بنا دیتا...... لیکن وہ احمق لڑکی جونی کی خوبصورت شخصیت اور اس کی میٹھی میٹھی باتوں کے طلسم میں گرفتار ہو کر اپنی پُرتعیش زندگی اور شاندار مستقبل پر لات مار کر چلی گئی...... اور اس کتیا کی بچی کو جونی سے چند رنگین راتوں کے سوا کچھ نہیں ملا۔ اس واقعے سے باقی تو جو کچھ ہوا سو ہوا...... لیکن میری پوزیشن بڑی مضحکہ خیز سی ہو کر رہ گئی اور میں جس مقام پر ہوں، میری جو حیثیت ہے، اسے سامنے رکھتے ہوئے میں مضحکہ خیز نظر آنا افورڈ نہیں کرسکتا مسٹر ہیگن! کیا بات تمہاری سمجھ میں آگئی؟“

ہیگن اور ڈون کارلیون کی دنیا میں یہ احمقانہ باتیں تھیں۔ بچکانہ اندازِ فکر تھا لیکن اس نے یہ کہنے کے بجائے ملائمت سے کہا۔ ”تم جتنا جہاں دیدہ ہو جانے کے بعد انسان کو اس قسم کی باتوں کو دل پر نہیں لینا چاہئے۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ مسٹر کارلیون جونی کو کتنا عزیز رکھتے ہیں۔ اس سے کیا ہوا وعدہ ان کی نظر میں بہت اہم ہے...... بلکہ مسٹر کارلیون جس سے بھی...... وعدہ کرلیتے ہیں، وہ ان کی نظر میں بہت اہم ہوتا ہے۔ چاہے بات کتنی ہی معمولی ہو۔ ڈون کارلیون کبھی اپنے دوستوں کو شرمندہ نہیں ہونے دیتے۔“

والز اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور برہمی سے بولا۔ ”میں نے تمہاری باتیں بہت سن لی ہیں۔ میں بدمعاشوں کا حکم نہیں مانتا۔ بدمعاش میرا حکم مانتے ہیں۔ میں چاہوں تو ابھی یہ فون اٹھا کر صرف چند سیکنڈ بات کروں تو تمہاری کم از کم آج کی رات جیل میں گزرے گی...... اور اگر تمہاری مافیا کے اس سردار نے کوئی بدمعاشی دکھانے کی کوشش کی تو اسے پتا چل جائے گا کہ میں کوئی ترنوالہ نہیں ہوں۔ اسے اندازہ بھی نہیں ہوسکے گا کہ اس پر کیا آفت ٹوٹی

جو اسے فنا کر گئی۔ اس مقصد کے لئے اگر مجھے وہائٹ ہاؤس میں بھی اپنا اثر ورسوخ استعما کرنا پڑا تو میں کروں گا۔"

ایک بار پھر وہ شخص ہیگن کو بہت ہی احمق لگا اور ایک بار پھر وہ حیرت سے سو بغیر نہیں رہ سکا کہ اتنا احمق شخص اتنی بڑی حیثیت کا حامل کیونکر ہو گیا تھا؟ اس مقام پر...... ا اس عمر کو پہنچ کر بھی وہ بچکانہ انا...... سفلی جذبات اور مالی نفع نقصان کی جنگ میں الجھا ہوا تھ اصل پیغام اس کے موٹے دماغ تک پہنچ ہی نہیں رہا تھا۔

"ڈنر کا...... اور میرے ساتھ ایک اچھی شام گزارنے کا شکریہ......" آخر ہیگن نے کہا۔" کیا کچھ دیر بعد میرے لئے سواری کا انتظام ہو جائے گا؟ میں ایئر پورٹ جانا چا ہوں۔ معذرت چاہتا ہوں کہ رات یہاں نہیں گزار سکوں گا۔ مسٹر کارلیون کی خواہش ہو ہے کہ اگر کوئی بری خبر ہو تو وہ انہیں جلد از جلد سنا دی جائے۔"

کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر، اپنا بیگ لے کر شیشے کی دیوار والے برآمدے میں گیا۔ وہ اپنے لئے کار کا انتظار کر رہا تھا۔ باہر خوبصورت درختوں سے آراستہ طویل وعری احاطے میں فلڈ لائٹس کی وجہ سے تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دو درختوں کے پاس ایک شاندا لیموزین کھڑی تھی لیکن ہیگن کو بتایا گیا تھا کہ اس کے لئے دوسری کار آئے گی۔

اسی اثناء میں اس نے حویلی کے کسی اور دروازے سے دو عورتوں کو نکل کر ا لیموزین کی طرف جاتے دیکھا۔ اس نے ذرا توجہ سے دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ ان میں سے ایک دراصل گیارہ بارہ سال کی وہی بچی تھی جسے اس نے صبح والز کے اسٹوڈیو ک استقبالیہ کمرے میں دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ وہی عورت تھی جس کے بارے میں ہیگن ک اندازہ تھا کہ وہ بچی کی ماں تھی۔

اس کی تصدیق یوں بھی ہو گئی کہ بڑی سی گاڑی تک پہنچنے کے لئے انہیں خم دا راستے پر تھوڑا سا گھومنا پڑا اور یوں ان کے چہرے ہیگن کی طرف ہو گئے۔ تیز روشنی میں و انہیں صاف دیکھ سکتا تھا جبکہ وہ خود لائٹ آن کئے بغیر برآمدے میں بیٹھا تھا۔ وہ دونوں شا

شیشے کی دیوار کے پار اسے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

ہیگن نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا، وہ اس جیسے آدمی کی رگوں میں بھی ایک لمحے کو خون منجمد کر دینے کے لئے کافی تھا۔ عورت نے درحقیقت بچی کو سہارا دے رکھا تھا۔ اس کے باوجود وہ بھیڑ کے کسی نوزائیدہ بچے کی طرح چل رہی تھی۔ اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ وہ قدم رکھ کہیں رہی تھی اور پڑ کہیں رہا تھا۔ اس کے بھرے بھرے ہونٹوں کی لپ اسٹک بری طرح پھیل گئی تھی اور اس کی آنکھیں کچھ اس طرح پھٹی پھٹی سی تھیں جیسے وہ کوئی دہشت ناک خواب دیکھ کر جاگی ہو۔

ہیگن کو عورت کے ہونٹ ہلتے نظر آ رہے تھے۔ وہ شاید لڑکی کو نیچی آواز میں صحیح طرح چلنے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی ہدایات دے رہی تھی لیکن لڑکی سے صحیح طرح چلا ہی نہیں جا رہا تھا۔ کار کے قریب وہ دونوں ایک لمحے کے لئے رکیں اور عورت نے پلٹ کر عجیب سے انداز میں حویلی کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں فاتحانہ سی چمک تھی جیسے اس نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہو...... کوئی بہت بڑا مرحلہ سر کر لیا ہو اور کوئی بہت بڑی کامیابی اسے سامنے نظر آ رہی ہو۔

وہ عورت اس لمحے ہیگن کو عورت نہیں، ایک گدھ محسوس ہوئی جو اپنی ہی بچی کی عزت اور معصومیت کی لاش کو نوچ نوچ کر کھا رہی تھی۔ اس ایک لمحے میں سب کچھ ہیگن کی سمجھ میں آ گیا۔ کسی مقصد کے لئے ماں نے اپنی نوخیز بچی کو سیڑھی بنایا تھا اور اس عمر میں والز کے اندر شیطان نے ایک نیا جنم لیا تھا۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ بڑی سی سیاہ کار انہیں لے کر خاموشی سے رخصت ہو گئی۔ اس کا تاریک وجود، دوسری بہت سی تاریکیاں اپنے اندر چھپائے رات کی تاریکی میں مدغم ہو گیا۔ ہیگن نے زندگی میں بہت کچھ دیکھا تھا لیکن اس لمحے وہ بھی حیرت، دکھ اور تاسف سے سوچتا رہ گیا۔" یہ ہے وہ ہالی وڈ...... جس کے لوگ خواب دیکھتے ہیں؟ اور جونی اس جنگل سے جٹے رہنے کے لئے بہ ضد ہے؟"

اب اس کی سمجھ میں یہ بھی آ گیا کہ والٹز اسے اپنے ذاتی جہاز میں ساتھ لے یہاں کیوں نہیں آیا تھا۔ جہاز میں اس کے ساتھ یقیناً وہ ماں بیٹی آئی تھیں۔

چند لمحے بعد دوسری کار ہیگن کو لینے آ گئی۔ اس نے دل ہی دل میں والٹز کو خدا حافظ کہا اور برآمدے سے نکل کر اس میں بیٹھ گیا۔

☆......☆......☆

پال گیٹو کو جو حکم اچانک ملتا تھا اور جس پر اسے فوری طور پر عمل کرنے کی ہدایت جاتی تھی، وہ اسے بالکل اچھا نہیں لگتا تھا...... لیکن مجبوری تھی۔ ''اوپر'' سے ملنے والے ہر قسم کے احکام پر اسے عمل کرنا ہی پڑتا تھا۔ ورنہ وہ غور و خوض اور منصوبہ بندی سے کام کرنا پسند کرتا تھا۔ خاص طور پر ایسے کام جن میں مار پیٹ، تشدد اور سختی شامل ہوتی تھی۔ اس قسم کے کام کرنے میں کسی نہ کسی سے کوئی غلطی ہو سکتی تھی جو بعد میں مسئلہ بن سکتی تھی۔

آج رات کے لئے جو کام اس کے ذمے لگایا گیا تھا، وہ بھی اسی زمرے میں آتا تھا۔ وہ اس وقت بار میں بیٹھا بیئر کی چسکیاں لے رہا تھا اور بظاہر سرسری انداز میں گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا لیکن درحقیقت اس کی نظر ان دو نوجوانوں کی طرف تھی جو کاؤنٹر کے سامنے بیٹھے پینے پلانے کے شغل کے ساتھ ساتھ دو لڑکیوں سے محو گفتگو تھے۔ وہ ایک خاص قماش کی لڑکیاں تھیں اور ان کی اصلیت ان کے چہروں پر لکھی تھی۔

گیٹو ان دونوں نوجوانوں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر چکا تھا۔ ان کے نام جیری اور کیون تھے۔ دونوں وجیہہ اور دراز قد تھے۔ دونوں کی عمریں بیس سے بائیس کے درمیان تھیں۔ دونوں طالب علم تھے۔ ان دنوں انکی چھٹیاں تھیں۔ دونوں دوسرے شہر کے ایک کالج میں پڑھ رہے تھے اور دو ہفتے بعد انہیں وہاں جانا تھا۔ دونوں خوشحال والدین کی اولاد تھے۔ دونوں کے والدین کا سیاسی اثر رسوخ بھی جس کی وجہ سے وہ دوسری جنگ عظیم کے دوران جبری بھرتی کی زد میں آنے سے بھی بچ گئے تھے۔

ان کے والدین کا اثر و رسوخ انہیں اسی قسم کی نہیں...... بلکہ اور بھی کئی طرح کی

مصیبتوں سے بچاتا تھا۔ مثلاً پچھلے دنوں انہوں نے بونا سیرا نامی ایک شخص کی نوجوان اور خوبصورت بیٹی کے ساتھ جو کچھ کیا تھا، اس کے سلسلے میں جج نے انہیں سزا تو سنائی تھی مگر اس پر عملدرآمد معطل رکھا تھا چنانچہ وہ اطمینان سے آزاد پھر رہے تھے اور حسب معمول اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔

وہ گویا ایک طرح سے ضمانت پر رہا تھے اور اس دوران ایک بار میں بیٹھ کر پینے پلانے اور ایک خاص قبیل کی لڑکیوں سے چہلیں کر کے وہ گویا ان قوانین کی خلاف ورزی کر رہے تھے جن کے تحت جج نے انہیں رہا کیا تھا لیکن لڑکوں کے انداز و اطوار سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں ان معاملات کی ذرہ برابر بھی پروا نہیں تھی۔ وہ ہر اندیشے اور خوف سے بے نیاز، اپنے من چاہے انداز میں زندگی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ یہ سب کچھ سوچتے ہوئے اور ان کی حرکتیں دیکھتے ہوئے گیٹو نے ایک بار پھر دل ہی دل میں انہیں گالی دی۔

حالانکہ گیٹو خود بھی جبری بھرتی سے بچ گیا تھا لیکن وہ خود کو اس کا مستحق سمجھتا تھا۔ اس کے خیال میں محاذ پر جا کر ملک کے لئے لڑنے کی نسبت اپنے مالکان کے احکام کی تعمیل کرنا اور ان کے مفادات کی حفاظت کرنا زیادہ ضروری تھا۔ وہ چھبیس سال کا ایک صحت مند، سفید فام نوجوان تھا لیکن جبری بھرتی کے دوران اس کا معائنہ کرنیوالے ڈاکٹروں نے بورڈ کے سامنے اس کے بارے میں رائے دی تھی کہ اس کی ذہنی حالت قابل اعتبار نہیں ہے اور دماغ کے علاج کے سلسلے میں اسے بجلی کے جھٹکے بھی لگائے جا چکے ہیں، اس لئے اسے فوج میں بھرتی کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

چنانچہ اسے بھرتی سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ڈاکٹروں کی یہ رپورٹ جھوٹ پر مبنی تھی۔ اس کا انتظام مینزا نے کیا تھا کیونکہ گیٹو اب ''فیملی'' کے لئے ایک قابل اعتماد کارندہ بن چکا تھا، کسی نہ کسی کام کے سلسلے میں اس کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی اور اس نے ہمیشہ عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس لئے اسے فوج میں جانے سے بچا لیا گیا تھا۔ گیٹو کو اس بات پر فخر تھا کہ اس کا شمار ''فیملی'' کے قابل اعتماد کارندوں میں ہونے لگا تھا۔

موجودہ کام کے بارے میں میزانے اسے عجلت کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ لڑکون کے کالج واپس جانے سے پہلے ہدایات پر عمل ہو جانا چاہئے اب مسئلہ یہ تھا کہ اگر دونوں لڑکیوں کو بھی ساتھ لے لیتے تو پھر گیٹو کے لئے اپنے "پروگرا پر عملدرآمد مشکل ہو جاتا۔ یوں ایک رات ضائع ہو جاتی۔

وہ کئی دنوں سے اس طرح ان لڑکوں کی نگرانی کر رہا تھا کہ انہیں اس کا شبہ تک نہ ہوا تھا۔ وہ ان کے معمولات کا جائزہ لے رہا تھا۔ آج کی رات اسے "پروگرام" پر عملدرآ کے لئے موزوں ترین محسوس ہوئی تھی اسلئے اس نے حتمی انتظامات کر لئے تھے لیکن کچھ پہلے جیری اور کیون ان دو لڑکیوں سے چپک کر بیٹھ گئے تھے اور گیٹو کو اپنا "پروگرام" خطر میں نظر آنے لگا تھا۔

اچانک اس نے ایک لڑکی کی خمار زدہ سی ہنسی کی آواز سنی۔ وہ جیری کی طر جھک کر کہہ رہی تھی۔ "نہیں بھئی...... میں تمہارے ساتھ کار میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ میں نہیں چاہتی میرا حشر بھی اس لڑکی جیسا ہو جس کی وجہ سے پچھلے دنوں تم دونوں پکڑے گئے تھے اور تم پر مقدمہ بھی چلا تھا۔"

اس کی بات سن کر جیری نے جھک کر اس کے کان میں دھیرے سے کچھ کہا۔ شا وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ اس لڑکی کی بات اور تھی جس کا ذکر ہو رہا تھا جبکہ اب تو رضا و رغبت وا صورت حال تھی...... لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ اس کی ساتھی لڑکی بدستور نفی میں سر ہلا رہی۔ یہ دیکھ کر گیٹو نے قدرے اطمینان کی سانس لی۔

اس نے آثار سے اندازہ لگایا کہ دونوں لڑکیاں جیری اور کیون کے ساتھ نہ جائیں گی۔ جیسی بھی تھیں...... لیکن احتیاط پسند معلوم ہوتی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ ا کے لئے اپنے "پروگرام" پر عملدرآمد کے امکانات روشن ہو گئے تھے۔ وہ کافی حد تک مطمئ ہو کر اٹھا اور باہر آ گیا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ سڑک تقریباً سنسان تھی اور وہاں پر روشنی

کچھ زیادہ نہیں تھی۔ یہ دیکھ کر گیٹو نے مزید اطمینان کی سانس لی۔ صرف ایک بار اور کھلا تھا۔ دکانیں تقریباً سبھی بند ہو چکی تھیں۔ گویا حالات نہایت موافق تھے۔ علاقے کی پولیس کی گشتی کار کے سلسلے میں بھی میزا انتظام کر چکا تھا۔ معمول کی گشت کے سلسلے میں فی الحال اس کا اس طرف آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ "طے" یہ پایا تھا کہ وہ تب ہی اس طرف آئے جب اسے یہاں کسی گڑبڑ کی اطلاع ملے گی اور اس وقت بھی وہ حتی الامکان سست رفتاری سے پہنچے گی۔

وہ اپنی شیور لیٹ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی پچھلی سیٹ پر دو جسیم آدمی بیٹھے تھے لیکن کار میں روشنی اور بھی کم پہنچ رہی تھی، اس لئے وہ دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ دونوں ٹرک چلایا کرتے تھے اور انہیں معمولی تنخواہیں ملتی تھیں لیکن اب وہ بھی "فیملی" کے کارندوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان سے مخصوص قسم کے کام لئے جاتے تھے لیکن انہیں صحیح طور پر معلوم نہیں تھا کہ وہ درحقیقت کس کے لئے کام کرتے تھے۔ وہ صرف گیٹو کو جانتے تھے جو ضرورت پڑنے پر انہیں طلب کر لیتا تھا، ہدایت دیتا تھا اور اپنی راہنمائی میں ان ہدایات پر عملدرآمد کراتا تھا۔

اپنے حساب سے گویا انہیں اب کام بہت کم کرنا پڑتا تھا اور معاضہ پہلے سے کہیں زیادہ ملتا تھا۔ گزر بسر نہایت آرام و آسائش سے ہوتی تھی۔ وہ بے حد خوش تھے۔ تازہ ترین "کام" کے سلسلے میں گیٹو انہیں دونوں لڑکوں کی تصویریں دکھا چکا تھا جو اس نے پولیس ریکارڈ سے حاصل کی تھیں۔

گیٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا۔ "بس...... سر پر کوئی مہلک چوٹ نہیں لگنی چاہئے۔ اس کے علاوہ جو تمہارا دل چاہے، کر سکتے ہو...... لیکن یاد رکھنا...... اگر دونوں لڑکے دو مہینے سے پہلے اسپتال سے باہر آئے تو تم دونوں کو واپس جا کر ٹرک ڈرائیوری ہی کرنی پڑے گی۔"

دونوں جسیم اور مضبوط آدمی ذرا موٹے دماغ کے تھے لیکن گیٹو کی ہدایات بڑی

سعادت مندی سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ اس وقت گیٹو نے پچھلی کھڑکی پر ان کی طرف ذرا جھک کر نیچی آواز میں کہا۔ ”وہ دونوں باہر آنے ہی والے ہیں۔ اپنے کام کے لئے تیار رہو۔“

وہ دونوں دروازہ کھول کر آہستگی سے باہر آ گئے۔ وہ خاصے دراز قد تھے۔ کرختگی اور مضبوطی ان کے چہرے مہرے اور خدوخال سے عیاں تھی۔ کسی زمانے میں وہ دونوں باکسر بھی رہے تھے لیکن اس میدان میں نام پیدا نہیں کر سکے تھے۔ ان کی ٹرک ڈرائیوری کے زمانے میں گیٹو نے انہیں ایک پرانے قرض سے بھی نجات دلائی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان رہتے تھے۔ اس قرض کی ادائیگی کے لئے رقم سنی کارلیون نے فراہم کی تھی۔

جب جیری اور کیون بار سے باہر آئے، تو وہ گویا خود بھی اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ ایک تو خمار نے ان کے حواس دھندلا دیئے تھے۔ دوسرے دونوں لڑکیوں نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر کے گویا اُکے ارمانوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ وہ کسی صورت مان کر نہیں دی تھیں۔ اس وجہ سے دونوں کا موڈ آف تھا اور جھنجھلاہٹ کے باعث ان کی کنپٹیاں تپ رہی تھیں۔

وہ شیورلیٹ کے قریب پہنچے تو گیٹو استہزائیہ اور بلند آواز میں بولا۔ ”بھئی واہ .....! ان دونوں لڑکیوں نے تمہیں خوب ٹکا سا جواب دیا۔“

دونوں لڑکوں نے گردنیں گھما کر آنکھیں سکیڑتے ہوئے گیٹو کی طرف دیکھا۔ انہوں نے یقیناً یہی محسوس کیا کہ اپنا غصہ اور جھنجھلاہٹ نکالنے کے لئے انہیں ایک شاندار ”ہدف“ میسر آ گیا تھا کیونکہ گیٹو زیادہ جسیم یا شخصیت کے اعتبار سے بارعب نہیں تھا۔ وہ میانہ قامت اور خوش لباس آدمی تھا۔ بعض خاص دکانوں سے سودے بازی کر کے کم قیمت میں ایسے سوٹ خرید لیتا تھا جن میں وہ نہایت معزز آدمی نظر آتا تھا گو کہ اس کا چہرہ نیولے کی طرح سوکھا سا تھا۔ وہ کسی بھی اعتبار سے لڑنے والا یا خطرناک آدمی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

دونوں نوجوان بلا تامل اس پر جھپٹے لیکن وہ نہایت پھرتی سے جھکائی دے کر ایک

طرف ہو گیا۔ اسی لمحے عقب سے ان دونوں نوجوانوں کے بازو گویا آہنی شکنجوں میں پھنس گئے۔ تب انہیں احساس ہوا کہ وہاں وہ دو آدمی اور بھی موجود تھے جنہوں نے عقب سے نہایت ماہرانہ انداز میں اور بے حد مضبوطی سے انہیں گرفت میں لے لیا تھا۔

اسی دوران میں گیٹو اپنے ہاتھ پر پیتل کا ایک مختصر سا خول چڑھا چکا تھا جس پر نہایت ننھے ننھے سے کانٹے بھی ابھرے ہوئے تھے۔ یہ خول چڑھانے سے اس کا گھونسا گویا ایک کھردرا، آہنی گھونسا بن گیا تھا۔ اس نے تاک کر نہایت پھرتی سے یہ گھونسا ایک نوجوان کی ناک پر رسید کیا۔ ایک ہی گھونسے میں اس کی ناک چپٹی ہو گئی اور خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

عقب سے جس شخص نے اس لڑکے کو قابو میں کیا ہوا تھا، اس نے اسے ہوا میں سڑک سے اونچا اٹھا لیا۔ اب وہ گیٹو کے سامنے اس بوری کی طرح لٹکا ہوا تھا جس پر گھونسے بازی کی مشق کی جاتی ہے۔ گیٹو نے اس پر سچ مچ مشق شروع کر دی۔ اس نے اتنی پھرتی سے اس کی ناف پر گھونسے برسائے کہ اسے حلق سے آواز نکالنے کی بھی مہلت نہ ملی۔

جب لمبے تڑنگے شخص نے اسے چھوڑا تو وہ پیٹ سے چھپکلی کی طرح سڑک پر گرا تب لمبے تڑنگے شخص نے اسے ٹھوکروں پر رکھ لیا حالانکہ اس میں مزاحمت کی سکت نہیں رہی تھی۔ ادھر دوسرے نوجوان نے چیخنے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے لمبے تڑنگے شخص نے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو کا شکنجہ کس دیا تھا اور اس کی آواز حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔ پھر اس شخص نے مشینی انداز اس کی بھی ہڈی پسلی ایک کرنا شروع کر دی۔

صرف چھ سیکنڈ میں یہ سب کچھ ہو گیا تھا۔ گیٹو نے مزید زحمت نہیں کی۔ دونوں نوجوانوں کا بھرتا بنانے کے لئے وہ دونوں لمبے تڑنگے آدمی ہی کافی تھے وہ اطمینان سے گاڑی میں جا بیٹھا اور اس نے انجن اسٹارٹ کر دیا۔ دونوں نے نوجوانوں کی پٹائی اس انداز میں جاری تھی کہ یکے بعد دیگرے ان کی ہڈیاں ٹوٹ رہی تھیں مگر ان کے حلق سے ”اوغ..... آغ“ کے علاوہ کوئی آواز بھی نہیں نکل پا رہی تھی۔ جلد ہی یہ آوازیں بھی معدوم ہو

گئیں۔

دونوں لمبے تڑنگے آدمی تاک کر نہایت ماہرانہ اور نپے تلے انداز میں وار کرر تھے۔ ان کے انداز میں ذرا بھی گھبراہٹ یا عجلت نہیں تھی اور ان کا کوئی وار اُچٹتا ہوا نہیں رہا تھا۔ گیٹو کو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اس دوران میں کیون کے چہرے کی جھلک نظر آئی۔ ناقابل شناخت ہو چکا تھا۔ دونوں لڑکوں کے ہاتھ پاؤں اور جسم کی بیشتر ہڈیاں ٹوٹ تھیں۔

آس پاس کی عمارتوں میں شاید کچھ لوگوں کو احساس ہو گیا تھا کہ گلی میں کچھ گ تھی۔ کئی کھڑکیاں کھلیں اور کئی چہرے جھانکتے دکھائی دیئے مگر جلد ہی کھڑکیاں بند ہو گئیں کسی نے باہر آ کر دخل اندازی کرنا تو درکنار، یہ بھی جاننے کی کوشش نہیں کی کہ معاملہ کیا بار میں سے بھی کچھ لوگ نکل کر باہر آن کھڑے ہوئے تھے مگر ان میں سے بھی کسی نے ا معاملے میں مداخلت نہیں کی۔ وہ سب دور کھڑے خوفزدہ نظروں سے، سفاکانہ انداز نوجوانوں کی درگت بنتے دیکھتے رہے۔

''چلو......بس......کافی ہے۔'' گیٹو نے گاڑی میں سے ہانک لگائی اور دو لمبے تڑنگے آدمی اطمینان سے ہاتھ جھاڑ کر گاڑی میں جا بیٹھے۔ دونوں نوجوان گٹھریوں ک صورت میں سڑک پر بے حس حرکت پڑے تھے۔

گیٹو نے ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اسے اس بات کی پرواہ نہیں ک کہ کسی نے شیورلیٹ کا نمبر نوٹ کر لیا ہوگا۔ وہ چوری کی شیورلیٹ تھی۔ اس ماڈل اور رنگ کی ہزاروں گاڑیاں شہر میں موجود تھیں۔

☆......☆......☆

ٹام ہیگن نے جمعرات کے روز اپنے آفس پہنچ کر سب سے پہلے کچھ کاموں سلسلے میں کاغذی کارروائیاں مکمل کیں۔ جمعہ کو ورجل سولوزو سے ڈون کارلیون کی ملا طے ہو چکی تھی اور ہیگن چاہتا تھا کہ اس ملاقات سے پہلے وہ چھوٹے موٹے کاموں اور کا

کارروائیوں سے فارغ ہو چکا ہو۔ ڈون سے سولوزو کی یہ ملاقات ہیگن کے اندازے کے مطابق نہایت اہم ثابت ہونے والی تھی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ سولوزو درحقیقت ''فیملی'' کے ساتھ کاروباری شراکت داری کی کوئی تجویز لے کر آ رہا تھا۔

ڈون کو اس وقت کوئی خاص حیرت یا افسوس نہیں ہوا تھا جب ہیگن نے لاس نجلس سے واپس آ کر اسے بتایا تھا کہ فلمی دنیا کے بہت بڑے آدمی جیک والز سے اس کے ذاکرات ناکام ہو گئے تھے اور اس نے کسی بھی قیمت پر جونی کو اپنی فلم میں کاسٹ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

ڈون نے ہر بات تفصیل سے پوچھی تھی اور ہیگن نے تمام جزئیات بیان کی تھیں۔ ان ماں بیٹی کا ذکر بھی آیا تھا جنہیں ہیگن نے والز کے فارم ہاؤس سے رخصت ہو تے دیکھا تھا ہیگن نے اس وقت کمسن لڑکی کی جو حالت دیکھی تھی۔ وہ بھی بیان کی تھی۔ اس پر ڈون نے دانت پیسے تھے اور نہایت ہی ناگواری سے بڑبڑایا تھا۔ ''خبیث......!''

اس سے زیادہ اس نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔ مجموعی طور پر وہ اسی طرح پُر سکون رہا تھا جیسے ناکامی کی اس خبر نے اسے کوئی خاص دھچکا نہ پہنچایا ہو۔ ان کے درمیان یہ گفتگو پیر کے روز ہی ہو چکی تھی۔ پھر بدھ کو ڈون نے ہیگن کو ملاقات کے لئے بلایا تھا۔ وہ ہشاش بشاش اور مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے مسئلے کا حل تلاش کر لیا ہو تاہم اس نے ہیگن کو اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس نے کچھ کاموں کے بارے میں ہیگن کو ہدایات دیں، پھر سرسری انداز میں گویا پیشگوئی کی کہ جلد ہی والز کا فون آئے گا اور وہ انہیں بتائے گا کہ وہ جونی کو اپنی فلم میں مرکزی کردار کے لئے کاسٹ کرنے کو تیار ہے۔

اسی اثناء میں فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ہیگن کی دھڑکن اس احساس سے تیز ہونے لگی کہ کیا واقعی والز کا فون آ گیا تھا؟ لیکن وہ فون والز کا نہیں، بلکہ بونا سیرا کا تھا، اس کی آواز تشکر اور ممنونیت سے لرز رہی تھی۔ وہ ہیگن سے درخواست کر رہا تھا کہ اس کا شکریے کا پیغام ڈون کو پہنچا دیا جائے۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا دل ٹھنڈا ہو گیا تھا اور ڈون نے اس کی

درخواست قبول کر کے گویا اسے بن مول خرید لیا تھا۔ اس نے نہایت جذباتی ہو کر یہ بھی کہ ڈون کو اگر زندگی میں کبھی اس کے خون کی بھی ضرورت پڑی تو وہ صرف ایک آواز د کر دیکھے، بوناسیرا اس کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہا دے گا۔

ہیگن نے نہایت تحمل سے اس کا شکریہ ادا کیا اور مربیانہ انداز میں اسے تسلی دی اس کے جذبات ڈون تک پہنچا دیئے جائیں گے۔ وہ ''ڈیلی نیوز'' میں خبر اور تصویریں د چکا تھا کہ کس طرح جیری اور کیون سڑک پر نیم مردہ حالت میں پائے گئے تھے۔ تصویر میں ان کی حالت عبرت ناک نظر آ رہی تھی۔ وہ خون اور گوشت کا ملغوبہ دکھائی دے ر تھے۔ اخبار نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ شاید انہیں مہینوں اسپتال میں رہنے اور پلاس سرجری کرانے کی ضرورت پڑے گی اور اس کے بعد بھی شاید وہ پہلے جیسے نظر نہ آ سکیں نے خبر پڑھ کر طمانیت سے سر ہلایا تھا اور ایک کاغذ پر نوٹ کیا تھا کہ کیٹو ایک خصوصی بونس مستحق ہو چکا تھا اس کے ذمے جو کام لگایا گیا تھا، اس نے عمدگی سے انجام دیا تھا۔

ہیگن اگلے تین گھنٹوں تک کاغذات میں الجھا رہا۔ اس نے ڈون کی ان کمپنیوں کی آمدنی کی رپورٹس کا جائزہ لیا جن میں سے ایک جائداد کا کاروبار کرتی تھی تیسری کنسٹرکشن کا کام کرتی تھی۔ جنگ کے دوران تینوں کے کاروبار زیادہ اچھے نہیں ر تھے لیکن اب جنگ کے بعد امید تھی کہ وہ تیزی سے پھلیں پھولیں گے۔

کاغذات میں الجھ کر وہ جونی والے مسئلے کو تقریباً بھول ہی چکا تھا مگر اچانک اس سیکرٹری نے اسے بتایا کہ لاس اینجلس سے اس کے لئے کال تھی۔ اس کا دل انجانی تو قع سے دھڑک اٹھا تاہم اس نے ریسیور اٹھا کر پُرسکون اور باوقار لہجے میں کہا۔ ''ہیگن بول ہوں..... فرمایئے؟''

دوسری طرف سے جو چنگھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی، اسے پہلے تو ہیگن پہچان نہیں سکا۔ پھر اس کی سمجھ میں آیا کہ والز تھا جو اسے گالیاں دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ '' سب کو سو سال کے لئے جیل بھجوا دوں گا..... چاہے اس کے لئے مجھے اپنی آخری پینی

خرچ کرنی پڑ جائے۔ میں تم لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا اور اس جونی کے بچے کو تو میں زندگی بھر کے لئے ہیجڑا بنوا دوں گا۔ تم میری بات سن رہے ہو..... ناسور کے بچے؟''

ہیگن نے سنبھلتے ہوئے متانت سے کہا۔ ''میں سؤر کا بچہ نہیں..... جرمن، آئرش والدین کی اولاد ہوں۔''

دوسری طرف ایک لمحے خاموشی رہی پھر فون بند کر دیا گیا۔ ہیگن مسکراتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ والز نے بلاشبہ خوب گالیاں دی تھیں اور بکواس کی تھی لیکن اس نے براہ راست ڈون کارلیون کا نام لے کر کوئی دھمکی نہیں دی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آدمی بہر حال ذہین تھا!

☆......☆......☆

دس سال پہلے جیک والز کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا تھا تب سے وہ اپنے بیڈروم میں اکیلا ہی سوتا تھا۔ اس کا بیڈروم اتنا بڑا تھا کہ اس میں کسی کلب کے منظر کی شوٹنگ ہو سکتی تھی اور بیڈ اتنا بڑا تھا کہ اس پر دس آدمی سو سکتے تھے۔ تاہم وہ تنہا ہی سوتا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد اس کی زندگی میں کوئی عورت نہیں آئی تھی۔ اس نے دوسری شادی بھی کی تھی مگر جس دوران یہ شادی برقرار تھی، ان دنوں بھی اس کا اور اس کی بیوی کا بیڈروم الگ تھا، بیوی کے ساتھ اس کا رویہ ایسا ہی تھا جیسے وہ بھی ضروریاتِ زندگی کی طرح محض ضرورت کی ایک چیز ہو اور وہ صرف بوقت ضرورت ہی اس کے پاس جاتا تھا۔

شاید اسی لئے وہ جلد ہی اسے چھوڑ گئی تھی۔ والز کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ اس کے لئے عورتوں کی کوئی کمی نہیں تھی اور ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود وہ ایک توانا آدمی تھا مگر کچھ عرصے سے اس کا معاملہ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ نہایت خوبصورت مگر کمسن لڑکیاں اس کی کمزوری بن گئی تھیں۔ وہ پہلے ہی کچھ زیادہ اچھی فطرت کا مالک نہیں تھا لیکن اب تو فطرت میں کجروی کا کوئی ایسا پہلو ابھر آیا تھا کہ کمسن لڑکیوں کو دیکھ کر ہی اسے خوشی ہوتی تھی۔

جمعرات کی اس صبح نہ جانے کیوں اس کی آنکھ جلدی کھل گئی تھی۔

صبح کا اجالا اس کے طویل وعریض بیڈروم میں صرف اس حد تک ہی پہنچ پا رہا تھا کہ وہاں ملگجے اندھیرے کا سا سماں تھا۔ اسے اپنے بیڈ کی پائنتی کوئی مانوس سی چیز رکھی دکھائی دے رہی تھی لیکن کمرے میں روشنی کم اور ذہن پر غنودگی کا غلبہ ہونے کی وجہ سے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا چیز تھی۔

اسے بہتر طور پر دیکھنے کے لئے وہ ایک کہنی کے بل ذرا اونچا ہوا۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا دیکھ رہا تھا۔ اسے وہ چیز کسی گھوڑے کے سر سے مشابہہ لگ رہی تھی۔ شاید اس کی آنکھیں اسے دھوکا دے رہی تھیں۔ اس چیز کو صحیح طور پر دیکھنے کے لئے اس نے بڑا سا ٹیبل لیمپ روشن کیا۔

دوسرے ہی لمحے اسے کچھ یوں لگا جیسے کسی نے اس کے سر پر ہتھوڑا رسید کر دیا ہو۔ اس کا دل گویا اچھل کر حلق میں آ گیا جس کی وجہ سے اسے قے آ گئی۔ خوبصورت، نفیس اور ریشمی چادر سے آراستہ اس کا بستر آلودہ ہو گیا۔

اس کے پائنتی واقعی ایک گھوڑے کا کٹا ہوا سر رکھا تھا اور وہ سر دنیا کے اب تک کے بیش قیمت ترین گھوڑے کا تھا۔ وہ اس کے اپنے ''خرطوم'' کا سر تھا جسے خریدنے کے بعد سے وہ گویا خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ جہاں سے گھوڑے کی گردن کاٹی گئی تھی وہاں سے موٹی پتلی نسیں بھیانک انداز میں جھانک رہی تھیں اور بستر پر خون پھیلا نظر آ رہا تھا۔ اس کی سیاہ ریشمی کھال جو چمکتی دکھائی دیتی تھی، زندگی سے محروم ہو کر گویا دھندلی پڑ گئی تھی۔

اس کی بڑی بڑی آنکھیں جو موتیوں کی طرح جھلملاتی تھیں، اب وہ بھی چمک سے محروم تھیں۔ آنکھیں کھلی تھیں مگر اب ان میں پھیلی ہوئی موت کی ویرانی نے انہیں دھندلا اور خوف ناک بنا دیا تھا۔ دنیا کے عظیم ترین گھوڑے کا کٹا ہوا سر کسی حقیر سی چیز کی طرح اس کے پیروں سے ذرا دور پڑا تھا۔

ایک عجیب سا خوف اور وحشت اس پر اس طرح حملہ آور ہو گئی کہ وہ بے اختیار

یخیں مارنے اور اپنے ملازموں کو پکارنے لگا۔ ملازم دوڑے آئے۔ اسی وحشت کے عالم ں والز نے ہیگن کو نیویارک فون کر ڈالا۔ اس کا بٹلر اس کی حالت دیکھ کر کچھ تشویش زدہ تھا۔ گر اس نے اس کے ذاتی معالج کو فون کر دیا تاہم اس کی آمد سے پہلے والز نے کافی حد تک نی حالت پر قابو پا لیا۔

اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اس پر اس پہلو سے بھی حملہ ہو سکتا ہے۔

ے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اسے ذرا بھی خبردار کئے بغیر کوئی اس سفاکی سے دنیا کے وبصورت ترین اور کارآمد ترین گھوڑے کو ہلاک کر سکتا تھا۔ والز نے اپنے اصطبل کی سیکورٹی کے لئے اپنی دانست میں جو فول پروف انتظامات کئے ہوئے تھے، وہ سب دھرے کے ھرے رہ گئے تھے۔

اس نے سیکورٹی اسٹاف سے پوچھ گچھ کی تو رات کی ڈیوٹی دینے والوں نے حلفیہ بتایا کہ انہوں نے کسی قسم کی آواز تک نہیں سنی، نہ ہی انہوں نے کسی قسم کی غفلت برتی اور نہ ہی انہیں کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔ والز فیصلہ نہیں کر سکا کہ وہ جھوٹ بول رہے تھے...... انہیں خرید لیا گیا تھا یا پھر ان کے ساتھ کوئی ایسی چال چلی گئی تھی کہ انہیں احساس ہی نہیں ہو سکا تھا کہ درحقیقت کیا ہوا تھا؟

وہ سوچ رہا تھا کہ شاید وہ پولیس کو اس بات پر آمادہ کر سکے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ اتنی سختی کریں کہ وہ سچ اگل دیں...... لیکن یہ سب بعد کی باتیں تھیں۔ فی الحال تو یہ بھیانک حقیقت سامنے تھی کہ خرطوم کو ذبح کیا جا چکا تھا اور وارننگ کے طور پر اس کا سر اس کے قدموں میں پھینک دیا گیا تھا۔

بہرحال والز احمق نہیں تھا۔ اس جھٹکے نے اس کی انا پرستی کو کہیں دور لے جا پھینکا تھا۔ یہ پیغام اس کی سمجھ میں آ گیا تھا۔ اس کی عقل میں یہ بات آ گئی تھی کہ جو لوگ اس کی دولت، طاقت، اثر رسوخ، صدر مملکت سے اس کے مراسم...... اور اس طرح کی دوسری کسی بھی بات کو خاطر میں نہیں لائے تھے وہ اگر کرنے پر آتے تو کیا کچھ کر سکتے تھے۔ وہ اسے

ہلاک بھی کر سکتے تھے۔ وہ محض اس بات پر اس کی جان لے سکتے تھے کہ وہ جونی کو اپنی فلم میں کاسٹ نہیں کر رہا تھا۔

یہ احساس گویا اسے اس کی دنیا سے باہر لے آیا تھا جہاں اس نے ہمیشہ اپنے آپ کو طاقتور، بہت محفوظ محسوس کیا تھا۔ اسے اندازہ ہوا تھا کہ کچھ عناصر ایسی دیوانگی کی پیداوار ہوتے ہیں جن کے سامنے یہ سب باتیں بے کار ہو کر رہ جاتی تھیں کہ آپ کتنے اثر رسوخ والے تھے، آپ کتنی کمپنیوں اور کتنی دولت کے مالک تھے۔ کہاں کہاں آپ کا حکم چلتا تھا۔ اسے پہلی بار اندازہ ہوا تھا کہ کچھ لوگ اس جیسے افراد کو یہ احساس بھی دلا سکتے ہیں کہ وہ ہر کام اپنی مرضی کے مطابق نہیں کر سکتے۔ اس کے خیال میں یہ تو کمیونزم سے بھی زیادہ خطرناک چیز تھی۔

ڈاکٹر نے اسے سکون آور دوا کا انجکشن لگا دیا۔ اس سے اسے اپنے اعصاب پر قابو پانے میں مدد ملی اور وہ کافی حد تک پرسکون انداز میں سوچنے کے قابل ہو گیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ جذباتی انداز میں سوچنا قطعی مناسب نہیں رہے گا۔

جب اس نے قطعی غیر جذباتی انداز میں سوچنا شروع کیا تو احساس ہوا کہ اول تو یہ ثابت کرنا ہی تقریباً ناممکن تھا کہ اس کے گھوڑے کو ڈون کارلیون کے اشارے پر ہلاک کیا گیا تھا اور اگر کسی معجزے کے تحت یہ ثابت ہو بھی جاتا تو بھلا ایک گھوڑے کو ہلاک کرنے کی زیادہ سے زیادہ سزا کیا ہو سکتی تھی؟

اس قسم کے مزید کچھ واقعات اسے ملک بھر میں تماشا بنا سکتے تھے۔ اس کی طاقت اور اثر رسوخ کا بھرم ٹوٹ سکتا تھا۔ اس کی شخصیت کا سارا تاثر خاک میں مل سکتا تھا۔ عین ممکن تھا کہ وہ لوگ اسے ہلاک کرنے کے بجائے ایسے ہی طریقے آزماتے رہتے کہ وہ دنیا کے تمسخر کا نشانہ بن جاتا۔ اس کی شخصیت دو کوڑی کی ہو کر رہ جاتی۔ اس کا سارا وقار اور دبدبہ ہوا میں تحلیل ہو جاتا۔ یہ سب کچھ موت سے بھی بدتر تھا اور یہ محض اس لئے ہوتا کہ وہ ایک شخص کو اپنی فلم میں اس کردار میں کاسٹ نہیں کر رہا تھا جس کے لئے وہ موزوں ترین تھا۔

اس نے ایک ایسی بات کو انا کا مسئلہ بنا لیا تھا جس کے بارے مین دنیا کو کچھ پتا نہیں تھا۔

اس نے سوچا...... بہت سوچا...... گھنٹوں اس کے دل و دماغ میں دلائل کی جنگ جاری رہی۔ آخر کار وہ اہم فیصلے کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنے سٹاف کو بلا لیا اور انہیں کچھ ضروری ہدایات دیں۔ پریس کو یہ اطلاع فراہم کرنے کا بندوبست کیا گیا کہ خرطوم کسی بیماری کے باعث مر گیا تھا۔ حقائق جاننے والے تمام افراد سے قسم لی گئی کہ وہ اس معاملے میں کہیں اصل بات کا بھولے سے بھی تذکرہ نہیں کریں گے۔ گھوڑے کی بیماری کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہ شاید اسے انگلینڈ سے امریکا منتقلی کے دوران راستے میں کہیں سے لگی تھی۔ اس کی لاش کو رازداری سے والز نے اپنی جاگیر کی حدود میں دفن کرا دیا۔

......اور پھر اسی رات جونی کو نیویارک میں ایک فون کال موصول ہوئی جس میں اسے بتایا گیا کہ والز کی فلم میں کام شروع کرنے کے لئے اسے پیر کے روز اسٹوڈیو پہنچنا تھا۔

☆......☆......☆

اسی شام ہیگن ڈون سے ملاقات کرنے اس کے گھر پہنچا۔ آئندہ روز چونکہ سولوزو سے ڈون کی ملاقات طے تھی۔ اس لیے ہیگن چاہتا تھا کہ اس سلسلے میں کچھ تیاری کر لی جائے۔ کچھ باتوں پر پیشگی غور کر لیا جائے۔ چنانچہ وہ شہر میں واقع اپنے لاء آفس سے اٹھا تو ڈون کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ڈون نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سنی کو بھی اس گفتگو میں شریک کرنے کے لئے بلا رکھا تھا۔ ہیگن نے دیکھا کہ سنی کے کیوپڈ جیسے چہرے پر تھکن اور درماندگی تھی۔ وہ نیند کی کمی کا بھی شکار لگتا تھا۔ ہیگن سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ہی اس لڑکی کے چکر میں پڑ گیا تھا جو اس کی بہن کی شادی کے موقع پر ''میڈ آف آنرز'' بنی تھی اور جس کے ساتھ وہ اسی روز آنکھ بچا کر گھر کے ایک کمرے میں چلا گیا تھا۔ اگر وہ اس لڑکی کے چکر میں اپنی نیند اور آرام سے بھی غافل رہنے لگا تھا تو یہ ہیگن کے لئے تشویش کی بات تھی۔

ڈون نے سگار کا کش لیتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔ ''کیا ہم سولوزو کے بارے

میں وہ سب کچھ جانتے ہیں جو ہمارے لئے جاننا ضروری ہو سکتا ہے؟''

ہیگن کو یوں تو سب باتیں یاد تھیں لیکن محض احتیاطاً اس نے ایک فائل کھول لی جس میں ضروری نوٹس موجود تھے لیکن ان نوٹس سے کوئی دوسرا شخص اصل باتیں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ وہ انہیں محض کاروباری یادداشتیں سمجھتا۔ فائل میں ایک طرح سے سولوزو سے ملاقات کا متوقع ایجنڈا بھی درج تھا۔

''سولوزو ہمارے پاس مدد کی درخواست لے کر آ رہا ہے۔'' اس نے کہنا شروع کیا۔ ''وہ چاہتا ہے کہ ''فیملی'' اس کے کاروبار میں کم از کم ایک ملین ڈالر لگائے اور بعض معاملات میں اسے قانون سے تحفظ فراہم کرے جس کے بدلے میں ہمیں کچھ حصہ ملے گا۔ ابھی یہ طے نہیں ہے کہ وہ حصہ کتنا ہوگا۔ یہ بات سولوزو خود بتائے گا۔ سولوزو کی سفارش ''ٹے ٹیگ لیا فیملی'' کر رہی ہے۔ یہ فیملی اس کی پشت پناہی بھی کرتی ہے۔ شاید اسے بھی سولوزو کے کاربار میں کچھ حصہ ملتا ہے۔ سولوزو جس کاروبار میں حصے داری کی بات ہم سے کرنے آ رہا ہے، وہ منشیات کا کاروبار ہے۔''

ہیگن نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر ڈون اور سنی کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں خاموش رہے اور ان کے چہروں پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تو ہیگن نے سلسلہ کلام جوڑا۔ ''سولوزو کے ترکی میں کچھ لوگوں سے رابطے اور تعلقات ہیں جو وہاں پوست کی کاشت کرتے ہیں۔ وہاں سے پوست کو بغیر کسی دشواری کے سسلی منتقل کر لیتا ہے۔ سسلی میں اس نے پلانٹ لگایا ہوا ہے جس کے ذریعے پوست سے ہیروئن تیار کی جاتی ہے۔ اس سے پہلے وہ پوست سے مارفین بھی تیار کرا لیتا ہے اور چاہتا ہے تو اسے ہیروئن کے درجے تک لے آتا ہے۔ وہاں اس نے اس کام کے سارے انتظامات کر رکھے ہیں اور اسے ہر طرح کا تحفظ بھی حاصل ہے۔ خطرے کی صورت میں اسے پیشگی اطلاع بھی مل جاتی ہے۔''

ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر اس نے گہری سانس لی، پھر بولا۔ ''یہاں تک تو سب ٹھیک ہے۔ اب وہ ہیروئن کو اس ملک میں لانا چاہتا ہے۔ ہیروئن یہاں لانے اور پھر

اس کی تقسیم کاری کا نظام تیار کرنے میں اسے دشواریاں درپیش ہیں۔ اس سلسلے میں اسے مالی مدد بھی درکار ہے اور قانون سے تحفظ بھی...... ان خطوط پر کاروبار کو پھیلانے کے لئے اس کے پاس سرمائے کی کمی ہے۔ اسے ایک ملین ڈالر کی ضرورت ہے جو ظاہر ہے ایک بڑی رقم ہے۔ ڈالر درختوں پر تو نہیں اُگتے۔''

ہیگن نے دیکھا کہ اس لمحے ڈون نے دانت پیسے تھے۔ تب اسے یاد آیا کہ کاروباری گفتگو کے دوران ڈون کو محاوروں کا استعمال یا جذبات کا اظہار بالکل پسند نہیں تھا۔ وہ جلدی سے بات آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ ''سولوزو کی عرفیت ''دی ترک'' ہے۔ شناسا حلقوں میں اس کا ذکر صرف ترک کہہ کر بھی کیا جاتا ہے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ترکی سے اس کا بہت رابطہ رہتا ہے۔ اس کی ایک بیوی بھی ترک ہے۔ جس سے اس کے بچے بھی ہیں۔ سنا ہے سولوزو بے حد سفاک آدمی ہے اور نوجوانی کے زمانے میں چاقو کے استعمال میں بہت ماہر تھا۔ شاید وہ مہارت اب بھی برقرار ہو۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کسی سے جھگڑا صرف اسی وقت کرتا ہے جب کاروباری معاملات میں اس سے کوئی معقول شکایت یا اختلافات پیدا ہو جائے۔''

ہیگن نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر فائل میں لگے ایک کاغذ پر اچٹتی سی نظر ڈالی پھر بولا۔ ''بہت باصلاحیت آدمی سمجھا جاتا ہے۔ اپنا باس خود ہے۔ کسی کی ماتحتی میں کام نہیں کرتا۔ پولیس کے پاس اس کا ریکارڈ بھی موجود ہے کیونکہ وہ دو مرتبہ سزا بھی کاٹ چکا ہے۔ ایک مرتبہ اٹلی میں...... دوسری مرتبہ امریکا میں...... منشیات کے اسمگلر کے حیثیت سے وہ حکام کی نظر میں ہے۔ یہ چیز اس اعتبار سے ہمارے حق میں جاتی ہے کہ ایسے لوگ کبھی کسی کے خلاف وعدہ معاف گواہ نہیں بن سکتے۔ اس کی ایک امریکی بیوی بھی ہے جس سے تین بچے ہیں۔ ترک بیوی ترکی میں رہتی ہے۔ اپنے کنبے کا پوری طرح خیال رکھنے والا آدمی سمجھا جاتا ہے اگر اسے یہ اطمینان ہو کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیویوں اور بچوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی تو آرام سے کوئی سزا کاٹنے کے لئے جیل بھی چلا جائے گا۔''

ڈون نے سگار منہ سے نکال کر اپنے بیٹے سنی کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ "تمہارا خیال ہے سین ٹینو؟"

ہیگن کا اندازہ تھا کہ سنی کیا سوچ رہا ہوگا۔ وہ مکمل طور پر ڈون کے زیر سایہ رہنے کے بارے میں کچھ عرصے سے مضطرب تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ اسے آزادانہ طور پر کوئی بڑا کام کرنے کو ملے۔ یہ اس کے لئے ایک اچھا موقع ہو سکتا تھا۔ شاید یہ "شعبہ" مکمل اور آزادانہ طور پر اس کے سپرد کر دیا جاتا۔

سنی نے مشروب کا ایک گھونٹ بھرا اور ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد محتاط انداز میں بولا۔ "اس پاؤڈر کے کاروبار میں دولت تو بہت ہے لیکن خطرات بھی ہیں۔ اس سلسلے میں اگر آدمی قانون کی گرفت میں آ جائے تو بیس سال کے لئے جیل بھی جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم باقاعدہ طور پر اس کام میں ملوث ہونے اور عملی طور پر حصہ لینے سے دور ہی رہیں تو بہتر ہے۔ البتہ ہم اپنا کردار سرمایہ کاری اور قانونی تحفظ فراہم کرنے تک محدود رکھ سکتے ہیں۔"

ہیگن نے تحسین آمیز نظروں سے سنی کی طرف دیکھا۔ اس نے بڑے تحمل اور سمجھداری سے جواب دیا تھا اور جو کچھ وہ کہہ رہا تھا، مناسب بھی وہی تھا۔ ہیگن کو اس سے اتنے معقول اور متوازن جواب کی توقع نہیں تھی۔

ڈون نے سگار کا ایک اور کش لے کر ہیگن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اور تم کیا کہتے ہو ہیگن؟"

ہیگن نے ایک لمحے توقف کیا۔ وہ قطعی دیانتداری سے اپنی رائے دینا چاہتا تھا۔ اسے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ ڈون سولوزو کی تجویز رد کر دے گا اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا...... اور ہیگن کو اس کے ساتھ اب تک کی رفاقت کے دوران میں پہلی مرتبہ یہ احساس ہوا تھا کہ ڈون کا فیصلہ درست نہیں تھا۔ وہ زیادہ آگے تک نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر مستقبل بعید پر نہیں تھی۔ ہیگن کو اندازہ تھا کہ ہیروئن کے کاروبار

میں بہت پیسہ تھا اور مستقبل میں دنیا بھر میں اس کا سیلاب آنے والا تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ ڈون منشیات کے دھندے کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ وہ پیسے کے لالچ میں اس حد تک جانا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جب تک بھی ممکن ہو سکے، خود کو اس دھندے سے دور رکھا جائے۔ "فیملی" کو اس کاروبار کی طرف نہ لایا جائے۔

اسے خاموش دیکھ کر ڈون نے ہمت بڑھانے والے انداز میں کہا۔ "جو بھی تمہارے دل میں ہے، کہہ ڈالو...... ہیگن! ضروری نہیں کہ کوئی وکیل ہر معاملے میں ہی اپنے باس سے متفق ہو۔"

"میرے خیال میں تو آپ کو سولوزو کی تجویز قبول کر لینی چاہئے۔ اس کے لئے بہت سے دلائل دیئے جا سکتے ہیں لیکن سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ اس کام میں بہت پیسہ ہے اور اگر ہم اس میں ہاتھ نہیں ڈالیں گے تو کوئی اور ڈال دے گا۔ یہ تو بہرحال نہیں ہو گا کہ ہمارے باز رہنے سے امریکا میں ہیروئن نہ آئے گی۔ اگر ہم پیچھے رہے تو "ٹے ٹیگ لیا فیملی" یقیناً آگے بڑھ کر اس میں ہاتھ ڈال دے گی۔ اس سے اس کی دولت میں جو اضافہ ہو گا، اس کے بل بوتے پر وہ مزید پولیس افسروں اور سیاستدانوں کو خرید لے گی۔ اس کے اثر و رسوخ اور طاقت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ وہ ہم سے زیادہ طاقتور "فیملی" بن جائے گی اور اس کے بعد وہ ہم سے وہ سب کچھ بھی چھیننے کے لئے حرکت میں آ جائے گی جو ہمارے پاس اس وقت ہے......"

اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھری اور ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے سلسلہ کلام جوڑا۔ "ہم جیسی "فیملیز" کا معاملہ بھی حکومتوں اور ملکوں والا ہوتا ہے۔ اگر ایک ملک اپنے آپ کو مسلح کرتا ہے تو دوسرے کو بھی اپنے آپ کو مسلح کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ملک اپنی فوجی طاقت اور ہتھیاروں میں اضافہ کرتا ہے تو دوسرے کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ملک زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے تو دوسرے کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔ اس وقت مکمل طور پر جائز اور قانونی کاروبار کے علاوہ جن تھوڑے بہت غیر قانونی دھندوں میں ہمارا ہاتھ

ہے وہ جوا اور یونین بازی ہے۔ان دونوں چیزوں کی پشت پناہی سے ہمیں اچھی آمدنی رہی ہے۔موجودہ وقت کے لحاظ سے یہی بہترین دھندے ہیں لیکن ہیروئن مستقبل کی چ ہے۔میرا خیال ہے ہمیں لازماً اس دھندے میں ہاتھ ڈالنا پڑے گا ورنہ ہماری باقی چیز بھی خطرے میں پڑ جائیں گی۔آج نہ سہی......لیکن دس سال بعد خطرہ ضرور لاحق ہوگا۔“

ڈون اس کی تقریر سے خاصا متاثر نظر آرہا تھا تاہم اس نے بڑبڑانے کے اند میں صرف اتنا کہا۔”ہاں......یقیناً یہ بات تو بہت اہم ہے۔“

پھر ایک گہری سانس لے کر وہ اچانک ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔”اس شاطر آ سے کل مجھے کس وقت ملنا ہے؟“

”وہ صبح دس بجے یہاں پہنچ جائے گا۔“ ہیگن نے جواب دیا۔اسے کچھ امید آنے لگی تھی کہ ڈون سولوزو کے ساتھ پارٹنرشپ پر آمادہ ہو جائے گا۔

ڈون انگڑائی لیتے ہوئے بولا۔”میں چاہتا ہوں، تم دونوں کل کی اس ملاقا کے دوران بھی موجود رہو......“ پھر وہ سنی کی طرف دیکھ کر بولا۔”سین ٹینو! لگتا ہے تم آ کل آرام بالکل نہیں کر رہے۔اپنی صحت کا خیال رکھو اور نیند پوری لیا کرو۔یہ جوانی زند بھر ساتھ نہیں دے گی۔“

سنی نے گویا اس پدرانہ شفقت کے اظہار سے شہ پا کر پوچھا۔”پاپا! آپ سولوزو کو کیا جواب دینے کا ارادہ ہے؟“

”ابھی میں کیا بتا سکتا ہوں؟ ابھی تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے۔“ ڈ مسکرایا۔”پہلے میں اس کی تجویز اس کی زبان سے سن تو لوں، مجھے تفصیلات معلوم ہ چاہئیں۔یہ پتا چلنا چاہئے کہ وہ ہمیں کتنے فیصد منافع کی پیشکش کرنا چاہتا ہے۔اس علاوہ ابھی ہمارے جو بات چیت ہوئی ہے، میں آج رات اس پر غور کروں گا، میں جلد با میں فیصلے کرنے والا آدمی نہیں ہوں۔“

وہ دروازے کی طرف چل دیا لیکن دروازے پر رک کر وہ مڑا اور بظاہر سر

ے انداز میں ہیگن سے مخاطب ہوا۔”تم نے سولوزو کے بارے میں کافی معلومات جمع کی ں لیکن کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ جنگ سے پہلے سولوزو عورتوں کی دلالی سے پیسہ کماتا تھا؟ در” ٹے ٹیگ لیا فیملی“ تو ابھی تک یہ دھندہ کرتی ہے۔اگر تم نے اپنے کاغذات میں یہ بات وٹ نہیں کی ہے......تو اب کرلو۔کہیں تم بھول نہ جاؤ۔“

ہیگن کے چہرے پر ہلکی سی سرخی آگئی تاہم وہ خاموش رہا۔اسے یہ بات معلوم تھی یکن اس نے اسے غیر اہم سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔اسے معلوم تھا کہ ڈون اس دھندے کو برا سمجھتا تھا۔اس کی اپنی کچھ اخلاقیات تھیں۔

☆......☆......☆

سولوزو کچھ ایسا دراز قد تو نہیں تھا لیکن کسی گینڈے کی طرح مضبوط دکھائی دیتا تھا۔اس کا جسم ٹھوس اور ورزشی معلوم ہوتا تھا اس کی رنگت ایسی تھی کہ اسے سچ مچ ترک بھی سمجھا جاسکتا تھا۔اس کی ناک طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی تھی اور اس کی سیاہ آنکھوں سے سفاکی جھلکتی تھی۔وہ دیکھنے میں ہی ایک خطرناک آدمی معلوم ہوتا تھا تاہم اس کی شخصیت میں وقار اور دبدبہ بھی تھا۔

سنی کارلیون نے مین گیٹ پر اس کا استقبال کیا اور اسے کمرے میں لے گیا جہاں ہیگن اور ڈون اس کے منتظر تھے ہیگن نے اس کا جائزہ لینے کے بعد محسوس کیا کہ اس سے زیادہ خطرناک دکھائی دینے والا شخص براسی ہی تھا۔اسے اب تک جن لوگوں سے واسطہ پڑا تھا ان میں سے کوئی اسے طاقت اور خطرے کی اتنی واضح علامات لئے ہوئے دکھائی نہیں دیا تھا۔اس کے مقابلے میں ڈون ایک عام......سادہ لوح......بلکہ کسی حد تک دیہاتی سا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

سب نے بظاہر خاصی خوش خلقی سے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔رسمی طور پر سولوزو کی خاطر مدارت کے لئے عمدہ مشروب بھی پیش کیا گیا اس نے تمہید اور رسمی گفتگو میں وقت ضائع نہیں کیا۔جلد ہی وہ مطلب کی بات پر آگیا۔اس کے پاس تجویز واقعی منشیات

کے کاروبار کی تھی۔ تمام انتظامات کر لئے گئے تھے۔ ترکی میں پوست کی کاشت
والے کچھ لوگوں نے اسے ہر سال ایک مخصوص مقدار میں پوست مہیا کرنے کا وعدہ کیا
اس کے پاس فرانس میں ایک پلانٹ تھا جسے رشوت کے عوض تحفظ حاصل
اس پلانٹ پر پوست سے مارفین تیار کی جا سکتی تھی۔ دوسرا پلانٹ اس کے پاس سسلی
تھا۔ وہ بھی رشوت کی عنایت کی بدولت ہر قسم کے خطرات سے محفوظ تھا۔ اس پلانٹ
ذریعے مارفین کو ہیروئن میں تبدیل کیا جا سکتا تھا۔ دونوں ملکوں میں پوست اور مارفین
اسمگلنگ اور نقل و حرکت کے لئے بھی اسے ضروری تحفظ حاصل تھا۔

مال کو ریاست ہائے متحدہ امریکا تک لانے میں کل مالیت کا پانچ فیصد خرچ
تھا۔ ایف بی آئی سے بچاؤ کا راستہ تلاش کرنا ضروری تھا کیونکہ وہ ابھی کرپشن کی دیمک
بچی ہوئی تھی۔ اسے رشوت کے ذریعے خریدنا ممکن نہیں تھا۔ اس کے باوجود سولوزو کی
میں ہیروئن کی اسمگلنگ میں خطرات نہ ہونے کے برابر تھے اور منافع اتنا زیادہ تھا جو
کسی اور دھندے میں نہیں تھا۔

"جب خطرات نہ ہونے کے برابر ہیں تو تم میرے پاس کیوں آئے ہو
ڈون نے ملائمت سے پوچھا۔ "تم مجھے آسانی سے کمائے جانے والے بھاری منافع
شریک کرنا چاہتے ہو۔ میں اس فیاضی اور فراخدلی کی وجہ جان سکتا ہوں؟"

سولوزو اپنے چہرے سے کسی خاص ردعمل کا اظہار کئے بغیر بولا۔ "سب سے
وجہ تو یہ کہ مجھے اپنے کاروبار کو توسیع دینے کے لئے فوری طور پر سرمائے کی ضرورت
مجھے دو ملین ڈالر نقد چاہئیں۔ دوسری اتنی ہی اہم وجہ یہ ہے کہ خطرات کم ہونے کے باو
بہر حال مجھے بعض خاص خاص جگہوں پر بیٹھے ہوئے افراد کے تعاون کی ضرورت پڑے
آنے والے برسوں میں میرے کچھ نہ کچھ کارندے بہر حال پکڑے جائیں گے۔ یہ
ناگزیر ہے تاہم میں یہ ضمانت دیتا ہوں کہ وہ پیشہ ور مجرم نہیں ہوں گے۔ ان کا ریکارڈ صا
ہوگا۔ اس لئے جج انہیں نرم سزائیں دینے پر مجبور ہوں گے...... لیکن اس بات کو یقینی بنا

کے لئے مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہوگی۔ اگر ان کارندوں کو یقین ہوگا کہ انہیں جیل
میں ایک دو سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزارنا پڑے گا تو پھر وہ زبان نہیں کھولیں گے۔"

ایک گہری سانس لے کر وہ بولا۔ "لیکن اگر انہیں دس بیس سال کی سزا کا خطرہ
نظر آیا تو پھر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ عین ممکن ہے وہ زبان کھول دیں۔ دنیا میں سبھی انسان تو
مضبوط دل اور سخت جان نہیں ہوتے نا...... ہوسکتا ہے وہ اپنے ساتھ کچھ اہم لوگوں کو بھی لے
بیٹھیں۔ اس لئے قانون کے شعبے میں یقینی تحفظ کی ضرورت ہے۔ میں نے سنا ہے بہت
سے جج تمہاری جیب میں ہیں؟"

ڈون کارلیون نے اس خیال کی تردید یا تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھا اور ہموار
لہجے میں پوچھا۔ "میری فیملی کو منافع میں کتنے فیصد حصہ ملے گا؟"

سولوزو کی آنکھوں میں چمک آ گئی وہ فوراً بولا۔ "پچاس فیصد...... ہم ففٹی ففٹی کے
پارٹنر ہوں گے، اس حساب سے پہلے سال میں تمہارا حصہ تین سے چار ملین کے درمیان ہوگا
...... اور آئندہ برسوں میں اس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔"

"اور ٹے ٹیگ لیا فیملی کو کیا ملے گا؟" ڈون نے بدستور ملائمت سے پوچھا۔

سولوزو اس دوران میں پہلی بار قدرے مضطرب نظر آیا۔ وہ جلدی سے بولا۔
"انہیں میں جو کچھ بھی دوں گا، اپنے حصے میں سے دوں گا۔ بعض معاملات میں بہر حال مجھے
ان کے تعاون کی بھی ضرورت ہے۔"

"یعنی مجھے صرف دو ملین ڈالر کی سرمایہ کاری اور کچھ قانونی تحفظ فراہم کرنے کے
عوض پچاس فیصد حصہ ملے گا؟" ڈون نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تم دو ملین ڈالر کا ذکر ایک معمولی رقم کی طرح کر سکتے ہو تو میں تمہیں مبارکباد
پیش کرتا ہوں۔ تم واقعی اتنے ہی بڑے سرمایہ دار ہو جتنا تمہارے بارے میں عام تاثر ہے
ڈون کارلیون!" سولوزو کا لہجہ قدرے استہزائیہ ہو گیا۔

ڈون پُرسکون لہجے میں بولا۔ "تمہیں ٹے ٹیگ لیا فیملی کی پشت پناہی حاصل ہے

اور میں اس فیملی کا احترام کرتا ہوں۔ اسی احترام کے ناتے میں نے تم سے ملنے پر
ظاہر کر دی تھی۔ میں تمہاری پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کرنا چاہتا ہوں لیکن میں تمہ
کی وجہ بھی بتاؤں گا۔ اس میں شک نہیں کہ تم بہت اچھے منافع کی پیشکش کر رہے ہو لیک
کام میں خطرات اس سے کہیں زیادہ ہیں جتنا تم ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔
میں شک نہیں کہ سیاستدانوں اور ججوں سے میرے تعلقات ہیں۔ سیاست، قانو
انصاف کے شعبوں میں میرا اثر ورسوخ ہے لیکن اگر ان لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ میں
کے دھندے میں پڑ گیا ہوں تو وہ مجھ پر اتنے مہربان نہیں رہیں گے جتنے اس وقت ہ
یوں میرے دوسرے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ اس وقت ہم جن غیر قانونی دھن
سرپرستی کر رہے ہیں وہ ان لوگوں کی نظر میں زیادہ سنگین یا زیادہ ضرر رساں نہیں۔ قما
شراب کی سپلائی یا یونین بازی کی حد تک وہ برداشت کر سکتے ہیں اور کچھ فائدوں
ان سے نظر چرا سکتے ہیں لیکن ڈرگز کا دھندہ ان کی نظر میں بہت گندا، بہت سنگین اور
رساں ہے۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند کرنا ان کے لئے بہت مشکل ہو گا۔ بہر
یہ میں تمہیں ان کا نقطہ نظر بتا رہا ہوں۔ اپنا نہیں...... مجھے ان کے خیالات سے غر
میں تو صرف یہ بتا رہا ہوں کہ اس کاروبار میں خطرات بہت زیادہ ہیں۔ پچھلے دس
میری فیملی کسی قسم کے خطرات کے بغیر...... خاصی عزت و آبرو سے زندگی گزار
ہے۔ اب میں محض لالچ میں آ کر ان کی زندگیوں کو خطرات سے دوچار کرنا نہیں چاہ

وہ خاموش ہوا تو کمرے میں گہرا سناٹا چھا گیا!

سولوزو کو اگر ڈان کے جواب سے مایوسی ہوئی تھی تو اس نے اس کا
اظہار نہیں کیا تھا۔ بس اس کی ایک آنکھ ایک لمحے کے لئے پھڑکی تھی۔ پھر اس نے
سنی کی طرف کچھ یوں دیکھا جیسے اسے امید ہو کہ وہ اس کی حمایت میں بولیں گے۔
اسے کوئی خیال آیا۔
وہ دوبارہ ڈون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔ ”کہیں تمہیں یہ خط

ہ تمہارے دو ملین ڈالر ڈوب جائیں گے؟“

”نہیں۔“ ڈون نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

سولوزو بولا۔ ”اس کے باوجود اگر تم چاہو گے تو ”ٹے ٹیگ لیا فیملی“ تمہاری رقم
ے تحفظ کی ضمانت دے دے گی۔“

اس موقع پر سنی نے گویا ایک سنگین غلطی کی کہ وہ پُر اشتیاق لہجے میں بول اٹھا۔ ”کیا
ٹی ٹے ٹیگ لیا فیملی رقم کے بارے میں ضمانت دے دے گی اور اس کے بدلے میں ہم
ے کچھ نہیں مانگے گی؟“

گفتگو میں سنی کی اس طرح مداخلت پر ہیگن کا دل ڈوب سا گیا۔ اس نے ڈون
ے چہرے پر انتہائی سرد مہری نمودار ہوتے دیکھی۔ اس نے سخت نظروں سے بیٹے کو گھورا اور
ہ گویا اپنی جگہ سن ہو کر رہ گیا۔ سولوزو کے چہرے پر طمانیت ابھر آئی۔ اس نے گویا ڈون کے
ضبوط قلعے میں کوئی شگاف دریافت کر لیا تھا۔ سنی نے گویا ایک خاندانی قانون، ایک نہایت
ہم اصول کی خلاف ورزی کی تھی۔ ڈون جس کام کے لئے انکار کر چکا تھا، سنی نے اس کے
رے میں دلچسپی اور اشتیاق کا اظہار کر دیا تھا۔

اس بار ڈون بولا تو اس کا انداز گویا بات چیت ختم کرنے کا سا تھا۔ ”آج کل کے
جوان لالچی ہیں اور انہیں بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں ہے۔ وہ خاندانی اصولوں اور
ضعداری کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ بڑوں کی بات میں دخل دینے لگتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ
ں اپنے بچوں کے بارے میں بڑا جذباتی رہا ہوں اور میں نے خود ہی اپنے لاڈ پیار سے
نہیں بگاڑ دیا ہے۔ اس کا اندازہ تمہیں ہو ہی گیا ہو گا۔ بہر حال...... میرا انکار حتمی ہے...... تا
ہم میں تمہارے کاروبار کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔ اس کاروبار کا میرے کسی کاروبار
ے ٹکراؤ نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے درمیان کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا ہونے کا
ندیشہ بھی نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں مایوس کن جواب دے رہا ہوں۔“

سولوزو اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جھک کر ڈون کو تعظیم دی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

ہیگن اسے باہر اس کی کار تک چھوڑنے گیا۔ اس نے جب ہیگن کو خدا حافظ کہا، اس و
اس کا چہرہ ہر تاثر سے عاری تھا۔

ہیگن جب کمرے میں واپس پہنچا تو ڈون نے اس کی طرف دیکھے بغیر پ
اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"وہ بہر حال سسلی کا ہے۔" ہیگن نے گویا ایک اہم حقیقت کی طرف اشا
ڈون نے پُر خیال انداز میں سر ہلایا پھر وہ بیٹے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نرم
بولا۔

"سین ٹینو! "فیملی" سے باہر کسی آدمی پر کبھی یہ ظاہر نہ ہونے دو کہ کسی
کے بارے میں تم دل میں کیا سوچ رہے ہو۔ باہر کے کسی آدمی کو کبھی اپنے اندر کا حال
کا موقع مت دو۔ میرا خیال ہے آج کل تم جس نوجوان لڑکی کے چکر میں پڑے ہو
وجہ سے تمہارا دماغ صحیح طرح کام کرنے کے قابل نہیں رہا۔ ان بیہودہ حرکتوں کی طر
توجہ ہٹاؤ اور ذرا کاروبار کی طرف دھیان دو اور اب میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔"

ڈون کی بات سن کر سنی کے چہرے پر پہلے حیرت...... اور پھر خجالت
نمودار ہوئے۔ شاید اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کا باپ اس کی ان
سے واقف ہوگا جو وہ اپنی دانست میں بہت چھپا کر کر رہا تھا...... اور ہیگن کے خیال
سنی اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ اس کی حرکات ڈون سے چھپی رہ سکتی ہیں...... تو ا
سوچ نہایت بچکانہ تھی۔ اس کے علاوہ شاید اسے اس بات کا بھی صحیح طور پر اندازہ نہیں
اس نے سولوزو کے سامنے پُر اشتیاق انداز میں زبان کھول کر کتنی سنگین غلطی کی تھی۔

جب سنی کمرے سے چلا گیا تو ڈون نے اشارے سے مشروب کا گلاس
پھر ہیگن کو ہدایت کی۔ "براسی کو پیغام دے دو کہ وہ آج مجھ سے ملاقات کرے۔"

☆......☆......☆

تین ماہ بعد کا ذکر ہے۔

ہیگن اپنے دفتر میں کارروائیاں مکمل کرنے میں مصروف تھا۔ کرسمس قریب تھا اور
ے اپنی بیوی بچوں کے لئے کرسمس کی شاپنگ کرنے جانا تھا۔ وہ جلدی جلدی کام نمٹانے
وشش کر رہا تھا لیکن ایک ٹیلیفون کال نے اس کے کام میں خلل ڈال دیا۔ اس کی سیکرٹری
نے بتایا کہ جونی کارلیون کا فون ہے۔ اسے فون ریسیو کرنا ہی پڑا۔

جونی لاس اینجلس سے بول رہا تھا اور اس کی آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بے
ہ خوش تھا۔ اس نے بتایا کہ فلم کی شوٹنگ تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ صرف چھوٹے موٹے کام
ی تھے جن کی وجہ سے ابھی اسے کچھ دن ساحلی علاقے میں رہنا تھا تاہم وہ کرسمس پر ڈون
ے لئے کوئی زبردست تحفہ بھیجنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"تحفہ ایسا زبردست ہوگا کہ پاپا کی آنکھیں حیرت اور خوشی سے پھیل جائیں
ی۔" جونی نے جوش و خروش سے کہا۔

"ایسی کیا چیز ہوگی بھئی؟" ہیگن نے تحمل اور ملائمت سے پوچھا۔ وہ جونی کو یہ تاثر
ں دینا چاہتا تھا کہ اس وقت وہ بہت عجلت میں تھا۔

"یہ میں ابھی نہیں بتا سکتا۔" جونی مسرور لہجے میں بولا۔ "اس طرح تو تجسس ختم
جائے گا...... اور کرسمس کے تحفے کا آدھا لطف تو تجسس میں ہی ہوتا ہے۔"

ہیگن نے نرمی سے گفتگو کو مختصر کرتے ہوئے آخر فون بند کیا اور دوبارہ کام کی طرف
جہ ہو گیا مگر دس منٹ بعد اس کی سیکرٹری نے اسے ایک اور ضروری فون کال کی اطلاع
ی۔

اس بار ڈون کی بیٹی کونی بول رہی تھی۔ ہیگن گہری سانس لے کر رہ گیا۔ شادی کے
سے کونی کی زندگی کچھ زیادہ خوشگوار معلوم نہیں ہوتی تھی اور اس کا رونا دھونا اکثر ہیگن ہی کو
ننا پڑتا تھا۔ اس کا شوہر اس کے لئے مستقل دردِ سر ہی معلوم ہوتا تھا اور وہ ہیگن سے اس کی
یتیں کرتی رہتی تھی۔ اکثر وہ تین چار دن کے لئے ماں کے پاس رہنے آ جاتی تھی۔

اس کا شوہر کارلو رزی خاصا نکھٹو معلوم ہوتا تھا۔ شادی کے بعد اسے ایک معقول

کاروبار کر کے دیا گیا تھا لیکن اس نے جلد ہی اس کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔ وہ ہر وقت سے پیسہ بٹورنے کی فکر میں رہتا تھا۔ کمانے کی فکر کئے بغیر پیسہ اینٹھنے کی اس کی عادت تو شادی کی رات ہی ظاہر ہو گئی تھی۔ پہلی رات ہی اس نے کونی سے وہ سارے لفافے لئے تھے جن میں مہمانوں نے رقوم رکھ کر اسے تحفے کے طور پر پیش کی تھیں۔ کونی لفافے اس کے حوالے کرنے کے سلسلے میں مزاحمت کی تھی تو رزی نے گھونسا مار کر آنکھ پر نیل ڈال دیا تھا۔

اس میں وہ تمام بری عادتیں موجود تھیں جو اکثر نکھٹو شوہروں میں ہوتی ہیں صرف کونی کو مارتا پیٹتا تھا بلکہ اس کا پیسہ بے دردی سے لٹاتا بھی تھا۔ وہ خوب شراب اور آوارہ عورتوں کے پاس جاتا تھا۔ کونی نے ابھی تک یہ سب باتیں "فیملی" کو نہ تھیں لیکن ہیگن کو بتاتی رہتی تھی اور اسے ہدایت کرتی رہتی تھی کہ فی الحال وہ یہ باتیں ا ہی رکھے۔

شاید آج بھی وہ اسی قسم کا کوئی رونا رونا چاہتی تھی لیکن جب ہیگن نے ف اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی کہ کونی ایسی کوئی بات نہیں کر رہی تھی۔ شاید اسے کوئی نا درپیش ہی نہیں تھا یا پھر وہ کرسمس کی آمد کی خوشی میں اس قسم کی پریشانیوں کو بھول گ خوب چہک رہی تھی اور اس نے ہیگن سے صرف یہ مشورہ کرنے کے لئے اسے فون کرسمس پر وہ اپنے باپ اور بھائیوں کو کیا تحفے بھیجے؟ ہیگن نے کچھ مشورے دیئے کے سب اس نے مسترد کر دیئے۔ تاہم اس نے جلد ہی ہیگن کی جان چھوڑ دی۔

ہیگن کو اس کے بعد بھی کام ختم کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ ایک بار پھر فو بج اٹھی۔ اس نے گہری سانس لے کر کاغذات ایک طرف رکھ دیئے۔ فون پر ما مائیکل کو ہیگن کافی حد تک پسند کرتا تھا اور اس کا فون سنتے ہوئے اسے کبھی کوفت تھی۔

"ہیگن! میں کل کار میں سڑک کے راستے نیو یارک پہنچ رہا ہوں۔"

ساتھ ہو گی۔" مائیکل نے اسے اطلاع دی۔ "میں کرسمس سے پہلے پاپا سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا وہ کل رات گھر پر ہوں گے؟"

"یقیناً......" ہیگن نے جواب دیا۔ "کرسمس تک ان کا شہر سے باہر کہیں جانے کا پروگرام نہیں ہے۔ اگر گئے تو کرسمس کے بعد ہی جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" مائیکل نے گویا مطمئن ہو کر مزید کوئی بات کئے بغیر فون بند کر دیا۔

ہیگن نے بچا کھچا کام آئندہ روز پر اٹھا رکھا اور آفس سے نکل کھڑا ہوا۔ جس سپر مارکیٹ میں وہ شاپنگ کرنا چاہتا تھا وہ اس کے آفس والی بلڈنگ سے زیادہ دور نہیں تھی، اس لئے وہ پیدل ہی اس طرف چل پڑا۔

ابھی وہ زیادہ آگے نہیں گیا تھا کہ کسی طرف سے ایک شخص اچانک نمودار ہو کر اس کے راستے میں حائل ہو گیا۔ ہیگن کو رکنا پڑا اور یہ دیکھ کر اسے قدرے حیرت ہوئی کہ وہ شخص سولوزو تھا۔

وہ ہیگن کا بازو تھامتے ہوئے نیچی آواز میں بولا۔ "خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں، مجھے تم سے صرف کچھ بات چیت کرنی ہے۔"

اسی اثناء میں فٹ پاتھ کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی ایک کار کے دروازے کھل گئے اور سولوزو اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "اس میں بیٹھ جاؤ۔"

ہیگن نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا لیا۔ اس وقت تک اسے خطرے کا احساس نہیں ہوا تھا۔

"ابھی میں ذرا جلدی میں ہوں۔ اس وقت میں کسی قسم کی بات چیت نہیں کر سکتا۔" اس نے کہا...... لیکن اسی لمحے عقب سے دو آدمی گویا اس کے سر پہ آن کھڑے ہوئے۔ ان کے کھڑے ہونے کے انداز نے ہیگن کو بہت کچھ سمجھا دیا۔ اسے یکایک اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔" سولوزو نرمی سے بولا۔ "اگر ہمارا مقصد تمہیں ہلاک کرنا ہوتا تو اب تک تم ہلاک ہو چکے ہوتے۔ مجھ پر بھروسہ کرو۔"

ہیگن کو اس پر بھروسا تو خیر کیا کرنا تھا...... لیکن وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

☆......☆......☆

مائیکل نے ہیگن سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ آئندہ روز نیویارک پہنچے گا۔ درحقیقت وہ اس وقت نیویارک ہی میں تھا اور کے ایڈمز کے ساتھ ایک ہوٹل میں مقیم تھا جو ہیگن کے آفس سے بمشکل ایک میل دور تھا۔

اس نے جب ہیگن سے بات کرنے کے بعد فون بند کیا تو 'کے' اپنی سگریٹ بجھاتے ہوئے بولی۔ "مائیکل! تم تو جھوٹ بھی خاصی صفائی سے بول لیتے ہو!"

"اس وقت تو تمہاری وجہ سے ہی جھوٹ بولنا پڑا ہے......" مائیکل اپنا بازو اس کے گرد حمائل کرتے ہوئے بولا۔ "اگر میں بتا دیتا کہ اس وقت ہم دونوں نیویارک میں ہیں تو ہمیں اسی وقت پاپا کے گھر جانا پڑتا۔ پھر نہ تو ہم باہر کھانا کھا سکتے تھے نہ تھیٹر دیکھنے گھومنے پھرنے جا سکتے تھے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ پاپا کی کچھ اخلاقی اقدار ہیں۔ ان کے گھر میں کوئی لڑکا لڑکی شادی سے پہلے ایک کمرے میں نہیں ہو سکتے۔ ہم پر بھی آج اس قسم کی پابندیاں لاگو ہو جاتیں۔ اب ہم کم از کم ایک رات اور آزادی سے گزار لیں گے۔"

مائیکل محسوس کرتا تھا کہ 'کے' اس کے خوابوں کی لڑکی تھی۔ اسے اپنی زندگی میں ایسی ہی ساتھی کی ضرورت تھی۔ اس کا سراپا، اس کی عادتیں، اس کے انداز و اطوار اس کی گرمجوشی...... سبھی کچھ مائیکل کو پسند تھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ کرسمس کے ہفتے کے دوران سٹی ہال جا کر سادگی سے شادی کر لیں گے۔ تاہم مائیکل نے 'کے' کو بتا دیا تھا کہ وہ اپنے باپ کو شادی کے بارے میں ضرور بتا دے گا۔

اسے امید تھی کہ اس کا باپ اس شادی پر اعتراض نہیں کرے گا البتہ اگر مائیکل

رازداری سے شادی کرتا اور ڈون کارلیون کو بعد میں پتا چلتا تو وہ یقیناً بہت برا مناتا اور اس کے احساسات مجروح ہوتے۔ 'کے' کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے والد کو شادی کے بعد، شادی کے بارے میں بتائے گی۔ اسے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ اس کے والدین مائیکل کو پسند کریں گے یا نہیں......

مائیکل کو احساس تھا کہ یہ شادی اسے اس کی "فیملی" سے کچھ اور دور کر دے گی لیکن وہ اپنی پسند کے سامنے مجبور تھا۔ ابھی ان دونوں کو تعلیم بھی مکمل کرنی تھی لیکن انہیں امید تھی کہ شادی ان کی تعلیم کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔

اس رات انہوں نے کھانا باہر کھایا۔ تھیٹر گئے۔ ایک دوسرے کی رفاقت میں انہوں نے بہت خوشی خوشی وقت گزارا۔ جب وہ ہوٹل واپس پہنچے تو لابی میں مائیکل نے نیوز اسٹینڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم ذرا وہاں سے شام کے اخبارات لے آؤ۔ میں اس وقت تک ریسپشن سے کمرے کی چابی لیتا ہوں۔"

استقبالیہ کاؤنٹر پر کافی لوگ موجود تھے اور کاؤنٹر کلرک ایک ہی تھا۔ مائیکل کو چابی لینے میں کچھ دیر لگ گئی۔ چابی لینے کے بعد اس نے اِدھر اُدھر دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ 'کے' ابھی تک نیوز اسٹینڈ پر ہی کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک اخبار تھا اور وہ ایک ٹک اسی کو دیکھے جا رہی تھی۔

مائیکل اس کے قریب پہنچا تو اس نے سر اٹھا کر مائیکل کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"اوہ...... مائیک...... مائیک......!" وہ گلوگیر آواز میں صرف اتنا ہی کہہ سکی۔ اس کی آواز گویا اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔

مائیکل نے اس کے ہاتھ سے اخبار لے لیا۔ سب سے پہلے اس کی نظر جس چیز پر پڑی، وہ اس کے باپ کی بڑی سی تصویر تھی جو اخبار کے پہلے صفحے پر، بالائی حصے میں نمایاں انداز میں چھپی ہوئی تھی۔ تصویر میں ڈون کارلیون سڑک پر پڑا دکھائی دے رہا تھا اور اس

کے سر کے گرد بہت سا خون پھیلا ہوا تھا۔ ایک شخص اس کے قریب بیٹھا بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ وہ مائیکل کا بھائی فریڈ تھا۔

مائیکل کو یوں لگا جیسے یک لخت اس کا خون اس کی رگوں میں جم گیا ہو۔ وہ خود بھی نہیں جان سکا کہ اس کی یہ کیفیت دکھ سے تھی ...... خوف سے ...... یا پھر غیظ و غضب سے......؟

دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھالا اور 'کے' کو بازو سے تھام کر لفٹ کی طرف لے گیا۔ اوپر اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر اخبار کھولا۔ شہ سرخی تھی:

''ڈون کارلیون کو گولی ماردی گئی۔ مبینہ گینگ لیڈر شدید زخمی۔ پولیس کی بھاری نفری کی حفاظت میں ڈون کا آپریشن۔ گینگ وار کا خدشہ......''

مائیکل کو اپنی ٹانگوں میں نقاہت محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ حوصلہ مجتمع کر کے 'کے' سے مخاطب ہوا ''خدا کا شکر ہے پاپا زندہ ہیں...... جن کتوں نے بھی ان پر حملہ کیا ہے، وہ بہر حال انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔''

پھر مائیکل نے پوری خبر پڑھی اس کے باپ پر حملہ شام پانچ بجے قریب ہوا تھا اس کا مطلب تھا کہ جس وقت مائیکل عیش و نشاط کی گھڑیاں گزار رہا تھا...... باہر رومان پرور ماحول میں کھانا کھا رہا تھا...... تھیٹر سے لطف اندوز ہو رہا تھا...... اس دوران میں اس کے باپ پر فائرنگ ہو چکی تھی اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ ایک قسم کے احساس جرم سے مائیکل کا دل مرجانے کو چاہا۔

''کیا ہم اسپتال چلیں؟'' 'کے' نے پوچھا۔

مائیکل نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''پہلے میں گھر فون کرتا ہوں۔ جن لوگوں نے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے، لگتا ہے ان کے دماغ ٹھکانے پر نہیں ہیں...... اور اب جبکہ انہیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ باپ مرے نہیں...... بچ گئے ہیں...... تو وہ اور بھی زیادہ دیوانگی کے عالم میں کوئی بھی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ پہلے میں تازہ ترین صورت حال معلوم کرنے کی کوشش کرتا

ہوں۔''

لانگ بیچ پر واقع اس کے گھر کے دونوں ٹیلیفون بزی تھے۔ مائیکل مسلسل نمبر ملانے کی کوشش کرتا رہا اور مسلسل اسے دونوں نمبروں سے انگیج کی ٹون سنائی دیتی رہی تاہم اس نے کوشش جاری رکھی اور آخر کار بیس منٹ بعد سلسلہ مل ہی گیا۔

''ییس...... ؟'' دوسری طرف سے سنائی دینے والی آواز سنی کی تھی۔ اس کے لہجے میں تناؤ تھا۔

''سنی......! یہ میں ہوں......'' مائیکل بولا۔

''اوہ......!'' سنی کے لہجے میں اطمینان جھلک آیا۔ ''تم کہاں تھے؟ ہم تو تمہارے بارے میں سخت پریشان تھے۔ میں نے تمہاری تلاش میں اس قصبے کی طرف آدمی بھی روانہ کر دیئے تھے جہاں تمہارا کالج اور ہوسٹل ہے۔''

''پاپا کیسے ہیں؟ وہ کتنے زخمی ہوئے ہیں؟'' مائیکل نے بے تابی سے پوچھا۔

''بہت بری طرح زخمی ہوئے ہیں۔ انہیں پانچ گولیاں لگی ہیں ...... لیکن ...... بہر حال وہ سخت جان آدمی ہیں۔'' سنی کے لہجے میں فخر تھا۔ ''ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ وہ بچ جائیں گے۔ دیکھو...... میں زیادہ لمبی بات نہیں کر سکتا۔ میں بہت مصروف ہوں اور فون کو بھی زیادہ دیر انگیج نہیں رکھا جا سکتا۔ کالز مسلسل آ رہی ہیں۔ یہ بتاؤ تم ہو کہاں؟''

''میں نیویارک میں ہی ہوں۔ کیا ہیگن نے تمہیں نہیں بتایا کہ میں بذریعہ کار یہاں آ رہا تھا؟'' مائیکل بولا۔

''نہیں۔'' سنی کی آواز کچھ نیچی ہو گئی۔ ''ہیگن ہمیں یہ اطلاع نہیں دے سکا کیونکہ اسے اغوا کیا گیا ہے۔ اسی لئے میں تمہاری طرف سے بھی فکر مند تھا۔ ہیگن کی بیوی یہاں موجود ہے، نہ تو اسے معلوم ہے کہ ہیگن کو کس نے اغوا کیا ہے اور نہ ہی پولیس کو اس سلسلے میں کچھ ملوم ہے۔ میں چاہتا بھی نہیں ہوں کہ انہیں کچھ معلوم ہو۔ جن لوگوں نے یہ سب کچھ کیا ہے، ان کے شاید دماغ خراب ہو گئے ہیں۔ بس تم فوراً گھر آ جاؤ اور اپنی زبان بند

رکھنا.....او کے؟"

"او کے۔" مائیکل نے کہا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے یہ کن لوگوں کی حرکت ہے؟"

"یقیناً....." سنی نے جواب دیا۔ "براسی اس وقت کہیں گیا ہوا ہے۔ اسے واپ آجانے دو۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے، ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔"

"میں ایک گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں.....ٹیکسی میں....." مائیکل نے کہا اور فون بند دیا۔

اخبارات کو آئے کم از کم تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ مائیکل کو یقین تھا کہ اس دورا یہ خبر کئی ریڈیو اسٹیشنز سے بھی نشر ہو چکی تھی۔ براسی جہاں بھی تھا، اس تک یہ خبر پہنچ جا چاہئے تھی۔ کیا اس نے ابھی تک خبر نہیں سنی تھی؟ یہ ممکن نہیں تھا.....اگر اس نے خبر سن لی تھ وہ اب تک کہاں غائب تھا؟

ہیگن اس وقت جہاں موجود تھا، وہاں اس کے دماغ میں بھی یہی سوال گونج رہا اور یہی سوال اس وقت لانگ بیچ پر واقع حویلی نما مکان میں بیٹھے سنی کو تشویش میں مبتلا کر تھا!

☆......☆......☆

اس شام پونے پانچ بجے تک ڈون کارلیون اپنے دفتر میں کچھ کاغذات کا جا لینے کے بعد گویا دفتری کاموں سے فارغ ہو چکا تھا۔ یہ کاغذات اسے زیتون کا تی امپورٹ کرنے والی اس کمپنی کے منیجر نے بھجوائے تھے۔ ڈون کا دفتر شہر کے مرکزی کاروباری علاقے کی ایک بلڈنگ میں تھا۔

ڈون نے اٹھ کر کوٹ پہنا اور جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ دوسری میز پر فریڈ ا چہرے کے سامنے اخبار پھیلائے بیٹھا تھا۔ ڈون آہستگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ مار بولا۔ "گیٹو سے کہو گاڑی نکالے، ہمیں گھر جانا ہے۔"

"گاڑی مجھے خود ہی نکالنی پڑے گی۔ گیٹو نہیں آیا ہے۔" فریڈ نے بتایا۔ "ا

پھر ٹھنڈ لگ گئی ہے.....فلو ہو گیا ہے۔ وہ گھر پہ آرام کر رہا ہے۔"

ڈون نے ایک لمحے سوچا اور کہا۔ "اس مہینے میں گیٹو کو تیسری مرتبہ فلو ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں کوئی زیادہ صحت مند آدمی تلاش کرنا چاہئے جو گیٹو کی جگہ ذمے داریاں سنبھالے اور کم بیمار ہوا کرے۔ تم ہیگن سے اس سلسلے میں بات کرو۔"

"گیٹو اچھا نوجوان ہے۔ میرا خیال ہے وہ بہانے بازی نہیں کرتا۔" فریڈ نے گیٹو کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔ "کبھی کبھار اس کی جگہ مجھے گاڑی چلانی پڑ جاتی ہے تو اس سے مجھے کوئی زحمت نہیں ہوتی۔"

فریڈ باہر چلا گیا۔ ڈون چلتے چلتے ہیگن کو فون کرنے رک گیا مگر ہیگن کے دفتر میں کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ پھر ڈون نے اپنے گھر کے اس کمرے میں فون کیا جسے ہیگن دفتر کے طور پر استعمال کرتا تھا اور جہاں ڈون بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر مختلف معاملات پر تبادلہ خیال کرتا تھا یا کاروباری ملاقاتیں کرتا تھا۔ اس کمرے میں بھی کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ اس کا مطلب تھا کہ ہیگن وہاں بھی نہیں پہنچا تھا۔

ڈون نے قدرے ناگواری محسوس کرتے ہوئے نیچے جھانکا۔ اس کا بیٹا فریڈ پارکنگ لاٹ سے گاڑی نکال لایا تھا اور سڑک کے دوسری طرف اس سے ٹیک لگائے، ڈون کے انتظار میں کھڑا تھا۔ ڈون کا دفتر دوسری منزل پر تھا۔ وہ سیڑھیوں کے راستے ہی نیچے چل دیا۔

سردی کے باعث باہر سرِشام ہی سرمئی دھندلاہٹ سی پھیلنے لگی تھی۔ تاہم کرسمس کی شاپنگ کرنے والے کافی تعداد میں اِدھر اُدھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔

فریڈ دونوں ہاتھ بغلوں میں دبائے بڑی سی بیوک سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اس نے سڑک کے دوسری طرف سے باپ کو بلڈنگ کے دروازے سے باہر آتے دیکھا تو دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے انجن اسٹارٹ کر دیا۔

ڈون فٹ پاتھ سے اتر کر سڑک عبور کرنے ہی لگا تھا کہ اس کے عقب میں

بلڈنگ کی اوٹ سے دو آدمی نمودار ہوئے۔ وہ گہرے رنگوں کے اوورکوٹ پہنے ہوئے اور ان کے ہیٹ اس طرح جھکے ہوئے تھے کہ چہرے نظر نہیں آ رہے تھے۔ حالانکہ وہ ڈ کے عقب میں تھے مگر ڈون کو گویا اس کی چھٹی حس نے ان کے بارے میں خبردار کر دیا۔ نے گردن گھما کر ان کی طرف دیکھا اور اسی لمحے گویا اسے معلوم ہو گیا کہ کیا ہونے والا تھا

''فریڈ... فریڈ...!'' وہ چیختے ہوئے گاڑی کی طرف دوڑا۔ اس کی جسا اور عمر کو دیکھتے ہوئے اس کی پھرتی حیرت انگیز تھی۔

ان دونوں نامعلوم افراد کو شاید اس طرح بروقت اس کے خبردار ہو جانے اور تیزی سے بھاگ اٹھنے کی توقع نہیں تھی۔ انہوں نے عجلت میں اپنے ریوالور نکالے فائرنگ شروع کر دی۔ ایک گولی ڈون کی کمر میں لگی جس نے اسے گویا مزید طاقت سے کی طرف دھکیل دیا۔ پھر دو گولیاں اس کے کولہوں پر لگیں جن کی وجہ سے وہ گر گیا اور سڑک لڑھکتا چلا گیا۔

اس وقت تک فریڈ گاڑی سے اتر آیا تھا اور گاڑی کی آڑ میں کھڑا اس کے اوپر یہ منظر دیکھ رہا تھا لیکن شاید فوری طور پر اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ کیا ہو رہا تھا۔ اس آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے ان دونوں حملہ آوروں نے گویا ڈون کو یقینی طور پر ہلا کرنے کے لئے مزید فائر کئے۔ دو گولیاں اور ڈون کے لگیں۔ ایک اس کے باز گوشت میں اور دوسری پنڈلی میں پیوست ہوئی۔

ڈون کی خوش قسمتی تھی کہ کوئی بھی گولی اس کے جسم کے کسی ایسے حصے میں نہیں تھی کہ فوری طور پر اس کی موت واقع ہو جاتی لیکن اس کے زخموں سے خون تیزی سے بہ تھا۔ جہاں وہ گرا تھا، وہا خون کا تالاب سا بن گیا تھا۔ اس کا سر بھی اس کے اپنے ہا میں ٹکا ہوا تھا اور وہ ہوش و حواس کھو چکا تھا۔ وہ بیچ سڑک پر ساکت پڑا تھا۔

فریڈ کو گویا سکتہ سا ہو گیا تھا۔ اس کے پاس ریوالور موجود تھا لیکن وہ گویا اسے بھول گیا تھا۔ حملہ آور چاہتے تو اسے بھی نشانہ بنا سکتے تھے لیکن شاید وہ بھی بدحواس ہو

تھے۔ وہ بھاگ گئے اور سڑک کے کونے پر مڑ کر غائب ہو گئے۔

شاپنگ کرنے والے لوگ بھی بدحواس ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ گئے تھے۔ جس کا جدھر منہ اٹھا تھا، چلا گیا تھا، بعض نے عمارتوں اور ستونوں کی اوٹ میں پناہ لی تھی۔ بعض تو عمارتوں کے سامنے آمدورفت کے لئے استعمال ہونے والے برآمدوں میں لیٹ بھی گئے تھے۔ چند لمحوں کے لئے تو ویرانی سی چھا گئی اور یوں لگا جیسے چوڑی سڑک پر اپنے ہی خون میں لتھڑے ہوئے ڈون اور اس کے سرہانے بیٹھے ہوئے اس کے بیٹے کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ چند لمحے پہلے جہاں کرسمس کی چہل پہل تھی وہاں اب سرد شام کا ملگجا اندھیرا گویا خاموشی کی زبان میں نوحہ کناں تھا۔

آخر کچھ لوگ ہمت کر کے آگے آئے اور فریڈ کو دلاسہ دینے لگے۔ اسی اثناء میں پولیس کار بھی آن پہنچی۔ ان کے پیچھے پیچھے ''ڈیلی نیوز'' کی گاڑی تھی جس سے فوٹو گرافر چھلانگ لگا کر اترا اور اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر وہ تصویر بنائی جس نے کچھ ہی دیر بعد شام کے اخباروں اور ان کے ضمیموں میں شائع ہو کر شہر میں سنسنی پھیلا دی۔ پریس، پولیس اور ریڈیو اسٹیشنز کی مزید گاڑیاں بھی چلی آ رہی تھیں۔

☆......☆......☆

ڈون کارلیون پر فائرنگ کے آدھے گھنٹے بعد سنی کو پانچ فون کالز چند منٹ کے اندر اندر آئیں۔ پہلی کال پولیس کے سراغرساں جون فلپس کی تھی۔ اس کی سربراہی میں پہلی پولیس کار جائے واردات پر پہنچی تھی۔ سراغرساں جون فلپس ''فیملی'' کا نمک خوار تھا۔ ان کے پے رول پر تھا۔

اس نے فون پر سنی کو اپنا نام بتائے بغیر کہا۔ ''میری آواز پہچان رہے ہو؟''

''ہاں......'' سنی نے قدرے بھاری آواز میں کہا۔ وہ اس وقت قیلولہ کر کے اٹھا تھا جب اس کی بیوی نے بتایا کہ اس کے لئے بہت ضروری ٹیلیفون کال ہے۔

فلپس بلاتمہید تیزی سے بولا۔ ''تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے تمہارے والد کو کسی نے

ان کے آفس کے سامنے گولی ماردی ہے۔ وہ زندہ ہیں مگر بری طرح زخمی ہیں۔ انہیں ف
اسپتال لے جایا گیا ہے۔ تمہارے بھائی فریڈ کو پوچھ گچھ کے لئے چیلسی پولیس اسٹیشن
جایا گیا ہے۔ امید ہے اسے ضروری سوالات کے بعد جلد ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ تم اس
پاس جاؤ تو اپنے ڈاکٹر کو ساتھ لے کر جانا۔ وہ شاک کی سی کیفیت میں ہے۔ میں اس وق
اسپتال جارہا ہوں۔ اگر تمہارے والد بولنے کے قابل ہوئے تو میں دوسرے آفیسرز
ساتھ مل کر ان سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا اور تمہیں تازہ ترین صور
حال سے آگاہ کرتا رہوں گا۔"

سنی کی بیوی سینڈرا ٹیلیفون والی میز کے قریب ہی کھڑی تھی اور اپنے شوہر
چہرے پر تغیر نمودار ہوتے دیکھ رہی تھی۔ سنی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھیں اندرونی غی
غضب سے گویا سلگنے لگی تھیں۔

"کیا بات ہے؟" سینڈرا نے سرگوشی میں پوچھا۔

سنی نے ہاتھ ہلا کر اسے دور ہٹنے کا اشارہ کیا پھر گھوم کر اس کی طرف پیٹھ کر
ہوئے فون پر بولا۔ "تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہیں؟"

"ہاں...... مجھے یقین ہے۔" دوسری طرف سے سراغرساں فلپس نے جوا
دیا۔ "ان کا خون تو بہت ضائع ہو گیا ہے اور ظاہری حالت بھی کافی خراب نظر آرہی ہے
لیکن میرا خیال ہے ان کی زندگی کو خطرہ لاحق نہیں ہے۔"

"شکریہ۔" سنی نے کہا اور فون بند کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ کوشش کر رہا تھا ک
کچھ دیر بے حس و حرکت بیٹھا رہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی شخصیت کا سب سے خراب پہ
اس کا غصہ تھا اور اس وقت غصے یا اشتعال کی رو میں بہہ جانا مہلک ثابت ہو سکتا تھا۔ اسے
کچھ بھی کرنا تھا اپنی عقل، حواس اور دماغ کو ٹھکانے پر رکھ کر کرنا تھا اور نہ اس سے کوئی بھیانک
غلطی سرزد ہو سکتی تھی...... اور اس وقت جبکہ ڈون، اسپتال میں موت اور زندگی کی کشمکش میں
مبتلا تھا، وہ کسی غلطی کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔

وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اسے سب سے پہلے ہیگن کو فون کرنا چاہئے تھا لیکن ابھی اس
نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری
طرف ایک بک میکر تھا جو "فیملی" کی سرپرستی میں کام کرتا تھا۔ اس کا ٹھکانا ڈون کے آفس
سے کچھ دور تھا۔ وہ گھوڑوں کی ریس کے سلسلے میں اپنے طور پر شرطیں بک کرنے کا کام کرتا
تھا۔

اس نے سنی کو یہ اطلاع دینے کے لئے فون کیا تھا کہ ڈون کو فائرنگ کر کے ہلاک
کر دیا گیا ہے۔ اس سے چند سوالات کرنے پر سنی کو اندازہ ہوا کہ اسے اس کے کسی مخبر نے یہ
اطلاع دی تھی جو جائے وقوعہ کے زیادہ قریب نہیں پہنچ سکا تھا۔ اس نے دور سے سب کچھ
دیکھا تھا۔

سنی نے بک میکر کو یہ بتا کر فون بند کر دیا کہ اس کی فراہم کردہ اطلاع بے کار ہے،
اسے زیادہ معتبر ذرائع سے صحیح خبر مل چکی تھی۔ ابھی سنی نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ گھنٹی پھر بج
اٹھی۔ اس بار دوسری طرف "ڈیلی نیوز" کا نمائندہ تھا۔ اس نے جونہی اپنا تعارف کرایا، سنی
نے فون بند کر دیا۔

اس نے ہیگن کے گھر کا نمبر ملایا۔ اس کی بیوی نے بتایا کہ ہیگن ابھی گھر نہیں پہنچا
تھا۔ لیکن رات کو کھانے کے وقت تک اس کی آمد متوقع تھی۔

"وہ جیسے ہی گھر آئے...... اس سے کہنا کہ فوراً مجھے فون کرے۔" سنی نے ہدایت
کی اور فون بند کر دیا۔

وہ ایک بار پھر صورت حال پر غور کرنے لگا۔ وہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ
اس قسم کی صورت میں...... ڈون کی تربیت کی روشنی میں اسے کیا کرنا چاہئے تھا؟ اسے یہ تو
یقین تھا کہ حملہ سولوزو نے کرایا تھا لیکن ڈون جتنی بڑی شخصیت پر حملہ کرنے کے لئے صرف
سولوزو کی اپنی جرات کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے پیچھے یقیناً کچھ اور طاقتور لوگ تھے اور
اس اقدام میں سولوزو کو ان کی سرپرستی حاصل تھی۔

چوتھی بار فون کی گھنٹی بجی تو اس کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر ''ہیلو'' کہا۔

''سینی ٹینو کارلیون......؟'' دوسری طرف سے کسی نے اس کا پورا نام لے کر تصدیق چاہی۔

''ہاں۔'' سنی نے جواب دیا۔

تب دوسری طرف سے نہایت نرم لہجے میں کہا گیا۔ ''ٹام ہیگن ہمارے قبضے میں ہے۔ تین گھنٹے بعد اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ تمہارے پاس ہماری ایک تجویز...... کاروباری پیشکش لے کر آئے گا۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا، اس کی بات سننے سے پہلے جلد بازی اور اشتعال میں کوئی قدم نہ اٹھانا۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں......صرف نقصان ہی نقصان ہوگا۔ جو ہو چکا، اسے بدلا نہیں جا سکتا۔ اب ہم سب کو بھی جو فیصلہ کرنا ہوگا بہت سوچ سمجھ کر......عقل اور تحمل سے کرنا ہوگا۔ تمہارا غصہ مشہور ہے لیکن اس غصے کو بے لگام چھوڑ دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔'' بولنے والے کے لہجے میں خفیف سا استہزائیہ جھلک آیا۔ سنی کو شبہ ہو رہا تھا کہ وہ سولوزو تھا جو آواز بدل کر بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''ہیگن آ کر جو کچھ تم سے کہے گا، ہم اس کے جواب کا انتظار کریں گے۔'' لمحے بھر کے توقف کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ سنی نے گھڑی دیکھی اور ایک کاغذ پر اس کال کا ٹائم نوٹ کر لیا۔

اس کی بیوی پریشان ہو کر ایک بار پھر پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔ ''سنی! آخر بات کیا ہے؟''

''کسی نے پاپا کو گولی مار دی ہے۔'' وہ پرسکون لہجے میں بولا۔

بیوی کی آنکھیں پھیلتے اور چہرے پر دہشت کے آثار نمودار ہوتے دیکھ کر وہ جلدی سے بولا۔ ''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، وہ زندہ ہیں اور امید ہے فی الحال کوئی بری خبر سننے کو نہیں ملے گی۔''

اس نے بیوی کو ہیگن کے اغوا کے بارے میں نہیں بتایا۔ اسی اثناء میں فون کی گھنٹی پانچویں مرتبہ بج اٹھی۔ سنی نے ریسیور اٹھایا۔ اس بار دوسری طرف مینزا تھا۔ جذبات کی شدت کے باعث اس کی آواز کے ساتھ سانسوں کی خرخراہٹ بھی سنائی دے رہی تھی۔

''کیا تم نے اپنے والد کے بارے میں خبر سن لی؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں......'' نے جواب دیا۔ ''لیکن وہ زندہ ہیں۔''

''اوہ......! خدا کا شکر ہے......'' مینزا کے لہجے میں طمانیت آ گئی۔ ''میں نے تو سنا تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔''

''نہیں ...... وہ زندہ ہیں۔'' سنی نے جواب دیا۔ وہ مینزا کے لہجے کے اتار چڑھاؤ پر بہت توجہ دے رہا تھا۔ پہلے مینزا کی تشویش......اور پھر اس کی طمانیت سنی کو حقیقی ہی محسوس ہوئی تھی لیکن پھر بھی یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ مینزا جس قسم کی ذمے داریاں انجام دیتا تھا، ان میں اکثر اداکاری کی بھی ضرورت پڑتی تھی...... جو وہ بڑی کامیابی سے کر لیتا تھا۔ سنی اس وقت نئے سرے سے......اور بہت سوچ بچار کے بعد اپنے قریبی ساتھیوں کے بارے میں رائے قائم کرنا چاہتا تھا۔

''تمہارے کندھوں پر بڑی بھاری ذمے داری آن پڑی ہے سنی!'' مینزا کہہ رہا تھا۔ ''مجھے بتاؤ......میں کیا کروں؟ میرے لئے کیا حکم ہے؟''

''پاپا کے گھر پہنچو......اور گیٹو کو ساتھ لے کر آؤ۔'' سنی نے ہدایت کی۔

''بس......؟'' مینزا نے قدرے حیرت سے کہا۔ ''تمہارے گھر اور اسپتال پر نظر رکھنے کے لئے کچھ آدمی نہ بھیجوں؟''

''نہیں......میں صرف تم سے اور گیٹو سے ملنا چاہتا ہوں۔'' سنی بولا۔

مینزا ایک لمحے خاموش رہا۔ شاید اس نے سنی کے لہجے میں شک کی پرچھائیں محسوس کر لی تھی۔ سنی اس کا یہ تاثر دور کرنے کے لئے جلدی سے بولا۔ ''اس واقعے کے وقت گیٹو کہاں تھا؟ وہ کیا کر رہا تھا؟''

میزا کے سانسوں کی خرخراہٹ اب تھم چکی تھی۔ وہ محتاط لہجے میں بولا۔ ''گیٹو تھا۔ اسے فلو ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ گھر پہ تھا۔ اس مرتبہ موسم سرما کے دوران وہ کئی مرتبہ ہوا ہے۔''

سنی چونک کر بولا۔ ''پچھلے دو مہینوں کے دوران کتنی مرتبہ وہ گھر پر رہا ہے؟''

''تین یا چار مرتبہ......'' میزا نے جواب دیا۔ ''میں نے فریڈ سے کئی مرتبہ پ کہ اگر وہ چاہے تو میں اس کے اور ڈون کے ساتھ رہنے کے لئے کسی دوسرے آدمی کی ڈ لگا دوں...... لیکن فریڈ نے انکار کر دیا۔ گیٹو کو ہٹانے کا کوئی خاص جواز بھی نظر نہیں آتا پچھلے دس سال سے وہ ہمارے ساتھ ٹھیک ہی چل رہا تھا۔ اور بھروسے کا آدمی ثابت تھا۔''

''ہاں...... ٹھیک ہے...... لیکن بہرحال تم پاپا کے گھر کی طرف آتے وقت را میں اسے بھی ساتھ لے لینا۔ خواہ اس کی طبیعت کتنی ہی خراب ہو، سمجھ گئے؟'' جواب کا ا کئے بغیر اس نے فون بند کر دیا۔

اس کی بیوی سینڈرا چپکے چپکے رو رہی تھی۔ وہ ایک لمحے اس کی طرف دیکھتا ر کھردرے لہجے میں بولا۔ ''اگر ہمارے آدمیوں میں سے کسی کا فون آئے تو اس سے کہ مجھے پاپا کے گھر...... ان کے خاص نمبر پر کال کر لے۔ اگر کوئی آدمی فون کرے تو تم ا آپ کو حالات سے بالکل بے خبر ظاہر کرنا۔ اگر ہیگن کی بیوی کا فون آئے تو اس سے کہ ہیگن شاید کافی دیر تک گھر نہ پہنچے۔ وہ ایک ضروری کام سے گیا ہوا ہے۔ سمجھ گئیں؟''

اس کی بیوی نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ایک لمحے وہیں کھڑا اور سوچتا رہا پھر دوبارہ بیوی سے مخاطب ہوا۔ ''شاید ہمارے دو تین آدمی اس گھر میں قیام کریں......''

سینڈرا کے چہرے پر خوف کے آثار نمودار ہوتے دیکھ کر وہ جلدی بولا۔ ''تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، وہ جس طرح کہیں، اس طرح کرنا۔ ان کے مشو

اور ہدایات پر عمل کرنا۔ اگر تمہیں مجھ سے بات کرنے کی ضرورت پڑے تو پاپا کے خاص نمبر پر فون کر لینا...... لیکن صرف اسی وقت کرنا جب کوئی بہت ضروری بات ہو...... اور ہاں...... فکرمند یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں......''

وہ گھر سے باہر آ گیا۔ شام کا اندھیرا گہرا ہو گیا تھا اور دسمبر کی سرد ہوا چل رہی تھی۔ سنی کو گھر سے نکل کر سڑک پر قدم رکھتے وقت کوئی خوف محسوس نہیں ہوا۔ چھوٹی سی یہ سڑک پر گویا ان کے اپنے ہی گھروں کا ایک حصہ تھی۔ یہ سڑک ایک سرے کی طرف سے بند تھی اور دوسرا سرا داخلے کے ایک تنگ راستے کی طرح تھا۔ سڑک پر دونوں طرف نیم دائروں کی صورت میں ''فیملی'' ہی کے آٹھ طویل و عریض حویلی نما مکانات تھے۔ وہ سب کے سب ڈون کارلیون کی ملکیت تھے۔

بیرونی سرے کے دونوں طرف کے دو مکانوں میں نچلی منزلوں پر ''فیملی'' کے لئے کام کرنے والے وہ خاص خاص لوگ رہتے تھے جن کی اپنی کوئی فیملی نہیں تھی۔ بالائی منزلوں پر فیملی والے لوگ رہتے تھے۔ باقی چھ مکانوں میں سے ایک ہیگن اور اس کی فیملی کے لئے مخصوص تھا۔ ایک میں سنی رہتا تھا۔ ایک میں خود ڈون رہتا تھا اس کا مکان دیگر مکانوں کے مقابلے میں کم نمایاں اور کم پُرشکوہ تھا۔ باقی تین مکان ڈون نے کچھ مصلحتوں کے تحت اپنے بعض ریٹائرڈ دوستوں کو کرائے کے بغیر، اس وعدے پر دے رکھے تھے کہ ضرورت کے وقت وہ انہیں فوراً خالی کر دیں گے۔ یوں یہ خاصا بڑا علاقہ گویا ڈون کا اپنا ایک قلعہ...... ایک حفاظتی حصار تھا جس میں گھسنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ان مکانوں پر فلڈ لائٹس لگی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے یہاں رات میں بھی دن کا سا سماں رہتا تھا۔ یہاں کوئی چھپ کر نہیں آ سکتا تھا۔

سنی سڑک عبور کر کے اپنے باپ کے گھر کی طرف چلا گیا۔ گیٹ کے تالے کی ایک چابی اس کے پاس بھی رہتی تھی۔ وہ تالا کھول کر اندر جا پہنچا اور اونچی آواز میں بولا۔ ''ماما! آپ کہاں ہیں؟''

اس کی ماں ایپرن باندھے کچن سے باہر آئی۔ کچن سے کھانا پکنے کی خوشبو آ رہی تھی۔ سنی نے کچھ کہنے سے پہلے ماں کو بازو سے پکڑ کر کچن کے قریب پڑی ہوئی ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ پھر وہ اپنے لہجے سے کسی قسم کا ہیجان ظاہر کئے بغیر بولا۔ ”کچھ دیر پہلے مجھے فون پر اطلاع ملی ہے کہ پاپا اسپتال میں ہیں۔ وہ زخمی ہیں لیکن فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کپڑے بدل لیں۔ تیار ہو جائیں، آپ کو اسپتال جانا ہے۔ میں آپ کے لئے چند منٹ میں گاڑی اور ڈرائیور کو بلوا رہا ہوں۔ او کے؟“

اس کی ماں ایک لمحے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی رہی پھر پُرسکون لہجے میں، اطالوی میں بولی۔ ”کیا اسے کسی نے گولی ماردی ہے؟“

سنی نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کی ماں نے ایک لمحے کے لئے افسردہ انداز میں سر جھکا لیا۔ پھر وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ سنی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اس کی ماں نے چولہا بند کیا اور بیڈ روم میں چلی گئی۔ سنی کو بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے ادھ پکے کھانے کے چند نوالے حلق سے اتارے اور اس کمرے میں آ گیا جسے اس کا باپ آفس کے طور پر استعمال کرتا تھا۔

وہاں اس نے ایک مقفل دراز سے اپنے باپ کا خصوصی فون نکالا۔ ڈائریکٹری میں اس فون کا اندراج ایک فرضی نام اور فرضی پتے پر تھا۔ سب سے پہلے اس نے براسی کو فون کیا لیکن اس کے ہاں کسی نے فون نہیں اٹھایا۔

تب سنی نے ایک اور خاص آدمی کو فون کیا۔ اس کا نام ٹیسو تھا اور وہ بروکلین میں رہتا تھا۔ اس کی حیثیت ڈون کے متبادل سپہ سالار کی سی تھی۔ اصل ”سپہ سالار“ تو براسی تھا لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ اس اہم موقع پر وہ دستیاب نہیں تھا۔ ویسے تو ”فیملی“ کے لئے مینزا کے فرائض بھی کچھ اس قسم کے تھے لیکن فی الحال مینزا سے کوئی اہم کام لینے سے گریز رہا تھا۔

سنی نے ٹیسو کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ پھر اسے بھروسے کے پچاس آدمیوں

کے بندوبست کرنے کی ہدایت کی۔ ان میں سے کچھ کو اسپتال میں داخل ڈون کے گرد حفاظتی حصار قائم کرنے کے لئے جانا تھا اور کچھ کو لانگ بیچ والے گھروں کی حفاظت کے لئے آنا تھا۔

”کیا دشمنوں نے مینزا کو بھی ہلاک کر دیا ہے؟“ ٹیسو نے پوچھا۔

”نہیں......“ سنی نے جواب دیا۔ ”لیکن میں فی الحال اس کے آدمیوں سے کام نہیں لینا چاہتا۔ اس لئے میں اس کا ذکر نہیں کر رہا ہوں۔“

ٹیسو اس کا مطلب فوراً سمجھ گیا اور ایک لمحے کی خاموشی کے بعد بولا۔ ”میں تمہیں وہی نصیحت کرنا چاہوں گا جو ایسے کسی موقع پر تمہارا باپ بھی تمہیں کرتا...... میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نتائج اخذ کرنے میں جلد بازی نہ کرنا...... مجھے یقین ہے کہ مینزا غدار نہیں ہو سکتا۔ وہ ہمیں دھوکا نہیں دے سکتا۔“

”نصیحت کا شکریہ۔“ سنی بولا۔ ”خیال تو میرا بھی یہی ہے...... لیکن میں صرف احتیاط برت رہا ہوں...... اور ہاں...... میرا سب سے چھوٹا بھائی مائیکل نیو ہمپشائر کے قصبے ہینوور میں کالج میں پڑھتا ہے اور ہوسٹل میں رہتا ہے۔ کچھ آدمی اسے حفاظت سے لانے کے لئے بھی بھیج دو۔ کہیں یہ آگ زیادہ دور تک نہ پھیل جائے۔ میں مائیکل کو فون کر کے بتا دوں گا کہ ہمارے آدمی اسے لینے آئیں گے...... تاکہ وہ انہیں دیکھ کر پریشان نہ ہو جائے۔ میں ہر پہلو سے محتاط رہنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

”بالکل ٹھیک ہے...... کوئی فکر نہ کرو...... میں تمام انتظامات کرتے ہی تمہارے پاپا والے گھر پر پہنچ رہا ہوں۔ میرے آدمیوں کو تو تم پہچان ہی لوگے؟“

”ہاں۔“ سنی نے جواب دیا اور فون بند کر دیا۔

پھر اس نے ایک اور مقفل دراز سے چمڑے کی نیلی جلد والی ایک نوٹ بک نکالی۔ یہ ایک خاص نوٹ بک تھی۔ اس میں ان تمام افراد کے نام اور فون نمبر درج تھے جنہیں کسی مخصوص تاریخ پر ”فیملی“ کی طرف سے کوئی مخصوص رقم ”نذرانے“ کے طور پر جاتی تھی اور وہ

ضرورت پڑنے پر اپنے کام اور شعبے کی مناسبت سے "فیملی" سے تعاون کرتے تھے۔ اس میں حروفِ تہجی کی مناسبت سے ترتیب وار نام درج تھے۔

سنی اس نوٹ بک کے صفحات پلٹتا رہا اور پھر "فیرل" نام پر اس کی نظر رک گئی۔ اس نام کے آگے جو اندراجات تھے، ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے ہر کرسمس کی شام پانچ ہزار ڈالر بھیجے جاتے تھے۔

سنی نے اس کا نمبر ملایا اور رابطہ ہونے پر بولا۔ "فیرل! میں سنی کارلیون بول رہا ہوں۔ مجھے تمہاری تھوڑی سی مدد کی ضرورت ہے۔ معاملہ بہت اہم ہے۔ میں تمہیں دو فون نمبر دے رہا ہوں۔ مجھے ریکارڈ چیک کر کے بتاؤ کہ پچھلے تین مہینوں کے دوران ان نمبروں پر کہاں کہاں سے کالز آئی ہیں اور کہاں کہاں کالز گئی ہیں......"

اس نے فیرل کو مینزا اور گیٹو کے فون نمبر نوٹ کرائے، پھر کہا۔ "یہ کام اگر آج آدھی رات سے پہلے پہلے ہو جائے تو کرسمس کی شام تمہیں مزید ایک بونس بھی ملے گا۔"

اس کے بعد اس نے براسی سے رابطہ کرنے کی ایک اور کوشش کی لیکن اس بار بھی دوسری طرف کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ اب اسے براسی کے بارے میں تشویش ہونے لگی اسے بہت سی دوسری چیزوں کے بارے میں غور کرنا تھا اس لئے اس نے براسی کے خیال کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی۔ اسے امید تھی کہ ڈون پر فائرنگ کی خبر جونہی براسی تک پہنچے گی، وہ اس کے پاس دوڑا آئے گا۔

اس نے ریوالونگ چیئر کے پشتے سے ٹیک لگا کر اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور آنکھیں بند کر لیں تا کہ اس کا اعصابی تناؤ کچھ کم ہو سکے......لیکن اس طرح ایک یکسوئی سے سوچنے کا موقع ملا تو گویا اسے صحیح معنوں میں پہلی بار احساس ہوا کہ صورت حال کتنی سنگین تھی۔

اسے معلوم تھا کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر گھر "فیملی" کے لوگوں سے بھر جائے گا اور اسے ان سب کو بتانا پڑے گا کہ کسے کیا کرنا ہے۔ پچھلے دس سال سکون سے گزرنے کے

بعد ایک بار پھر "فیملی" کو ایک سنگین چیلنج کا سامنا تھا۔ ایک بار پھر "فیملی" کی طاقت کو للکارا گیا تھا۔

نیویارک میں ان جیسی پانچ طاقتور "فیملیز" تھیں اور ان میں سے کم از کم کسی ایک کی پشت پناہی کے بغیر سولوزو اتنا بڑا اقدام اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتا تھا......اور وہ "ٹےٹیگ لیا" "فیملی" ہی ہو سکتی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دونوں "فیملیز" کے درمیان پورے وسائل اور پوری طاقت کے ساتھ جنگ شروع ہوتی یا پھر سولوزو کی تجویز کردہ شرائط پر کوئی معاہدہ کیا جاتا۔

سنی سفاکانہ انداز میں مسکرایا۔ مکار سولوزو نے کاری وار کیا تھا لیکن اس کی بدقسمتی تھی کہ ڈون ہلاک نہیں ہوا تھا۔ سولوزو اور اس کی پشت پناہی کرنے والوں سے نمٹنے کے لئے تو براسی ہی کافی تھا لیکن تشویش کی بات یہی تھی کہ براسی کہاں تھا؟

یہ سوال ایک بار پھر سنی کے ذہن میں گویا ڈنک مارنے لگا۔

☆......☆......☆

ہیگن کو جس گاڑی میں بٹھایا گیا تھا اس میں اس کے ساتھ ڈرائیور سمیت چار آدمی تھے۔ اسے پچھلی سیٹ پر ان دونوں افراد کے درمیاں بٹھایا گیا تھا جو فٹ پاتھ پر اس کے عقب میں آن کھڑے ہوئے تھے۔ سولوزو اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا تھا۔

ہیگن کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر ہیگن کا ہیٹ اس کے چہرے پر اس طرح جھکا دیا کہ وہ راستے نہ دیکھ سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خبردار بھی کیا۔ "اپنے جسم کے کسی حصے کو جنبش نہ دینا۔"

سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ صرف بیس منٹ بعد گاڑی ایک جگہ جا رکی ہیگن کو جب گاڑی سے اتارا گیا تو وہ اسے علاقے کو پہچان نہیں سکا کیونکہ اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ وہ لوگ اسے تہہ خانہ میں واقع ایک اپارٹمنٹ میں لے گئے اور اسے ایک غیر آرام دہ ڈائننگ چیئر پر بٹھا دیا گیا۔ سولوزو اس کے مقابل، کچن ٹیبل کے دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ اس وقت

کسی گدھ سے مشابہہ دکھائی دے رہا تھا۔

”تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں......“ وہ بولا ”مجھے معلوم ہے تم ”ڈ کے لئے لڑنے والے لوگوں میں سے نہیں ہو بلکہ ان کے لئے صرف ذہنی، زبانی اور طور پر خدمات انجام دیتے ہو۔ میں تم سے صرف رابطے کے آدمی والا کام لینا چاہتا ہوا میں چاہتا ہوں تم ان کا بھی کچھ بھلا کردو......اور میرا بھی......“

ہیگن نے ایک سگریٹ سلگا کر اپنے ہونٹوں میں دبا لی۔ اس کے ہاتھوں خفیف سی لرزش تھی۔ اسے چینی کے ایک کپ میں ڈرنک دی گئی جس سے اس کے اعصا کچھ قابو میں آئے۔

”تمہارا باس مر چکا ہے۔“ سولوزو نے سلسلہ کلام جوڑا۔ ”میرے آدمیو اسے اس کے آفس کے سامنے سڑک پر مار دیا ہے۔ یہ خبر ملتے ہی میں نے تمہیں اٹھوا اب تمہیں میرے اور سنی کارلیون کے درمیان جنگ چھڑنے سے روکنی ہے ورنہ ظاہر دونوں فریقوں کو نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔“

ہیگن نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اس وقت جس صدمے سے دوچار تھا، اس شدت پر خود بھی حیران تھا۔ اس کا یہ صدمہ موت کے خوف پر بھی غالب آ گیا تھا۔ اسے رہا تھا کہ تپتے صحرا میں اس کے سر سے کوئی سائبان ہٹ گیا تھا اور وہ دنیا میں تنہا رہ گیا تھا۔

سولوزو نے ایک بار پھر بولنا شروع کر دیا۔ ”میں جب ہیروئن کے دھندے شراکت کی تجویز لے کر ڈون کے پاس گیا تھا تو سنی نے اس میں زبردست دلچسپی لی تھی اور یہ اس کی عقلمندی تھی...... کیونکہ ہیروئن آنے والے زمانے کی چیز ہے۔ جو لوگ آج کام میں ہاتھ ڈالیں گے، کل وہی سب سے زیادہ فائدے میں رہیں گے۔ اس میں دولت ہے کہ اس کا کاروبار کرنے والے دو سال کے اندر اندر نہ جانے کہاں سے کہاں گے۔ ڈون پرانے زمانے کا...... پرانے خیالات کا آدمی تھا۔ اس کا دور گزر چکا تھا لیکن ا اسے خود اس بات کا احساس نہیں ہو سکا تھا۔ اب وہ اس دنیا سے جا چکا ہے اور کوئی طاق

اسے واپس نہیں لا سکتی۔ تمہیں سنی کو اس بات کا قائل کرنا ہے کہ اب اس موضوع پر لڑتے رہنا اور خونریزی کے ذریعے اپنی طاقت ضائع کرتے رہنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ میں اب سنی کو نئے سرے سے معاہدے کی پیشکش کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم اسے اس معاہدے کو قبول کرنے پر تیار کرو۔“

ہیگن بولا۔ ”تمہاری یہ کوشش فضول ہے۔ تم نے جو کچھ کیا ہے، اس کے جواب میں سنی اپنی پوری طاقت جمع کر کے تم پر حملہ کرے گا۔“

سولوزو بے تابی سے بولا۔ ”یہ اس کا ابتدائی ردعمل ہوگا۔ اسی معاملے میں تم اسے سمجھانے کی کوشش کرو گے۔ تم اسے حقیقت پسندانہ انداز میں سوچنے پر آمادہ کرو گے۔ ”ٹے ٹیگ لیا فیملی“ اپنی پوری طاقت اور وسائل کے ساتھ میری پشت پناہی کر رہی ہے۔ نیو یارک کی اس طرح کی دوسری تمام فیملیز بھی اس بات کی حامی ہوں گی......اور اس کے لئے پوری پوری عملی کوشش کریں گی کہ ہمارے درمیان بڑے پیمانے پر لڑائی نہ چھڑنے پائے...... کیونکہ ہماری لڑائی سے ان کے مفادات اور کاروبار کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اگر سنی میری پیشکش قبول کرے گا تو کوئی ہماری طرف توجہ نہیں دے گا۔ حتیٰ کہ ڈون کے پرانے دوست بھی اس معاملے سے لاتعلق رہیں گے اور سب امن وامان سے اپنے اپنے کام دھندوں میں لگے رہیں گے۔“

ہیگن سر جھکائے، اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے، انہیں گھورتا رہا، اس بار اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

سولوزو نے گویا اسے قائل کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ ”ڈون اب سٹھیا گیا تھا اور غلطیاں کرنے لگا تھا۔ اب تم یہی دیکھ لو کہ میں نے کتنی آسانی سے اسے مروا دیا۔ ماضی میں شاید یہ ممکن نہ ہوتا۔ دوسری ”فیملیز“ نے اب اس پر اعتماد کرنا اور اس کی پروا کرنی چھوڑ دی تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے قوم پرستی اور وطن پرستی کے پرانے اصولوں کو بھی چھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے تمہیں اپنا وکیل بنا دیا جبکہ تم سسلی تو کیا...... اطالوی بھی

نہیں۔ اگر ہمارے درمیان پورے وسائل کے ساتھ جنگ چھڑ گئی تو کارلیون فیملی جائے گی جس سے مجھ سمیت سب کا نقصان ہوگا۔ مجھے رقم سے بھی زیادہ ان لوگوں سیاسی اثر ورسوخ کی ضرورت ہے۔ اس لئے تم سنی سے بات کرو۔ اسے اچھی طرح سمجھ اس طرح ہم بہت ساری غیر ضروری خونریزی سے بچ سکتے ہیں۔"

"میں اپنی سی کوشش کروں گا۔" آخر ہیگن نے جواب دیا۔ "لیکن میں یقین کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سنی غصے کا بہت تیز..... اور ٹیڑھے دماغ کا آدمی ہے..... اور اس سے زیادہ تمہیں براسی کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو سنی سے پہلے براسی بارے میں تشویش زدہ ہوتا۔"

"براسی کا مسئلہ مجھ پر چھوڑ دو۔" سولوزو اطمینان سے بولا۔ "تم صرف سنی اور کے دونوں بھائیوں کو سنبھال لو۔ سنو، تم انہیں سمجھانے کے سلسلے میں دلائل دیتے وقت یہ بتا سکتے ہو کہ اگر میں چاہتا تو ڈون کے ساتھ ساتھ فریڈ کو بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ آج وہ بھی نشانے پر تھا اور ایک آسان ٹارگٹ تھا..... لیکن میں نے ا آدمیوں کو سختی سے حکم دے رکھا تھا کہ فریڈ کو گولی نہ ماری جائے۔ میں سنی کو ضرورت سے زیا صدمہ پہنچانا..... یا ضرورت سے زیادہ غصہ دلانا نہیں چاہتا۔ تم انہیں بتا سکتے ہو کہ فریڈ صر میری وجہ سے زندہ ہے۔"

اب ہیگن کے ذہن نے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسے کچھ یقین سا ہو گیا تھا کہ سولوزو اسے ہلاک کرنا یا یرغمال بنانا نہیں چاہتا۔ اس احساس سے اس کا وہ خوف دور ہو گیا جس نے اب تک اس کے دل، دماغ اور اعصاب کو جکڑ رکھا تھا۔ اسے یہ سوچ کر شرم سی محسوس ہوئی کہ موت کا خوف اس پر اس حد تک غالب آ گیا تھا۔

سولوزو گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ گویا اس کی کیفیت اور ا کے احساسات کو سمجھ رہا تھا۔ ہیگن نے اس کی باتوں پر غور کرنا شروع کیا۔ سولوزو یقیناً ایک وکیل، ایک لائق اور قابل آدمی..... اور "فیملی" سے تعلق رکھنے والے ایک ذمے دار شخص کی

حیثیت سے اس پر یہ توقع کر رہا تھا کہ وہ اس کے مؤقف کو اچھے اور متاثر کن انداز میں سنی کے سامنے پیش کر سکے گا اور شاید اسے قائل کر سکے گا۔

اب غور و خوض کرتے وقت ہیگن کو احساس ہوا کہ اس کی توقعات کچھ غلط بھی نہیں تھیں..... اور اس کا مؤقف بھی اس قابل تھا کہ اس پر توجہ دی جاتی۔ کارلیون اور "ٹے ٹیگ لیا فیملی" کے درمیان جنگ کو بہر حال روکنا ہی سب کے مفاد میں تھا۔ اس متوقع جنگ سے ہر حال میں گریز ضروری تھا۔ ڈون اگر مر چکا تھا تو اب کارلیون فیملی کو اس صدمے کو برداشت کر لینا چاہئے تھا اور بہت سے مزید صدمات کو دعوت نہیں دینی چاہئے تھی۔ کم از کم فی الحال انہیں سولوزو کی پیشکش قبول کر لینی چاہئے تھی۔ بعد میں اگر وہ ضروری سمجھتے تو کوئی مناسب موقع دیکھ کر سولوزو کو اس کے کئے کی سزا دے سکتے تھے۔

ہیگن نے سر اٹھایا تو اسے یوں لگا جیسے سولوزو اس کے یہ خیالات بھی پڑھ رہا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ اسی لمحے ایک اور خیال بھی ہیگن کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح لپکا۔ آخر سولوزو براسی کے بارے میں کیوں فکر مند نہیں تھا؟ وہ اس طرح سے اتنا بے پروا کیوں دکھائی دے رہا تھا؟ جبکہ براسی سے اس جیسے آدمی کو بھی بہر حال خوفزدہ ہونا چاہئے تھا۔ براسی کوئی معمولی آدمی یا نچلے درجے کا بدمعاش نہیں تھا۔ وہ ایک ایسا آدمی تھا جس کا صرف نام سن کر بدمعاشوں کی رگوں میں بھی لہو سرد ہونے لگتا تھا۔

کہیں براسی بک تو نہیں گیا تھا؟ کہیں اس نے ان لوگوں کے ساتھ کوئی سمجھوتا تو نہیں کر لیا تھا؟ بہر حال..... یہ وقت اس قسم کے معموں پر غور کرنے کا نہیں تھا۔ اسے جلد از جلد کارلیون فیملی کے محفوظ قلعے میں واپس پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔

"میں اپنی سی پوری کوشش کروں گا۔" وہ سولوزو سے مخاطب ہوا۔ "میرا خیال ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہاری بات میں وزن اور معقولیت ہے۔ شاید ڈون کی روح بھی یہی چاہ رہی ہو کہ ہم تمہاری تجویز پر عمل کریں۔"

سولوزو نے طمانیت سے سر ہلایا اور بولا۔ "بالکل ٹھیک! مجھے خونریزی پسند نہیں

ہے۔ میں ایک کاروباری آدمی ہوں۔ جنگجوئی کی طرف مجبوراً آتا ہوں۔ خونریزی سر
بہت مہنگی پڑتی ہے۔"

اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی ہیگن کے عقب میں بیٹھا ہوا آدمی فون سننے کے اٹھ گیا۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ چند لمحے کچھ سنتا رہا پھر تیکھے لہجے میں بولا۔ "ٹھیک ہے، اسے بتادیتا ہوں۔"

اس نے فون بند کیا پھر سولوزو کے قریب آکر اس کے کان میں کچھ کہا ہیگن دیکھا کہ اس کی سرگوشی سن کر سولوزو کے چہرے پر زردی نمودار ہوگئی تھی لیکن اس کی آنکھ میں گویا غیظ وغضب کی چنگاریوں کو ہوا ملنے لگی تھی۔ وہ پُر خیال انداز میں ہیگن کی طر دیکھنے لگا تھا۔ اس کی نظریں بدل گئی تھیں۔ ہیگن کے جسم میں خوف کی ایک نئی لہر دوڑ گ اسے گویا کسی غیبی قوت نے احساس دلایا کہ شاید اب اسے آزاد نہ کیا جائے۔ شاید کوئی ا بات ہوچکی تھی جس کی وجہ سے اب اسے ہلاک کیا جاسکتا تھا۔

آخر سولوزو بول ہی اٹھا۔ "ڈون ابھی زندہ ہے......! پانچ گولیاں اس کمبخ بڈھے کے جسم میں پیوست ہوئیں اس کے باوجود وہ نہیں مرا......!"

پھر اس نے کندھے جھٹکے اور خاص طور پر ہیگن سے مخاطب ہوا۔ "یہ تمہاری بدق ہے...... اور میری بھی......!"

☆......☆......☆

مائیکل کارلیون جب لانگ بیچ کی اس سڑک پر پہنچا جس پر "فیملی" کے آٹھ تو نما مکانات تھے تو اس نے دیکھا کہ ان مکانوں کی طرف جانے والے راستے کا تنگ د ایک موٹی زنجیر کے ذریعے بند کر دیا گیا تھا۔ تمام مکانوں پر نصب فلڈ لائٹس روشن تھیں گھروں کے سامنے دن کی طرح روشنی تھی۔ اس روشنی میں ان مکانوں کے سامنے آٹھ کاریں کھڑی نظر آرہی تھیں۔

جس زنجیر کے ذریعے داخلی راستے کے تنگ دہانے کو بند کیا گیا تھا، اس سے لگ

لگائے دو آدمی کھڑے تھے جنہیں مائیکل نہیں پہچانتا تھا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔
"کون ہو تم؟" اس کا لہجہ بروکلین والوں جیسا تھا۔

مائیکل نے اپنا تعارف کرایا۔ اسی اثناء میں قریب ترین مکان سے ایک شخص نکل آیا۔ اس نے قریب ہو کر مائیکل کا چہرہ غور سے دیکھا اور گویا تصدیق کی۔ "ہاں...... یہ ڈون کا سب سے چھوٹا بیٹا ہے۔ میں اسے اندر لے جاتا ہوں۔"

ان دونوں آدمیوں نے چند سیکنڈ کے لئے زنجیر ہٹا دی اور مائیکل تیسرے شخص کے ساتھ اپنے باپ کے مکان تک پہنچا۔ وہاں دو آدمی گیٹ پر تعینات تھے۔ انہوں نے دیکھ کر کوئی سوال کئے بغیر اندر جانے دیا۔

مائیکل کو گھر میں جابجا ایسے آدمی دکھائی دیئے جن کے چہرے اس کے لئے اجنبی تھے۔ وہ ان سے صحیح طور پر واقف ہونا تو درکنار، صورت آشنا بھی نہیں تھا۔ البتہ جب وہ لانگ روم میں پہنچا تو اسے ایک صوفے پر ہیگن کی بیوی ٹریسا بیٹھی دکھائی دی۔ وہ مضطربانہ انداز میں سگریٹ پی رہی تھی۔ صوفے کے دوسرے سرے پر بھاری بھرکم مینزا بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے سے کسی قسم کے تاثرات کا اظہار نہیں ہو رہا تھا تاہم اس کی پیشانی اور رخساروں پر پسینہ تھا اور وہ ایک سگار کے کش لے رہا تھا۔

مینزا نے اٹھ کر ہاتھ ملتے ہوئے اس سے بات شروع کی تو اس کا انداز تسلی دینے کا سا تھا۔ "پریشان نہ ہونا...... تمہارے پاپا بالکل ٹھیک ہوجائیں گے...... تمہاری ماما اسپتال میں ان کے پاس ہیں۔"

گیٹو بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے بھی اٹھ کر مائیکل سے ہاتھ ملایا۔ مائیکل نے گہری نظر سے اس کا جائزہ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ گیٹو اس کے باپ کا باڈی گارڈ تھا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ آج وقوعہ کے وقت وہ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے گھر پر تھا۔ تاہم اس نے گیٹو کے سوکھے ہوئے چہرے پر تناؤ کی کیفیت محسوس کر لی۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔

گیٹو کے بارے میں تاثر یہی تھا کہ وہ انتہائی پھرتیلا، مستعد اور ذمے دار تھا۔ اگر کوئی مشکل کام بھی اس کے ذمے لگایا جاتا تھا تو وہ آسانی سے انجام دیتا تھا او میں کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہونے دیتا تھا...... لیکن آج وہ اپنا اہم ترین فریضہ انجام دینے ناکام رہا تھا۔ چنانچہ اگر اس کے چہرے سے اضطراب اور تناؤ عیاں تھا تو یہ کوئی تع بات نہیں تھی۔

مائیکل کو طویل و عریض کمرے میں اور بھی کئی افراد نظر آئے مگر وہ انہیں نہیں تھا۔ وہ میزا کے آدمی نہیں تھے۔ مائیکل بہر حال ایک ذہین نوجوان تھا۔ کمرے کی ص حال سے اسے یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ گیٹو اور میزا کو مشتبہ سمجھا جا رہا تھا۔

مائیکل یہی سمجھ رہا تھا کہ گیٹو جائے واردات پر موجود رہا ہوگا۔ اس لئے اس گیٹو سے پوچھا۔ ”فریڈ کی حالت کیسی ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟“

گیٹو کی بجائے میزا نے جواب دیا۔ ”ڈاکٹر نے اسے انجکشن لگایا ہے، وہ ہے۔“

مائیکل نے ہیگن کی بیوی کے قریب پہنچ کر تسلی دینے کے انداز میں اس کا تھپتھپایا۔ وہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے تھے۔ مائیکل ”فکر مت کرو ہیگن خیریت سے واپس آجائے گا۔ کیا تمھاری سنی سے بات ہوئی؟“

ٹیریسا نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ ایک دبلی پتلی نازک اندام اور خوبصورت ع تھی۔ اس وقت خاصی خوفزدہ نظر آرہی تھی۔ مائیکل نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے صو اٹھایا اور اپنے ساتھ اس کمرے میں لے گیا جسے ہیگن اور ڈون آفس کے طور پر استعما تھے۔

وہاں سنی میز کے عقب میں ریوالونگ چیئر پر نیم دراز تھا۔ اس کے ایک ہا رائٹنگ پیڈ اور دوسرے میں پنسل تھی۔ سنی کے علاوہ وہاں صرف ایک ہی شخص موج مائیکل اسے پہچانتا تھا۔ وہ ٹیسو تھا۔ وہ بروکلین میں رہتا تھا اور اس کی حیثیت ڈون کے

متبادل سپہ سالار کی سی تھی۔ اسے دیکھ کر مائیکل سمجھ گیا کہ گھر میں موجود لوگ دراصل اس کے آدمی تھے اور اس وقت آٹھ مکانوں پر مشتمل اس رہائشی گوشے کی حفاظت کی ذمے داری انہوں نے ہی سنبھالی ہوئی تھی۔ ٹیسو کے ہاتھ میں بھی ایک پیڈ اور پنسل تھی۔

سنی نے جب مائیکل اور ٹیریسا کو کمرے میں دیکھا تو اٹھا اور میز کے عقب سے نکل آیا۔ اس نے بھی ٹیریسا کے ہاتھ تھپک کر اسے تسلی دی۔ ”پریشان مت ہو ٹیریسا! ہیگن خیریت سے ہے۔ وہ لوگ اصل میں اس کی زبانی صرف اپنی تجاویز وغیرہ بھجوانا چاہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے وہ صرف ہمارا وکیل ہے...... کوئی لڑنے والا آدمی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ کم از کم اتنی عقل تو انہیں ہوگی۔ اسے گزند پہنچانے کی کوئی تک نہیں بنتی۔“

اس کے بعد اس نے مائیکل کو گلے لگا کر اس کا گال چوما جس پر مائیکل کو کچھ حیرت ہوئی کیونکہ بچپن سے لے کر مائیکل کے خاصا بڑا ہو جانے کے بعد بھی سنی موقع بے موقع اس کی پٹائی کرتا آیا تھا۔

”خدا کا شکر ہے تم خیریت سے یہاں پہنچ گئے۔“ سنی بولا۔ ”ماما کو پاپا کے بارے میں بتانے کے بعد انہیں تمہارے متعلق کوئی بری خبر سنانے کی مجھ میں ہمت نہیں تھی۔“

”ماما کی حالت کیسی ہے؟“ مائیکل نے پوچھا۔ ”ٹھیک ہے۔ وہ ہمت اور جرات سے حالات کا سامنا کر رہی ہیں۔ وہ اور میں ایسے حالات سے پہلے بھی گزر چکے ہیں۔ تم اس وقت چھوٹے ہی تھے۔ تمہیں حالات کی سنگینی کا اس وقت زیادہ اندازہ نہیں تھا...... اور اس کے بعد کافی طویل عرصہ سکون اور آرام سے گزر گیا......“

پھر ایک لمحے کے توقف سے وہ بولا ”ماما اسپتال میں ہیں۔ امید ہے پاپا بچ جائیں گے۔ ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔“

”کیا خیال ہے...... ہم بھی اسپتال نہ چلیں؟“ مائیکل بولا۔

سنی نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''جب تک یہ معاملہ نپٹ نہ جائے، میں گ
سے کہیں نہیں جاسکتا۔''

اس دوران فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سنی فون سننے لگا۔ اس کی توجہ بٹ جانے
فائدہ اٹھاتے ہوئے مائیکل میز پر پڑے اس چھوٹے سے رائٹنگ پیڈ پر نظر دوڑانے لگا جس
پر سنی کچھ لکھ رہا تھا۔ اس پر فہرست کے سے انداز میں سات افراد کے نام لکھے ہوئے تھے
ان میں پہلے تین نام سولوزو، فلپس وٹے ٹیگ لیا اور جون ٹے ٹیگ لیا کے تھے۔ مائیکل
لئے اس کا مطلب سمجھنا مشکل نہیں تھا۔ اس احساس سے اسے جھٹکا سا لگا کہ جس وقت
کمرے میں داخل ہوا اس وقت سنی اور ٹیسو ان افراد کے ناموں کی فہرست بنا رہے
جنہیں قتل کیا جانا تھا۔

سنی نے فون بند کرنے کے بعد مائیکل اور ٹیریسا کو مخاطب کیا۔ ''اگر تم دو
دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ جاؤ تو بہتر ہوگا۔ میں اور ٹیسو یہاں ایک ضروری کام
کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔''

''یہ...... ابھی جو فون کال آئی تھی...... کیا یہ ہیگن کے بارے میں تھی؟'' ٹیریسا
ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ اس نے سنی کے سامنے باہمت نظر آنے کی کوشش کی تھی لیکن اس
یہ کوشش ناکام رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

سنی اس کے کندھے پر بازو رکھ کر اسے دروازے کی طرف لے جاتے ہوئے
بولا۔ ''تم اس کے بارے میں ذرا بھی فکر نہ کرو۔ وہ بالکل ٹھیک ہے تم لیونگ روم میں
انتظار کرو۔ جیسے ہی مجھے اس کے بارے میں اطلاع ملے گی، میں تمہیں بتادوں گا۔''

مائیکل اب بھی خیریت سے اپنے بھائی سنی اور اس کے بلوائے ہوئے اس
آدمی ٹیسو کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کتنے اطمینان سے بیٹھے متوقع مقتولین کی فہ
بنا رہے تھے۔ ان کا انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے کسی کاروباری میٹنگ کا ایجنڈا تیار کر
ہوں۔ مائیکل کمرے سے باہر جانے کی بجائے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

سنی نے ٹیریسا کو لیونگ روم میں بھیج دیا۔ دروازہ بند کر کے وہ مائیکل کی طرف مڑا
اور بولا۔ ''اگر تم یہیں بیٹھنے پر تلے ہوئے ہو تو شاید تمہیں کچھ ایسی باتیں سننا پڑیں جو تمہیں
پسند نہ آئیں۔''

''شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔'' مائیکل سگریٹ سلگانے کے بعد بولا۔

''نہیں...... تم میری کوئی مدد نہیں کر سکتے......''

سنی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ ''اگر تم اس قسم کے معاملات میں ملوث ہوئے اور
پاپا کو پتا چلا...... تو وہ ناراض ہوں گے۔''

مائیکل برہمی سے تقریباً چلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ ''وہ تمہارے ہی نہیں......
میرے بھی پاپا ہیں۔ کیا میں ان کے کسی کام نہیں آسکتا؟ ضروری نہیں ہے کہ میں باہر نکلوں
اور لوگوں کو قتل کرتا پھروں...... مگر میں کسی نہ کسی کام ضرور آسکتا ہوں۔ مجھ سے بچوں جیسا
سلوک کرنا بند کرو۔ میں دوسری عالمگیر جنگ میں حصہ لے چکا ہوں۔ خود بھی گولی کھا چکا
ہوں اور کئی جاپانیوں کو ہلاک کر چکا ہوں۔ مجھے جنگ میں بہادری دکھانے پر تمغے مل چکے
ہیں۔ تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں قتل و غارت گری کرتے دیکھ کر خوف سے بے ہوش ہو
جاؤں گا؟''

سنی اس کی برہمی کے جواب میں مربیانہ انداز میں مسکرا دیا اور تحمل سے بولا۔
''اچھا ٹھیک ہے...... فی الحال تو تم صرف فون اٹینڈ کرو۔ ابھی میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم کس
کام آسکتے ہو......''

پھر وہ ٹیسو کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔ ''ابھی جو فون آیا تھا اس سے کچھ
ضروری معلومات حاصل ہوئی ہیں۔'' دوسرے ہی لمحے اس کا رخ دوبارہ مائیکل کی طرف ہو
گیا اور وہ اس سے مخاطب ہوا۔ ''کسی نے غداری کی ہے اور دشمن کو ایسا موقع فراہم کرنے
میں مدد دی ہے جب پاپا کو آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا تھا۔ وہ میزا بھی ہو سکتا ہے اور گیٹو بھی
...... گیٹو نے عین آج ہی اپنے آپ کو بیمار قرار دیتے ہوئے چھٹی کر لی تھی اور وہ گھر پر تھا۔

مجھے اب صحیح جواب معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں میں سے غداری کس نے کی ہے..... مگر تم چونکہ بہت عقلمند اور اسمارٹ بننے کی کوشش کر رہے ہو...... اس لئے میں تم سے پوچھ رہا ہوں..... بتاؤ...... تمہارے خیال میں ان دونوں میں سے کس نے غداری کی ہے؟ کون سولوزو کے ہاتھ بکا ہے؟''

مائیکل دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا اور اس نے گہری سانس لے کر اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ وہ سکون سے تمام ضروری پہلوؤں پر غور کرنے لگا۔ میزا کی حیثیت ''فیملی'' میں اولین سپہ سالار کی سی تھی۔ وہ اور ڈون برسوں میں گہرے دوست بھی تھے۔ ڈون کی بدولت میزا لکھ پتی ہو چکا تھا۔ گزشتہ بیس برسوں میں اسے دولت کے ساتھ ساتھ ''فیملی'' میں بے پناہ اہمیت بھی حاصل ہو چکی تھی۔ غداری کے عوض اسے مزید کچھ دولت ہی مل سکتی تھی۔ تاہم اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا کہ مزید دولت پر اس کی نیت خراب ہو سکتی تھی۔ انسان بہرحال لالچی ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ڈون کے ساتھ طویل رفاقت کے دوران کبھی اس کی دل آزاری ہوئی ہو جس کا اس نے اس طرح بدلہ لیا ہو۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اس نے ٹھنڈے دل والے کسی بزنس مین کی طرح سوچا ہو اور اندازہ لگایا ہو کہ آخر متوقع جنگ میں سولوزو جیت جائے گا۔ اس لئے اس شخص کا ساتھ چھوڑ دینا چاہئے تھا جس کے ہارنے کا امکان تھا۔

مائیکل نے ان تمام پہلوؤں پر سوچا لیکن پھر اس نے دل ہی دل میں ایسے تمام امکانات کو مسترد کر دیا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ میزا غدار نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر اس نے قدرے افسردگی سے سوچا کہ شاید اس کا دل اس لئے میزا کو غدار تسلیم نہیں کر رہا تھا کہ وہ بچپن سے اس سے مانوس رہا تھا۔ وہ اسے قتل ہوتے دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ مائیکل جب چھوٹا تھا تو میزا اس کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتا تھا اور جن دنوں ڈون زیادہ مصروف ہوتا تھا، ان دنوں میزا ہی اس کے ساتھ گھومتا پھرتا، کھیلتا کودتا اور اس کا دل بہلاتا تھا۔

لیکن مائیکل نے محسوس کیا کہ ان تمام باتوں سے قطع نظر اس کا دل اور اس کا ذہن، دونوں

زا کو غدار تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

پھر اس نے گیٹو کے بارے میں غور کیا۔ وہ ابھی زیادہ خوشحال نہیں تھا۔ گو کہ وہ بھی فیملی'' کے نظام میں خاصی تیزی سے اوپر آیا تھا لیکن یہاں زیادہ اونچا اور نمایاں مقام صل کرنے میں کافی وقت لگتا تھا۔ بہت دھیرے دھیرے جا کر لوگ ''فیملی'' کا اہم حصہ نتے تھے۔ شاید گیٹو کو دولت اور طاقت، دونوں چیزیں حاصل کرنے کی جلدی ہو۔ آج کل ئز نوجوانوں کو اس معاملے میں جلدی ہی ہوتی تھی...... مگر پھر مائیکل کو یہ بھی یاد آیا کہ چھٹے ریڈ میں وہ دونوں ساتھ پڑھتے تھے اور ان دنوں گیٹو اس کا اچھا خاصا دوست بن گیا تھا۔ ے احساس ہوا کہ وہ سزا کے طور پر گیٹو کو بھی موت کے منہ میں جاتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

آخر اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''نہیں، ان دونوں میں سے کوئی غدار یں ہو سکتا۔'' یہ رائے اس نے محض اس لئے دی تھی کہ وہ سن چکا تھا کہ سنی کو صحیح جواب تو علوم ہو ہی چکا تھا۔ اب اس کی رائے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا...... لیکن اگر اس کی رائے فیصلے کا دارومدار ہوتا تو میزا کے مقابلے میں وہ بہرحال گیٹو کے خلاف ووٹ دیتا۔ وہ گیٹو کو ررے آسانی سے مشتبہ اور مشکوک سمجھ سکتا تھا۔

سنی خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ ''تمہیں شاید دونوں ہی کے خلاف وچنے میں دشواری پیش آ رہی ہے۔ بہرحال...... تمہاری اطلاع کے لئے بتا رہا ہوں...... راری گیٹو نے کی ہے...... میزا نے نہیں......''

تب ٹیسو نے گویا اطمینان کی سانس لی اور ایک لمحے پُر خیال انداز میں خاموش ہنے کے بعد بولا۔ ''تو پھر میں آپنے آدمیوں کو کل واپس بھیج دوں؟''

''کل نہیں...... پرسوں......'' سنی نے جواب دیا۔ ''میں نہیں چاہتا کہ پرسوں ک اس بارے میں کسی کو کچھ معلوم ہو......'' پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد وہ بولا۔ ''اب ھے اپنے بھائی سے کچھ نجی باتیں کرنی ہیں۔ کیا تم لیونگ روم میں جا کر بیٹھ سکتے ہو؟ ہم اپنی ہرست بعد میں مکمل کر لیں گے۔ اس سلسلے میں تم اور میزا مل جل کر کام کرو گے۔''

"ٹھیک ہے۔" ٹیسو نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد مائیکل نے سنی سے پوچھا۔ "تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ گیٹو ہی غدار ہے؟"

"ٹیلیفون کمپنی میں ہمارے آدمی موجود ہیں۔ انہوں نے میزا اور گیٹو کی پچھلے تین ماہ کی کالز چیک کر کے ہمیں رپورٹ دی ہے۔ انہوں نے ان کے ہاں سے کی جانے والی اور انہیں موصول ہونے والی تمام کالز کا ریکارڈ چیک کیا ہے۔ اس مہینے میں تین مرتبہ گیٹو طبیعت خراب ہونے کا عذر کر کے گھر پہ رہا۔ ان تینوں دنوں میں اسے اس بلڈنگ کے سامنے واقع ایک پبلک فون سے ایک کال موصول ہوئی تھی۔ وہ لوگ چیک کر رہے تھے کہ آیا گیٹو پاپا کے دفتر سے باہر آئے گا یا اس کی جگہ کوئی اور آدمی پاپا کے ساتھ ہوگا۔ وجہ خواہ کچھ بھی ہو...... لیکن بہر حال ان تینوں دنوں میں گیٹو کا بیمار ہونا اور انہی تینوں دنوں میں اسے ایک مخصوص پبلک فون سے کال موصول ہونا اسے غدار ثابت کرنے کے لئے کافی ہے......"

سنی نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر کندھے جھٹکے پھر بولا۔ "یہ بھی اچھا ہے کہ گیٹو غدار ثابت ہوا۔ میزا کی تو مجھے آنے والے دنوں میں اشد ضرورت پڑے گی۔"

"کیا وسیع پیمانے پر لڑائی شروع ہونے والی ہے؟" مائیکل نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

سنی کی آنکھوں میں سختی اور سفاکی آگئی۔ "میرا ارادہ تو یہی ہے۔ میں صرف ہیگن کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوں۔ البتہ اس دوران اگر پاپا کو ہوش آگیا اور انہوں نے مجھے کوئی اور لائحہ عمل اختیار کرنے کے لئے کہا...... تو پھر میں ان کا حکم مانوں گا۔"

"تم اس وقت کا انتظار ہی کیوں نہیں کر لیتے جب پاپا تمہیں حکم دینے کے قابل ہو جائیں؟" مائیکل بولا۔

سنی نے آنکھیں سکیڑ کر ناپسندیدگی سے اس کی طرف دیکھا اور بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تمہیں جنگ میں تمغے کس طرح مل گئے بے وقوف لڑکے! ہماری فیملی کے سربراہ پر...... ہمارے باپ پر...... فائرنگ کی گئی ہے...... ان کی نیت یقینی طور پر انہیں ہلاک کرنے کی تھی۔ یہ تو ایک اتفاق اور پاپا کی خوش قسمتی...... یا پھر ان کی سخت جانی ہے کہ وہ بچ گئے۔ یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہمیں گھسیٹ کر حالتِ جنگ میں لایا گیا ہے۔ اس قسم کی صورت حال میں غیر معینہ عرصے کے لئے چپ ہو کر نہیں بیٹھا جاتا اگر مجھے ہیگن کی واپسی کا انتظار نہ ہوتا تو اب تک ہم جوابی کارروائی کر چکے ہوتے اور اب مجھے اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ شاید وہ ہیگن کو رہا نہ کریں۔"

"کیوں؟" مائیکل نے حیرت سے پوچھا۔

سنی نے ایک بار پھر اس کی طرف اسی طرح دیکھا جیسے کوئی بزرگ کسی بیوقوف بچے کی طرف دیکھتا ہے۔ پھر وہ گویا حتی الامکان تحمل سے کام لینے کی کوشش کرتے ہوئے سمجھانے کے انداز میں بولا۔ "انہوں نے یہ سمجھ کر ہیگن کو اغوا کیا تھا کہ پاپا پر قاتلانہ حملہ کامیاب ہو چکا ہے اور وہ مر چکے ہیں جس کے بعد وہ مجھ سے اپنے معاہدے کے سلسلے میں نئے سرے سے بات کریں گے۔ اس سلسلے میں ہیگن رابطے کا آدمی ہوگا۔ وہ ہم دونوں کے درمیان پُل کا کام کرے گا اور ہمیں معاہدے کی میز پر بٹھائے گا۔ اب جبکہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ پاپا زندہ ہیں، تو انہیں یہ بھی یقین ہو چکا ہوگا کہ میں پاپا کی زندگی میں ان کے ساتھ معاہدہ نہیں کر سکتا۔ گو کہ یہ بھی محض ان کی خوش فہمی تھی کہ پاپا کی موت کی صورت میں، میں لالچ، مصلحت یا حقیقت پسندی کے تحت ان کی پیشکش قبول کر لوں گا......

لیکن...... بہر حال...... اب ان کی یہ خوش فہمی دور ہو چکی ہے۔ اس صورت حال میں ہیگن ان کے لئے کام کا آدمی نہیں رہا۔ وہ ان کے لئے بے مصرف ہو چکا ہے۔ وہ چاہیں تو اسے رہا بھی کر سکتے ہیں اور چاہیں تو ٹھکانے بھی لگا سکتے ہیں۔ اس کا انحصار سولوزو کی موجودہ ذہنی حالت پر ہے۔ اگر وہ اسے مار دیتے ہیں تو یہ گویا ان کی طرف سے چیلنج کو مزید سنگین بنانے کی علامت ہوگی۔ اس طرح وہ گویا ہمیں پیغام دینے کی کوشش کریں گے کہ وہ ہمیں پوری طرح کچل ڈالنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔"

مائیکل نے گہری نظر سے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ ”سولوزو کو یہ امید کیونکر ہوئی کہ تم اس کے ساتھ اپنے طور پر معاہدہ کر سکتے ہو؟“

سنی کے چہرے پر خجالت کی سرخی نمودار ہوئی گئی۔ ایک لمحے وہ خاموش رہا۔ پھر دھیمی آواز میں بولا۔ ”چند ماہ پہلے ہماری ایک میٹنگ ہوئی تھی۔ سولوزو منشیات کے دھندے میں ہمیں شریک کرنے کی تجویز لے کر ہمارے پاس آیا تھا۔ پاپا نے اس کی پیشکش قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں بیچ میں بول پڑا...... جس سے کچھ ایسا تاثر پیدا ہوا جیسے میں ذاتی طور پر اس کی پیشکش میں دلچسپی لے رہا ہوں۔ یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ مجھ سے تھوڑی سی بکواس ضرور ہو گئی تھی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ میں پاپا کے حکم یا ان کی مرضی اور پسند سے ہٹ کر کوئی کام کر سکتا ہوں۔ پاپا نے ہمیں بچپن سے یہ تربیت دی ہے کہ اگر فیملی میں کوئی اختلاف رائے ہو...... تب بھی باہر کے آدمی کو اس کا پتا نہیں چلنا چاہئے۔“

ایک گہری سانس لے کر سنی نے بات جاری رکھی۔ ”سولوزو نامی اس گدھے نے سوچا ہو گا کہ پاپا کو راستے سے ہٹانے کے بعد وہ میرا تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اگر میں اس کے ساتھ دلی طور پر شریک نہیں ہونا چاہوں گا تب بھی شاید حالات کے تحت مجبور ہو جاؤں گا کیونکہ پاپا کے قتل کے بعد ویسے ہی ”فیملی“ کی طاقت آدھی رہ جائے گی اور میرے لئے معاملات کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا یوں سمجھو کہ اس نے پاپا کو قتل کرانے کا کام ایک کاروباری ضرورت سمجھ کر انجام دیا ہے۔ یہ اس کی ذاتی دشمنی یا انتقام وغیرہ کا شاخسانہ نہیں ہے۔ اپنی دانست میں یہ اس نے ایک خالص کاروباری قدم اٹھایا ہے...... اور ایسا کرنے کی ہمت اسے صرف اس لئے ہوئی ہے کہ ٹے ٹیگ لیا فیملی اس کی پشت پر ہے۔ اگر میں اس سے پارٹنرشپ کر لوں تب بھی وہ مجھ سے محتاط ہی رہے گا اور بیچ میں ایک مناسب فاصلہ رکھے گا تاکہ میں کبھی موقع پا کر اس سے انتقام لینے کی کوشش نہ کروں۔ اس کے علاوہ اس صورت میں دوسری فیملیز بھی ہمیشہ یہ کوشش جاری رکھیں گی کہ

ہمارے درمیان جنگ نہ چھڑنے پائے۔“

”خدانخواستہ اگر پاپا حملے میں مر گئے ہوتے تو اس پیشکش کے سلسلے میں تمہارا ردِ عمل کیا ہوتا؟“ مائیکل نے جاننا چاہا۔

”میں تب بھی سولوزو کو ہلاک کراتا۔ اسے بہر حال اپنی اس حرکت کی سزا کے طور پر موت کا شکار ہونا ہے۔ اسے تم مردہ ہی شمار کرو۔ میں اسے یہ سزا دے کر رہوں گا، خواہ اس کے لئے مجھے نیویارک میں موجود اپنے جیسی پانچوں فیملیز سے جنگ کرنی پڑے...... اور ٹے ٹیگ لیا فیملی کا تو بہر حال اب صفایا ہونا ہی ہے...... خواہ اس کوشش میں ہم سب مارے جائیں اور ہمارے تمام وسائل ٹھکانے لگ جائیں۔“

مائیکل نرمی سے بولا۔ ”اگر پاپا تمہاری جگہ ہوتے تو وہ اس صورتِ حال سے اس طرح نہ نمٹتے۔“

سنی غصیلے انداز میں ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے بولا۔ ”مجھے معلوم ہے میں پاپا جیسا انسان نہیں ہوں۔ مجھ میں ان والی عادات اور خصوصیات نہیں آئی ہیں...... لیکن میں تمہیں بتا دوں...... اور اس بات کی گواہی پاپا بھی دیں گے کہ جب معاملہ عملی قدم اٹھانے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا ہوتا ہے تو میں اپنی اہلیت ثابت کر دیتا ہوں۔ میں احمق نہیں ہوں۔ مجھے اس قسم کے حالات سے نمٹنے کا سلیقہ بھی ہے اور تجربہ بھی...... میں نے انیس سال کی عمر میں ہی اپنے آپ کو ”فیملی“ کے خاص معاملات میں شریک ہونے کا اہل ثابت کر دیا تھا اور پچھلی مرتبہ جب ”فیملی“ کو جنگ کا سامنا کرنا پڑا تھا تو میں پاپا کے لئے ایک اہم مددگار ثابت ہوا تھا۔ اس لئے میں اب بھی اس قسم کی صورت حال سے خوفزدہ یا پریشان نہیں ہوں۔ ”فیملی“ کے پاس اس حالات سے نمٹنے کے تمام وسائل موجود ہیں۔ بس مجھے براسی کی کمی محسوس ہو رہی ہے کاش...... کسی طرح اس سے رابطہ ہو جائے!“

”کیا واقعی براسی اتنا ہی خطرناک ہے جتنا اسے سمجھا جاتا ہے؟“ مائیکل نے تجسس سے پوچھا۔

"خطرات کے میدان میں وہ اپنی مثال آپ ہے۔" سنی بولا۔ "میں ٹےگر فیملی کے تین آدمیوں کے قتل کی ذمے داری اسے سونپنا چاہتا ہوں۔ میں نے سوچا سولوزو کا کام میں خود تمام کروں گا۔"

مائیکل نے بے چینی سے صوفے پر پہلو بدلا۔ سنی کو اس طرح باتیں کرتے د اس کے جسم میں سرد سی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں اس بات پر خدا کا شکر بھی کر رہا تھا کہ اس قسم کے کاموں میں اسے نہیں گھسیٹا جا رہا تھا۔ اس نے اگر کرنے بھی بے ضرر قسم کے کام ہی کرنے تھے۔

اس لمحے انہیں لیونگ روم سے کسی عورت کی چیخ سنائی دی۔ وہ ہیگن کی بیوی ٹی کی آواز معلوم ہوتی تھی۔

"خدا خیر کرے......!" مائیکل نے دل ہی دل میں کہا۔

دونوں بھائی اٹھ کر دروازے پر پہنچے باہر جا کر انہوں نے لیونگ روم میں جھا وہاں موجود تمام افراد کھڑے ہوئے تھے۔ صوفے کے قریب ہیگن اپنی بیوی کے ساتھ کھ اور اسے تسلیاں دے رہا تھا۔ وہ غالباً اس وقت کمرے میں داخل ہوا تھا جب ٹیریسا حیرت اور خوشی سے چیخ ماری تھی۔ اب وہ سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی اور ہیگن کے چہ پر قدرے شرمساری تھی۔ وہ گویا اپنی بیوی کی جذباتیت کے اس مظاہرے پر معذرت تھا۔

سبھی نے غالباً یہ دیکھ کر قدرے طمانیت کی سانس لی تھی کہ ہیگن زندہ سلامت بخیر و عافیت لوٹ آیا تھا۔ اس نے مائیکل کو دیکھا تو اپنی بیوی کو آہستگی سے دوبارہ صو بٹھا دیا اور بولا۔ "تمہیں اس موقع پر یہاں دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے مائیکل!"

پھر وہ پلٹ کر اپنی روتی ہوئی بیوی کی طرف دیکھے بغیر دونوں بھائیوں کے آفس میں آ گیا۔ مائیکل قدرے فخر سے یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ ہیگن کے انداز میں بھی بہر حال ڈون کی تربیت کا رنگ جھلکتا تھا۔ پھر اسے خیال آیا کہ ڈون کی تر

رنگ تو سنی کی شخصیت میں بھی موجود تھا اور وہ خود بھی اس سے مکمل طور پر بچا ہوا نہیں تھا۔

☆......☆......☆

صبح کے چار بجے تک سنی ہیگن، مائیکل، میزا اور ٹیسو اسی کمرے میں موجود تھے جو آفس کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ ٹیریسا کو گھر بھیج دیا گیا تھا جو برابر میں ہی واقع تھا۔ گیٹو اس وقت بھی لیونگ روم میں منتظر انداز میں بیٹھا تھا۔ وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ اس بارے میں ٹیسو کے آدمیوں کو ہدایات دی جا چکی ہیں کہ نہ تو اسے گھر سے باہر کہیں جانے دیا جائے اور نہ ہی نظر سے اوجھل ہونے دیا جائے۔

ہیگن نے سولوزو سے ہونے والی تمام گفتگو سنی کے گوش گزار کر دی تھی اور اسے تفصیل سے سمجھا دیا تھا کہ سولوزو کو جب اطلاع ملی کہ ڈون مرا نہیں تو اسے سولوزو کی آنکھوں میں اپنے لئے سزائے موت کا حکم صاف لکھا دکھائی دیا...... لیکن ہیگن نے وکیلوں والے مخصوص مدلل اندازِ گفتگو سے دھیرے دھیرے اس کے ذہن سے یہ خیال نکالا تھا۔

"خدا کی پناہ......!" ہیگن نے جھرجھری سی لے کر کہا۔ "اگر مجھے سپریم کورٹ میں اپنی جاں بخشی کی اپیل کے سلسلے میں اپنی وکالت کرنی پڑے تب بھی شاید میں ججوں کو اتنے بہتر انداز میں قائل کرنے کی کوشش نہ کر سکوں جتنی میں نے اس خبیث سولوزو کے سامنے کی۔ میں نے اسے بتایا کہ اگر ڈون زندہ بچ گیا تب بھی میں تمہیں اس کا معاہدہ قبول کرنے پر آمادہ کر سکتا ہوں......"

وہ معذرت خواہانہ انداز میں سنی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ "میں نے اسے یقین دلایا کہ تم میری بات ٹال ہی نہیں سکتے کیونکہ تم سے میری اسکول کے زمانے سے دوستی چلی آ رہی ہے......اور دیکھو...... میری یہ بات سن کر میرے بارے میں بدگمان نہ ہونا...... اور نہ ہی غصے میں آنا...... میں نے اسے یہ تاثر بھی دیا کہ ڈون پر قاتلانہ حملے کی وجہ سے تم اتنے جذباتی نہیں ہو گے جتنا اسے اندیشہ ہے۔ اللہ مجھے معاف کرے، مجھے اس کمینے کو قائل کرنے کے لئے بہت جھوٹ بولنا پڑا......اور اس جھوٹ کو سچ کی طرح پر تاثر بھی بنانا پڑا وہ

باتیں بھی کرنا پڑیں جن کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

سنی نے بے پروائی سے ہاتھ ہلایا جیسے ان باتوں کی اس کی نظر میں کوئی اہمی
ہو۔ وہ ہیگن کی مجبوری اور مصلحت کوشی کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔ اس کے خیال میں یہ بات ز
اہم تھی کہ ہیگن ان لوگوں کے شکنجے سے زندہ سلامت نکل آنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور
ان کے خیالات، توقعات اور سوچوں کی ایک صحیح اور حقیقی تصور سامنے آ گئی تھی۔ مائیکل
کے قریب بیٹھا اپنے بھائی اور ہیگن کے چہروں کا گہری نظر سے مشاہدہ کر رہا تھا۔

"ہمیں کام کی بات کرنی چاہئے......" سنی بولا۔ "ہمیں اب اپنی حکمت عملی
کرنی ہے...... منصوبے بنانے ہیں۔"

پھر وہ مینزا سے مخاطب ہوا۔ "میں نے اور ٹیسو نے باہمی مشورے سے
ناموں کی فہرست بنائی ہے۔ تم ذرا ٹیسو سے وہ فہرست لے کر اس پر ایک نظر ڈال لو۔"

مائیکل بول اٹھا۔ "اگر ہم یہاں حکمت عملی تیار کرنے اور منصوبے بنانے کے
بیٹھے ہیں تو پھر فریڈ کو بھی یہاں ہونا چاہئے۔"

سنی تیزی سے بولا۔ "فریڈ اس وقت ہمارے کسی کام کا نہیں...... وہ ابھی
سکتے کی سی کیفیت میں ہے...... اور ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اسے مکمل آرام کی ضرورت ہے۔
توقع نہیں تھی کہ کسی بھی قسم کے حالات میں فریڈ کا یہ حال ہو جائے گا۔ میں تو اسے بہت
جان اور دلیر آدمی سمجھتا تھا۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ کوئی پاپا پر گولیاں چلا
انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ وہ تو پاپا کو قطعی طور پر کوئی ناقابل شکست قسم کی
سمجھتا ہے نا...... عقیدت اور خوش گمانی اپنی جگہ ہے...... پاپا کے بارے میں عقیدت اور خو
گمانی تم میں اور مجھ میں بھی موجود ہے...... لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم حقیقت پسند
ہیں۔ جو واقعہ رونما ہو چکا ہو اسے ایک واقعے اور حقیقت کے طور پر قبول کر لینا چاہئے۔"

ہیگن نے جلدی سے گویا بات آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ "ٹھیک ہے...... فر
فی الحال ہر معاملے سے لاتعلق رکھو...... اور سنی......! میرا خیال ہے جب تک یہ معاملہ

فیصلہ کن موڑ پر نہیں پہنچ جاتا تب تک تم گھر میں ہی رہو۔ تم ایک طرح سے قلعہ بند ہو کر بیٹھ
جاؤ۔ سولوزو کے بارے میں غلط فہمی میں نہ رہنا اور اسے کمتر نہ سمجھنا۔ وہ بڑی خطرناک چیز
ہے۔ کیا تم نے اسپتال میں آدمی تعینات کر دیئے ہیں؟"

سنی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ "پولیس نے اس وارڈ کو لاک کر رکھا ہے
جہاں پاپا داخل ہیں۔ ان کے علاوہ ہمارے اپنے آدمی بھی وہاں موجود ہیں۔"

پھر ایک لمحے کے توقف سے وہ بولا۔ "ناموں کی اس فہرست کے بارے میں کیا
خیال ہے جو ہم نے تیار کی ہے؟"

ہیگن گویا از سر نو اس فہرست پر نظر دوڑاتے ہوئے بولا۔ "خدا کی پناہ! سنی...... تم تو
اس معاملے کو خالص ذاتی انتقام کی شکل دے رہے ہو۔ اگر ڈون اس وقت فیصلہ کرنے کے
قابل ہوتے تو وہ اسے ایک کاروباری جھگڑے کے طور پر لیتے۔ میرے خیال میں فتنے کی
جڑ صرف سولوزو ہے۔ اس سے نجات حاصل کر لو۔ باقی سب خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔
سب سیدھے ہو جائیں گے۔ ٹے ٹیگ لیا فیملی کے لوگوں کو نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں
ہے۔"

سنی نے مشورہ طلب انداز میں اپنے دونوں "سپہ سالاروں......" یعنی مینزا اور
ٹیسو کی طرف دیکھا۔ ٹیسو کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔ "معاملہ ذرا پیچیدہ ہے۔ میرے لئے
کوئی رائے دینا مشکل ہے۔ مجھے تو جو حکم ملے گا، میں اس پر عمل کروں گا۔"

مینزا نے زبان بند ہی رکھی۔ سنی اس سے مخاطب ہوا۔ "ایک کام تو تمہیں بہر حال
کرنا ہے۔ اس کے بارے میں کسی تبادلہ خیال کی ضرورت نہیں...... اور وہ یہ کہ میں گیٹو کو
یہاں دیکھنا نہیں چاہتا۔ اس کا تم فوراً "بندوبست" کرو۔ اپنی فہرست میں اس کا نام سب
سے اوپر لکھ لو۔"

موٹے مینزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہیگن بولا۔ "براسی کے بارے میں کیا خبر ہے؟ میں نے دیکھا تھا کہ سولوزو اس

کے سلسلے میں ذرا بھی تشویش میں مبتلا نہیں تھا اور یہ بات مجھے تشویش میں مبتلا کر رہی اگر براسی بھی بک گیا ہوگا اور غداری پر آمادہ ہو چکا ہوگا تو ہمارے لئے واقعی سنگین مسئ ہو جائے گا۔ سب سے پہلے ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے۔ کیا کوئی اس رابطہ کرنے میں کامیاب ہوا ہے؟"

"نہیں۔" سنی نے جواب دیا۔ "میں رات بھر اسے فون کرتا رہا ہوں جواب نہیں ملا۔ شاید وہ کسی خفیہ ٹھکانے پر پڑا عیاشی میں مشغول ہو۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا....." ہیگن وثوق سے بولا۔ "وہ کسی کے ٹھکانے پر را گزارتا۔ وہ اگر کسی کے ہاں جاتا بھی ہے تو اپنا مطلب نکالنے کے بعد گھر واپس ہے۔"

پھر اس نے مائیکل کو مخاطب کیا۔ "تم ہر پندرہ منٹ بعد اس کے گھر فون رہو۔ شاید کسی وقت جواب مل جائے۔"

سنی بے تابی سے ہیگن سے مخاطب ہوا۔ "تم وکیل ہو..... مشورہ دو کہ ہمیں چاہئے؟"

ہیگن نے مشروب کی ایک بوتل کھولتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں تو اس وقت تک سولوزو کو مذاکرات میں الجھائے رکھنا چاہئے جب تک تمہارے پاپا معا کو اپنے ہاتھ میں لینے کے قابل نہیں ہو جاتے۔ اس دوران اگر تمہیں کوئی معاہدہ بھی جاتا ہے تو کر لو۔ جونہی تمہارے پاپا ٹھیک ہوں گے، وہ کسی بھی دوسری "فیملی" سے کے بغیر معاملات کو سلجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

"تمہارا خیال ہے کہ میں اس خبیث سولوزو سے نہیں نپٹ سکتا؟" سنی غ بولا۔

ہیگن اس سے نظر چرائے بغیر بولا۔ "سنی! مجھے یقین ہے کہ تم اسے سبق سک ہو..... شکست دے سکتے ہو..... اور ٹھکانے بھی لگا سکتے ہو۔ ہماری فیملی کے پاس طا

کمی نہیں ہے۔ میزا اور ٹیسو تمہارے ساتھ ہیں اور تمہارے اشارے پر ایک ہزار فائٹرز کا بھی بندوبست کر سکتے ہیں..... لیکن لڑائی اگر زیادہ بڑے پیمانے پر پھیل گئی تو پوری مشرقی ساحلی پٹی پر تباہی پھیل جائے گی اور اس کے لئے باقی "فیملیز" ہمیں موردِ الزام ٹھہرائیں گی۔ یعنی، دوسرے لفظوں میں..... خواہ مخواہ ہی ہمارے دشمنوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ تمہارے پاپا اس قسم کا طریقہ کار اختیار کرنے کے قائل نہیں ہیں۔"

سنی چند لمحے خاموش رہا۔ مائیکل کے خیال میں وہ بات چیت اور صلاح مشورے میں کافی صبر و تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ آخر سنی نے ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں ہیگن کو مخاطب کیا۔

"اور اگر خدانخواستہ پاپا جانبر نہیں ہوتے..... اور ان کا انتقال ہو جاتا ہے..... تو پھر تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

ہیگن خاموش رہا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی گہری ہو گئی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ خوب سوچ سمجھ کر، نہایت محتاط انداز میں جواب دینا چاہتا ہے۔ کمرے میں گہرا سکوت طاری ہو گیا۔

آخر کار ہیگن ہی کی آواز نے کمرے کا سکوت توڑا۔ وہ ٹھہری ٹھہری آواز میں بولا۔ "مجھے معلوم ہے، میں جو کچھ کہوں گا، تم اس پر عمل نہیں کرو گے لیکن اگر تم میری دیانتدارانہ رائے طلب کر رہے ہو تو میں دے دیتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ ڈون کا انتقال ہو جاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ تمہیں سچ مچ منشیات کے دھندے کے سلسلے میں سولوزو سے شراکت داری کر لینی چاہئے کیونکہ ڈون کارلیون کے بعد "فیملی" کا سیاسی اثر و رسوخ اور نیو یارک کی دوسری "فیملیز" سے تعلقات آدھے رہ جائیں گے۔ شاید حالات کو پُرسکون رکھنے اور بڑے پیمانے پر جھگڑے سے بچنے کے لئے دوسری "فیملیز" سولوزو اور ٹے ٹیگ لیا فیملی سے تعاون بھی شروع کر دیں۔ میری رائے میں تو ڈون کے انتقال کی صورت میں تمہیں معاہدہ کر لینا چاہئے اور اس کے بعد انتظار کرنا چاہئے کہ وقت اور حالات کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔ مستقبل شاید خود ہی بتا دے کہ اس کے بعد تمہیں کیا قدم اٹھانا چاہئے۔"

سنی کے چہرے پر برہمی نمودار ہوگئی۔ وہ گویا اپنا شدید غصہ ضبط کرنے کی کوش کرتے ہوئے بولا۔ ''یہ بات تم اتنی آسانی سے اس لئے کہہ سکتے ہو کہ جو شخص پانچ گو ل کھا کر اسپتال میں پڑا موت اور زندگی کی جنگ لڑ رہا ہے وہ تمہارا باپ نہیں ہے۔''

''میں نے بھی ہر موقع پر اپنے آپ کو ڈون کے بیٹوں جیسا ہی ثابت کیا ہے ہیگن جلدی سے بولا۔ ''یہ میں اپنی پیشہ ورانہ رائے دے رہا تھا...... لیکن اگر تم میری ذا رائے معلوم کرنا چاہتے ہو تو میں بتادوں کہ اس وقت میرا دل چاہ رہا ہے کہ ان تمام کمینو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتاروں جو ڈون پر حملے میں ملوث ہیں۔'' اس کے ا میں جذبات کی ایسی شدت اور خلوص نیت کا ایسا تاثر تھا کہ سنی فوراً ہی شرمندہ ہوگیا۔

''میرا یہ مطلب نہیں تھا ہیگن!'' سنی کا لہجہ معذرت خواہانہ ہوگیا۔ ''میں تمہار خلوص پر شک نہیں کر رہا تھا۔''

لیکن درحقیقت سنی دل میں سوچ رہا تھا کہ خون کے رشتے بہرحال خون کے رشتے تھے، باقی رشتے ان کے سامنے ہیچ تھے۔ وہ چند لمحے پُرخیال انداز میں خاموش ر کے بعد بولا۔ ''ٹھیک ہے...... ہم اس وقت تک انتظار کر لیتے ہیں جب تک پاپا ہدایا دینے کے قابل نہیں ہو جاتے۔ میرا خیال ہے اس وقت تک تم بھی ''فیملی'' کے مکانوں تک ہی محدود رہو۔ خطرہ مول لینے کی ضرورت نہیں۔''

پھر اس نے مائیکل کو مخاطب کیا۔ ''تم بھی محتاط رہنا۔ ویسے تو میرے خیال میں تمہاری ذات کو سولوزو سے بھی کوئی خطرہ نہیں۔ وہ تمہیں ''فیملی'' کا بے ضرر فرد سمجھ کر تمہار طرف توجہ نہیں دیں گے۔ ویسے بھی سولوزو ابھی تک یہی بتانے کی کوشش کر رہا ہے کہ یہ ذا انتقام کی لڑائی یا خاندانی جھگڑا نہیں، اس کے باوجود...... بہرحال احتیاط ضروری ہے۔''

پھر وہ ٹیسو سے مخاطب ہوا۔ ''تم اپنے آدمیوں کو ریزرو میں رکھو اور ان سے کہو شہر میں گھوم پھر کر سن گن لینے کی کوشش کرتے رہیں۔''

اس کے بعد اس نے میزا کو مخاطب کیا۔ ''تم پہلے گیٹو والا معاملا نمٹالو۔ پھر تم ا

مکانات میں ٹیسو کے آدمیوں کی جگہ اپنے آدمی لگا دیتا۔ اسپتال میں بہرحال ٹیسو ہی کے آدمی رہیں گے۔''

پھر وہ ہیگن سے مخاطب ہوا۔ ''صبح تم سب سے پہلا کام یہ کرنا کہ فون پر...... یا پھر قاصد کے ذریعے سولوزو اور ٹے ٹیگ لیا فیملی سے مذاکرات شروع کر دینا...... اور مائیکل! تم کل میزا کے دو آدمیوں کو ساتھ لے کر براسی کے گھر جانا اور اس کی واپسی کا انتظار کرنا...... یا پھر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا کہ آخر اس کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ وہ کہاں غائب ہے؟ اگر اس نے پاپا پر حملے کی خبر سن لی ہوتی تو اب تک وہ بھوکے درندے کی طرح سولوزو کی تلاش میں نکل چکا ہوتا۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ کسی بھی قیمت پر بک سکتا ہے یا ڈون سے غداری کر سکتا ہے۔''

اس موقع پر ہیگن نے ہچکچاتے ہوئے مداخلت کی۔ ''میرا خیال ہے تم اس قسم کا کوئی کام مائیکل کے سپرد نہ کرو۔''

سنی نے اس کا یہ مشورہ بھی فوراً ہی مان لیا اور دوبارہ مائیکل کو مخاطب کیا۔ ''ٹھیک ہے...... تم گھر میں ہی رہو اور ٹیلیفون کرنے اور سننے کی ذمے داری سنبھالے رکھو...... یہ کام زیادہ اہم ہے۔''

مائیکل نے قدرے خفت محسوس کی لیکن اس نے سعادت مندی سے سر ہلا دیا۔ وہ ایک بار پھر براسی کا نمبر ملا کر ریسیور کان سے لگا کر بیٹھ گیا۔ پہلے کی طرح اب بھی دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا!

☆......☆......☆

میزا اس روز بمشکل چند گھنٹے سو سکا تھا اور اس دوران بھی اسے نیند صحیح طور پر نہیں آئی تھی۔ اٹھنے کے بعد اس نے اپنے لئے ناشتہ تیار کیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر وہ شب خوابی کے لباس میں ہی مضطربانہ انداز میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔ وہ سنی کے حکم پر عملدرآمد کے بارے میں سوچ رہا تھا سنی نے کہا تھا کہ گیٹو کا ''بندوبست'' جلد از جلد کر دیا جائے۔ اس کا

مطلب تھا کہ یہ کام آج ہی ہو جانا چاہئے تھا۔

غیر ارادی طور پر وہ گیٹو کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس کا تعلق سسلی ک خاندان سے تھا اور وہ ڈون کے بچوں کے ساتھ کھیل کود کر بڑا ہوا تھا۔ مائیکل کے سا کچھ عرصہ اسکول بھی گیا تھا۔ اس نے ‘‘فیملی’’ کے لئے بڑے خلوص سے کام کر کے ا اپنی جگہ بنائی تھی۔ اسے اپنے کاموں کا معقول معاوضہ ملتا تھا۔ میزا کو معلوم تھا کہ اس کے علاوہ کبھی کبھی چھوٹی موٹی لوٹ مار سے بھی رقم حاصل کر لیتا تھا۔

اس قسم کی حرکتیں ‘‘فیملی’’ کے اصولوں کے خلاف تھیں لیکن میزا یہ سوچ حرکتوں کو نظر انداز کر دیتا تھا کہ سرکش گھوڑا، سوار کے اشاروں کے خلاف زور آزما رہتا تھا۔ میزا کو امید تھی کہ جب گیٹو پر زیادہ خوشحالی آئے گی تو وہ حرکتیں چھوڑ دیگا۔ ان حرکتوں کی وجہ سے کبھی میزا، فیملی یا خود گیٹو کو کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

میزا کو اس بات پر حیرت نہیں تھی کہ اتنا پرانا نمک خوار وفادار اس طرح تھا اور غداری کر بیٹھا تھا۔ میزا کو اس کا ‘‘بندوبست’’ کرنے کے سلسلے میں بھی کم افسوس یا پریشانی نہیں تھی۔ البتہ دو سوال اسے پریشان کر رہے تھے۔ ایک تو یہ کہ گیٹو کو لگانے کی ذمے داری وہ کس کے سپرد کرے؟ دوسرے یہ کہ گیٹو کا متبادل کون ہوگا؟ حال ایک اہم آدمی تھا۔

اس نے گیٹو کے متبادل کے طور پر کئی ناموں پر غور کیا لیکن کسی نہ کسی وجہ نام کو دل ہی دل میں مسترد کرتا چلا گیا۔ آخر کار اس کے ذہن میں لیمپون نامی ایک نو خیال آیا اور اس کے دل نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ لیمپون کو دوسری عالم کے زمانے میں فوج میں بھرتی ہونا پڑا تھا اور وہ کچھ اس طرح زخمی ہو گیا تھا کہ ہونے سے پہلے ہی اسے فوج سے سبکدوش کر دیا گیا تھا۔

صحت یاب ہونے کے بعد بھی اس کی ٹانگ میں ہلکی سی لنگڑاہٹ برقرار لیکن اس کی یہ کمزوری اس کی مصروفیات میں رکاوٹ نہیں بنی تھی۔ وہ ایک مستند

اور ‘‘فیملی’’ کے مطلب کا نوجوان تھا۔ گیٹو سے کچھ نچلے درجے پر وہ ‘‘فیملی’’ کے لئے عمدگی سے خدمات انجام دیتا آ رہا تھا۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ جسم، ہتھیار اور طاقت کے ساتھ ساتھ ذہن استعمال کرنا بھی جانتا تھا۔ ہر آزمائش کی صورت میں زبان بند رکھنے کی خوبی بھی اس میں موجود تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو اگر کبھی پولیس کے ہتھے چڑھ بھی جاتے تو ان کے تمام تر ہتھکنڈوں کے باوجود ‘‘فیملی’’ کے خلاف زبان نہیں کھول سکتے تھے۔

میزا نے اس کے بارے میں اچھی طرح غور کیا اور اس فیصلے پر قائم رہا کہ لیمپون اب ‘‘ترقی’’ کا مستحق تھا۔ اسے گیٹو کی جگہ دی جا سکتی تھی۔ یہ سوچنے کے بعد اسے کچھ اطمینان ہوا۔ اس نے گیٹو کو ہدایت کی تھی کہ وہ تین بجے اپنی کار میں اسے لینے آ جائے۔ دو بجے میزا نے لیمپون کا نمبر ملایا۔

اس نے فون پر اپنا نام بتائے بغیر کہا۔ ‘‘تمہارے لئے ایک کام نکل آیا ہے۔ میری طرف آ جاؤ۔’’

لیمپون نے اس کی آواز فوراً پہچان لی۔ اس نے کوئی سوال نہیں کیا۔ اس اچانک پروگرام پر کوئی حیل حجت نہیں کی۔ اس میں ایک اچھے کارکن کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ میزا نے فون بند کر دیا۔

‘‘فیملی’’ کے مکانات پر مشتمل علاقے سے وہ ٹیسو کے آدمیوں کو ہٹا کر اپنے آدمی تعینات کر چکا تھا۔ اب اسے تھوڑا سا وقت میسر تھا۔ وہ اس دوران اپنی کیڈلک کو دھونے اور چمکانے کے ارادے سے گیراج میں چلا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اپنی اس پسندیدہ گاڑی کو دھونے اور چمکانے کے دوران وہ زیادہ یکسوئی سے اپنے مسائل کے بارے میں سوچ بچار کرنے میں کامیاب رہتا تھا۔

اسے یاد تھا کہ جب وہ چھوٹا تھا اور اٹلی کے ایک گاؤں میں تھا تو اس کا باپ بھی سوچ بچار کی ضرورت محسوس کرتا تھا تو اپنے گدھے کی ‘‘جھاڑ پونچھ’’ اور مالش کرنے لگتا تھا۔ وقت وقت کی بات تھی۔ اس کے باپ کے پاس سواری کے لئے گدھا تھا۔ میزا کے پاس

کیڈلک تھی۔

کیڈلک کی صفائی کے دوران بھی وہ گیٹو کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ گیٹو سے ہوشیار رہنے کی بھی ضرورت تھی۔ وہ کسی درندے سے کم نہیں تھا۔ خطرے کی بو محسوس کر لیتا تھا۔ جب اسے ڈون کے گھر سے مینزا کے ساتھ رخصت کر دیا گیا تھا تو اس نے غالباً یہ سمجھا تھا کہ ان دونوں ہی کی شخصیت کو شکوک وشبہات سے بالاتر قرار دیا جا چکا ہے۔

البتہ اب مینزا اندیشہ محسوس کر رہا تھا کہ گیٹو جب اسے لینے آئے گا اور اس کے ساتھ لیمپون کو دیکھے گا تو کہیں بدک تو نہیں جائے گا؟ مینزا نے محسوس کیا کہ لیمپون کو ساتھ رکھنے کے لئے کوئی جواز گھڑنا ضروری تھا۔ یہ بہرحال زندگی اور موت کے معاملات تھے۔

ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ مینزا کو ہدایت کی گئی تھی کہ گیٹو کی لاش دریافت ہو جانی چاہیے...... ورنہ مینزا تو کسی کو ہلاک کرنے کے بعد اس کی لاش غائب کر دینا زیادہ بہتر سمجھتا تھا۔ ایسی کئی ''محفوظ جگہیں موجود تھیں جہاں لاشیں غائب کی جا سکتی تھیں۔ گیٹو کی لاش کہیں سرِ عام چھوڑنے میں دو بڑی مصلحتیں کارفرما تھیں۔

اس طرح ایک تو ان کارندوں کو عبرت ہوتی جن میں غداری کے جراثیم موجود تھے۔ اور جو مستقبل میں آستین کے سانپ بننے کی کوشش کر سکتے تھے۔ دوسرے سولوزو کو اندازہ ہو جاتا کہ ڈون فیملی نے اپنی صفوں میں غدار کتنی جلدی تلاش کر لیا اور اس کے سلسلے میں کسی قسم کی نرمی یا درگزر سے کام نہیں لیا۔ یعنی ''فیملی'' کے لوگ ابھی نہ تو عقل و ذہانت سے محروم ہوئے تھے اور نہ ہی ان کے اصولوں میں کوئی لچک پیدا ہوئی تھی۔ ڈون جتنی آسانی سے گولیوں کا نشانہ بن گیا تھا، اس سے ''فیملی'' کی کچھ کمزوری ظاہر ہوئی تھی لیکن اتنی جلدی ایک غدار کو تلاش کر کے اور عبرتناک سزا دے کر اس تاثر کی کچھ تلافی کی جا سکتی تھی۔

آخر مینزا کو بیک وقت گیٹو اور لیمپون کو ساتھ لے کر روانہ ہونے کے لئے ایک بہانہ اور جواز سوجھ ہی گیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ گیٹو کو بتائے گا کہ وہ لوگ کوئی مناسب اپارٹمنٹ تلاش کرنے کی مہم پر جا رہے ہیں۔ ''فیملی'' کے خاص لوگوں پر اگر کوئی برا وقت آ

پڑتا تھا یا ہنگامی حالات درپیش ہوتے تھے تو وہ کچھ عرصے کے لئے روپوش بھی ہو جاتے تھے۔

اس مقصد کے لئے کسی دورافتادہ اور گمنام سی جگہ پر اپارٹمنٹ کرائے پر لئے جاتے تھے جہاں کئی کئی افراد اس طرح رہتے تھے کہ دوسروں کی نظر میں کم سے کم آئیں۔ وہ عام طور پر فرش پر گدے بچھا کر سوتے تھے اور خانہ بدوشوں کے سے انداز میں روز و شب بسر کرتے تھے۔ ضرورت محسوس کرنے پر اپارٹمنٹ جلدی جلدی تبدیل بھی کئے جاتے تھے۔ ان لوگوں کی اصطلاح میں اسے ''خانہ بدوشی کا زمانہ'' کہا جاتا تھا۔

مینزا نے سوچ لیا کہ وہ گیٹو کو بتائے گا کہ ''فیملی'' خطرہ محسوس کر رہی تھی۔ شاید اسے ''خانہ بدوشی'' کے دن گزارنے کی ضرورت پیش آ جائے۔ اس مقصد کے لئے کم از کم ایک اپارٹمنٹ کا بندوبست تو پہلے سے کرنا تھا۔ وہ لوگ اسی مشن پر جا رہے تھے اور لیمپون کو اسی مقصد کے تحت ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کی نظر میں چند ''محفوظ'' اپارٹمنٹ تھے۔ مینزا کو امید تھی کہ اس جواز سے گیٹو مطمئن ہو جائے گا۔

لیمپون جلد ہی آن پہنچا اور مینزا نے اسے سمجھا دیا کہ صورت حال کیا تھی، انہیں کیا کرنا تھا اور کس طرح کرنا تھا۔ اپنی ''ترقی'' کی نوید سن کر لیمپون کے چہرے پر چمک آ گئی اور اس نے مینزا کا شکریہ ادا کیا۔ مینزا اسے اپنے ساتھ تہہ خانے کے ایک کمرے میں لے گیا جہاں اس نے دیوار گیر تجوری سے ایک ریوالور نکالا اور لیمپون کے سپرد کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ استعمال کرنا۔ یہ گن بالکل محفوظ ہے۔ اس کے بارے میں کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکتا۔''

ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ ''کام ختم کرنے کے بعد یہ گن گاڑی میں گیٹو کے پاس ہی چھوڑ دینا۔ اس مشن سے فارغ ہوتے ہی بیوی بچوں کو لے کر فلوریڈا چلے جانا۔ وہاں خوب آرام و تفریح کرنا۔ میامی بیچ پر فیملی کا اپنا ہوٹل موجود ہے۔ اسی میں ٹھہرنا...... تاکہ ضرورت کے وقت آسانی سے تم سے رابطہ کر

سکوں۔ فی الحال اخراجات کے لئے اپنی رقم استعمال کرنا۔ بعد میں سب کچھ، بھاری بونس سمیت مل جائے گا۔ تمہیں معلوم ہے فی الحال "فیملی" ذرا بحران میں پھنسی ہوئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ دینے کا کسی کے پاس وقت نہیں ہے۔"

چند منٹ بعد مینزا کی بیوی نے اطلاع دی کہ گیٹو آ گیا ہے اور ڈرائیو وے پر گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔ مینزا گھر سے نکل آیا۔ لیمپون اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ مینزا دروازہ کھول کر گھڑی دیکھتے ہوئے گیٹو کے برابر جا بیٹھا۔ اس نے گیٹو کو دیکھ کر گرمجوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ گرمجوشی کا مظاہرہ بھی اسے شک میں مبتلا کر سکتا تھا۔

جب لیمپون پچھلا دروازہ کھول کر گیٹو کے عقب میں بیٹھا تو گیٹو ذرا چونکا۔ مینزا نے فوراً اپنی کہانی شروع کر دی۔ "بھئی...... وہ سنی کچھ خوفزدہ لگ رہا ہے۔ اس نے ا سے اپنے آدمیوں کے لئے خانہ بدوشوں کا زمانہ گزارنے کے لئے اپارٹمنٹ تلاش کرنے کا حکم دے دیا ہے۔" اس نے اپنے لہجے سے کچھ ایسا تاثر دیا تھا جیسے اسے سنی کے اس حکم پر عملدرآمد ناگوار گزر رہا ہو۔ "تمہاری نظر میں کوئی موزوں اپارٹمنٹ ہے؟"

گیٹو کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ شاید وہ دل ہی دل میں کچھ زیادہ ہی خوش ہو رہا تھا کہ اتنے اہم اور خفیہ مشن پر اسے ساتھ لے جایا جا رہا تھا۔ شاید وہ یہ بھی سوچ رہا ہو کہ ایسے اہم اور خفیہ ٹھکانے کا پتا سولوزو کو فراہم کر کے وہ کتنا بڑا انعام حاصل کر سکتا تھا؟ لیمپون اس دوران عدم دلچسپی سے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ وہ اپنا کردار عمدگی سے ادا کر رہا تھا۔

"مجھے اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔" گیٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے...... ڈرائیونگ کے دوران ہی سوچتے رہو۔ مجھے آج نیویارک بھی جانا ہے۔" مینزا بولا۔

وہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ خاصی دیر سفر جاری رہا۔ راستے میں مینزا نے بظاہر اپارٹمنٹ کی تلاش میں اِدھر اُدھر کافی وقت بھی ضائع کیا۔ آخر کار وہ لانگ بیچ کی طرف

روانہ ہوئے۔

راستے میں ایک ویران سی جگہ دیکھ کر مینزا نے گیٹو سے کہا۔ "ذرا یہاں گاڑی روکنا...... میں کوئی مناسب جگہ دیکھ کر......" اس نے چھوٹی انگلی اٹھا کر مخصوص اشارے سے گیٹو کو بتایا کہ اسے حاجت ہو رہی تھی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وہ پرانے ساتھی تھے اور مینزا پہلے بھی کئی مرتبہ دوران سفر ایسی درخواست کر چکا تھا۔

گیٹو نے گاڑی کچے میں اتار کر روک دی اور مینزا اتر کر جھاڑیوں کی طرف چلا گیا۔ اس دوران اس نے اچھی طرح گردوپیش کا جائزہ لیا۔ دور تک ویرانی تھی۔ واپس آتے ہوئے اس نے لیمپون کو "گرین سگنل" دے دیا۔ بند گاڑی میں دھماکا گونجا۔ گیٹو کو گویا آگے کی طرف زوردار جھٹکا لگا اور وہ اسٹیئرنگ وہیل پر اوندھا ہونے کے بعد ساکن ہو گیا۔ اس کی آدھی کھوپڑی غائب ہو چکی تھی۔

لیمپون فوراً ہی گاڑی سے اتر آیا۔ گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ مینزا نے پہلے اسے گن گاڑی میں چھوڑنے کی ہدایت کی تھی لیکن اب اسے ایک اور مناسب جگہ نظر آ گئی تو اس نے لیمپون کو گن وہاں پھینکنے کی ہدایت کر دی۔ وہ بڑا سا ایک دلدلی گڑھا تھا۔ اس میں کچھ تلاش کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ گن اس میں غائب ہو گئی۔

تھوڑے ہی فاصلے پر ایک دوسری خالی کار موجود تھی۔ وہ دونوں اس میں بیٹھے اور تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے۔ اس وقت شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

ڈون پر قاتلانہ حملے سے ایک روز پہلے...... رات گئے ڈون کا سب سے زیادہ وفادار سب سے زیادہ خطرناک آدمی لوکا براسی دشمن سے ملنے جا رہا تھا۔

وہ پچھلے تین ماہ سے سولوزو کے آدمیوں سے رابطے میں تھا۔ وہ اپنے طور پر نہیں بلکہ ڈون کی ہدایت پر ہی ایسا کر رہا تھا۔ تین ماہ پہلے اس نے ان نائٹ کلبوں میں جانا شروع کیا تھا جو "ٹے ٹیگ لیا فیملی" کی ملکیت تھے۔ ایسے ایک کلب کی ٹاپ کی کال گرل کی

رفاقت خرید کر اس نے اپنے ایک خاص مشن کا آغاز کیا تھا۔

اس کال گرل کے ساتھ وقت گزاری کے دوران اس نے دبے دبے لفظوں میں یہ تاثر دیا تھا کہ وہ ڈون کارلیون فیملی کے ساتھ کچھ زیادہ خوش نہیں کیونکہ وہاں اسے اس کی خدمات کا مناسب صلہ نہیں مل رہا تھا اور اسے وہ اہمیت بھی نہیں دی جاتی تھی جس کا وہ مستحق تھا۔ بظاہر اس نے کچھ نشے کی ترنگ میں...... اور کچھ باتوں کی روانی میں غیر ارادی طور پر دل کا غبار نکالا تھا۔

اس واقعے کے چند دن بعد اس نائٹ کلب کا منیجر برونو ٹیگ لیا خود ہی اس کی میز پر آکر اس سے مل بیٹھا۔ وہ ٹیگ لیا فیملی کے سربراہ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ خود براہ راست عورتوں کے دھندے میں ملوث نہیں تھا لیکن اس کے نائٹ کلب میں لڑکیاں کورس کی صورت میں ڈانس کرتی تھیں، وہ گویا یہیں کال گرل بننے کی تربیت حاصل کرتی تھیں اور آگے بڑھ جاتی تھیں۔

برونو نے پہلی ملاقات میں ہی براسی سے کافی حد تک کھل کر بات چیت کی۔ اس نے براسی کو اپنی فیملی کے لئے کام کرنے کی پیشکش کر دی۔ ایک ماہ تک اس طرح کی باتیں چلتی رہیں۔ برونو اور براسی دونوں اپنا اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ براسی یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ اس کال گرل کی زلفوں کا اسیر ہو چکا ہے۔ جو کلب سے وابستہ تھی۔ بظاہر اس کی وجہ سے وہاں باقاعدگی سے آنے لگا تھا۔

برونو ایک ایسے بزنس مین کا کردار ادا کر رہا تھا جو کسی بڑی کمپنی کے ایگزیکٹو کو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے بہتر مراعات وغیرہ کی پیشکش کر کے اپنے ہاں آنے کی دعوت دے رہا تھا۔ ایسی ایک ملاقات کے دوران براسی نے ظاہر کیا جیسے وہ تھوڑا سا ڈانواں ڈول ہو رہا ہے۔

اس موقع پر اس نے کہا۔ ''لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو...... میں کبھی گاڈ فادر ڈون کارلیون کے مدِ مقابل کھڑا نہیں ہوں گا۔ صرف وہی ایک ایسا شخص ہے جس

میں بہت عزت کرتا ہوں۔ اس کی طرف سے بس تھوڑا سا صدمہ اسی بات سے پہنچا ہے کہ اپنے بعد بھی وہ کاروبار میں بہرحال اپنے بیٹوں کو ہی آگے لائے گا۔ میری حیثیت یہی رہے گی جو اس وقت ہے۔ یعنی میری طویل خدمات کا کوئی خاص صلہ نہیں ملے گا۔ میرا خیال تھا کہ جب وہ کاروبار سے لاتعلق ہوگا، کم از کم اس وقت تو مجھے بھی اس کے کسی بیٹے کے برابر حیثیت حاصل ہوگی۔''

برونو نئی نسل کا نمائندہ تھا۔ وہ براسی، ڈون۔ حتیٰ کہ خود اپنے باپ جیسے پرانے وضعدار لوگوں کو کچھ زیادہ عقلمند یا ذہین نہیں سمجھتا تھا۔ تاہم احتراماً ان کے سامنے خاموش رہتا تھا۔

اس موقع پر وہ بولا۔ ''میرے والد کبھی تمہیں ڈون کے مقابل کھڑا کرنا یا تم سے اس کے خلاف کام لینا نہیں چاہیں گے۔ انہیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہ ایک دوسرے سے سر پھوڑنے کا زمانہ نہیں ہے۔ سب ایک دوسرے کے ساتھ صلح صفائی سے رہتے ہیں اور اپنا اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ پرانا قبائلی دور نہیں ہے جب ہر وقت کسی نہ کسی کے ساتھ جنگ میں مصروف رہنے کے بہانے ڈھونڈے جاتے تھے۔ تمہارا معاملہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی آدمی کسی کمپنی میں نوکری کرتے وقت زیادہ خوش نہیں ہے اور اسے کسی دوسری کمپنی میں اس سے کچھ بہتر نوکری ملتی ہے تو وہ وہاں چلا جاتا ہے......''

براسی نے پرخیال انداز میں آہستگی سے سر ہلایا اور خاموش رہا۔ برونو نے بغور اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے بات جاری رکھی۔ ''تم کہو تو میں اپنے والد کے کان میں بات ڈال دوں کہ تم بہتر مواقع کی تلاش میں ہو۔ ہم جیسے لوگوں کے کاروبار میں تم جیسے لوگوں کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ ہمارا کوئی کاروبار آسان نہیں ہے۔ ہمارے معاملات کو ہموار انداز میں رواں دواں رکھنے کے لئے مضبوط اور سخت جان لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے بارے میں جب بھی تمہارا ذہن آمادہ ہو تو مجھے بتا دینا۔''

''ویسے تو خیر...... میں جہاں ہوں، وہاں بھی ٹھیک ہی ہوں۔'' براسی نے ظاہر کیا

جیسے ابھی وہ کوئی حتمی فیصلہ کرنے سے قاصر تھا۔ چنانچہ بات وہیں کی وہیں رہ گئی۔

درحقیقت اس کا مقصد ٹے ٹیگ لیا فیملی پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ لوگ منشیات کا جو کاروبار شروع کرنے جارہے تھے، وہ اس کے بارے میں جانتا تھا اور اس سلسلے میں ایک فری لانسر کے طور پر اپنی خدمات پیش کر کے کچھ اضافی فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس طرح درحقیقت وہ سولوزو کے عزائم سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ''ڈون نے جس طرح سولوزو کی پیشکش مسترد کی تھی...... کیا اس کے بعد سولوزو ڈون سے چھیڑ چھاڑ کا کوئی ارادہ رکھتا تھا؟''

یہ سوال خود ڈون کے لئے بھی اہم تھا اور وہ براسی کے ذریعے اس کا جواب حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اگر یہ بات انہیں پہلے سے معلوم ہو جاتی تو وہ سولوزو سے نپٹنے کے لئے بہتر طور پر تیار رہ سکتے تھے لیکن دو ماہ تک جب سولوزو کی طرف سے کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوا تو براسی نے ڈون کو یہی رپورٹ دی کہ سولوزو نے اس کے انکار کو دل پر نہیں لیا تھا۔ اس نے اس بات پر صبر کر لیا تھا اور اس کا انتقامی کارروائی کا کوئی ارادہ نظر نہیں آتا تھا۔ تاہم ڈون نے براسی کو یہی ہدایت کی کہ وہ ان لوگوں کے نیٹ ورک میں گھسنے کی کوشش جاری رکھے لیکن اس سلسلے میں زیادہ گرمجوشی یا اشتیاق نہ دکھائے۔ بس فارغ وقت میں ڈھیلے ڈھالے انداز میں کوشش کرتا رہا۔

ڈون پر فائرنگ سے ایک رات پہلے براسی نائٹ کلب گیا تو برونو فوراً ہی اس کی میز پر آن بیٹھا اور بولا۔ ''میرا ایک دوست تم سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہے۔''

''تو اسے لے آؤ۔ میں تمہارے کسی بھی دوست سے بات چیت کے لئے تیار ہوں۔'' براسی نے جواب دیا۔

''نہیں...... وہ اس وقت یہاں نہیں آسکتا۔ وہ تم سے ذرا رازداری سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔'' برونو ٹے ٹیگ لیا نے کہا۔

''کون ہے وہ؟'' براسی نے دریافت کیا۔

''بس، میرا ایک دوست ہے۔ وہ تمہارے سامنے کوئی اہم تجویز رکھنا چاہتا ہے۔ تمہیں کوئی پیشکش کرنا چاہتا ہے۔ کیا تم آدھی رات کے بعد یہاں اس سے ملنے آسکتے ہو؟''

''یقیناً......'' براسی بولا۔ ''صحیح وقت اور صحیح جگہ بتادو۔ میں آجاؤں گا۔''

برونو نے ایک لمحے سوچا پھر بولا۔ ''کلب رات کے پچھلے پہر تقریباً چار بجے بند ہوتا ہے تم اس وقت آجاؤ۔ جب ویٹرز ساز و سامان سمیٹ کر صفائی کر رہے ہوتے ہیں۔''

براسی سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ وہ لوگ اس کی عادات سے واقف ہو چکے تھے۔ شاید انہوں نے اس پر نظر رکھی ہو اور اس کے بارے میں معلومات جمع کی ہوں۔ وہ دن بھر سوتا تھا اور اس کی راتیں جاگتے ہوئے گزرتی تھیں۔ اس کے معمولات کچھ اسی قسم کے سانچے میں ڈھل چکے تھے۔

''ٹھیک ہے، میں صبح چار بجے دوبارہ آجاؤں گا۔'' اس نے جواب دیا۔

اس نے نائٹ کلب میں کچھ وقت پینے پلانے اور کچھ وقت اس مخصوص کال گرل کی رفاقت میں گزارا پھر وہاں سے نکل آیا۔ باہر آکر اس نے ٹیکسی پکڑی اور گھر آگیا۔ وہ ایک بڑے اور آراستہ و پیراستہ اپارٹمنٹ کے آدھے حصے میں رہتا تھا۔ باقی آدھا حصہ ایک اطالوی فیملی کے پاس تھا۔ براسی کا اس فیملی سے کوئی خاص میل جول نہیں تھا لیکن اس نے مصلحت کے تحت ان کے ساتھ اپارٹمنٹ شیئر کیا ہوا تھا۔ اس طرح اس کے بارے میں تاثر ملتا تھا کہ وہ فیملی والا اور معزز آدمی تھا جبکہ اسے ان مسائل سے کوئی سروکار نہیں تھا جو فیملی والوں کو عموماً درپیش ہوتے ہیں۔ فیملی کے ساتھ اپارٹمنٹ شیئر کرنے کی وجہ سے اسے یہ خطرہ بھی کم محسوس ہوتا تھا کہ کبھی وہ اچانک گھر پہنچے تو کوئی گھات لگائے اس کا انتظار میں بیٹھا ہو۔

اسے یقین تھا کہ برونو اسے جس شخص سے ملوانا چاہ رہا تھا وہ سولوزو تھا۔ اگر معاملات صحیح انداز میں آگے بڑھتے تو اسے آسانی سے سولوزو کے عزائم کا اندازہ ہو سکتا تھا اور وہ اتنی اہم رپورٹ ''کرسمس کے تحفے'' کے طور پر ڈون کو پیش کر سکتا تھا۔

اپنے بیڈروم میں پہنچ کر براسی نے بیڈ کے نیچے سے ایک ٹرنک نکالا اور اس سے ایک بلٹ پروف جیکٹ نکال کر کپڑوں کے نیچے پہن لی۔ اس نے ڈون کو فون کر آج کی متوقع ملاقات کے بارے میں بتانا چاہا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ ڈون اس ق باتیں فون پر کرنا پسند نہیں کرتا۔ ویسے بھی اس نے یہ مشن انتہائی خفیہ انداز میں اس کے کیا تھا ہیگن اور ڈون کے بیٹوں تک کو اس بارے میں کچھ پتا نہیں تھا...... اور نہ ہی چاہتا تھا کہ انہیں پتا چلے۔ چنانچہ براسی نے فون کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ویسے معاملہ کچھ آگے بڑھنے اور کوئی کام کی بات معلوم ہونے کے بعد اسے رپورٹ دینا زیاد معلوم ہوتا۔

براسی نے ریوالور بھی ساتھ لے لیا۔ یہ لائسنس والا ریوالور تھا اس کا لائسنس شہر کا سب سے مہنگا لائسنس تھا۔ اسے حاصل کرنے کے لئے دس ہزار ڈالر رشوت دی گ تاہم اس کی وجہ سے براسی کو ذرا اطمینان رہتا تھا کہ کبھی راستے میں اچانک چیکنگ دوران پولیس اس کا ریوالور دیکھ بھی لیتی تو کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہوتا۔ آج رات اس نے لائ والی گن اس لئے ساتھ لی تھی کہ فی الحال اس کو استعمال کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اس کا تھا کہ ابھی وہ صرف سولوزو کی بات سنے گا اور اگر ڈون کے بارے میں اس کے عزائ خطرناک نظر آئے تب بھی آج رات اس کا کام تمام نہیں کرے گا...... بلکہ ڈون کو رپ دینے کے بعد اس کے حکم کے مطابق قدم اٹھائے گا۔ اگر سولوزو کا پتا صاف کرنے کا حکم وہ اسے کسی ایسی گن سے ٹھکانے لگائے گا جس کا کوئی سراغ لگانا ممکن نہ ہو۔

یہی سب کچھ سوچتا ہوا وہ وقت مقررہ سے کچھ پہلے دوبارہ نائٹ کلب جا اس وقت وہاں باہر دروازے پر ڈور مین بھی موجود نہیں تھا۔ ہیٹ اور اوورکوٹ سنبھالنے والی لڑکی بھی جا چکی تھی۔ اندر صرف برونو موجود تھا جو اسے کلب کے ایک گ میں واقع بار کی طرف لے گیا۔ وہاں اس وقت ویرانی تھی اور روشنی بھی کم تھی۔

براسی ایک اسٹول پر بیٹھ گیا اور برونو کسی بارٹینڈر کی طرح کاؤنٹر کے عقب

چلا گیا۔ اس نے براسی کے لئے ایک ڈرنک تیار کی مگر براسی نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ وہ پہلے ہی کافی لے چکا ہے۔ اس نے سگریٹ سلگا لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ بھی عین ممکن ہے، اس کا متوقع ملاقاتی سولوزو نہ ہو...... مگر چند لمحے بعد اس نے کلب کے ایک اندھیرے گوشے سے سولوزو کو نمودار ہوتے دیکھا۔

سولوزو نے آ کر اس سے ہاتھ ملایا اور اس کے برابر والے اسٹول پر بیٹھ گیا۔ برونو نے ڈرنک اس کے سامنے رکھ دی۔ اس نے سر کے اشارے سے گویا شکریہ ادا کیا اور براسی سے مخاطب ہوا۔ ”کیا تم جانتے ہو، میں کون ہوں؟“

براسی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مربیانہ انداز میں مسکرایا۔ اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی کہ چور بل سے باہر آ گیا تھا۔ اس شخص کا کام تمام کرتے وقت اسے مزید خوشی ہوتی جو اپنے آپ کو بڑا خطرناک لڑاکا سمجھتا تھا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے، میں تم سے کیا فرمائش کرنے والا ہوں؟“ سولوزو نے ایک اور سوال کیا۔

اس بار براسی نے نفی میں سر ہلایا۔

”میرے پاس بڑے کاروبار کا ایک منصوبہ تیار ہے۔“ سولوزو بولا۔ ”اس میں اوپر کی سطح کے لوگوں کے لئے بڑی دولت ہے۔ میں پہلی ہی کھیپ کی کامیابی سے منتقلی پر تمہیں کم از کم پچاس ہزار ڈالر کی تو گارنٹی دے سکتا ہوں۔ یہ صرف تمہارا حصہ ہوگا۔ میں ہیروئن کی بات کر رہا ہوں۔ آنے والا دور اسی کا ہے۔“

”تم نے مجھے کیوں بلوایا ہے؟“ براسی نے انجان بنتے ہوئے سوال کیا۔ ”کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سلسلے میں ڈون سے بات کروں؟“

سولوزو دانت پیس کر بولا۔ ”تمہارے ڈون سے میں پہلے ہی بات کر چکا ہوں۔ وہ اس دھندے میں بالکل ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ بہرحال، میرے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اس کے تعاون کے بغیر بھی اپنے منصوبوں پر عمل کر سکتا ہوں...... تاہم مجھے

اس سارے آپریشن کی نگرانی اور اس کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط اور طاقتور آدمی کی ضرورت ہے جو اس قسم کے کاموں کو مکمل کرانا اور راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنا جانتا ہو، مجھے پتا چلا ہے کہ تم اپنی "فیملی" کے لئے خدمات تو بدستور انجام دے رہے ہو لیکن کچھ زیادہ خوش نہیں ہو۔ تم چاہو تو ادھر سے ادھر ہو سکتے ہو۔"

"دیکھنا پڑے گا۔" براسی نے کندھے اچکائے۔ "اگر پیشکش اچھی ہو تو سوچا سکتا ہے۔"

سولوزو گہری نظر سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر وہ گویا دل ہی دل میں کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے بولا۔ "تم چند دن میری پیشکش پر غور کرلو۔ پھر ہم دوبارہ بات لیں گے۔"

اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن براسی نے ظاہر کیا کہ اس نے سولو کو ہاتھ بڑھاتے نہیں دیکھا۔ وہ اس دوران دوسری سگریٹ سلگانے لگا۔ برونو نے اس سگریٹ سلگانے کے لئے لائٹر روشن کیا تھا۔ اس دوران براسی کافی حد تک مطمئن ہو چکا کہ اسے کسی ناخوشگوار صورت حال کا سامنا نہیں ہے۔ وہ گویا کسی حد تک اپنے آپ کو ڈ چھوڑ چکا تھا۔

اچانک برونو نے ایک عجیب حرکت کی۔ اس نے لائٹر کاؤنٹر پر ہی گرا دیا۔ برا کا ہاتھ کاؤنٹر پر ٹکا ہوا تھا۔ اچانک ہی برونو کے ہاتھ میں جانے کہاں سے ایک خنجر آ گیا براسی کے اس ہاتھ میں پیوست ہو گیا جو کاؤنٹر پر ٹکا ہوا تھا۔ ہاتھ سے گزر کر خنجر کاؤنٹر میں گیا۔ براسی کا ہاتھ کاؤنٹر سے چپک کر رہ گیا۔

اس کے باوجود براسی شاید اپنا ہاتھ چِر جانے کی پروا کئے بغیر اسے کاؤنٹر سے لیتا..... مگر ہوا یہ کہ برونو نے اس کا وہ بازو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اس کا دوسرا بازو وا سولوزو نے اس سے بھی زیادہ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ تاہم براسی ایک طاقتور آدمی تھا۔ وہ حالت میں بھی ان کے قابو میں آنے والا نہیں تھا۔ عین ممکن تھا کہ وہ ایک ہاتھ میں

پیوست ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ان کی گرفت سے چھڑا لیتا مگر اس اثناء میں ایک شخص اس کے عقب میں نمودار ہوا اور اس نے براسی کی گردن میں نائیلون کے باریک تار کا پھندا ڈال دیا جو تیزی سے تنگ ہوتا چلا گیا۔

براسی کی آنکھیں حلقوں سے باہر آ گئیں۔ اس کے چہرے اور گردن کی رگیں اس بری طرح پھول گئیں کہ اس حصے پر گویا ایک جال سا ابھر آیا۔ پھندا ڈالنے والے شخص نے اتنی پھرتی اور طاقت سے اسے کسا کہ نائیلون کا تار گویا براسی کی گردن میں اتر گیا۔ چند سیکنڈ بعد وہ تار نظر ہی نہیں آ رہا تھا براسی کا چہرہ نیلا پڑ گیا۔

جلد ہی اس کی مزاحمت دم توڑ گئی اور ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑنے لگے۔ اس کے دائیں بائیں برونو اور سولوزو یوں دلچسپی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے گویا سائنس لیبارٹری میں نوعمر طالب علم اپنے کئے ہوئے تجربے کے نتائج کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔

دھیرے دھیرے براسی کی ٹانگیں مڑ گئیں اور وہ فرش کی طرف گرتا چلا گیا۔ برونو اور سولوزو نے اس کے بازو چھوڑ دیئے مگر پیچھے سے اس کی گردن میں پھندا ڈالنے والے شخص نے نائیلون کی ڈوری اس وقت تک نہیں چھوڑی جب تک براسی کو فرش پر گر کر ساکت ہوئے چند لمحے نہیں گزر گئے۔ آخر کار اسے یقین ہو گیا کہ براسی مر چکا تھا تب وہ پھندے کی ڈوری چھوڑ کر سیدھا ہو گیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس کی لاش دریافت نہ ہو سکے۔" سولوزو نے پُرسکون لہجے میں کہا اور گھوم کر نپے تلے قدم اٹھاتا اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

☆......☆......☆

جس شام ڈون پر فائرنگ ہوئی، اس سے اگلا دن اس کی فیملی کے لئے بے پناہ مصروفیات کا دن تھا۔ مائیکل فون پر مصروف رہا اور ضروری پیغامات سنی کو دیتا رہا۔ لیکن کسی ایسے آدمی کی تلاش میں رہا جس کے ذریعے سولوزو کے ساتھ میٹنگ کے انتظامات کئے جا سکیں اور جس کی شخصیت اس کام کے سلسلے میں دونوں پارٹیوں کے لئے قابل قبول ہو۔ اب

کوئی اور ہی آدمی ثالث کا کردار ادا کرتے ہوئے دونوں پارٹیوں کو مذاکرات کی میز پر سکتا تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ سولوزو اب بہت محتاط ہو گیا تھا۔ وہ کہیں روپوش تھا۔ پیش منظر بالکل غائب ہو گیا تھا۔ شاید اسے پتا چل گیا تھا کہ مینزا اور ٹیسو کے آدمی شہر میں پھیل تھے اور اس کا سراغ پانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ٹے ٹیگ لیا فیملی کے خاص خاص آدمی روپوش ہو گئے تھے۔ سنی کو اس بات کی توقع تھی۔ دشمن کو یہ ابتدائی احتیاطی تدبیر تو بہر کرنی ہی تھی۔

مینزا اس دوران گیٹو کو ٹھکانے لگانے کے مشن کے سلسلے میں غائب تھا۔ جبکہ کو براسی کا سراغ لگانے کی ذمے داری سونپی گئی تھی۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ ڈون پر فائرنگ کے واقعے سے پچھلی رات گھر سے نکلا تھا اور پھر واپس نہیں آیا تھا۔ یہ ا براشگون تھا لیکن سنی نہ تو یہ تسلیم کرنے پر تیار تھا کہ براسی غداری کر سکتا تھا اور نہ ہی اسے بات پر یقین آ رہا تھا کہ براسی کو کوئی گھات لگا کر دھوکے سے ہلاک کر سکتا تھا۔

ماما کارلیون...... یعنی ڈون کی بیوی اور سنی وغیرہ کی ماں شہر کے مرکزی علا میں ''فیملی'' کے ایک خیر خواہ گھرانے کے ساتھ مقیم تھی تا کہ اسے وہاں سے ڈون کی خبر گ کے لئے اسپتال آنے جانے میں آسانی رہے۔ اسپتال وہاں سے قریب تھا۔ اس کی کونی بھی وہیں پہنچ چکی تھی اور اسی کے ساتھ مقیم تھی۔

ڈون کے داماد، رزی نے بھی اس موقع پر اپنی خدمات پیش کی تھیں کہ وہ کسی سکتا ہے، تو حاضر ہے...... مگر سنی نے اسے کوئی زحمت نہیں دی تھی اور یہی کہا تھا کہ وہ ا کاروبار کی طرف دھیان رکھے۔ ڈون نے اب اسے مین ہٹن کے ایک ایسے علاقے کام شروع کرا کے دیا تھا جہاں اطالویوں کی آبادی زیادہ تھی۔ یہ بلا اجازت بک میکنگ کام تھا۔ وہ گھوڑوں کی ریس...... اور اس قسم کی دوسری چیزوں پر شرطیں بک کرتا تھا۔ کا نوعیت سٹے کی سی تھی۔ رزی کا یہ کام بھی اس کے پہلے کاروبار کی طرح لشتم پشتم ہی چل

تھا۔

فریڈ ابھی تک مسکن دواؤں کے زیر اثر تھا۔ وہ باپ کے گھر میں، اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ سنی اور مائیکل اس کے مزاج پرسی کے لئے گئے تھے۔ سنی اس کے چہرے کی زردی اور مجموعی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

وہ جب اس کی مزاج پرسی کے بعد اس کے کمرے سے نکلے تھے تو سنی نے بڑی حیرت سے مائیکل سے کہا تھا۔ ''کمال ہے......! اس کی حالت دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے جیسے اسے پاپا سے بھی زیادہ گولیاں لگی ہیں۔''

مائیکل کندھے اچکا کر رہ گیا۔ اس نے میدان جنگ میں بھی بعض فوجیوں کی یہی حالت دیکھی تھی لیکن وہ زیادہ تر ایسے لوگ تھے جو بالکل عام سے سویلین ہوا کرتے تھے۔ جنگ کے دوران ضرورت پڑنے پر انہیں رضا کارانہ یا جبری طور پر فوج میں بھرتی کر لیا گیا تھا اور مختصر تربیت کے بعد میدان جنگ میں بھیج دیا گیا تھا۔ جنگ کے ہولناک تجربوں سے گزرتے ہوئے اور بعض ناقابل یقین مناظر دیکھ کر ان کے اعصاب جواب دے جاتے تھے۔ مگر مائیکل کو کم از کم فریڈ کے بارے میں یہ توقع نہیں تھی۔ بچپن اور لڑکپن میں تو وہ اپنے بڑے اور چھوٹے، دونوں بھائیوں سے زیادہ سخت جان اور لڑاکا تھا...... مگر مسئلہ یہ بھی تھا کہ وہ باپ کے سامنے بہت زیادہ سعادت مند بھی تھا اور آنکھیں بند کر کے بس اس کے اشاروں پر چلتا تھا۔ اس کی اپنی کوئی رائے نہیں تھی۔ اس کی تمام تر سعادت مندی کے باوجود ڈون کا اسے کاروبار میں کوئی بڑی پوزیشن دینے کا ارادہ نہیں تھا کیونکہ اس کے خیال میں اس کے اعصاب میں وہ مضبوطی اور مزاج میں وہ سفاکی نہیں تھی جو ''فیملی'' کے معاملات کو چلانے کے لئے ضروری تھی۔

اس سہ پہر، ہالی وڈ سے جونی کا فون بھی آیا۔ مائیکل نے اس کی فرمائش پر سنی سے اس کی بات کرائی۔ وہ فلم کے آخری مراحل میں پھنسا ہوا تھا مگر ڈون کی عیادت کے لئے آنا چاہتا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں جونی ......!" سنی نے اسے سمجھانے والے انداز م کہا۔ "تم پاپا سے مل تو نہیں سکو گے ان کی حالت ایسی نہیں کہ ڈاکٹر تمہیں ان سے ملنے اجازت دے سکیں۔ اس کے علاوہ تمہاری وہ فلم تکمیل کے قریب ہے جس میں کام کرنا تم خواب تھا اور جس میں تمہیں کاسٹ کرانے کے لئے خاصے پاپڑ بیلے گئے ہیں۔ ہوسکتا اس موقع پر تمہارا ڈون کی عیادت کے لئے آنا ٹھیک نہ رہے۔ شاید اس سے میڈیا کے لو کو تمہارے بارے میں کوئی اس کینڈل بنانے کا موقع مل جائے۔ اس بات کو پاپا ہرگز پ نہیں کریں گے۔ پاپا کو گھر آ جانے دو۔ پھر تم ضرور ان کی عیادت کے لئے آ جانا۔ میں حال تمہارے جذبات ان تک پہنچا دوں گا۔"

فون بند کرنے کے بعد وہ مائیکل کی طرف مڑ کر بولا۔ "پاپا یقیناً یہ جان کر خ ہوں گے کہ جونی لاس اینجلس سے فوری طور پر فلائٹ پکڑ کر ان کی عیادت کے لئے آ رہا تھا۔"

چند منٹ بعد کچن میں عام فون پر مائیکل کے لئے کال آئی۔ میزا کا ایک آ مائیکل کو بلانے آیا۔ مائیکل نے جا کر فون سنا۔ دوسری طرف 'کے' تھی۔

"تمہارے والد اب کیسے ہیں؟" اس نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں اضطرا اور تناؤ تھا۔

مائیکل کو احساس تھا کہ اخبارات میں اس کے باپ کے بارے میں جو خبر چھپی تھیں، انہوں نے اس کا کوئی اچھا امیج نہیں بنایا تھا۔ اخبارات نے اس کے لئے " کا سرغنہ" اور "ناجائز دھندوں کی سرپرستی کرنے والا" جیسے الفاظ استعمال کئے تھے۔ مائ اچھی طرح اندازہ تھا کہ 'کے' ان باتوں سے پریشان تھی۔ اس کے لئے ان باتوں پر کرنا مشکل تھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔" مائیکل نے جواب دیا۔

"تم جب انہیں دیکھنے اسپتال جاؤ گے تو کیا میں بھی تمہارے ساتھ چل

ہوں؟" اس نے پوچھا۔

مائیکل کو یاد آیا، اس نے خود ہی 'کے' کو بتایا تھا کہ اس کا خاندان قدامت پرست اور روایت پسند تھا۔ ان کے ہاں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت اہمیت دی جاتی تھی کہ کون کس کے دکھ، بیماری کے موقع پر مزاج پرسی کے لئے گیا...... کس نے کس کی شادی بیاہ کی تقریب میں شرکت کی...... کس نے کیا تحفہ دیا...... وغیرہ وغیرہ۔

ایک لمحے کی خاموشی کے بعد مائیکل بولا۔ "تم ایک بہت معزز اور معروف خاندان کی لڑکی ہو۔ اگر اخبار والوں کو پتا چل گیا کہ اس خاندانی پس منظر کی لڑکی میرے والد کی عیادت کے لئے آئی تھی تو "ڈیلی نیوز" کے صفحہ نمبر تین پر تفصیلی رپورٹ چھپ جائے گی ایک معزز امریکی خاندان کی لڑکی بھی مافیا چیف کی عیادت کرنے پہنچ گئی۔ کیا تمہارے والدین اس بات کو پسند کریں گے؟"

"میرے والدین "ڈیلی نیوز" نہیں پڑھتے۔" 'کے' نے جواب دیا پھر ایک لمحے خاموشی کے بعد بولی۔ "مائیکل! تم ٹھیک ہو نا؟ تمہیں تو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہے نا؟"

مائیکل دھیرے سے ہنس دیا۔ "مجھے فیملی کا بے ضرر فرد سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی مجھے ٹھکانے لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا۔ ویسے بھی اب اس قسم کے مزید کسی واقعے کا امکان نہیں ہے۔ یوں سمجھو، یہ ایک طرح کا حادثہ تھا۔ جب ملاقات ہوگی تو میں تفصیل سے تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔"

"اور ملاقات کب ہوگی؟" 'کے' نے فوراً پوچھا۔

مائیکل نے ایک لمحے سوچا پھر کہا۔ "آج رات میں تمہارے ہوٹل آ جاتا ہوں۔ کھانا اکٹھے کھائیں گے۔ پھر میں پاپا کو دیکھنے اسپتال چلا جاؤں گا۔ میں بھی گھر میں بند رہ کر فون سنتے سنتے بور ہو گیا ہوں۔"

"ٹھیک ہے...... میں انتظار کروں گی۔" 'کے' کے لہجے میں بشاشت آ گئی۔

مائیکل جب فون بند کر کے واپس آفس میں پہنچا تو میزا ابھی آن پہنچا۔ ٹیسو

وہاں پہلے ہی سے موجود تھا۔ سنی نے معنی خیز سے لہجے میں میزا سے پوچھا۔ ''تم نے اس
بندوبست کر دیا؟''

''ہاں......'' میزا نے اطمینان سے جواب دیا۔ ''اب تم اس کی شکل نہیں دیکھ
گے۔''

تب مائیکل کو احساس ہوا کہ وہ گیٹو کے بارے میں بات کر رہے تھے اور میزا کے
جواب کا مطلب یہ تھا کہ گیٹو کا کام تمام ہو چکا تھا۔ اس احساس سے مائیکل کے جسم میں
سی لہر دوڑ گئی۔

سنی نے ہیگن کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ ''تمہیں سولوزو والے معا
میں کچھ کامیابی ہوئی؟''

ہیگن نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''لگتا ہے ہم سے مذاکرات کرنے کے لیے
میں اس کا جوش خروش ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ وہ معاہدہ کرنے کے لئے اب کچھ زیادہ بے تا
معلوم نہیں ہوتا یا پھر شاید وہ بہت زیادہ احتیاط کر رہا ہے کہ ہمارا کوئی آدمی کہیں اسے ہمار
حکم کے بغیر ہی نہ ڈھونڈ کر مار ڈالے۔ اس کے علاوہ مجھے ابھی تک ذرا اونچے درجے کا
ایسا آدمی نہیں مل سکا جو ہمارے اور سولوزو کے درمیان رابطے اور ثالثی کا کام کر سکے اور
پر سولوزو کو بھی اعتماد ہو۔ بہر حال، سولوزو کو ہم سے بات تو کرنا ہی پڑے گی۔ خاص طور پر
لئے...... کہ اس کی توقع کے برعکس ڈون زندہ بچ گیا ہے۔''

''وہ بہت شاطر اور چالاک آدمی ہے......'' سنی بولا۔ ''فیملی کو شاید پہلی بار
شاطر، چالاک اور خطرناک آدمی سے واسطہ پڑا ہے۔''

''ہاں...... اس میں تو شک نہیں۔'' ہیگن بولا۔ ''بہر حال...... مجھے امید ہے
تک میں رابطے کا کوئی آدمی تلاش کرنے اور مذاکرات کا کوئی پروگرام طے کرنے
کامیاب ہو جاؤں گا۔''

اس لمحے میزا کے ایک آدمی نے دروازے پر دستک دی اور اجازت پا کر

گیا۔ وہ میزا سے مخاطب ہوا۔ ''ابھی ابھی ریڈیو پر مقامی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ پولیس کو
یو کی لاش ملی ہے۔ وہ اپنی کار میں مردہ پایا گیا ہے۔''

''تمہیں اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔'' میزا نے کہا۔ اس کا
آدمی اپنی دانست میں بہت بڑی اور اہم خبر لے کر آیا تھا۔ وہ اس سلسلے میں میزا کی بے
بازی دیکھ کر ایک لمحے کے لئے حیران نظر آیا لیکن پھر سر جھٹک کر واپس چلا گیا۔

کمرے میں موجود افراد نے دوبارہ اس طرح بات چیت شروع کر دی جیسے ان
کی گفتگو میں کوئی مداخلت نہیں ہوئی تھی۔ سنی نے ہیگن سے پوچھا۔ ''پاپا کی حالت میں کوئی
بدیلی آئی؟''

''ان کی حالت خطرے سے باہر ہے...... لیکن وہ کم از کم دو دن بعد بات چیت
کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔'' ہیگن نے جواب دیا۔ ''تب شاید وہ ہمیں آئندہ کے لائحہ عمل
کے بارے میں کچھ ہدایات دے سکیں۔ تب تک ہمیں کوشش کرنی ہے کہ سولوزو کو مزید کوئی
اشتعال انگیز قدم اٹھانے سے باز رکھا جائے۔ اس لئے میں اسے پیغام بھجوانا چاہتا ہوں کہ تم
اس سے بات چیت کے لئے تیار ہو۔''

''اس دوران بھی بہر حال میزا اور ٹیسو اسے تلاش کرتے رہیں گے۔'' سنی غرایا۔
شاید قسمت ہمارا ساتھ دے اور ہم سارا جھگڑا ہی طے کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔''

''سولوزو کو اندازہ ہے کہ اگر وہ اس وقت مذاکرات کی میز پر آیا تو شاید اسے زیادہ
[illegible] ماننی پڑیں......'' ہیگن بولا۔ ''اسلئے وہ وقت گزاری کر رہا ہے۔ مہلت حاصل
کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس دوران شاید وہ دوسری ''فیملیز'' کی حمایت حاصل کرنے
کی کوشش کر رہا ہو تاکہ بعد میں اگر ڈون ہمیں اس سے بدلہ لینے کا حکم دے تب بھی ہمیں اس
کو انجام تک پہنچانے میں دشواری پیش آئے یا شاید ہم اس حکم پر عملدرآمد کر ہی نہ سکیں۔''

اس لمحے مائیکل نے سنی کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار نمودار ہوتے دیکھے۔
اس کی آنکھیں گویا دہکنے لگیں۔ مائیکل نے ابھی تک اسے اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ تاہم

جب وہ بولا تو اس کی آواز محض سرسراتی ہوئی سی تھی۔ ”مجھے ان ”فیملیز“ کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔ ان کے حق میں بہتر یہی ہوگا کہ جب ہمیں سولوزو پر جھپٹنے کا موقع ملے بیچ میں نہ آئیں۔“

اسی اثناء میں کچن کی طرف سے کچھ شور کی سی آوازیں سنائی دیں۔ وہاں مینزا آدمی کھانے پکانے میں مصروف تھے۔ مینزا اٹھ کر دیکھنے گیا کہ معاملہ کیا ہے۔

جب مینزا کچن سے واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بلٹ پروف جیکٹ تھی سنی اور ہیگن اس جیکٹ کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ وہ براسی کی جیکٹ تھی جسے وہ بہت خاص موقعوں پر پر باہر جاتے وقت لباس کے نیچے پہنتا تھا۔ اس جیکٹ کے اندر درمیا سائز کی ایک مردہ مچھلی پھنسی ہوئی تھی۔

مینزا سپاٹ سے لہجے میں بولا۔ ”یہ بلٹ پروف جیکٹ چند منٹ پہلے ہما علاقے کے قریب پڑی پائی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سولوزو کو اپنے مخبر اور ہمارے گیٹو کے انجام کی خبر مل گئی ہے۔ اس کے جواب میں اس نے یہ جیکٹ ہمارے لئے ہے۔“

ٹیسو نے بھی تقریباً اتنے ہی سپاٹ لہجے میں کہا۔ ”اب ہمیں کم از کم یہ معلو کہ براسی کہاں ہے۔ اب ہمیں اس کے انتظار کی کشیدگی میں مبتلا رہنے کی ضرورت نہی

سنی نے سگار کا ایک کش لیا اور مشروب کا ایک گھونٹ بھرا۔ اس کے چہ سرخی تھی مگر وہ کچھ بولا نہیں۔ مائیکل کی آنکھیں قدرے پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ بلٹ جیکٹ میں پھنسی ہوئی مچھلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ”اسکا مطلب کیا ہے؟“

ہیگن بولا۔ ”یہ سسلی کے باشندوں کا...... ایک مخصوص پیغام بھیجنے کا انداز۔ مچھلی اس بات کی علامت ہے کہ براسی کو ہلاک کر کے سمندر کی تہہ میں پہنچا دیا گیا جہاں غالباً اب تک اس کی لاش مچھلیوں کی خوراک بن چکی ہوگی۔“

ہیگن گو کہ سسلی کا نہیں تھا مگر وہ اس بات سے واقف تھا......!

☆......☆......☆

مائیکل اس رات جب اپنی دوست اور ”غیر رسمی“ منگیتر ’کے‘ سے ملنے شہر روانہ ہوا کا دل بجھا ہوا سا تھا۔ مینزا کے دو آدمی اسے گاڑی میں اس ہوٹل کے قریب پہنچانے لئے روانہ ہوئے تھے جہاں ’کے‘ ٹھہری ہوئی تھی۔ وہ اس بات کا خیال رکھ رہے تھے کہ تعاقب تو نہیں کیا جا رہا؟ یہی چیک کرنے کے لئے وہ پہلے گاڑی کو اِدھر اُدھر گھماتے ۔ جب انہیں اطمینان ہو گیا تب انہوں نے صحیح راستہ اختیار کیا۔

مائیکل نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ ”فیملی“ کے سنگین معاملات میں اس حد تک ہو جائے گا۔ گو ابھی تک اس نے بہ ذات خود فون اٹینڈ کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا تھا اس کے سامنے بہر حال تمام اہم باتیں ہو رہی تھیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ”فیملی“ خفیہ معاملات میں شریک ہو چکا ہے۔ یہ احساس اسے مضطرب بھی کر رہا تھا اور وہ اپنے کو پژمردہ سا بھی محسوس کر رہا تھا۔

وہ ’کے‘ کے معاملے میں بھی دل ہی دل میں ایک ہلکے سے احساسِ جرم کا شکار ۔ اس نے ’کے‘ کو اپنی فیملی کے متعلق صحیح طور پر کچھ زیادہ نہیں بتایا تھا۔ اگر کچھ باتوں کی اشارے بھی دیئے تھے تو وہ مذاق کے سے انداز دیئے تھے جن سے ”فیملی“ کی اصلی ابھر کر سامنے نہیں آتی تھی۔ بس کچھ ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ مہم جو اور ذرا دلیر قسم کے لوگ جیسے عام طور پر بعض میکسیکن یا دیہی ماحول کی فلموں میں دکھائے جاتے تھے۔

اپنے باپ پر فائرنگ کے واقعے کے بارے میں بھی اس نے یہ تاثر دینے کی کی تھی کہ وہ ایک قسم کا حادثہ تھا...... لیکن اب حالات سے رفتہ رفتہ کچھ اور ہی تصویر کر سامنے آ رہی تھی۔ اس نے تو ’کے‘ سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اب مزید کچھ نہیں ہوگا...... واقعات بتا رہے تھے کہ ابھی تو بات شروع ہی ہوئی تھی۔ آگے آگے نہ جانے کیا کچھ تھا! وہ کب تک ’کے‘ کے سامنے تلخ اور سنگین حقائق کو مبہم لفظوں کے پردوں میں لپیٹ سکتا تھا؟ یہ اس کی فطرت کے بھی خلاف تھا۔ وہ بنیادی طور پر ایک راست گو نوجوان تھا۔

زیادہ تر سچ ہی بولتا تھا اور پھر جسے وہ زندگی کی ساتھی بنانے کا ارادہ رکھتا تھا، اسے بھلا اندھیرے میں رکھ سکتا تھا؟

دوسری طرف مسئلہ یہ بھی تھا کہ اس مرحلے پر وہ اپنی فیملی سے لاتعلقی بھی ا نہیں کرسکتا تھا۔ وہ بحران میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا تھا...... بلکہ حقیقت یہ تھی، اسے معاملات میں اپنا بے ضرر سا کردار اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اس کے بھائی او ڈیگن وغیرہ کا اس کے ساتھ کچھ ایسا تھا جیسے وہ بے چارہ کچھ کرنے کے قابل نہیں ہے...... شریف مزاج اور ڈرپوک سا آدمی تھا، اس لئے صرف فون سننے پر بٹھا دیا گیا تھا۔ ان کی نظر میں اس بات کی بھی کوئی اہمیت نہیں تھی کہ اسے میدانِ جنگ میں شجاعت کے کارنامے ا دینے پر تمغے دیئے گئے تھے۔ شاید ''فیملی'' کی سرگرمیوں میں نادیدہ تمغے حاصل کرنا مید جنگ میں تمغے حاصل کرنے سے زیادہ مشکل تھا!

انہی سوچوں میں الجھا، وہ جب ہوٹل میں داخل ہوا تو 'کے' لابی میں ہی ا منتظر تھی۔ انہوں نے کھانا اکٹھے کھایا۔ کھانے کے بعد کافی پینے کے دوران 'کے' نے پوچ
''تم اپنے والد کو دیکھنے اسپتال کب جاؤ گے؟''

مائیکل گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔ ''ویسے تو ملاقات کا وقت ساڑھے آٹھ بجے ہو جاتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس وقت وہاں جاؤں جب سب لوگ رخصت ہو ہوں۔ پاپا ایک پرائیوٹ کمرے میں ہیں۔ ان کی دیکھ بھال لئے نرسیں بھی خاص طور پر...... الگ مقرر کی گئی ہیں۔ اس لئے امید یہی ہے کہ بے و جانے پر بھی کوئی مجھے نہیں روکے گا اور میں کچھ دیر پاپا کے پاس بیٹھ سکوں گا...... لیکن خیال ہے پاپا ابھی بات کرنے کے قابل نہیں ہوں گے...... بلکہ شاید انہیں تو پتا بھی نہ سکے کہ میں ان کے پاس آیا تھا...... لیکن...... بہرحال...... مجھے جانا تو ہے۔''

'کے' بولی۔ ''مجھے تمہارے پاپا کے بارے میں سوچ کر اتنا دکھ ہو رہا ہے بے دردی سے انہیں گولیاں ماردی گئیں۔ میری دعا ہے وہ جلدی صحت یاب ہو جائیں۔

تمہاری بہن کی شادی کے موقع پر انہیں دیکھا تھا۔ وہ اتنے اچھے، مہذب اور شائستہ انسان لگ رہے تھے۔ اخبارات ان کے بارے میں جو کچھ چھاپ رہے ہیں، مجھے تو اس پر یقین نہیں آرہا۔''

''تمہیں یقین کرنا بھی نہیں چاہئے۔'' غیر ارادی طور پر مائیکل کے منہ سے نکلا۔ ایک بار پھر اس کے سامنے سچ بولتے بولتے رہ گیا۔ نہ جانے کون سی طاقت اسے باز رکھتی تھی۔ گو وہ 'کے' سے محبت کرتا تھا...... اس پر اسے پورا اعتماد تھا...... لیکن نہ جانے کیوں اپنے والد اور ''فیملی'' کے بارے میں مکمل طور پر سچ بولنے کے معاملے میں اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دیتی تھی۔ ایسے موقع پر کوئی غیبی طاقت گویا اسے مبہم سے انداز میں احساس دلاتی تھی کہ 'کے' بہرحال خاندان سے باہر کی لڑکی تھی...... غیر تھی...... فی الحال اس کا ''فیملی'' سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

''تمہیں تو کوئی خطرہ نہیں؟'' 'کے' کے لہجے میں تشویش تھی۔ اخبارات خدشہ ظاہر کررہے ہیں کہ گینگ وار نہ شروع ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو کیا تم بھی اس میں ملوث ہو گے؟''

مائیکل کے کوٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر مسکراتے ہوئے بولا۔ ''تم چاہو تو میری تلاشی لے سکتی ہو۔ نہ تو میری بغلوں ہولسٹر لگے ہوئے ہیں اور نہ میری کسی جیب میں کوئی گن وغیرہ ہے۔''

اس کے انداز پر 'کے' ہنس دی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں اوپر 'کے' کے کمرے میں چلے گئے۔ انہوں نے کچھ وقت اکٹھے گزارا...... اور پھر لیٹے لیٹے مائیکل کو غنودگی آگئی۔ شاید اس دوران 'کے' کی بھی آنکھ لگ گئی تھی۔ اچانک مائیکل ہڑبڑا کر اٹھا اور اس نے گھڑی دیکھی۔

''اوہ...... دس بج گئے......!'' وہ بڑبڑایا۔ ''مجھے فوراً اسپتال پہنچنا چاہئے......''

وہ اپنا حلیہ وغیرہ درست کرنے واش روم میں چلا گیا۔ باہر آکر جب وہ بال بنا رہا

تھا تو 'کے' پُراشتیاق لہجے میں بولی۔ "ہماری شادی کب ہوگی؟"

"بس...... ذرا پاپا ٹھیک ہو جائیں...... اور معاملات ٹھنڈے پڑ جائیں......

جب تم کہو گی، ہم شادی کر لیں گے۔" مائیکل نے جواب دیا پھر ایک لمحے کے توقف

بولا۔ "لیکن...... میرا خیال ہے...... اس دوران تم اپنے والدین کو تفصیل سے سب کچھ بتا

تو بہتر ہے۔"

"کیا بتا دوں؟" 'کے' نے آئینے میں ترچھی نظروں سے اس کی طرف دیکھ

ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ تمہاری ملاقات اطالوی نسل کے ایک ہینڈسم اور دلیر نوجوان سے ہو

ہے......" مائیکل مسکراتے ہوئے بولا۔ "جس کا تعلیمی ریکارڈ بھی اچھا ہے اور جو جنگ

بھی حصہ لے چکا ہے۔ کئی تمغے بھی حاصل کر چکا ہے۔ نوجوان بہت محنتی اور ایماندار

صاف ستھری زندگی گزار رہا ہے...... لیکن خرابی بس یہ ہے کہ اس کا باپ مافیا کا چیف

جس کے کاموں کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ کبھی کبھی اسے بعض بدمعاشوں کو قتل بھی کرنا......

کرانا پڑتا ہے...... بڑے بڑے سرکاری افسروں کو رشوتیں بھی دینا پڑتی ہیں اور کبھی کبھی

بھی گولیاں کھانی پڑتی ہیں...... لیکن...... ان سب باتوں سے اس کے شریف، دیانتدار

محنتی بیٹے کا کوئی تعلق نہیں...... کیا تمہیں یہ سب باتیں یاد رہ جائیں گی؟"

'کے' پیچھے ہٹ کر باتھ روم کے دروازے سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔ "کیا

سب سچ ہے؟ میرا مطلب ہے، جو کچھ تم اپنے والد کے بارے میں کہہ رہے ہو......؟"

"صحیح طور پر مجھے خود بھی معلوم نہیں۔" مائیکل نے دیانتداری سے جواب دیا

"لیکن اگر ان باتوں کی تصدیق ہو جائے تب بھی مجھے کوئی حیرت نہیں ہوگی۔"

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا تو 'کے' بولی۔ "اب تم سے کب ملاقات ہوگی؟"

مائیکل پلٹ کر محبت سے اس کا کندھا تھپکتے ہوئے بولا۔ "میں چاہتا ہوں کہ

تم گھر واپس چلی جاؤ اور اچھی طرح حالات پر غور کر لو۔ میری خواہش اور کوشش یہی ہے

میری فیملی کو اس وقت جو حالات درپیش ہیں، ان کا سایہ تم پر نہ پڑے۔ کرسمس کی چھٹیاں گزر جائیں تو میں بھی کالج آ جاؤں گا۔ پھر اکٹھے بیٹھ کر سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ ٹھیک ہے؟"

"ٹھیک ہے۔" 'کے' نے طمانیت سے جواب دیا۔ اس وقت اس کے دل میں گویا مائیکل کے لئے محبت کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔ اسے مائیکل کی محبت میں گرفتار ہوئے تو کافی دن گزر چکے تھے لیکن اس محبت میں اتنی شدت اس نے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔

اس وقت اگر کوئی اسے بتاتا کہ اب وہ ایک طویل عرصے تک مائیکل کی صورت بھی نہیں دیکھ سکے گی...... تو شاید وہ بتانے والے کا منہ نوچ لیتی۔ وہ اس پیشگوئی کی اذیت برداشت نہ کر پاتی۔ شاید غم کی شدت سے اس کا دل پھٹ جاتا۔

☆......☆......☆

مائیکل جب "فرنچ ہاسپٹل" کے سامنے ٹیکسی سے اترا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سڑک سنسان پڑی تھی۔ اسپتال کے سامنے فٹ پاتھ پر بھی کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسپتال میں داخل ہونے کے بعد اسے مزید حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسپتال کی لابی میں بھی کوئی نہیں تھا۔

ڈون کارلیون اس اسپتال میں داخل تھا اور مائیکل کی معلومات کے مطابق اسپتال کی چوبیس گھنٹے کڑی نگرانی ہو رہی تھی۔ میزا اور ٹیسو کے آدمی ڈون کی حفاظت پر مامور تھے...... مگر اس وقت تو یہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ میزا یا ٹیسو کے کسی بھی آدمی کی شکل نظر نہیں آ رہی تھی۔ رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے اور اسپتال ویران سا لگ رہا تھا۔ صرف استقبالیہ کاؤنٹر پر سفید یونیفارم میں ایک عورت موجود تھی۔ معلومات بھی اسی کاؤنٹر سے حاصل کی جا سکتی تھیں لیکن مائیکل نے کچھ پوچھنے کے لئے وہاں رکنے کی زحمت نہیں کی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے والد کا کمرہ چوتھے فلور پر ہے۔ اسے اس کا نمبر بھی معلوم

تھا۔اس لئے وہ تیزی سے سیدھا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے اعصاب تن چکے تھے اور ذہن میں طرح طرح کے اندیشے سر ابھار رہے تھے۔وہ چوتھی منزل پر پہنچ گیا اور اس دوران کسی نے بھی اسے روکنے ٹوکنے کی کوشش نہیں کی۔ البتہ اس منزل پر نرسوں کے لئے بنے ہوئے شیشے کے دروازوں والے کیبن میں بیٹھی ہوئی ایک نرس نے اسے آواز دے کر کچھ دریافت کیا لیکن مائیکل نے اس کی طرف توجہ نہیں دی اور کمروں کے نمبر دیکھتا ہوا تیزی سے اپنے والد کے کمرے کی تلاش میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

اس کمرے پر پہنچ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔اس کمرے کے دروازے پر بھی کوئی آدمی تعینات نہیں تھا۔حتیٰ کہ وہاں پولیس کے وہ دو سراغرساں بھی نظر نہیں آرہے تھے جنہیں سرکاری طور پر کم از کم اس وقت تک ڈون کی حفاظت کے فرائض انجام دینے تھے جب تک وہ اس کا تفصیلی بیان نہ لے لیتے۔آخر سب کے سب کہاں مر گئے تھے؟ کہیں اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی ڈون کے کمرے میں گھس تو نہیں گیا تھا؟

یہ سوچتے ہوئے اس کے اعصاب مزید تن گئے۔کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔وہ سیدھا اندر چلا گیا۔کمرے میں روشنی بھی نہیں تھی تاہم کھڑکی کے شیشے سے چاندنی اندر آرہی تھی۔اس ملگجی روشنی میں اسے بیڈ پر لیٹے ہوئے اپنے باپ کا چہرہ نظر آ گیا۔مائیکل کو یہ دیکھ کر قدرے اطمینان ہوا کہ مدھم سانسوں کے ساتھ اس کے باپ کا سینہ اوپر نیچے ہو رہا تھا۔ اس کے منہ اور ناک میں ربڑ کی نالیاں لگی ہوئی تھیں۔بیڈ کے قریب اسٹیل کا اسٹینڈ اور نیچے شیشے کا جار وغیرہ رکھا ہوا تھا۔

مائیکل نے چند لمحے وہیں کھڑے ہو کر پہلے تو یہ اطمینان کیا کہ اس کے والد کو مزید کوئی گزند نہیں پہنچی تھی۔پھر وہ باہر آ گیا اور نرسوں کے کیبن میں پہنچا۔وہاں ڈیوٹی پر موجود نرس کو اس نے بتایا "میرا نام مائیکل ہے۔میں ڈون کارلیون کا بیٹا ہوں۔میں کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے کے لیے آیا تھا لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ ان کے آس پاس کوئی

بھی موجود نہیں ہے۔کم از کم ان دو سراغرسانوں کو تو موجود ہونا چاہئے تھا جو سرکاری طور پر ان کی حفاظت کے لئے تعینات تھے!"

نوجوان اور خوبصورت نرس کے چہرے پر قدرے نخوت تھی اور شاید اسے یہ احساس بھی تھا کہ اسے بہت سے اختیارات حاصل تھے اور اس کی شخصیت بہت اہم تھی۔وہ نرسوں والے روایتی سے انداز میں بولی۔"آپ کے والد کے پاس ملاقاتی بہت زیادہ آ رہے تھے۔ان کی وجہ سے اسپتال کا نظام بہت متاثر ہو رہا تھا۔دس منٹ پہلے پولیس آئی اور اس نے تمام لوگوں کو یہاں سے نکال باہر کیا۔باہر موجود لوگوں کو بھی پولیس نے ہٹا دیا۔پھر پانچ منٹ پہلے پولیس کے سراغرسانوں کے لئے ان کے ہیڈ کوارٹر سے فون آیا۔میں ہی انہیں بلانے گئی اور انہوں نے یہاں آ کر فون سنا تھا۔شاید ہیڈ کوارٹرز میں کوئی ہنگامی صورت حال تھی۔انہیں فوری طور پر وہاں بلایا گیا تھا۔چنانچہ وہ بھی رخصت ہو گئے......"

پھر نرس نے شاید مائیکل کے چہرے پر تشویش دیکھ کر قدرے ہمدردی سے کہا۔ "بہر حال...... تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔میں پوری طرح تمہارے والد کا خیال رکھ رہی ہوں۔تھوڑی تھوڑی دیر بعد انہیں دیکھنے ان کے کمرے میں جاتی ہوں اور میں نے دروازہ بھی اسی لئے کھلا چھوڑا ہوا ہے کہ کمرے میں ذرا سی بھی آواز ہو تو مجھے سنائی دے جائے۔"

"شکریہ۔" مائیکل نے کہا۔"میں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھوں گا۔"

اب نرس ذرا خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسکرائی اور بولی۔"بس تھوڑی دیر ہی بیٹھیے گا۔میں آپ کو زیادہ بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔"

مائیکل اپنے والد کے کمرے میں آیا اور وہاں موجود فون پر اس نے اسپتال کے ٹیلیفون آپریٹر کو اپنے گھر کا نمبر دے کر رابطہ کرانے کے لئے کہا۔فون سنی نے ریسیو کیا۔

مائیکل نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔"سنی! مجھے اسپتال میں پہنچنے میں دیر ہو گئی تھی۔میں چند لمحے پہلے ہی پہنچا ہوں۔یہاں پاپا کے پاس...... بلکہ اسپتال کے باہر بھی

کوئی نہیں ہے۔ مینزا یا ٹیسو کا کوئی آدمی نظر نہیں آرہا۔ حتیٰ کہ پولیس کے سراغ رساں موجود نہیں ہیں۔ وہ تو اچھا ہوا کہ میں اس وقت پہنچ گیا۔ پاپا تو کسی قسم کے حفاظتی انتظا بغیر...... لاوارثوں کی طرح یہاں پڑے ہوئے ہیں۔'' اس کے لہجے میں ہلکا سا ارتعاش

سنی ایک لمحے خاموش رہا پھر نیچی آواز میں بولا۔ ''یقیناً سولوزو کوئی چال چلنے کامیاب ہو گیا ہے۔ تم نے پہلے ہی اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اس کے پاس کوئی کام کا پتہ اس لئے وہ اتنے اعتماد اور بے خوفی سے قدم اٹھا رہا ہے۔ تمہارا اندیشہ درست ثابت سنی کے لہجے میں مرعوبیت تھی۔ وہ گویا مائیکل کی ذہانت اور پیش بینی کا قائل ہو گیا تھا۔

''لیکن اس نے یہاں سے ہر آدمی کو ہٹا دینے کا کام پولیس سے کیسے لیا وہ سب کہاں چلے گئے؟'' مائیکل نے حیرت سے کہا۔ ''خدا کی پناہ! کیا اس نیٹ کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں؟ کیا پورے نیویارک کی پولیس اس کی جیب میں ہے؟''

''تم پریشان مت ہو۔'' سنی نے مربیانہ انداز میں گویا اسے تسلی دی۔ ''خوش بہر حال اب بھی ہمارے ساتھ ہے۔ اس لئے تم صحیح موقع پر وہاں پہنچ گئے۔ تمہارا جانا ہم سب کے حق میں اچھا ہوا۔ تم پاپا کے کمرے میں ہی ٹھہرو۔ دروازہ اندر سے لا لو۔ میں پندرہ منٹ کے اندر اندر کچھ آدمی وہاں بھجواتا ہوں۔ مجھے بس چند فون کالز کر گی۔ تب تک تم وہاں سے نہ ہلنا...... اور دیکھو...... گھبرانا مت......''

''میں گھبرا نہیں رہا ہوں۔'' مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔ اس لمحے وہ ا کے دشمنوں کے لئے اپنے دل میں شدید غصہ اور نفرت محسوس کر رہا تھا۔ ڈون پر قا بعد سے اس کی یہ کیفیت پہلی بار ہوئی تھی۔

فون بند کر کے اس نے نرسوں کو بلانے والی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ سنی نے ا ہدایات دی تھیں، وہ اپنی جگہ تھیں لیکن اب وہ خود اپنی عقل اور اپنی قوت فیصلہ کو بھی کا لانا چاہتا تھا۔

جب نرس کمرے میں آئی تو مائیکل نے کہا۔ ''میری بات سن کر تمہیں

ہونے کی ضرورت نہیں، میں صرف احتیاطاً اپنے والد کو کسی اور کمرے میں منتقل کرنا چاہتا ہوں، کیا یہ ممکن ہے؟''

''اس کے لئے ہمیں ڈاکٹر سے اجازت لینی پڑے گی۔'' نرس بولی۔

''معاملہ بہت ہنگامی نوعیت کا ہے......'' مائیکل بولا۔ ''سچی بات یہ ہے کہ مجھے ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ میرے والد کو ہلاک کرنے کی نیت سے اسپتال میں آنے والے ہیں۔ تم اخبارات میں ان کے بارے میں پڑھ ہی چکی ہو گی۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے، فوری طور پر کرنا ہے۔ پلیز...... میری مدد کرو...... کیا انہیں منتقل کرنے کے لئے ہمیں یہ ٹیوبس ہٹانی پڑیں گی؟''

''نہیں...... اس کی ضرورت تو نہیں...... اسٹینڈ میں بھی پہیے لگے ہوئے ہیں۔ بیڈ کے ساتھ ساتھ یہ بھی جا سکتا ہے......'' ایک لمحے کی ہچکچاہٹ کے بعد نرس بولی۔ ''اس فلور پر کونے کا ایک کمرہ خالی ہے۔''

چند لمحوں کے اندر اندر ان دونوں نے بیڈ اور اسٹینڈ دھکیل کر اسی فلور کے کونے کے کمرے میں منتقل کر دیا۔ مائیکل نے نرس سے کہا۔ ''بہتر یہی ہے کہ تم بھی اسی کمرے میں رہو...... اگر تم باہر اپنے کیبن میں رہیں تو ممکن ہے تمہیں بھی کوئی گزند پہنچ جائے۔''

اسی لمحے مائیکل نے بیڈ کی طرف سے اپنے والد کی بوجھل...... لیکن تحکمانہ سی آواز سنی۔ ''مائیکل! کیا یہ تم ہو......؟ یہاں کیا ہو رہا ہے؟''

مائیکل کا دل گویا اچھل کر حلق میں آ گیا...... لیکن اس کی یہ کیفیت خوشی سے ہوئی تھی۔ اس وقت غیر متوقع طور پر اسے اپنے باپ کی آواز سن کر بہت خوشی ہوئی تھی۔ وہ پلٹ کر بیڈ پر جھک گیا۔ اس نے باپ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

''ہاں پاپا! یہ میں ہوں...... مائیکل......'' وہ اپنی آواز کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ ''یہاں کچھ نہیں ہو رہا...... بس میں ذرا احتیاطی اقدامات کر رہا تھا۔ مجھے خطرہ ہے کہ کچھ لوگ یہاں آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آنے والے ہیں۔ اس

لئے میں نے آپ کو دوسرے کمرے میں پہنچا دیا ہے۔ اب آپ کوئی آواز مت نکالئے۔ اگر کوئی آپ کا نام لے کر پکارے تب بھی کوئی جواب مت دیجئے گا۔ بہر حال، میں یہاں موجود ہوں۔ آپ کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں......"

گوڈون کارلیون اس وقت مکمل طور پر ہوش و حواس میں نہیں تھا اور دواؤں کے اثرات کے باوجود بڑی تکلیف میں تھا...... لیکن وہ مشفقانہ انداز میں، نیم وا آنکھوں سے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا اور بیٹھی بیٹھی سی آواز میں بولا۔ "میں بھلا کیوں خوفزدہ ہوں گا؟ میں جب بارہ سال کا تھا...... تب سے نہ جانے کون کون لوگ مجھے قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

☆......☆......☆

"فرنچ ہاسپٹل" زیادہ بڑا نہیں تھا۔ مائیکل کمرے کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر باہر سڑک تک کا منظر دیکھ سکتا تھا۔ اسپتال میں داخل ہونے کا ایک ہی دروازہ تھا اور وہ مائیکل کی نظر میں تھا۔ اسپتال میں داخل ہونے والے کسی بھی شخص کو وہ آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اگر وہ اسپتال کے گیٹ پر جا کر کھڑا ہو جائے تو زیادہ اچھا ہوگا۔ داخلی دروازے پر اس کا بے خوفی سے کھڑے ہونا کسی بھی حملہ آور کو کم از کم وقتی طور پر تشویش میں مبتلا کر سکتا تھا۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا اور اسپتال کے گیٹ سے نکل کر فٹ پاتھ پر ایک اسٹریٹ لائٹ کے عین نیچے کھڑا ہو گیا تا کہ آنے والا دور سے ہی اس کی شکل دیکھ لے اور اگر وہ اسے پہچانتا ہو تو اس کی موجودگی سے کسی نہ کسی حد تک ہڑبڑا سکے۔

اس نے سگریٹ سلگا لی۔ اس اثناء میں اسے ایک نوجوان موڑ سے نمودار ہو کر اسپتال کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کی بغل میں ایک پارسل سا دبا ہوا تھا۔ وہ جب روشنی میں آیا تو مائیکل کو اس کا چہرہ کچھ شناسا سا لگا لیکن اسے یاد نہیں آ سکا کہ اس نے پہلے اسے کہاں دیکھا تھا۔ نوجوان سیدھا اسی کی طرف آیا اور اس کے عین سامنے آن رکا۔

پھر وہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "ڈون مائیکل! آپ نے مجھے پہچانا؟ میں اینزو ہوں...... میں مسٹر نیزورین کی بیکری پر کام کیا کرتا تھا...... ان کا معاون تھا...... اب میں ان کا داماد بھی ہوں۔ آپ کے والد نے میرے کاغذات بنوا کر مجھے امریکا کی شہریت دلوائی تھی۔ اس طرح گویا انہوں نے مجھے ایک نئی زندگی دی تھی۔ میں ان کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا۔"

مائیکل نے اس سے ہاتھ ملایا۔ اسے اب یاد آ گیا تھا کہ وہ کون تھا۔ اینزو نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے والد کی عیادت کے لئے آیا تھا...... مگر مجھے بہت دیر ہوئی ہے۔ کیا اسپتال والے اس وقت مجھے اندر جانے دیں گے؟" اس کا لہجہ اطالوی تھا۔

مائیکل نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں...... لیکن بہر حال...... تمہارا بہت شکریہ...... میں ڈون کو بتا دوں گا کہ تم آئے تھے۔"

اسی لمحے بڑی سی ایک سیاہ کار سڑک کے کونے پر نمودار ہوئی اور ہلکی...... مگر گرجدار سی آواز کے ساتھ ان کی طرف آتی دکھائی دی۔ مائیکل نے جلدی سے نیچی آواز میں کہا۔ "شاید یہ پولیس ہو۔ ممکن ہے یہاں کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے اور تم بھی اس کی لپیٹ میں آ جاؤ۔ تم چاہو تو فوراً یہاں سے رخصت ہو سکتے ہو۔"

نوجوان اینزو کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے خوف نمودار ہوا مگر دوسرے ہی لمحے وہ گویا دل ہی دل میں کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولا۔ "اگر کوئی مسئلہ کھڑا ہوا تو میں اپنی بساط کے مطابق تمہارے کام آنے کی کوشش کروں گا۔ ڈون نے مجھ پر جو احسان کیا ہے، اس کے بعد اتنا تو میرا فرض بنتا ہے۔"

حالانکہ پولیس کے سامنے کسی مسئلے میں الجھنے سے اس کی وہ شہریت منسوخ ہو سکتی تھی جو اسے بڑی مشکل سے ملی تھی مگر اس وقت اس نے مائیکل کے کہنے کے باوجود راہِ فرار اختیار نہ کر کے بڑی جواں مردی کا ثبوت دیا تھا۔ مائیکل کو اس کی بات بہت اچھی لگی۔ وہ

اس کے جذبے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اسے احساس ہوا کہ اینزو کی اس وقت اس کے ساتھ موجودگی اس کے بہت مفید بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ اسے خیال آیا تھا کہ عین ممکن ہے اس سیاہ کار میں پولیس بجائے سولوزو کے آدمی ہوں۔ وہ دروازے پر دو نوجوانوں کو کھڑے دیکھ کر خوفزدہ تھے اور اپنے ارادوں پر عملدرآمد کا ارادہ ملتوی کر سکتے تھے۔

وہ کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس میں کوئی فیملی تھی۔ ان لوگوں نے اسپتال کی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ مائیکل کے تنے ہوئے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑ گئے۔ اس اینزو کو بھی ایک سگریٹ سلگا کر دیا۔ دونوں نوجوان اسٹریٹ لائٹ کے نیچے کھڑے کے کش لیتے رہے۔

وہ دونوں سگریٹ تقریباً ختم کر چکے تھے جب ایک اور بڑی سی سیاہ کار سڑک پر نمودار ہو کر ان کی طرف مڑتی نظر آئی۔ اس کی رفتار بے حد کم تھی اور وہ فٹ سے تقریباً لگ کر چل رہی تھی۔ ان کے قریب آتے آتے وہ گویا رکنے لگی۔ مائیکل میں موجود افراد کو دیکھنے کے لئے آنکھیں سکیڑ کر ذرا گردن جھکائی تو یکدم کار کی رفتار اور وہ آگے نکلتی چلی گئی۔ ایسا لگا جیسے کسی نے اسے پہچان کر، وہاں رکنے کا ارادہ ملتوی تھا۔

مائیکل نے ایک اور سگریٹ سلگا کر اینزو کو دی۔ اس نے دیکھا اینزو میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔ مائیکل کو یہ دیکھ کر خود اپنے بارے میں حیرت ہوئی کہ ہاتھوں میں ذرا بھی لرزش نہیں تھی۔

انہیں وہاں کھڑے مزید دس منٹ بھی نہیں گزرے ہوں گے کہ فضا میں کار کے سائرن کی آواز گونج اٹھی۔ ایک پولیس کار تیز رفتاری سے اس طرح موڑ عبور ان کی طرف آئی کہ اس کے ٹائر چرچرا اٹھے۔ کار اسپتال کے عین سامنے آن رکی۔ اسکواڈ کاریں اس کے پیچھے پیچھے آن پہنچیں۔

چند لمحے بعد اسپتال کے گیٹ پر بہت سے باوردی پولیس والے نظر آنے لگے۔ ل نے سکون کی سانس لی۔ غالباً سنی پولیس کے محکمے کو حرکت میں لانے میں کامیاب ہو تھا۔ مائیکل پولیس آفیسرز کو خوش آمدید کہنے کے ارادے سے آگے بڑھا۔

اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے کوئی خیر مقدمی لفظ نکلتا، دو جسیم اور مضبوط پولیس ں نے اس کے دونوں بازو سختی سے پکڑ لئے اور تیسرا اس کی تلاشی لینے لگا۔ پھر ایک تنومند ں کیپٹن آگے آتا دکھائی دیا۔ پولیس والوں نے احتراماً جلدی سے اس کے لئے راستہ دیا۔ اس کی ٹوپی پر طلائی نشان چمک رہا تھا۔ اس کے بال، جو ٹوپی کے نیچے سے ک رہے تھے، ان میں سفیدی غالب تھی اور وہ خاصا موٹا بھی تھا۔ اس کے باوجود وہ توانا اور سانڈ کی طرح مضبوط معلوم ہو رہا تھا اس کا چہرہ سرخ اور پر گوشت تھا۔

وہ مائیکل کے سامنے آن رکا اور کھردری آواز میں برہمی سے بولا۔ ”میرا خیال تھا میں نے تم سب بدمعاشوں کو حوالات میں ڈال دیا ہے۔ تم کہاں سے آگئے۔ اور کون ہو یہاں کیا کر رہے ہو؟“

اس سے پہلے کہ مائیکل کوئی جواب دیتا، اس کی تلاشی لینے والے نے اپنے آفیسر طلع کیا۔ ”اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے کیپٹن!“

مائیکل خاموشی سے کیپٹن کا گہری نظروں سے جائزہ لے رہا تھا۔ سادہ لباس لے ایک سراغرساں نے دبی دبی سی آواز میں کیپٹن کو بتایا۔ ”یہ مائیکل کارلیون ہے۔ ن کارلیون کا بیٹا......“

مائیکل نے کیپٹن کی نیلی اور سفاک آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پُرسکون لہجے میں ھا۔ ”وہ دونوں پولیس سراغرساں کہاں ہیں جنہیں میرے والد کی حفاظت کے لئے کاری طور پر تعینات کیا گیا تھا؟ انہیں کس نے ان کی ڈیوٹی سے ہٹایا تھا؟“

پولیس کیپٹن کا سرخ چہرہ غصے بالکل ہی لال بھبھوکا ہو گیا۔ وہ مائیکل کو ایک گالی ے کر غضب ناک انداز میں گرجا۔ ”تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے؟ میں نے ہٹایا

تھا انہیں ڈیوٹی سے، اب بتاؤ تم میرا کیا بگاڑو گے؟ جب تمہارے باپ کو گولیاں ماری گئیں...... اس موقع پر اگر میں موجود ہوتا تو میں اسے بچانے کے لئے انگلی بھی نہ ہلاتا۔ لوگوں جیسے بدمعاش اگر آپس میں لڑلڑ کر ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ اب فوراً یہاں سے دفع ہو جاؤ اور مریضوں سے ملاقات کے جو اوقات مقرر ہیں۔ ان کے علاوہ میں ایک لمحے کے لئے بھی یہاں تمہاری شکل نہ دیکھوں...... سمجھے؟"

مائیکل بدستور گہری نظر سے پولیس کیپٹن کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ حیرت انگیز بات تھی کہ اسے اب بھی غصہ نہیں آیا تھا۔ اس کے برعکس اس کا ذہن نہایت تیزی سے منطقی انداز میں حالات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیپٹن سولوزو کے ہاتھ بکا ہوا تو نہیں تھا؟ عین ممکن تھا کہ چند منٹ پہلے گزرنے والی کار میں سولوزو خود موجود ہو۔ اسپتال کے گیٹ پر مائیکل اور ایک نو سے نوجوان کو کھڑے دیکھ کر اس نے اپنے ارادوں پر عملدرآمد کا ارادہ ملتوی کر دیا ہو آگے جاتے ہی پولیس کیپٹن سے رابطہ کر کے اس سے کہا ہو۔ "میں نے تو تمہیں تم آدمیوں اور پولیس کے سراغرسانوں کو اسپتال سے ہٹانے کے لئے بھاری رقم دی تھی۔ لیکن وہاں تو اب بھی ڈون کا بیٹا اور دوسرے لوگ موجود ہیں۔ کیا راستہ صاف کرنا اسے ہیں؟"

مائیکل پُرسکون لہجے میں کیپٹن سے مخاطب ہوا۔ "میں اس وقت تک اسپتال۔ کہیں نہیں جاؤں گا جب تک تم میرے والد کے کمرے پر کچھ پولیس آفیسرز کو حفاظت لئے تعینات نہیں کر دیتے۔"

کیپٹن نے اس بات کا جواب دینے کی زحمت نہیں کی اور اپنے پاس کھڑے لباس والے سراغرساں کو مخاطب کیا۔ "فل! اس بدمعاش کو بھی لے جا کر حوالات میں دو۔"

سراغرساں نے ہچکچاہٹ آمیز انداز میں گویا کیپٹن کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "

جوان کے پاس سے کوئی ہتھیار برآمد نہیں ہوا ہے کیپٹن! اس کا شمار میدانِ جنگ کے ہیروز میں ہوتا ہے...... اور یہ کبھی کسی قسم کے ناجائز دھندوں اور گروہ بازی میں ملوث نہیں رہا۔ اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی تو اخبارات ہنگامہ کھڑا کر سکتے ہیں۔"

کیپٹن قہر برساتی آنکھوں سے سراغرساں کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔ "لعنت ہو تم پر......! میں تم سے کہہ رہا ہوں، اسے لے جا کر حوالات میں بند کر دو۔"

اس لمحے مائیکل پلک جھپکائے بغیر کیپٹن کو گھورتے ہوئے پرسکون لہجے میں بول اٹھا۔ "میرے والد کو ہلاک کرنے کے لئے راستہ صاف کرنے کا تمہیں سولوزو نے کتنا معاوضہ دیا ہے کیپٹن؟"

کیپٹن کے چہرے سے یوں لگا جیسے وہ غصے کی شدت سے ذہنی توازن کھو بیٹھے گا۔ اس نے مائیکل کے دائیں بائیں کھڑے پولیس والوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ انہوں نے مائیکل کے بازو زیادہ مضبوطی سے جکڑ لئے اور پھر کیپٹن کا گھونسا پوری طاقت سے مائیکل کے چہرے پر پڑا۔ گھونسا کیا...... وہ گویا کوئی بھاری ہتھوڑا تھا جس کی ضرب سے مائیکل کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس نے اپنے منہ میں خون کا ذائقہ اور تین چار چھوٹی چھوٹی ہڈیوں کی موجودگی محسوس کی اور درد کا ایک سیلاب گویا اس کے چہرے اور سر میں پھیل گیا۔ اسے احساس ہوا کہ اس کے تین چار دانت ٹوٹ گئے تھے اور جبڑا ہل گیا تھا۔ اس کے سر کے اندر گویا بم پھٹ گیا تھا۔

اگر دونوں پولیس والوں نے اس کے بازو مضبوطی سے نہ پکڑ رکھے ہوتے تو شاید وہ گر جاتا تاہم وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ اسے احساس تھا کہ سادہ لباس والا سراغرساں اس کے اور کیپٹن کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔ وہ کیپٹن سے کہہ رہا تھا۔ "خدا کی پناہ کیپٹن! تم نے اسے زخمی کر دیا ہے۔"

کیپٹن بلند آواز میں بولا۔ "کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں نے تو اسے چھوا بھی نہیں...... یہ گرفتاری میں مزاحمت کر رہا تھا اور مجھ پر حملہ کرنے کے لئے جھپٹ رہا تھا مگر ٹھوکر کھا

کرگر پڑا۔ یوں اسے چوٹ لگ گئی...... سمجھ میں آئی بات؟"

مائیکل کی آنکھوں کے سامنے سرخی آمیز دھندلاہٹ سی پھیل گئی تھی۔ اسی حالت میں اس نے مزید چند کاریں سڑک پر نمودار ہوتے دیکھیں۔ کاریں اسپتال کے قریب آکر رک گئیں اور ان میں سے لوگ اترتے دکھائی دیئے۔ ان میں ایک کو مائیکل نے پہچان لیا۔ وہ مینزا کا وکیل تھا۔ وہ سخت اور پُراعتماد لہجے میں کیپٹن سے بات کرنے لگا۔

"کارلیون فیملی نے ڈون کارلیون کی حفاظت کے لئے چند پرائیویٹ سراغرسانوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔" وکیل کہہ رہا تھا۔ "جو میرے ساتھ آئے ہیں ان کے پاس جو ہتھیار ہیں، ان کے لائسنس بھی ان کے پاس ہیں۔ اگر تم نے انہیں گرفتار کیا تو تمہیں صبح جج کے سامنے پیش ہو کر اپنے اس اقدام کی وضاحت کرنی ہوگی۔"

پھر وکیل نے مائیکل کے لہو میں لتھڑے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا اور اس سے مخاطب ہوا۔ "تمہارے ساتھ جس نے بھی یہ سلوک کیا ہے...... کیا تم اس کے خلاف باضابطہ طور پر رپورٹ کرانا چاہتے ہو؟"

مائیکل نے بولنا چاہا تو اسے اس میں شدید دشواری پیش آئی۔ درد کی ایک نئی لہر اس کے چہرے اور سر میں پھیل گئی۔ اس کا جبڑا اپنی جگہ سے ہل چکا تھا اور بولنے کے لئے اسے حرکت دینا گویا اس کے بس میں نہیں تھا لیکن وہ بڑبڑانے کے سے انداز میں، کسی نہ کسی طرح یہ کہنے میں کامیاب ہو گیا۔ "میں گر گیا تھا...... مجھے چوٹ لگی ہے......"

کیپٹن کے چہرے پر طمانیت پھیل گئی اور اس نے فاتحانہ انداز میں وکیل کی طرف دیکھا۔ اپنی تمام تر تکلیف اور اذیت کے باوجود نہ جانے کیوں مائیکل اس وقت اپنے آپ کو ذہنی طور پر بالکل پُرسکون محسوس کر رہا تھا۔ اس کے دل میں سفاکی کی ایک سرد لہر نے جنم لیا تھا جس سے اب تک وہ ناآشنا تھا۔ کیپٹن کے لئے اس کی رگوں میں لہو کی جگہ نفرت کا لاوا دوڑنے لگا تھا لیکن وہ فی الحال عام لوگوں کی طرح اس کا ردِعمل ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ ابھی اپنے تمام محسوسات دنیا سے...... اور خاص طور پر پولیس کیپٹن سے مخفی رکھنا

چاہتا تھا۔ اس کا انداز تھا کہ شاید اس کا باپ بھی اس قسم کی صورت حال میں ایسا ہی کرتا۔

اس نے محسوس کیا کہ اُسے سہارا دے کر اسپتال کے اندر لے جایا جا رہا تھا۔ اسی دوران اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔

☆......☆......☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے اندازہ ہوا کہ اس کے جبڑے کو تار کی مدد سے صحیح جگہ پر بٹھایا گیا تھا اور اس کے چار دانت غائب تھے۔ ہیگن اس کے بیڈ کے قریب بیٹھا تھا۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو؟" ہیگن نے پوچھا۔

"اتنا برا نہیں، جتنا رات محسوس کر رہا تھا......" مائیکل نے آہستگی سے جواب دیا۔ "لیکن تکلیف بہرحال اب بھی ہے...... بہت زیادہ ہے۔"

"سنی چاہتا ہے کہ تمہیں گھر منتقل کر دیا جائے۔" ہیگن بولا۔ "کیا تم خود کو اس قابل محسوس کر رہے ہو کہ گھر چل سکو؟"

"ہاں...... چلا جاؤں گا۔" مائیکل نے جواب دیا پھر پوچھا۔ "بابا کیسے ہیں؟"

"میرا خیال ہے اب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ ہم نے ڈون کی حفاظت کے متبادل انتظامات کر لئے ہیں۔ ہم نے پرائیویٹ سراغرسانوں کی ایک پوری فرم کی خدمات حاصل کر لی ہیں جو اسپتال کے باہر تک مختلف جگہوں پر تعینات رہیں گے۔ مزید باتیں ہم کار میں گھر چلتے وقت کریں گے۔"

مائیکل کو جس کار میں گھر لے جانے کا بندوبست کیا گیا تھا اسے مینزا چلا رہا تھا۔ مائیکل اس کے برابر بیٹھا تھا ہیگن پچھلی سیٹ پر جا بیٹھا تھا۔ مائیکل کے سر میں اب بھی دھمک ہو رہی تھی اور پورے چہرے پر ٹیسیں اٹھ رہی تھیں لیکن وہ حوصلے سے یہ تکلیف برداشت کر رہا تھا۔

"پچھلی رات آخر ہوا کیا تھا؟ صحیح بات کا پتا بھی چلایا نہیں؟" مائیکل نے دریافت کیا۔

"پولیس میں ایک سراغرساں فلپس ہے جسے عام طور پر فل کہہ کر مخاطب کیا
ہے......" ہیگن بتانے لگا۔ "وہی...... جس نے پچھلی رات کیپٹن کو تمہارے معاملے
خباثت دکھانے سے روکنے کی کوشش کی تھی...... وہ ہمارا آدمی ہے اس نے ہمیں ساری با
بتائی ہے۔ پولیس کیپٹن کا نام میک کلس ہے اور وہ اس وقت سے زبردست رشوت خور
رہا ہے جب وہ محض ایک پٹرول میں تھا...... گشت پر مامور تھا۔ ہماری "فیملی" بھی ا
ماضی میں رقمیں دیتی رہی ہے لیکن وہ جلد ہی ایک سے دوسرے کے ہاتھ بک جانے
آدمی ہے اور قطعی ناقابل اعتبار ہے۔"

"ان دنوں وہ سولوزو کے ہاتھوں بکا ہوا ہوگا؟" مائیکل نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں......" ہیگن نے اثبات میں سر ہلایا۔ "سولوزو نے اسے ہمارے آدمیو
وہاں سے ہٹانے اور کوئی نہ کوئی الزام لگا کر حوالات میں ڈالنے کے لئے بھاری رقم دی
گی۔ پولیس کے دونوں سراغرسانوں کو بھی اس نے یہ جواز گھڑ کر واپس بلوا لیا کہ کہیں
ہنگامی قسم کی صورت حال میں ان کی ضرورت ہے۔ ان کی جگہ دوسرے دو پولیس وا
بھجوائے جانے تھے لیکن جان بوجھ کر کاغذات میں ان کی ڈیوٹی کے بارے میں غلط فہمی
کردی گئی تاکہ وہ اسپتال پہنچیں بھی...... تو دیر سے پہنچیں۔ یوں ڈون کو ہلاک کرنے
لئے سولوزو کو کچھ دیر کی مہلت دی گئی اور اس کا راستہ مکمل طور پر صاف کر دیا گیا۔ وہ تو ہما
خوش قسمتی تھی کہ اس دوران ہی تم وہاں پہنچ گئے۔ پولیس میں ہمارا جو آدمی ہے
سراغرساں فلپس...... اس کا کہنا ہے کہ کیپٹن کلس جس قسم کا آدمی ہے اور جیسی اس کی فطر
ہے...... اسے دیکھتے ہوئے یہ توقع رکھنی چاہئے کہ وہ دوبارہ بھی ایسی کوشش کرے گا وہ ا
بار پھر سولوزو کو موقع فراہم کرنے کی کوشش کرے گا۔ سولوزو نے اسے نہ جانے کتنی رقم دی
گی اور آئندہ کے لئے بھی نہ جانے کیا کیا وعدے کئے ہوں گے۔"

"کیا کیپٹن کلس کے ہاتھوں میرے زخمی ہونے کی خبر اخباروں میں آئی ہے؟"
مائیکل نے دریافت کیا۔

"نہیں۔" ہیگن نے جواب دیا۔ "ہم نے بھی اس معاملے میں زبان بند رکھنا ہی
بہتر سمجھا اور پولیس بھی نہیں چاہتی تھی کہ یہ معاملہ اخباروں میں آئے۔"

"یہ اچھا ہوا......" مائیکل نے طمانیت سے کہا پھر گویا اسے کچھ یاد آیا۔ "اور
نوجوان...... اینزو کا کیا بنا؟ وہ تو پولیس کے چکر میں نہیں پھنسا؟"

"نہیں...... وہ تم سے زیادہ تیز تھا......" ہیگن بولا۔ "پولیس کی زیادہ نفری دیکھتے
ہی وہ وہاں سے کھسک لیا۔"

"تاہم جب وہ گاڑی وہاں سے گزری...... جس میں غالباً سولوزو بھی موجود تھا
...... اس وقت وہ لڑکا میرے ساتھ کھڑا رہا۔" مائیکل نے بتایا پھر تعریفی لہجے میں کہا۔ "بہر
حال...... وہ اچھا نوجوان ہے۔"

"ہم اسے اس کی بہادری کے اعتراف میں کسی نہ کسی انعام سے ضرور نواز دیں
گے۔" ہیگن بولا۔ "اور ہاں...... شاید یہ خبر سن کر تم اپنی طبیعت کچھ بہتر محسوس کرو کہ آخر
کارلیون فیملی کا نام بھی "اسکور بورڈ" پر آ ہی گیا ہے۔ "ٹے ٹیگ لیا" فیملی کا سب سے بڑا
لڑکا برونو...... جو ایک نائٹ کلب چلاتا تھا...... آج صبح چار بجے مارا گیا ہے۔"

"ارے......!" مائیکل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "یہ کیسے ہو گیا؟ ہم نے تو طے کیا تھا
کہ فی الحال کوئی جواب نہیں دیں گے اور انتظار کرنے کی پالیسی پر عمل کریں گے۔"

"ہاں۔" ہیگن کندھے اچکا کر بولا۔ "ارادہ تو یہی تھا...... لیکن رات کو اسپتال
میں جو کچھ ہوا، اس کے بعد سنی کا غصہ عود کر آیا۔ وہ بہت مشتعل ہے۔ اس نے اپنے تمام
آدمیوں کو نیویارک اور نیوجرسی میں پھیل جانے کا حکم دیا ہے اور رات ان لوگوں کی نئی لسٹ
بنائی گئی ہے جنہیں نشانہ بنانا ہے۔ میں سنی کو زیادہ آگے جانے سے روکنے کی کوشش کر رہا
ہوں لیکن وہ میری نہیں سن رہا...... شاید تم اسے سمجھا سکو۔ میرا خیال ہے، اب بھی بڑے
پیمانے پر لڑائی چھیڑے بغیر معاملات طے کئے جا سکتے ہیں۔"

"میں اس سے بات کروں گا۔" مائیکل نے کہا، پھر پوچھا۔ "کیا آج ہم لوگوں

کی کوئی میٹنگ طے ہے؟''

''ہاں ......'' ہیگن نے جواب دیا۔ ''سولوزو نے آخر ہم سے رابطہ کیا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ ایک درمیانی آدمی تفصیلات طے کر رہا ہے۔ یہ ہماری جیت ہے۔ سولوزو کو اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ ہار چکا ہے...... اور اب وہ صرف اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ اپنی زندگی اور سلامتی کی ضمانت لے کر اس صورت تحال سے نکلنا چاہتا ہے۔''

ایک لمحے کے لئے توقف کے بعد ہیگن بولا۔ ''ڈون پر حملے کے فوراً بعد چونکہ ہم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اس لئے شاید سولوزو کو غلط فہمی ہوگئی کہ ہم نرم پڑ گئے ہیں اور ہم میں وہ پہلے والی بات نہیں رہی...... لیکن آج صبح ٹے ٹیگ لیا فیملی کے سب سے بڑے لڑکے کا پتا صاف ہونے کے بعد اس کی عقل کافی حد تک ٹھکانے آ گئی ہوگی اور ہمارے بارے میں اس کی غلط فہمی دور ہو گئی ہوگی۔ اس نے ڈون پر حملہ کروا کر بہت بڑا جوا کھیلا تھا......''

پھر اسے جیسے کچھ یاد آیا۔ ''اور ہاں ...... براسی کے بارے میں تصدیق ہو گئی ہے۔ اسے انہوں نے ڈون پر حملے سے ایک رات پہلے ہی ہلاک کر دیا تھا۔ اسے برونو کے نائٹ کلب میں ہی ہلاک کیا گیا تھا۔''

''اس پر یقیناً بے خبری میں جال پھینکا گیا ہوگا اور اس کے لئے کوئی زبردست سازش تیار کی گئی ہوگی۔'' مائیکل نے خیال ظاہر کیا۔ ''ورنہ وہ اتنی آسانی سے مارا جانے والا آدمی نہیں تھا۔''

☆......☆......☆

مائیکل جب لانگ بیچ پہنچا تو اس بند گلی کی فضا میں پہلے سے زیادہ کشیدگی تھی جسے ''دی مال'' کہا جاتا تھا اور جہاں کارلیون فیملی کے آٹھ گھر تھے۔ گلی کے تنگ دہانے پر موٹی سی زنجیر تو لگی تھی مگر اب ایک بڑی سی سیاہ کار نے بھی راستہ تقریباً روکا ہوا تھا۔ اس کے پاس سے ایک وقت میں تین آدمی ہی گزر سکتے تھے۔ کار سے دو آدمی ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ وہ

دونوں مکان جو گلی کے دہانے پر تھے، ان کی بالائی منزلوں کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔ مائیکل کو احساس ہوا کہ سنی اب صحیح معنوں میں چوکنا تھا اور اس نے تمام حفاظتی انتظامات کئے ہوئے تھے۔

وہ دونوں میزا کے آدمی تھے جو کار سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ انہوں نے آنے والوں کا استقبال صرف سر کے خفیف سے اشارے سے کیا۔ ان کے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ گھر کا دروازہ بھی ایک محافظ نے کھولا۔ وہ سیدھے اسی کمرے میں چلے گئے جو آفس کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ سنی اور ٹیسیو ان کے منتظر تھے۔

مائیکل کو دیکھ کر سنی اٹھ کھڑا ہوا اور اس کا مضروب چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر پیار اور فخر سے بولا۔ ''واہ...... واہ...... !! اب تم پہلے سے زیادہ خوبصورت لگ رہے ہو۔''

مائیکل نے آہستگی سے اس کے ہاتھ ہٹا دیئے اور مشروب کی بوتل سے اپنے لئے چند گھونٹ انڈیلے۔ اسے امید تھی کہ شاید اس سے جبڑے کا درد کم کرنے میں کچھ مدد ملے۔

پانچوں آدمی کمرے میں بیٹھ گئے۔ مائیکل نے محسوس کیا کہ اس کا بڑا بھائی پہلے کے مقابلے میں زیادہ مطمئن اور خوش نظر آ رہا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اسے یکسوئی حاصل ہو گئی تھی۔ وہ اب الجھن میں نہیں تھا...... بلکہ فیصلے پر پہنچ چکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ سولوزو نے گزشتہ رات ڈون کو قتل کرنے کی ایک اور کوشش کر کے گویا سنی کو یکسوئی سے فیصلہ کرنے میں آسانی فراہم کر دی تھی۔ اب صلح کا کوئی امکان نہیں رہا تھا۔

سنی نے ہیگن کو مخاطب کیا۔ ''جب تم مائیکل کو لینے گئے ہوئے تھے تو رابطے کے آدمی کا فون آیا تھا جو ہمارے اور سولوزو کے درمیان پیغامات کا تبادلہ کر رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ اب سولوزو مذاکرات کے لئے ہم سے میٹنگ کرنا چاہتا ہے۔ اس سور کے بچے کی جرات دیکھو...... جو کچھ وہ کر چکا ہے، اس کے بعد مذاکرات کرنا چاہتا ہے اور اس کا خیال شاید یہ ہے کہ اس دوران وہ مزید جو کچھ کرے، وہ بھی ہمیں صبر و تحمل سے برداشت کرنا چاہئے......''

اس نے سولوزو کو مزید موٹی سی ایک گالی دی۔

"تم نے کیا جواب دیا؟" ہیگن نے محتاط لہجے میں پوچھا۔

"میں نے کہا۔ ضرور...... ضرور...... میٹنگ تو ہونی چاہئے ...... مذاکرات تو ضروری ہیں۔ وقت اور دن وغیرہ طے کرنے کا معاملہ بھی میں نے اس پر چھوڑ دیا۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہمارے تقریباً ایک سو آدمی اسے چوبیس گھنٹے تلاش کر رہے ہیں۔ ان میں کسی کو اگر اس کی جھلک بھی نظر آ گئی تو سب...... سمجھ لو کہ وہ مارا گیا۔"

"کیا اس نے کوئی حتمی قسم کی تجویز پیش کی؟" ہیگن نے نرمی سے پوچھا۔

"ہاں ...... وہ چاہتا ہے کہ اس کی تجاویز سننے کے لئے مائیکل کو بھیجا جائے۔ رابطے کے آدمی نے مائیکل کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ جب تک مائیکل مذاکرات کے لئے ان کے ساتھ رہے گا، تب تک رابطے کا آدمی ضمانت کے طور پر ہماری تحویل میں رہے گا۔ سولوزو نے اپنی حفاظت کی ضمانت نہیں مانگی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ وہ اب ایسا مطالبہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہا ہے۔ چنانچہ ملاقات کی جگہ کا فیصلہ وہ کرے گا۔ اس کے آدمی مائیکل کو لینے آئیں گے اور ملاقات کی جگہ پر لے جائیں گے۔ مائیکل ان کی تجاویز سنے گا۔ اس کے بعد وہ مائیکل کو چھوڑ دیں گے۔ میٹنگ کی جگہ کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں بتایا جائے گا۔ سولوزو کا کہنا ہے کہ اس کی تجاویز اتنی اچھی اور معقول ہوں گی کہ ہم انہیں رد کر ہی نہیں سکیں گے۔ مذاکرات کی میز پر ہمارے معاملات ضرور طے ہو جائیں گے......"

سنی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ اس قہقہے سے سفا کی عیاں تھی۔ وہ خاموش ہوا تو کمرے میں اعصاب شکن سکوت چھا گیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہیگن نے پوچھا۔

"اور ٹے ٹیگ لیا فیملی کا ردعمل کیا ہوگا؟ ہم ان کے لڑکے برونو کو مروا چکے ہیں۔ لوگ کیا اس کے جواب میں کچھ نہیں کریں گے؟"

"نہیں۔" سنی نے جواب دیا۔ "سولوزو ہمیں جس معاہدے کی پیشکش کر رہا ہے، اس میں یہ بات بھی شامل ہے۔ رابطے کے آدمی کا کہنا ہے کہ ٹے ٹیگ لیا فیملی اس طرح

ملنے کے لئے تیار ہے جس طرح سولوزو چاہتا ہے۔ وہ لوگ اپنا کوئی الگ لائحہ عمل اختیار نہیں کریں گے۔ وہ سمجھ لیں گے کہ جو کچھ انہوں نے پاپا کے ساتھ کیا، اس کے جواب میں برونو کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اور یوں حساب برابر ہو گیا۔ وہ خبیث بڑے ہمت والے اور بڑے حسابی کتابی قسم کے لوگ ہیں۔" سنی نے اس بار زہریلے سے انداز میں قہقہہ لگایا۔

ہیگن بولا۔ "بہرحال، ہمیں ان کی بات سن تو لینی چاہئے۔"

سنی نے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں...... وکیل صاحب! اس مرتبہ بات نہیں ہوگی۔ اب ملاقاتیں اور مذاکرات بھی نہیں ہوں گے۔ رابطے کا آدمی ہمارا جواب سننے کے لئے آئندہ ہم سے رابطہ کرے گا تو میں اس سے کہہ دوں گا کہ مجھے صرف سولوزو چاہئے۔ سولوزو کو میرے حوالے کر دو تو بات ختم ہو جائے گی۔ اگر نہیں...... تو پھر تمام تر وسائل کے ساتھ جنگ ہوگی۔ ہمیں روپوش ہونا پڑا تو ہو جائیں گے اور ہمارے گن مین گلی کوچوں میں پھیل جائیں گے۔ کاروبار اگر متاثر ہوتا ہے، تو ہوتا رہے۔"

"دوسری "فیملیز" اس طرح کی جنگ کے حق میں نہیں ہوں گی۔ اس سے ہر شخص کی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے اور مسائل بڑھ جاتے ہیں۔" ہیگن نے گویا اسے یاد دہانی کرائی۔

"دوسری "فیملیز" کے پاس بھی سیدھا سا حل یہی ہے کہ وہ سولوزو کو میرے حوالے کر دیں ورنہ کارلیون فیملی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔" ایک لمحے توقف کے بعد سنی ذرا سخت لہجے میں بولا۔ "اب میں اس موضوع پر کوئی مشورہ نہیں سنوں گا کہ مجھے اس مسئلے کو کس طرح حل کرنا چاہئے، فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب تمہارا کام مجھے جیتنے میں مدد دینا ہے، نصیحتیں کرنا نہیں...... سمجھ گئے؟"

ہیگن نے سعادت مندی سے ایک لمحے کے لئے سر جھکا دیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔ کچھ توقف کے بعد وہ بولا۔ "پولیس میں ہمارا جو آدمی موجود ہے، میں نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے تصدیق کی ہے کہ کیپٹن کلس، جس نے مائیکل کو زخمی کیا تھا، سولوزو کے ہاتھ

بکا ہوا ہے اور بہت مہنگے داموں بکا ہے۔ اسے نہ صرف سولوزو سے لمبی رقمیں مل رہی ہیں بلکہ وہ مستقبل میں سولوزو کے منشیات کے کاروبار میں بھی حصے دار ہوگا۔ اس وقت وہ سولوزو کے باڈی گارڈ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اگر ہم سولوزو سے ملاقات کے لئے تیار ہوتے ہیں اور سولوزو مذاکرات کرنے آتا ہے تب بھی کیپٹن کلس اس کے ساتھ ہوگا۔ کیپٹن کلس کے بغیر سولوزو اپنی کمین گاہ سے سر نکالنے کے لئے تیار نہیں۔ سولوزو جب مائیکل سے مذاکرات کے لئے میز پر بیٹھے گا تو کیپٹن کلس اس کے برابر میں بیٹھا ہوگا۔ وہ یقیناً سادہ کپڑوں میں ہوگا لیکن اس کے پاس ریوالور ضرور ہوگا۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ایک پولیس آفیسر سولوزو کی حفاظت کر رہا ہوگا تو پھر سولوزو واقعی بہت محفوظ ہوگا کیونکہ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے نیویارک پولیس کے کسی کیپٹن کو گولی ماری ہو اور وہ اس کے نتائج بھگتنے سے بچ گیا ہو۔ اگر کیپٹن کلس مارا جاتا ہے تو اخبارات، پولیس ڈیپارٹمنٹ اور تمام چرچ والے آسمان سر پر اٹھالیں گے۔ دباؤ ناقابل برداشت ہو جائے گا۔ دوسری فیملیز بھی ہماری دشمن ہو چکی ہوں گی اور ہمارے تعاقب میں ہوں گی۔ ہماری حیثیت اچھوتوں کی سی ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ وہ سیاسی شخصیتیں جن کی وجہ سے ڈون اور اس کی ''فیملی'' کو تحفظ ملتا ہے۔ انہیں بھی ہماری طرف سے ہاتھ کھینچنا پڑے گا۔ وہ خود اِدھر اُدھر منہ چھپاتی پھریں گی۔ تمہیں ان تمام پہلوؤں کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے۔''

سنی کندھے اُچکا کر بولا۔ ''کیپٹن کلس ہمیشہ تو سولوزو کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ ہم انتظار کرلیں گے۔''

ٹیسو اور میزا دونوں سگار کے گہرے گہرے کش لے رہے تھے۔ ان کے چہروں سے اضطراب عیاں تھا لیکن وہ گفتگو میں دخل دینے کی جرأت نہیں کر رہے تھے۔ تاہم انہیں معلوم تھا کہ اگر کوئی غلط فیصلہ ہوا تو قربانی کے بکرے وہی بنیں گے۔

مائیکل نے اس دوران پہلی مرتبہ گفتگو میں حصہ لیا۔ ''کیا پاپا کو اسپتال سے گھر منتقل کیا جاسکتا ہے۔''

''یہ میں اسپتال والوں سے پہلے ہی پوچھ چکا ہوں۔'' ہیگن نے جواب دیا۔ ''ان کا کہنا ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ ڈون کی حالت اچھی نہیں ہے۔ گو کہ وہ بچ جائیں گے۔ لیکن فی الحال انہیں اسپتال سے کہیں اور منتقل کرنے کا خطرہ مول نہیں لیا جاسکتا۔ انہیں جس توجہ اور ان سہولیات کی ضرورت ہے، وہ صرف اسپتال میں ہی میسر آسکتی ہیں۔ شاید ان کا مزید کوئی آپریشن بھی ہو۔ لہٰذا اس امکان کو تو ذہن سے نکال دو کہ انہیں گھر منتقل کیا جاسکتا ہے۔''

''اس صورت میں ہمیں فوری طور پر سولوزو کو مذاکرات کی میز پر لانا ہوگا۔'' مائیکل بولا۔ ''ہم وقت ضائع نہیں کرسکتے۔ وہ شخص بہت خطرناک ہے۔ اسے احساس ہے کہ پاپا پر ان کا حملہ ناکام رہنا اس کے حق میں بہت برا ثابت ہوگا، وہ اس غلطی کی تلافی کرنے کا کوئی طریقہ سوچ سکتا ہے۔ وہ اسپتال میں بھی پاپا پر دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کرچکا ہے۔ اب وہ کوئی نئی ترکیب سوچ سکتا ہے۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی اور اتفاق تھا کہ اس کی دوسری کوشش بھی ناکام ہوگئی۔ اس پولیس کیپٹن کا تعاون حاصل ہونے کی وجہ سے وہ نہ جانے کیا کچھ کرسکتا ہے۔ ہم زیادہ خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ ہمیں اس کو جلد از جلد اس کے بل سے نکال کر سامنے لانا ہوگا۔''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو بچے!'' سنی نے پُرخیال انداز میں ٹھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔ ''ہم اس خبیث کو پاپا کے سلسلے میں مزید کوئی منصوبہ بنانے کا موقع نہیں دے سکتے۔''

''لیکن اس پولیس کیپٹن کا کیا کیا جائے؟ اس کے بارے میں بھی تو ہمیں سوچنا پڑے گا۔'' ہیگن بولا۔

''ہاں......'' سنی نے سوالیہ نظروں سے مائیکل کی طرف دیکھا۔ ''اس مردود کیپٹن کلس کے بارے میں ہم کیا لائحہ عمل اختیار کریں؟''

مائیکل ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں بولا۔ ''میں جو کچھ کہنے جارہا ہوں وہ شاید تم لوگوں کو انتہا پسندی محسوس ہو...... لیکن کبھی کبھی حالات ایسا رخ اختیار کرتے ہیں کہ انسان کو انتہا پسندانہ فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ فرض کرو، کیپٹن کلس کو ہلاک کرنا ہماری مجبوری بن جاتا ہے تو

ہمیں یہ کام اس طرح انجام دینا چاہئے کہ اس کی بددیانتی اور اس کا بکاؤ ہونا اچھی طرح عوام کے سامنے آجائے۔ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ وہ ایک بدعنوان اور رشوت خور پولیس آفیسر تھا اور گروہ بازوں کے معاملات میں ملوث تھا ان کی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہا تھا، چنانچہ ویسے ہی انجام کو پہنچ گیا، جیسے انجام کو عام طور پر ایسے لوگ پہنچتے ہیں۔ اخبارات میں بھی ہمارے آدمی موجود ہیں جنہیں ہم باقاعدگی سے مالی فائدہ پہنچاتے ہیں، انہیں ہم ٹھوس ثبوت کے ساتھ پوری کہانی فراہم کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہم پر سے دباؤ کافی کم ہو جائے گا اور کیپٹن کلس کو، مارے جانے کے بعد بھی عوام اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کی کچھ زیادہ ہمدردیاں حاصل نہیں رہیں گی۔ سب یہی سوچیں گے کہ وہ بے ایمان اور بدمعاش تھا...... ایسے لوگ اسی طرح مارے جاتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟"

مائیکل نے رائے طلب نظروں سے سب کی طرف دیکھا، ٹیسو اور میزا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سنی خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "کبھی کبھی بچے بھی عقل کی بات کر لیتے ہیں۔ تمہیں مزید جو کچھ کہنا ہے، وہ بھی کہہ ڈالو۔"

"ٹھیک ہے۔" مائیکل بولا۔ "مذاکرات کے لئے وہ لوگ مجھے بلا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ مذاکرات کی میز پر صرف ہم تین آدمی موجود ہوں گے۔ یعنی میں...... کیپٹن کلس اور سولوزو...... میٹنگ دو دن بعد رکھ لو اور اس دوران اپنے مخبروں سے یہ پتا کرانے کی کوشش کروں کہ میٹنگ کس جگہ رکھی جا رہی ہے۔ تم ان لوگوں سے اصرار کرنا کہ میٹنگ کسی عام سی جگہ پر رکھیں، جہاں لوگوں کی آمدورفت ہو۔ تم میری طرف سے کہہ دینا کہ مائیکل ان لوگوں کے ساتھ کسی مکان یا اپارٹمنٹ کے اندر جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تم تجویز دے دینا کہ ملاقات کسی ریستوران، بار یا ایسی ہی کسی جگہ پر...... اور ایسے وقت میں ہونی چاہئے۔ جب وہاں سے زیادہ سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں تاکہ میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ محسوس کروں۔ اس طرح وہ بھی خود کو محفوظ محسوس کریں گے۔ اس تجویز میں خود ان کے لئے بھی اطمینان کا پہلو ہوگا۔ یہ بات سولوزو کے ذہن میں بھی نہیں آسکتی کہ ہم پولیس کیپٹن کو بھی

کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں۔ وہ یقیناً مجھے مذاکرات کی میز تک پہنچانے سے پہلے میری لیں گے۔ اس لئے اس وقت تو واقعی میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن رات کے دوران کوئی گن میرے ہاتھوں میں پہنچانے کا کوئی طریقہ سوچو...... اگر مجھے رات کے دوران کسی طرح کوئی ریوالور میسر آجاتا ہے تو میں دونوں کا کام تمام کر دوں

چاروں افراد حیرت سے، ایک ٹک اس کی طرف دیکھنے لگے۔ انہیں گویا اپنے کانوں ین نہیں آرہا تھا۔ انہوں نے شاید کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ مائیکل کے منہ سے ایسی ن سکتے ہیں تاہم ہیگن کچھ زیادہ حیران نظر نہیں آرہا تھا۔

چند لمحے گہرا سکوت طاری رہا پھر سنی قہقہے لگانے لگا۔ قہقہے تھمے تو وہ بولا۔ "تم تو کبھی ی" کے معاملات میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ تم تو بے ضرر معاملات سے بھی تعلق نہیں رکھنا چاہتے تھے اور اب تم بیک وقت سولوزو اور کیپٹن کو ٹھکانے لگانا چاہتے لگتا ہے تم اس معاملے کو کاروباری جھگڑے سے زیادہ ذاتی دشمنی کے طور پر لے رہے صرف اس لئے کہ اس پولیس والے نے تمہارے منہ پر گھونسا مارا تھا......"

اس نے ایک اور قہقہہ لگایا پھر بولا۔ "ایک بات یاد رکھنا...... جنگ میں دشمن کو نے پر تمغے ملتے ہیں۔ یہاں دشمن کو مارنے پر سزائے موت ملتی ہے بجلی کی کرسی پر بیٹھنا ہے۔"

وہ ایک بار پھر قہقہے لگانے لگا۔ مائیکل پلکیں جھپکائے بغیر اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اٹھ کھڑا ہوا اور اسی طرح ایک ٹک اس کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔ "بہتر تم ہنسنا بند کر دو۔"

اس کی آواز میں کوئی ایسی بات تھی کہ سنی کے قہقہے یکدم رک گئے۔ میزا اور ٹیسو کے لبوں پر بھی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ مائیکل دراز قد یا بھاری بھرکم نہیں تھا۔ بظاہر اس کی بت میں مرعوب کرنے والی کوئی بھی خصوصیت نظر نہیں آتی تھی۔ اس کے باوجود اس کی

موجودگی کسی بے عنوان خطرے کا احساس دلاتی تھی۔ خاص طور پر اس وقت تو کچھ
محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ڈون کارلیون کا دوسرا جنم تھا۔

اس نے بدستور سنی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرد اور سفاک لہجے میں پوچھا
"کیا تمہارے خیال میں، میں یہ کام نہیں کر سکتا؟"

"نہیں...... مجھے تو یقین ہے کہ تم یہ کام کر سکتے ہو......" سنی فوراً بولا۔ "تم نے جو
کہا، میں اس پر نہیں ہنس رہا ہوں۔ میں تو حالات کے تغیر اور وقت کی ستم ظریفی پر ہنس
رہا ہوں۔ میرا تو بچپن سے ہی تمہارے بارے میں یہ خیال تھا کہ تم گھر میں سب سے ز
سخت جان اور غصیلے ہو۔ تم چھوٹے ہوتے ہوئے بھی دونوں بڑے بھائیوں سے لڑ
لڑتے تھے۔ تم کسی سے نہیں ڈرتے تھے......"

وہ ایک بار پھر ہنسا لیکن اس بار اس کا انداز مختلف تھا۔ "اور سولوزو نے مذاکرات کے
لئے تمہیں بھیجنے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ اس گدھے کے خیال میں تم سب سے کمزور اور
ہو۔ شاید اس کی یہ رائے اس لئے بھی مزید مضبوط ہوگئی ہو کہ تم نے کیپٹن کلس سے گھونسا
کر کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا اور تمہارے بارے میں پہلے ہی سے مشہور ہے کہ تم فیملی
کے معاملات میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتے۔ تمہیں بلانے میں وہ کوئی خطرہ محسوس نہیں
رہا۔"

اس نے ایک لمحے توقف کیا۔ پھر وہ بولا تو اس کے لہجے میں فخر جھلک آیا۔ "لیکن
بہرحال کارلیون فیملی کے فرد ہو اور اس بات کا اندازہ صرف مجھے تھا کہ جب تم بھر
لے کر بیدار ہو گئے تو تمہارے اوپر سے گویا ایک خول اتر جائیگا۔ جس دن سے پاپا پر حملہ
ہے اس دن سے میں اسی تبدیلی کے انتظار میں تھا۔ مجھے معلوم تھا تم میرا دایاں بازو
ہو گے اور ان سور کے بچوں کا قصہ ختم کرنے میں میرا ساتھ دو گے جو ڈون اور اس کی
تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جبڑے پر صرف ایک گھونسا پڑنے سے تمہارے اندر
باہر آ گیا ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہے۔" اس نے جوشیلے انداز میں ہوا میں گھونسا چلایا۔

کمرے میں پھیلی ہوئی کشیدگی گویا بہت کم ہوگئی۔ مائیکل اب ذرا دھیمے لہجے میں
"میں یہ کام اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ میں سولوزو کو پاپا پر ایک اور حملے کا موقع دینا نہیں
تا۔ جو کچھ میں نے سوچا ہے، میرے خیال میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ صرف
ہی ہوں جسے ان لوگوں کے سامنے جانے کا موقع مل سکتا ہے اور میں ہی یہ کام کر سکتا
تم بھی کر سکتے تھے...... لیکن ایک تو وہ لوگ تمہیں اپنے قریب پھٹکنے کا موقع نہیں دیں
دوسرے تم بیوی بچوں والے ہو۔ تمہیں ان کے بارے میں بھی سوچنا ہے اور اس وقت
"فیملی" کے معاملات کو بھی سنبھالنا ہے جب تک پاپا تندرست نہیں ہو جاتے۔ فریڈ ابھی
بھی کرنے کے قابل نہیں ہے۔ چنانچہ میں یہ سب باتیں منطقی جواز کے تحت کر رہا ہوں۔
ے جبڑے پر گھونسا پڑنے کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

سنی آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔ "مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے
تمہارے پاس جواز کیا ہے یا تم کیا سوچ رہے ہو۔ میرے لئے تو بس یہ بات اہم ہے کہ
ہمارے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے ہو۔ اور میرے خیال میں تم جو کچھ کہہ رہے ہو، وہ بالکل
ہے۔"

پھر وہ ہیگن کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ "تم کیا کہتے ہو ہیگن؟"

"لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ جو کوئی بھی یہ کام کرے گا، اسے بہت سے خطرات کا
نا کرنا ہوگا۔ پولیس اور دوسرے بہت سے لوگ اس کے خون کے پیاسے ہوں گے۔ کیا
سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی یہ کام مائیکل کے سپرد کرنا ضروری ہے؟"

"تو پھر میں ہی کر لیتا ہوں۔" سنی بولا۔

ہیگن نے نفی میں سر ہلایا۔ "یہ بات تو پہلے ہی ہو چکی ہے۔ سولوزو کے ساتھ اگر پولیس
کا کیپٹن ہوں تب بھی وہ تمہیں اپنے قریب نہیں پھٹکنے دے گا۔ اس کے علاوہ وہ دوسری
بھی اہم ہے کہ اس وقت تم ہی فیملی کے سربراہ ہو۔ ہم تمہیں اتنے بڑے خطرے میں
ڈال سکتے۔"

ہیگن ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر ٹیسو اور میزا کی طرف متوجہ ہوتے ہو
بولا۔ ''تمہارے پاس کوئی ٹاپ کا آدمی ہے جو یہ کام کر سکے؟''

ٹیسو اور میزا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ہیگن نے مزید کہا۔ ''جو آدمی بھی کام عمدگی سے کر دے گا اسے یا اس کے اہل خانہ کو باقی تمام زندگی میں کبھی کسی مالی مسئ سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔''

میزا بولا۔ ''میزا اور ٹیسو کے تمام ٹاپ کے آدمیوں کو سولوزو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ اگر ہم نے ان میں سے کسی کو مذاکرات کے لئے بھیجا تو سولوزو اسے دور سے دیکھ کر ہی بد جائے گا اور مذاکرات کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اگر میں یا ٹیسو خود جاتے ہیں تب بھی صورت حال ہوگی۔''

سنی ہاتھ اٹھاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں بولا۔ ''تو پھر گویا طے ہو گیا کہ یہ مائیکل ہی کو کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ مائیکل یہ کام نہایت اچھے طریقے سے کر سکتا ہے۔ یہ موقع ہمیں صرف ایک ہی بار ملے گا اس لئے ہم کام خراب ہونے کا خطرہ مول نہیں سکتے۔ ہمیں اب صرف یہ سوچنا ہے کہ ہم پس منظر میں رہتے ہوئے مائیکل کی زیادہ زیادہ مدد کس طرح کر سکتے ہیں۔''

پھر اس نے بیک وقت ہیگن، میزا اور ٹیسو کو مخاطب کیا۔ ''تم لوگ ہر ممکن طر سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ سولوزو ملاقات کے لئے کون سی جگہ منتخب کرے گا۔ حاصل کرنے پر خواہ کتنا ہی خرچ آ جائے، اس کی پرواہ مت کرنا، اس کے بعد ہم گے کہ ہم اس جگہ مذاکرات کے دوران کس طرح مائیکل کے ہاتھوں میں کوئی پستو ریوالور پہنچا سکیں گے۔''

اس نے ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر گویا کچھ سوچا پھر خاص طور پر میزا کو مخا کیا۔ ''تم اس موقع کے لئے ایک ایسی گن کا بندوبست کر کے رکھو جو سائز میں چھو اور جس کا کہیں سے بھی کوئی سراغ نہ لگایا جا سکے کہ وہ کب اور کہاں سے خریدی گئی تھی

کی ملکیت تھی۔ اس پر اس خاص مادے کی تہہ بھی جما دینا جس کی وجہ سے انگلیوں کے نشانات ثابت نہیں ہوتے......''

پھر اس نے مائیکل کو مخاطب کیا۔ ''تم جیسے ہی اس گن کو استعمال کر چکو...... اسے میز کے نیچے پھینک دینا۔ اگر خدانخواستہ تم پکڑے بھی جاؤ، تب بھی وہ گن تمہارے قبضے میں نہیں ہونی چاہئے۔ ہم چشم دید گواہوں اور باقی سب چیزوں کا کوئی نہ کوئی بندوبست کر لیں گے لیکن اگر گن تمہارے پاس سے برآمد ہو گئی تو پھر بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ ویسے تمہاری حفاظت اور تمہیں فرار کرانے کے لئے سارے انتظامات ہو چکے ہوں گے۔ تمہیں کافی عرصے کے لئے یہاں سے غائب ہونا پڑے گا...... لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم اپنی گرل فرینڈ کو پہلے سے یہ بات بتاؤ یا اسے خدا حافظ کہو۔ جب تم خیر و عافیت سے یہاں سے نکل جاؤ گے تو پھر میں تمہاری گرل فرینڈ کو پیغام بھجوا دوں گا کہ تم جہاں بھی ہو، ٹھیک ٹھاک ہو۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں......''

وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر الفاظ پر ذرا زور دے کر بولا۔ ''میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، اسے حکم سمجھنا۔''

''تمہیں میرے لئے یوں بچوں کی طرح ہدایات جاری کرنے کی ضرورت نہیں۔'' مائیکل خشک لہجے میں بولا۔ ''کیا میں تمہارے خیال میں اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ کس قسم کی صورت حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟''

''تم کتنے بھی عقلمند سہی...... لیکن ان معاملات میں بہرحال ابھی اناڑی ہو۔'' سنی نرمی سے بولا۔

ہیگن گویا بات ختم کرنے کے لئے بولا۔ ''چلو...... اب کم از کم یہ تو واضح ہو گیا کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔''

☆......☆......☆

کیپٹن کلس اپنے آفس میں بیٹھا موٹے سے ایک لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے سے خوشی عیاں تھی۔ اس لفافے میں مخصوص قسم کی بہت سی پرچیاں تھیں۔ کیپٹن کا ایک ماتحت ایک ایسے بکی سے یہ پرچیاں چھین کر لایا تھا جو غیر قانونی طور پر شرطیں بک کرنے کا کام کرتا تھا۔ کہنے کو تو کیپٹن کے ماتحت نے اس بکی کے ٹھکانے پر چھاپہ مارا تھا لیکن درحقیقت اس کا انداز بکی کو لوٹنے کا سا تھا کیونکہ اس نے جو چیزیں اپنے قبضے میں لی تھیں، ان کا کہیں اندراج نہیں ہوا تھا۔ وہ بکی، کارلیون فیملی کی سرپرستی میں کام کرتا تھا۔ اس لئے اس پر چھاپہ ڈلوا کر کیپٹن کلس کو زیادہ خوشی ہوئی تھی لیکن اس سے بھی زیادہ خوشی اسے اس بات کی تھی کہ یہ پرچیاں بکی کو واپس کر کے وہ رشوت کے طور پر اچھی خاصی موٹی رقم حاصل کر سکتا تھا۔

اس تصور سے محظوظ ہوتے ہوئے اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ اسے سولوزو کو ایک مقررہ وقت پر، مقررہ مقام سے ساتھ لینا تھا اور پھر اس جگہ لے جانا تھا جہاں کارلیون فیملی کے نمائندے سے اس کی ملاقات طے ہوئی تھی۔

کیپٹن کلس اٹھ کر اپنے لاکر کے پاس پہنچا اور کپڑے تبدیل کرنے لگا۔ پولیس کی وردی اتار کر اس نے سادہ لباس پہن لیا۔ پھر اپنی بیوی کو فون کر کے بتایا کہ وہ رات کے کھانے پر گھر نہیں آئے گا...... وہ ایک سرکاری کام پر جا رہا ہے۔ وہ اپنی "خصوصی

روفیات کے بارے میں اپنی بیوی کو کچھ نہیں بتاتا تھا۔ اس کی بیوی کافی حد تک سادہ لوح ی اور یہی سمجھتی تھی کہ ایک پولیس آفیسر کی حیثیت سے اس کے شوہر کی تنخواہ اچھی خاصی تھی، لئے وہ عیش و آرام سے رہتے تھے۔ اس کے بارے میں سوچتے ہوئے کلس مسکرا دیا۔ یاد آیا کہ اس کی ماں بھی یہی سوچا کرتی تھی لیکن کلس نے خاصی چھوٹی عمر میں ہی اپنے ر کی خوش حالی کا راز سمجھ لیا تھا۔

اس کا باپ پولیس سارجنٹ تھا۔ ہر ہفتے کی شام وہ کم عمر کلس کو ساتھ لیتا اور اپنے س اسٹیشن کی حدود میں واقع بہت سی دکانوں پر جاتا اور بظاہر بڑے ملنسارانہ انداز میں لس کا تعارف دکاندار سے کراتا۔ "یہ میرا بیٹا ہے...... کلس...... بڑا ہونہار بچہ ہے۔"

یہ سن کر ہر دکاندار خوش خلقی سے دانت نکالتا پھر اپنے کیش رجسٹر سے پانچ یا دس ڈالر وٹ نکال کر کمسن کلس کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہتا۔

"لو بیٹا...... اس سے آئس کریم...... یا اپنی پسند کی کوئی اور چیز کھا لینا۔"

مزید خوش خلقی اور شفقت کے اظہار کے لئے وہ کلس کے گال بھی تھپتھپاتا۔ باپ بیٹا گے بڑھ جاتے۔ گھر پہنچتے تک کلس کی تمام جیبیں نوٹوں سے بھر چکی ہوتیں جو اس کا باپ الی کرالیتا۔ کلس کو صرف ایک دو ڈالر ملتے۔ باقی تمام رقم اس کا باپ بینک میں جمع کرا دیتا ر اسے سمجھاتا کہ یہ سب اس کی تعلیم اور بہتر مستقبل کے لئے ہو رہا تھا۔ کلس سے اسی زمانے ں کوئی پوچھتا کہ وہ بڑا ہو کر کیا بنے گا؟ تو وہ فوراً جواب دیتا تھا۔ "پولیس آفیسر۔"

اسے پولیس آفیسر بننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ وہ ایک نہایت سخت گیر اور ت جان پولیس آفیسر ثابت ہوا۔ بدمعاش اس سے ڈرتے تھے تاہم جب اس نے رشوت ی شروع کی تو اپنے باپ کی روایت نہیں اپنائی، وہ رشوت کی رقم جمع کرنے کے لئے بیٹے کو اتھ لے کر نہیں جاتا تھا بلکہ رقم خود وصول کرتا تھا۔ وہ یہ رقوم وصول کرنے میں خود کو حق بہ انب سمجھتا تھا کیونکہ وہ دکانداروں اور تاجروں کو چھوٹے موٹے بدمعاشوں اور بھتہ خوروں ے بچاتا تھا۔ انہیں تحفظ فراہم کرتا تھا۔ اگر کوئی بدمعاش یا بھتہ خور اس کے علاقے میں

اُودھم مچانے یا دکانداروں کو تنگ کر کے ان سے کچھ وصول کرنے کی کوشش کرتا تھا تو کلز اس کا وہ حشر کرتا تھا کہ آئندہ وہ اس علاقے کا رخ کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ اس لـ دکاندار وغیرہ اس کی خدمت میں بخوشی نذرانہ پیش کرتے تھے۔ ان کے خیال م بدمعاشوں کے رحم وکرم پر رہنے سے بہتر تھا کہ وہ ایک بارعب اور سخت گیر پولیس آفیسر ک حفاظت اور سرپرستی میں رہتے۔ کلس کے اخراجات کافی تھے۔ اس کے چار جوان بـ یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان میں سے کوئی پولیس مین نہیں بنا تھا۔ کلز ترقی کرتے کرتے کیپٹن بن گیا تھا۔ عہدہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی رشوت کے ریـ بھی بڑھاتا چلا آیا تھا۔ اس کے خیال میں یہ کوئی ناانصافی کی بات نہیں تھی۔ آخر اس کـ اخراجات اور مہنگائی بھی تو بڑھ رہی تھی۔ اسے محکمے سے کوئی شکایت نہیں تھی کہ وہ اپـ ملازمین کو کم تنخواہیں دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جن محکموں میں تنخواہیں کم تھیں، ان کـ ملازمین کو خود بھی اپنی آمدنی میں اضافے کے لئے کچھ ہاتھ پاؤں مارنے چاہئے تھے۔

ٹے ٹیگ لیا فیملی کا نوجوان برونو بھی اس کے کرم فرماؤں میں شامل رہا تھا بلکہ یا کہنا چاہئے کہ دونوں ہی ایک دوسرے کے کرم فرما تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے کام آ تھے۔ ایک دوسرے کی مشکلات دور کرتے تھے۔

جب کوئی کلس کا تعاون حاصل کرنے کے لئے اس سے رابطہ کرتا تھا تو کلس زیا گہرائی یا تفصیلات میں نہیں جاتا تھا۔ زیادہ سوالات یا چھان بین نہیں کرتا تھا۔ وہ اس سے غرض رکھتا تھا جو اسے تعاون کے بدلے مل سکتی تھی۔ رقم جتنی زیادہ ہوتی تھی، اتنی جلد وہ تعاون پر کمربستہ ہوتا تھا۔ سولوزو نے اس کے تعاون کی بڑی بھاری قیمت لگائی تھی اور کلز نے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچا تھا کہ اس جنگ میں وہ جو کردار ادا کرنے جا رہا تھا، ا میں خود اس کی اپنی جان کو بھی کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا تھا۔ اس کا نظریہ لاشعوری طور پر بھی کہ نیویارک کے ایک پولیس کیپٹن کو ہلاک کرنے کا خیال کسی پاگل کے دماغ میں بھی نہیں آسکتا تھا۔

پولیس اسٹیشن سے نکلنے کی تیاری کرتے وقت اس کا ذہن کئی مسائل میں الجھا ہوا تھا لیکن ان مسائل کا تعلق اس کی پیشہ ورانہ زندگی سے نہیں، بلکہ گھریلو زندگی سے تھا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ وہ اپنی رشوت کی کمائی سے اکثر اپنے اور اپنی بیوی کے عزیزوں، رشتے داروں کی مدد بھی کرتا رہتا تھا۔ اس معاملے میں وہ سخت دل نہیں تھا، اس وقت بھی دراصل اسے اپنے کچھ مصیبت زدہ عزیزوں، رشتے داروں کا خیال آ رہا تھا۔ وہ جب اپنے گاؤں یا دوسرے چھوٹے موٹے شہروں میں ان عزیزوں، رشتے داروں کے ہاں جاتا تھا تو وہ اس کا استقبال یوں کرتے تھے جیسے ان کے گھر میں کوئی بادشاہ آ گیا ہو۔ وہ اس کے قدموں میں بچھے جاتے تھے۔ ان کے اس طرزِ عمل سے کلس کو بڑی خوشی ہوتی تھی۔

پولیس اسٹیشن سے رخصت ہوتے وقت اس نے ڈیسک کلرک کو بتا دیا کہ اگر اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے کہاں رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ اس نے اس معاملے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ اگر یہ بات سامنے آ بھی جاتی کہ وہ سولوزو سے ملنے گیا تھا...... تو وہ کہہ سکتا تھا کہ سولوزو واصل میں اس کا مخبر تھا اور وہ اس سے کچھ ضروری معلومات حاصل کرنے کی غرض سے ملاقات کرنے گیا تھا۔

پولیس اسٹیشن سے نکل کر کچھ دور تک پیدل چلا، پھر ایک ٹیکسی پکڑ کر اس مکان کی طرف چل دیا جس کے تہہ خانے میں ان دنوں سولوزو چھپا ہوا تھا۔

☆......☆......☆

سولوزو سے مائیکل کی ملاقات ایک ریسٹورنٹ میں طے پائی تھی۔ ہیگن کو اس دوران بہت سے انتظامات ہنگامی طور پر کرنے پڑے تھے۔ مائیکل کو بتا دیا گیا تھا کہ جب وہ ''کام'' ختم کر کے ریسٹورنٹ سے نکلے گا تو سامنے ہی ایک پرانی سی کار لئے ٹیسو اس کا منتظر ہوگا جو اس کے ڈرائیور کے فرائض انجام دے گا۔ کار پرانی...... لیکن اس کا انجن نہایت عمدہ ہوگا اور اس پر جعلی نمبر پلیٹ لگی ہوگی۔

میزا نے اسے وہ گن بھی دکھا دی تھی جو میٹنگ کے دوران کسی طرح اس تک پہنچائی

جانی تھی۔ میزانے اس گن کو استعمال کرنے کی تھوڑی سی مشق بھی کرادی تھی تاکہ عین وقت پر کوئی معمولی گڑ بڑ بھی نہ ہو۔ ایک بار پھر اس نے مائیکل کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا۔
”گن استعمال کر چکنے کے بعد اس طرح میز کے نیچے پھینک دینا کہ آس پاس موجود افراد میں سے کسی کو پتا نہ چلے...... تاکہ جب تم وہاں سے نکلو تو لوگ یہی سمجھیں کہ تم ابھی مسلح ہی ہو۔ اس صورت میں کوئی تمہارا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ تم تیز تیز قدموں سے باہر آنا...... لیکن دوڑنا نہیں...... باہر گاڑی میں ٹیسو تمہارا منتظر ہوگا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد باقی سارا کام اس پر چھوڑ دینا......“

پھر اس نے ہلکے سے رنگ کا ایک ہیٹ بھی مائیکل کے سر پر رکھ دیا۔ مائیکل ہیٹ پہننے کا عادی نہیں تھا لیکن میزانے اسے ہدایت کی۔ ”اسے اپنے سر پر ہی رہنے دینا...... اور چھجا ذرا سا جھکا کر رکھنا۔ اس سے عینی شاہدین کے لئے بھی شناخت کا تعین ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔“

”کیا سنی کو اس ریسٹورنٹ کا نام اور محل وقوع معلوم ہو گیا ہے جس میں سولوزو سے میری ملاقات ہوگی۔“ مائیکل نے پوچھا۔

”نہیں......“ میزانے جواب دیا۔ ”سولوزو بہت زیادہ احتیاط کر رہا ہے...... لیکن بہر حال یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ تمہیں گزند پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ رابطے کا آدمی تمہاری واپسی تک ہماری تحویل میں ہوگا۔ وہ بھی ٹے ٹیگ لیا فیملی کا ایک اہم آدمی ہے۔“

وہ دونوں آفس نما اس کمرے میں پہنچے جہاں سنی نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔ سنی وہاں کاؤچ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ اس کے قریب میز پر ایک پلیٹ میں سینڈوچ کا بچا کھچا ٹکڑا پڑا تھا۔ مائیکل نے اس کا کندھا ہلا کر اسے جگایا تو وہ اٹھ بیٹھا۔

سنبھل کر بیٹھنے کے بعد وہ مائیکل سے مخاطب ہوا۔ ”سولوزو اور کیپٹن کلس تمہیں کہیں راستے میں سے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھائیں گے لیکن ابھی تک اس ریسٹورنٹ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا ہے جہاں وہ تمہیں لے کر جائیں گے اور اگر ہمیں کسی طرح بھی اس ریسٹورنٹ

کا نام معلوم نہ ہو سکا تو ہم میٹنگ کے دوران گن تمہارے ہاتھوں میں پہنچانے کا بندوبست نہیں کر سکیں گے۔“

مائیکل نے پُرخیال انداز میں آہستگی سے سر ہلایا اور پانی سے ایک درد کش گولی نگلنے لگا۔ اس کے جبڑے میں اس وقت بھی کافی درد تھا۔ اسی اثناء میں ہیگن کمرے میں آیا اور خاص ٹیلی فون پر اس نے یکے بعد دیگرے کئی لوگوں سے بات کی۔ آخر وہ ریسیور رکھ کر قدرے مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے بولا۔

”اس ریسٹورنٹ کے نام اور اس کے محل وقوع کے بارے میں ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں ہو پا رہا۔ وہ بدبخت سولوزو اسے آخری لمحے تک خفیہ رکھنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔“

اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی۔ ریسیور سنی نے اٹھایا اور دوسری طرف سے کچھ سننے کے بعد سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ چند لمحے وہ انہماک سے بات سنتا رہا پھر بولا۔ ”ٹھیک ہے...... وہ وہاں پہنچ جائے گا۔“

ریسیور رکھنے کے بعد وہ زہریلے انداز میں دھیرے سے ہنسا اور بولا۔ ”اس خبیث سولوزو کا پیغام تھا۔ آج رات آٹھ بجے وہ اور کیپٹن کلس، براڈوے پر واقع جیک کے بار کے سامنے سے مائیکل کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھائیں گے اور ملاقات کی جگہ پر لے جائیں گے۔ سولوزو کا کہنا ہے کہ وہ اور مائیکل اطالوی میں بات کریں گے تاکہ کیپٹن کلس کچھ نہ سمجھ سکے۔“

”لیکن مائیکل کے جانے سے پہلے رابطے کا آدمی ہماری تحویل میں ہونا چاہئے۔“ ہیگن بولا۔

”رابطے کا آدمی اس وقت میرے گھر پر، میرے تین آدمیوں کے ساتھ تاش کھیل رہا ہے......“ میزانے بتایا۔ ”یوں سمجھو، وہ ہماری تحویل میں ہی ہے۔ میرے آدمی اس وقت تک اسے جانے نہیں دیں گے جب تک میں انہیں فون کر کے حکم نہ دوں۔“

سنی صوفے میں دھنستے ہوئے بولا۔ ''ابھی تک ہمیں ملاقات کی جگہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔'' اس کے انداز میں غصہ، بے بسی اور جھنجھلاہٹ تھی پھر اس نے ہیگن کو مخاطب کیا۔ ''ہمارے مخبر تو ٹے ٹیگ لیا فیملی میں بھی موجود ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی۔''

''سولوزو اس معاملے میں حد سے زیادہ راز داری برت رہا ہے۔ اس نے اپنی حفاظت پر بھی کسی کو مامور نہیں کیا اور فرض کر لیا ہے کہ کیپٹن کلس کا اس کے ساتھ ہونا ہی کافی ہے۔'' ہیگن بولا۔ ''جب وہ دونوں مائیکل کو لے کر روانہ ہوں گے تو ہمارے کسی آدمی کو ان کا تعاقب کرنا ہوگا......''

''یہ ممکن نہیں ہوگا۔'' سنی نے نفی میں سر ہلایا۔ ''انہوں نے خصوصی ہدایت کی ہے کہ کوئی ان کا تعاقب کرنے کی کوشش نہ کرے اور وہ اس سلسلے میں پورا اطمینان بھی کریں گے۔ اگر انہیں شبہ بھی ہوگیا کہ کوئی ان کا تعاقب کر رہا ہے تو ملاقات خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس کے علاوہ پیچھا کرنے والے سے پیچھا چھڑانا زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔''

اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔ سنی اپنے چہرے پر تشویش کے آثار لئے چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ''براڈوے پر جیک کے بار کے سامنے جب گاڑی مائیکل کو لینے کے لئے رکے تو کیوں نہ مائیکل اسی وقت گاڑی میں موجود افراد کو گولیاں مار دے؟''

ہیگن نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''اور اگر اس وقت سولوزو گاڑی میں نہ ہوا تو......؟'' پھر اسے جیسے کچھ یاد آیا اور وہ چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔ ''وہ جو پولیس میں ہمارا مخبر ہے...... سراغرساں فلپس...... کیوں نہ اسے فون کیا جائے؟ سنی! تم اسے فون کرو۔ شاید وہ معلوم کر سکے کہ کیپٹن آج رات کہاں کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ شاید کیپٹن کلس کو راز داری کی اتنی زیادہ پروا نہ ہو اور وہ پولیس اسٹیشن میں کسی کو یہ بتا کر رخصت ہو کہ ضرورت کے وقت اس سے کہاں رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ اس پہلو پر قسمت آزمائی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

سنی کی آنکھوں میں کچھ چمک آگئی۔ اس نے فوراً فون پر ایک نمبر ملا کر کچھ دیر تک

انداز میں بات کی پھر ریسیور رکھ کر بولا۔ ''فلپس نے کہا ہے کہ وہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا اور چند منٹ بعد ہمیں فون کرے گا۔''

انہیں چند منٹ کے بجائے آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ آخر فون کی گھنٹی بجی، دوسری طرف فلپس تھا، اس سے بات کرتے وقت سنی نے ایک کاغذ پر کچھ نوٹ کیا پھر اس نے ریسیور رکھا تو اس کے چہرے پر تناؤ بڑھ چکا تھا لیکن اس کے ساتھ امید کا تاثر بھی تھا۔

''شاید یہی ہماری مطلوبہ جگہ ہو۔'' وہ کاغذ اونچا کرتے ہوئے بولا۔ ''کیپٹن کلس ہمیشہ یہ بتا کر پولیس اسٹیشن سے رخصت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت اس سے کہاں رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ آج وہ یہ بتا کر نکلا ہے کہ آٹھ سے دس بجے کے درمیان وہ برونکس کے علاقے میں لیونا ریسٹورنٹ میں ہوگا۔ میں نے تو یہ نام پہلی بار سنا ہے، کسی کو اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔''

''مجھے معلوم ہے۔'' ٹیسوفورا بولا۔ ''میں نے یہ ریسٹورنٹ دیکھا ہے۔ چھوٹا ہے...... اور اس میں زیادہ تر فیملیز آتی ہیں۔ اس میں خاصے بڑے بڑے بوتھ ہیں جن میں لوگ آرام سے بیٹھ کر بات چیت کر سکتے ہیں۔ سولوزو نے اپنے مقصد کے لئے اچھی جگہ کا انتخاب کیا ہے۔''

پھر وہ ایک کاغذ پر باقاعدہ نقشہ بنا کر مائیکل کو ریسٹورنٹ کی ساخت کے بارے میں سمجھانے لگا اور یہ بھی بتانے لگا کہ وہ باہر کہاں اس کا منتظر ہوگا اور کس طرح گاڑی کی ہیڈ لائٹ سے اسے سگنل دے گا۔

یہ سب کچھ سمجھاتے ہوئے وہ بولا۔ ''اور اگر اندر کوئی گڑبڑ ہو جائے تو چیخ کر مجھے پکارنا...... میں آکر تمہیں وہاں سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔''

پھر وہ میزنا سے مخاطب ہوا۔ ''تمہیں جلدی سے اپنے کسی آدمی کو لیونا ریسٹورنٹ بھیجنا ہوگا تاکہ وہ پہلے ہی وہاں گن چھپا دے۔ اس ریسٹورنٹ کے ٹوائلٹ پرانی ساخت کے ہیں۔ ان میں فلش کی ٹنکی اور دیوار کے درمیان کچھ فاصلہ ہے۔ اپنے آدمی کو ہدایت کر دو کہ

گن اس جگہ...... فلش کی ٹنکی کے پچھلی طرف ٹیپ سے چپکا دے......''

پھر اس کا رخ مائیکل کی طرف ہو گیا۔ ''وہ جب کار میں تمہاری تلاشی لے چکیں گے اور دیکھ چکے ہوں گے کہ تمہارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے تو وہ تمہاری طرف سے بالکل بے فکر ہو جائیں گے۔ ریسٹورنٹ میں کچھ دیر بات کرنے کے بعد تم ان سے واش روم جانے کی اجازت طلب کرنا۔ وہ یقیناً یہی سمجھیں گے کہ تم نروس ہو۔ ان حالات میں تمہارا واش روم جانا انہیں چونکانے کا باعث نہیں بنے گا اور واش روم سے آنے کے بعد وقت ضائع مت کرنا بلکہ دوبارہ بیٹھنے کی بھی ضرورت نہیں...... فوراً اپنا کام کرنا...... دونوں کے سر میں دو دو گولیاں اتارنا...... تاکہ بچنے کا کوئی امکان نہ رہے...... اس کے بعد دوڑے بغیر، جتنی تیزی سے ممکن ہو...... ریسٹورنٹ سے نکل آنا۔''

مائیکل کے علاوہ سنی بھی یہ سب کچھ انہماک سے سن رہا تھا۔ میزانے مائیکل کو اطمینان دلایا۔ ''گن تمہیں وہاں کے ٹوائلٹ میں فلش کی ٹنکی کے پیچھے چپکی ہوئی مل جائے گی۔ میں اپنے ایک بہترین آدمی کو اس کام کے لئے روانہ کر رہا ہوں۔''

میزا اور ٹیسو کمرے سے چلے گئے۔ ہیگن بولا۔

''سنی! کیا مائیکل کو براڈوے تک میں گاڑی میں لے جاؤں؟''

''نہیں......'' سنی نے بلا تامل جواب دیا۔ ''میں چاہتا ہوں، تم یہیں رہو۔ مجھے تمہاری یہاں زیادہ ضرورت پڑے گی۔ جونہی مائیکل اپنا ''کام'' ختم کرے گا، ہمارا کام شروع ہو جائے گا۔ تم نے اخبار والوں کو ہوشیار کر دیا ہے۔''

ہیگن اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

''جونہی یہ واقعہ رونما ہوگا، میں انہیں معلومات فراہم کرنا شروع کر دوں گا۔''

سنی اٹھ کر مائیکل کے سامنے جا کھڑا ہوا اور گرم جوشی سے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا۔

''اچھا بچے...... ! تمہارا کام شروع ہو رہا ہے۔ میں مما کو سمجھا دوں گا کہ تم غائب

ہونے سے پہلے ان سے کیوں نہیں مل سکے اور مناسب وقت پر میں تمہاری گرل فرینڈ کو بھی تمہاری خیریت سے آگاہ کر دوں گا...... اوکے؟''

''اوکے!'' مائیکل نے فوجیوں والی مستعدی سے کہا اور ایک لمحے کے توقف سے پوچھا۔ ''تمہارے خیال میں، میں کتنے عرصے بعد واپس آسکوں گا؟''

''کم از کم ایک سال تو لگ ہی جائے گا۔'' سنی نے جواب دیا۔

''اس کا انحصار بہت سی باتوں پر ہے۔'' ہیگن بولا۔ ''اخبارات سے ہم کس حد تک اپنے حق میں کام لینے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ ہمیں سبق سکھانے کے بجائے اپنی عزت بچانے کی کس حد تک فکر کرتا ہے۔ دوسری ''فیملیز'' کتنی شدت سے اپنا ردعمل ظاہر کرتی ہیں، ان سب باتوں پر تمہاری واپسی کا انحصار ہوگا۔ بہرحال، یہ تو طے ہے کہ بہت ہنگامہ...... بہت خون خرابہ ہوگا...... اور بہت ہلچل مچے گی۔''

☆......☆......☆

براڈوے پر مائیکل مقررہ وقت سے پندرہ منٹ پہلے ہی جیک کے بار کے سامنے پہنچ گیا تھا اور فٹ پاتھ پر کھڑا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی گاڑی اسے لینے آئے۔ اسے یقین تھا کہ سولوزو وقت کی پابندی کرے گا۔ اسے یہ بھی یقین تھا کہ اسے ایک نہایت مشکل کام درپیش تھا جس کی وجہ سے اس کی زندگی کا رخ تبدیل ہو رہا تھا اور جس میں اس کی جان بھی جا سکتی تھی۔ سولوزو کوئی عام انسان نہیں تھا اور کلس ایک نہایت سخت جان اور سفاک پولیس آفیسر تھا۔ جونی کے جبڑے میں اس وقت بھی درد ہو رہا تھا لیکن اسے یہ درد گراں نہیں گزر رہا تھا۔ اسے امید تھی کہ یہ درد ہی اسے مستعد اور چوکنا رکھے گا وہ ایک لمحے کے لئے بھی سست پڑنا نہیں چاہتا تھا۔

براڈوے پر اس وقت چہل پہل نہیں تھی۔ وہ ایک سرد رات تھی، آخر ایک بڑی سی سیاہ کار فٹ پاتھ کے قریب عین مائیکل کے سامنے آ کر رکی تو اس کا دل دھڑک اٹھا۔ ڈرائیور والی سائڈ سے کسی نے دروازہ کھولا اور باہر جھک کر کہا۔ ''بیٹھ جاؤ مائیکل......!''

مائیکل اسے پہچانتا نہیں تھا۔ وہ کوئی نوجوان بدمعاش معلوم ہوتا تھا جس کا گریبان کھلا تھا۔ مائیکل کو چونکہ نام لے کر مخاطب کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور تب اس نے دیکھا کہ پچھلی سیٹ پر سولوزو اور کلس موجود تھے۔ سولوزو نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ مائیکل نے اس سے مصافحہ کرلیا۔ اس کے مضبوط ہاتھ میں حرارت تھی اور اس پر پسینے کی نمی نہیں تھی۔

''مجھے تمہارے آنے کی خوشی ہے مائیکل!'' وہ ہموار اور خالص کاروباری سے لہجے میں بولا۔ ''مجھے امید ہے کہ ہم مل کر معاملات کو سلجھا سکیں گے جو کچھ ہوا ہے وہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔''

''میری بھی خواہش ہے کہ آج رات مسئلہ حل ہوجائے۔'' مائیکل پُرسکون لہجے میں بولا۔ ''میں نہیں چاہتا کہ میرے والد کو مزید کوئی تکلیف دی جائے۔''

''میں اپنے بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے والد کو آئندہ کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔'' سولوزو بولا۔ ''بس، میں چاہتا ہوں کہ تم ذرا دل کشادہ رکھ کر مجھ سے بات چیت کرو۔ تمہارا بڑا بھائی تو بہت گرم کھوپڑی کا ہے۔ اس سے تو کاروباری بات چیت کرنا اور معاملات طے کرنا بہت مشکل ہے۔''

کیپٹن کلس نے ہنکارا بھرا اور ہاتھ بڑھا کر مشفقانہ انداز میں مائیکل کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ ''یہ بڑا اچھا بچہ ہے...... امید ہے اس سے بات چیت نتیجہ خیز رہے گی۔''

پھر وہ براہ راست مائیکل سے مخاطب ہوا۔ ''مجھے اپنے اس رات کے رویے پر افسوس ہے مائیکل! مجھے احساس ہے کہ شاید میں بوڑھا ہوتا جارہا ہوں، اس لئے مجھے جلدی غصہ آجاتا ہے...... اور پھر میرا کام بھی کچھ ایسا ہے۔ ہروقت ہی میرے سامنے غصہ دلانے والی باتیں ہوتی ہیں......'' اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر اپنی حالت پر گویا خود ہی تاسف کا اظہار کیا پھر آگے جھک کر نہایت ماہرانہ انداز میں مائیکل کی تلاشی لی۔ اس کا انداز

اتھا کہ مائیکل کے پاس اگر کوئی ننھا سا بھی ہتھیار ہوتا تو پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔

اس نے مطمئن ہو کر سولوزو کی طرف دیکھ کر سر ہلا دیا اور سولوزو بھی مطمئن ہو گیا۔

اڑی اس دوران تیز رفتاری سے آگے روانہ ہو چکی تھی۔ اگر کوئی ان کے تعاقب میں ہوتا تو ے بھی ٹریفک کے درمیان تیز رفتاری ہی کا مظاہرہ کرنا پڑتا۔ وہ لوگ تعاقب کے سلسلے میں طی فکرمند نظر نہیں آرہے تھے۔

گاڑی ویسٹ سائیڈ ہائی وے کی طرف جارہی تھی لیکن اس وقت اسے مایوسی کا دھچکا ا جب گاڑی جارج واشنگٹن برج کی طرف مڑ گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ برونکس کے اتے کی طرف نہیں جارہے تھے جہاں لیونا ریسٹورنٹ واقع تھا۔ ان کا رخ تو نیوجرسی کی رف ہو چکا تھا۔ مائیکل کو احساس ہوا کہ ٹیسی کو جو اطلاع ملی تھی اس پر انحصار کرنا ٹھیک نہیں رہا ا اور اب گویا ساری محنت، ساری منصوبہ بندی اکارت جارہی تھی۔ گن تو لیونا ریسٹورنٹ ں چھپائی گئی تھی لیکن لگتا تھا کہ وہ لوگ اسے مذاکرات کے لئے کہیں اور لے جارہے تھے۔ ئیکل کا دل ڈوبنے لگا۔

کار تیز رفتاری سے پل عبور کرنے کے بعد شہر کی روشنیوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی نیو رسی کی طرف چلی جارہی تھی۔ مائیکل کوشش کررہا تھا کہ اس کے چہرے سے کسی قسم کے اثرات کا اظہار نہ ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نہ جانے وہ لوگ اسے مار کر اس کی لاش دلدلی لاقے میں پھینکنے کی نیت سے ادھر جارہے تھے یا پھر سولوزو نے آخری لمحے میں ملاقات کی گہ تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا تھا؟

وہ ایک دوراہے پر آن پہنچے جہاں سے وہ سیدھے چلتے رہتے تو نیوجرسی کی طرف ان کا سفر جاری رہتا لیکن دوسری طرف سے سڑک نیویارک کی طرف جارہی تھی۔ اس دوراہے پہنچ کر عین آخری لمحے میں ڈرائیور نے قطعی غیر متوقع طور پر اتنی تیزی سے اسٹیئرنگ وہیل گھمایا کہ اندازے کی ذرا سی غلطی سے کار اس رکاوٹ سے ٹکرا کر تباہ ہو سکتی تھی جو دونوں سڑکوں کو تقسیم کررہی تھی۔ کار کی تباہی کے ساتھ کار سواروں کا مرنا بھی یقینی تھا...... لیکن لگتا تھ

کہ ڈرائیور کو اپنے آپ پر بے پناہ اعتماد تھا۔

کار ہوا میں ذرا سا اچھلی، اس کے ٹائر دوسرے ہی لمحے سڑک پر بری طر
چرچرائے اور پلک جھپکتے میں اس کار کا رخ نیویارک کی طرف ہو چکا تھا۔ وہ واپس اسی سم
میں جا رہے تھے جدھر سے آئے تھے۔ سولوزو اور کلس دونوں بیک وقت مڑ کر عقبی شیشے
دیکھ رہے تھے کہ کیا ان کے پیچھے آنے والی کسی اور گاڑی نے بھی یہی انداز اختیار کیا تھا؟

تب مائیکل کی سمجھ میں آیا کہ وہ لوگ انتہائی حد تک یہ اطمینان کرنا چاہتے تھے کہ ا
تعاقب نہیں کیا جا رہا اور اگر کوئی تعاقب کرنے میں کامیاب ہو بھی گیا ہو تو اب وہ نظر
جائے..... مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اب وہ مطمئن ہو چکے تھے اور گاڑی اب برونکس
طرف جا رہی تھی۔

دس منٹ بعد گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے جا رکی۔ نشانیاں بتاتی تھیں کہ ا
علاقے میں زیادہ آبادی اطالویوں کی تھی۔ سڑک پر آمد و رفت زیادہ نہیں تھی اور جب وہ ا
ریسٹورنٹ میں پہنچے تو وہ بھی خالی خالی سا نظر آیا۔ وہ لیونا ریسٹورنٹ ہی تھا۔ گویا انہیں
والی اطلاع درست ہی ثابت ہوئی تھی۔

مائیکل کو یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ ڈرائیور باہر کار میں ہی رہ گیا تھا ورنہ اسے تشویش
کہ وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر نہ آ جائے۔ اس صورت میں اسے اپنے منصوبے
عملدر آمد میں دشواری پیش آ سکتی تھی۔ ویسے تو سولوزو نے ڈرائیور کو ساتھ لا کر گویا ابتداء
ہی معاہدے کی خلاف ورزی کر دی تھی۔ سولوزو نے فون پر جو بات کی تھی اس میں تیسر
فرد کا کوئی ذکر نہیں تھا..... لیکن مائیکل نے یہ نکتہ اٹھانے سے گریز کیا۔

ریسٹورنٹ میں سولوزو نے کسی کیبن میں بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ وہ لوگ کھلی جگہ
ہال میں ایک گول میز کے گرد بیٹھ گئے۔ ہال میں صرف وہی میز گول تھی۔ وہاں ان کے ع
صرف دو افراد اور تھے۔ مائیکل کے خیال میں اس بات کا کافی امکان تھا کہ وہ دونوں سو
کے آدمی ہوں لیکن وہ ان کی موجودگی سے تشویش میں مبتلا نہیں ہوا۔ اس کا ارادہ اتنا پ

اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا تھا کہ شاید ان دونوں کو کسی قسم کی دخل اندازی کا موقع ہی
ملتا تھا۔

"کیا یہاں کا اطالوی کھانا واقعی بہت عمدہ ہوتا ہے؟" کیپٹن کلس نے کچھ ایسی دلچسپی
پوچھا جیسے وہ سچ مچ یہاں صرف کھانا ہی کھانے اور اس سے پوری طرف لطف اندوز
نے آیا ہو۔

"بہت ہی اچھا..... " سولوزو نے گویا اسے یقین دلایا۔

ریسٹورنٹ میں صرف ایک ہی ویٹر تھا۔ اس نے بوتل لا کر میز پر رکھ دی اور تین
لس تیار کر دیں۔ کلس نے یہ کہہ کر مائیکل کو حیران کر دیا۔ "میں نہیں پیوں گا..... میں شاید
حد آئرش ہوں جو شراب نہیں پیتا۔ میں نے بہت سے اچھے بھلے لوگوں کو شراب کی وجہ سے
ہوتے دیکھا ہے۔"

سولوزو نے تفہیمی انداز میں سر ہلایا پھر کیپٹن سے مخاطب ہوا۔ "میں مائیکل سے
لوی میں بات کروں گا۔ یہ مت سمجھنا کہ میں تم پر بد اعتمادی کا اظہار کر رہا ہوں اور اپنی
تگو خفیہ رکھنا چاہتا ہوں بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں انگریزی میں اپنا مفہوم زیادہ
طرح بیان نہیں کر سکتا۔ اطالوی میں بات کر کے شاید میں مائیکل کو زیادہ آسانی سے
نے مؤقف کا قائل کر سکوں۔"

"تمہارا جس زبان میں دل چاہے، بات کرو۔ میں تو اس وقت صرف کھانے سے
لطف اندوز ہونے کے موڈ میں ہوں۔" کیپٹن نے بے پروائی سے کہا۔

سولوزو نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور مائیکل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

سولوزو نے اطالوی میں کہنا شروع کیا۔

"تمہارے والد کے ساتھ جو کچھ ہوا، مجھے اس پر افسوس ہے لیکن تمہیں یہ تو سمجھ لینا
ئے کہ یہ خالص کاروباری معاملہ ہے۔ تمہارے والد نے مستقبل کے راستے میں رکاوٹ
کی کوشش کی تھی۔ میں اس کے پاس جو تجویز لے کر گیا تھا، وہ مستقبل کے کاروبار کی تھی

اور اس میں ہم سب کے لئے لاکھوں ڈالر کا فائدہ تھا۔ مجھے معلوم تھا، تمہارے والد کا انکار میرے لئے رکاوٹیں کھڑی کرے گا...... بظاہر انہوں نے یہی کہا تھا کہ میں جو چاہوں، کروں...... وہ میرے کاروبار سے کوئی واسطہ رکھنا نہیں چاہتے......لیکن مجھے اندیشہ تھا کہ ان کے یہ کہنے کے باوجود مجھے دشواریاں پیش آئیں گی۔ اس لئے وہ سب کچھ ہو گیا جو ناگزیر نظر آ رہا تھا۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مجھے ٹے ٹیگ لیا فیملی کی علی الاعلان حمایت اور باقی ''فیملیز'' کی خاموش حمایت حاصل ہے......لیکن میں کم از کم اس وقت تک صلح اور امن چاہتا ہوں جب تک تمہارے والد صحت یاب ہو کر خود فیصلے کرنے کے قابل نہیں ہو جاتے۔''

''اور مجھے ضمانت چاہئے کہ اس دوران میرے والد کی جان لینے کی مزید کوششیں نہیں کی جائیں گی۔'' مائیکل بولا۔ اس نے محسوس کیا کہ سولوزو مزید داؤ آزمانے کے لئے صرف چند دن کی مہلت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''تم مجھے کچھ زیادہ ہی عزت دے رہے ہو، جو اس قابل سمجھ رہے ہو۔ ورنہ اس وقت تو درحقیقت میں خود اپنی جان بچانے کے لئے چھپتا پھر رہا ہوں۔'' سولوزو بولا۔

مزید کچھ دیر اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں پھر مائیکل نے اپنے چہرے پر بے چینی کے تاثرات پیدا کرنے کی کوشش کی اور پہلو بدلتے ہوئے بولا۔

''میں کافی دیر سے واش روم جانے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں، اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو۔''

سولوزو نے شک بھری نظروں سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا اور ایک بار پھر اس کی تلاشی لینے کے لئے اس کے جسم کے بعض حصوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ تب کلس تیکھے لہجے میں بولا۔ ''میں اس کی تفصیلی تلاشی لے چکا ہوں...... اور میں اس کام میں اناڑی نہیں ہوں۔ میں نے ڈیوٹی کے دوران ہزاروں بدمعاشوں کی تلاشی لی ہے۔''

اس کے باوجود سولوزو نے دوسری میز پر بیٹھے ہوئے شخص کو آنکھوں ہی آنکھوں میں

ارہ کر کے غالباً واش روم کے بارے میں پوچھا۔ اس آدمی نے آنکھوں ہی کے اشارے جواب دیا، اس کا مفہوم غالباً یہی تھا کہ وہ واش روم کو چیک کر چکا ہے، وہاں کوئی چھپا نہیں ہے۔

آخر سولوزو نے گویا بادل ناخواستہ مائیکل کو واش روم جانے کی اجازت دیتے ہوئے ''زیادہ دیر مت لگانا۔''

مائیکل جب واش روم میں پہنچا تو اسے سچ مچ اس سے استفادہ کرنے کی حاجت ہونے لگی تھی۔ فارغ ہو کر اس نے فلش کی ٹنکی کے پیچھے ہاتھ ڈالا تو اسے وہاں گن کی جودگی کا احساس ہوا۔ وہ ٹنکی کے پیچھے چپکی ہوئی تھی۔ اس نے گن نکال کر پتلون کی بیلٹ اڑس لی اور اوپر کوٹ کے بٹن لگا لئے۔ پھر اس نے ہاتھ دھوئے اور بال بھی تھوڑے سے لئے۔ گن پر تو اسے انگلیوں کے نشانات ثبت ہونے کی فکر نہیں تھی، اس نے واش ن کی ٹونٹی وغیرہ پر سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف کر دیئے اور واپس روانہ ہوا۔

سولوزو کا رخ واش روم کی طرف ہی تھا اور وہ پوری طرح چوکنا نظر آ رہا تھا، دوسری پر موجود شخص بھی اس دوران گویا سخت اعصابی تناؤ کا شکار رہا تھا۔ مائیکل میز کے قریب کر گویا سکون کی سانس لیتے ہوئے بولا۔ ''اب میں آرام سے بات چیت کر سکتا ہوں۔''

سولوزو نے بھی گویا سکون کی سانس لی اور دوسری میز پر موجود آدمی بھی کچھ مطمئن نظر نے لگا۔ کھانا آ چکا تھا اور کیپٹن کلس کھانے میں مصروف ہو چکا تھا۔ اس کے لئے گویا رت حال ذرا بھی تشویش ناک نہیں تھی۔ مائیکل دوبارہ بیٹھ گیا۔ میزا نے تو اسے ہدایت کی کہ وہ واش روم سے واپس آتے ہی دونوں آدمیوں کو شوٹ کر دے لیکن اس کی چھٹی نے اسے خبردار کیا تھا کہ وہ لمحہ اس کام کیلئے موزوں نہیں تھا۔ اگر وہ اس وقت ایسی ش کرتا تو شاید خود مارا جاتا۔ اس وقت سولوزو اور دوسری میز پر موجود نگران، دونوں ہی ا پر نکلے ہوئے کسی درندے کی طرح چوکنا تھے۔ س نے ان دونوں کے اعصاب ذرا لے پڑ جانے اور ان کے ذرا مطمئن ہو جانے کا انتظار کرنا بہتر تھا۔

سولوزو مائیکل کی طرف جھک کر دوبارہ بات شروع کر چکا تھا لیکن مائیکل ایک ل
بھی نہیں سن رہا تھا۔ اس کا سینے سے نیچے کا حصہ میز کی آڑ میں تھا۔ وہ اپنا ہاتھ بھی نیچے رکھتے ہوئے کوٹ کا بٹن کھول چکا تھا اور اس کا ہاتھ گن کے دستے پر پہنچ چکا تھا۔ اس کے کانوں میں نہ جانے کہاں سے شائیں شائیں کی سی آوازیں آ رہی تھیں۔

اس وقت ویٹر ان کی میز کے قریب آ چکا تھا اور سولوزو نے اس سے بات کرنے کے لئے گردن موڑ لی تھی۔ مائیکل میز کو دھکیلتے ہوئے اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے گن اس کی بیلٹ سے نکل کر اس کے ہاتھ میں آ چکی تھی اور اس کی چھوٹی سی نالی سولوزو کے سر کو تقر
چھو رہی تھی۔ سولوزو نے اضطراری طور پر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک مائیکل ٹریگر دبا چکا تھا۔

گولی اس کی کنپٹی میں گھس کر دوسری طرف سے نکلی تو ادھر خاصا بڑا، بدنما سورا
نمودار ہو گیا۔ خون کے چھینٹے اڑ کر ویٹر کے یونیفارم پر پڑے اور دہشت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ مائیکل نے محسوس کر لیا کہ سولوزو کیلئے وہ ایک گولی کافی تھی۔

اسی لمحے کیپٹن کلس نے سر اٹھا کر سولوزو کی طرف دیکھا تھا۔ اسے یقیناً سولوزو کی آنکھوں میں زندگی کا چراغ بجھتے نظر آ گیا تھا۔ وہ کانٹے میں مچھلی کا ٹکڑا پھنسائے اسے
کی طرف لے جا رہا تھا لیکن اس کا ہاتھ ہوا میں ہی ساکت ہو گیا۔

یہ سارا منظر شاید ایک یا دو سیکنڈ کا تھا لیکن مائیکل گویا یہ سب کچھ سلوموشن میں دیکھ
تھا۔ اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ گن کا رخ کلس کی طرف ہوا اور دوسرا فائر ہوا۔ گو
اس کے حلق میں لگی۔ اس کے حلق سے کھانسی کی سی آواز اور پھر خون کا فوارہ برآمد
مائیکل اس فائر سے مطمئن نہیں ہوا۔ اس نے دوسرا فائر کلس کی پیشانی پر عین اس کی آنکھو
کے درمیان کیا۔

مائیکل کی آنکھوں کے سامنے اس وقت خون کی چادر سی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ تیزی
اس شخص کی طرف گھوما جو دوسری میز پر بیٹھا تھا۔ وہ اپنی جگہ ساکت تھا اور اس کی آنکھ

ہوئی تھیں۔ اسے گویا سکتہ سا ہو گیا تھا لیکن جونہی مائیکل نے اس کی طرف دیکھا اس
جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھ دیا۔ مائیکل نے اس پر گولی نہیں چلائی اور غیر
ں انداز میں گن میز کے نیچے ڈال دی۔ ویٹر کے چہرے پر گویا دہشت نقش ہو کر رہ گئی
اور وہ گویا خواب کے سے عالم میں دھیرے دھیرے الٹے قدموں کچن کی طرف جا رہا

سولوزو کرسی سے نیچے گرا تھا۔ اس کا مردہ جسم میز کے سہارے ٹک گیا تھا لیکن کلس کی
ی بھرکم لاش آہستگی سے فرش پر جا گری تھی۔ مائیکل کو یقین تھا کہ اسے گن میز کے نیچے
لتے نہ تو ویٹر نے دیکھا تھا اور نہ ہی دوسری میز پر بیٹھے ہوئے آدمی نے۔ وہ لمبے لمبے ڈگ
اور دروازے کی طرف چل دیا۔

وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو سامنے اسے سولوزو کی کار کھڑی دکھائی دی لیکن جو
ان اسے ڈرائیو کر کے لایا تھا، اس کا دور دور تک کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ مائیکل تیزی
دائیں ہاتھ سڑک کے کونے کی طرف بڑھا۔ ایک کار کی ہیڈ لائٹ تیزی سے آن آف
ں اور وہ اس کے قریب جا پہنچا۔ اس کا دروازہ فوراً ہی کھل گیا۔ وہ ایک پرانی سیڈان تھی
کا انجن اسٹارٹ تھا۔ مائیکل پھرتی سے اس میں بیٹھ گیا اور کار ایک جھٹکے سے آگے روانہ
۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹیسو تھا۔ اس کا چہرہ پتھرایا ہوا سا لگ رہا تھا۔

"کام ہو گیا؟" اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں...... دونوں کا کام ہو گیا۔" مائیکل نے جواب دیا۔

"پکی بات ہے؟" ٹیسو نے تصدیق چاہی۔

"میں نے ان کا بھیجا باہر آتے دیکھا ہے۔" مائیکل بولا۔

"بہت خوب!" ٹیسو نے طمانیت سے سر ہلایا۔

کار میں مائیکل کے لئے لباس تبدیل کرنے کا انتظام تھا۔ بیس منٹ بعد وہ ایک مال
ر اطالوی بحری جہاز پر سوار ہو چکا تھا جو سسلی جا رہا تھا۔ دو گھنٹے بعد جہاز ساحل سے اتنی

دور جا چکا تھا کہ نیویارک کی روشنیاں مائیکل کو چراغوں کی طرح ٹمٹماتی دکھائی دینے لگی تھیں
اس احساس سے اس کی رگ و پے میں طمانیت کی لہر سی دوڑ رہی تھی کہ اس کے پیچھے نیویارک میں نہ جانے کیسا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کتنا خون خرابہ ہوگا...... مگر وہ وہاں نہیں ہوگا۔

اس کا جعلی پاسپورٹ، جعلی شناختی کاغذات وغیرہ ہیگن نے تیار کرا دیئے تھے جن کی رو سے وہ اس وقت سسلی کا ایک ماہی گیر تھا، سسلی میں اسے ایک مافیا چیف کا مہمان بن کر اس کے ہاں طویل قیام کرنا تھا۔

☆......☆......☆

سولوزو اور کیپٹن میک کلس کے قتل کے دوسرے دن نیویارک کے تمام پولیس اسٹیشنز کے انچارج آفیسرز نے بدمعاشوں کی دنیا میں یہ پیغام بجھوا دیا کہ جب تک کلس کا قاتل پکڑا نہیں جاتا، شہر میں کسی بھی پولیس اسٹیشن کی حدود میں کوئی غیر قانونی دھندہ نہیں ہوگا۔ بہت سی ایسی جگہوں پر پولیس کی بھاری نفری نے چھاپے مارے اور سینکڑوں افراد کو گرفتار کرلیا جہاں اس طرح کے دھندے ہوتے تھے۔ یوں زیر زمین دنیا کی سرگرمیاں گویا یک لخت رک گئیں۔

اسی شام دیگر "فیملیز" کا ایک مشترکہ قاصد کارلیون فیملی کے پاس پہنچا اور اس۔ ان سے معلوم کیا کہ وہ کلس کے قاتل کو پولیس کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں کارلیون فیملی کی طرف سے اسے یہ جواب دے کر بھیجا گیا کہ اس معاملے سے ان کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے انہیں اس فکر میں دبلے ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس رات مال پر...... جہاں کارلیون فیملی کے گھر واقع تھے، ایک کار اس زنجیر کے پاس آکر رکی جو راستہ روکنے کے لئے لگائی جاتی تھی۔ اس کار سے مال پر ایک بم پھینکا گیا جس کے بعد کار تیزی سے فرار ہوگئی تاہم اس بم سے کوئی خاصا نقصان نہیں ہوا کیونکہ گھبراہٹ زدہ انداز میں...... کسی خاص ہدف کے بغیر پھینکا گیا تھا، البتہ اسی رات چھوٹے سے ایک اطالوی ریسٹورنٹ میں سکون سے کھانا کھاتے ہوئے دو افراد کو گولی ماردی گئی

دونوں کارلیون فیملی کے خاص نشانچی تھے۔

یوں نیویارک میں مافیاؤں کی 1946ء کی مشہور زمانہ لڑائی شروع ہوئی۔ جس میں پانچ "فیملیز" ایک طرف تھیں اور صرف ایک "فیملی" دوسری طرف......

☆......☆......☆

ایک ابھرتی ہوئی اداکارہ اس وقت جونی کے شاندار اور پرتعیش مکان میں اس کی مہمان تھی۔ جونی کو یقین تھا کہ اس کی وہ رات بہت خوبصورت اور یادگار ثابت ہوگی کیونکہ وہ تمام لوازمات موجود تھے جو کسی بھی رات کو یادگار بناتے تھے۔

لڑکی کا نام شیرون تھا۔ وہ بے پناہ خوبصورت تھی اور قیامت خیز سراپا کی مالک تھی مگر اس جیسی ہزاروں لڑکیاں ہالی وڈ میں معمولی سا مقام حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھیں۔ ان میں سے وہ اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتی تھیں جنہیں جونی جیسے آدمی کا سہارا میسر آجاتا تھا...... جو انہیں آگے بڑھنے میں کچھ نہ کچھ مدد دے سکتا تھا۔ شیرون بھی جونی کی نظرِ التفات پاکر بہت خوش معلوم ہوتی تھی اور آج جب موقع مناسب دیکھ کر جونی اس کے ساتھ یادگار وقت گزارنے کا اہتمام کیا تھا تو اسے امید تھی کہ شیرون کی خودسپردگی دیدنی ہوگی۔

......مگر اس وقت اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا جب شیرون نے اس کی خواہشوں کے سامنے سر جھکانے سے انکار کردیا۔ اس کی وجہ اس نے نہایت سادگی سے صرف یہ بتائی کہ اس حوالے سے وہ اس کے ذوقِ جمال پر پورا نہیں اترتا تھا۔ جونی کے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے اور پھر شیرون رخصت ہوگئی۔ جونی کی زندگی میں ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا تھا۔

اس نے اپنے آپ کو بےحد تنہا اور وحشت زدہ محسوس کیا۔ ایک عجیب سی بدمزگی اس کے حواس پر چھائی ہوئی تھی۔ وہ کسی کے پاس بیٹھنے اور کسی سے باتیں کرنے کی شدید ضرورت محسوس کررہا تھا۔ آخر وہ اپنی سابق بیوی جینی کے گھر جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ یکایک اسے اپنی دونوں بچیوں کی یاد بھی ستانے لگی تھی۔ جانے سے پہلے اس نے فون کرکے

جینی کو اپنی آمد کی اطلاع دے دی تھی اور اس نے خوش دلی سے اپنے ہاں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ البتہ یہ بتا دیا تھا کہ بچیاں اس وقت سو چکی ہیں۔

ایک گھنٹے بعد اس نے بیورلے ہلز میں اس مکان کے سامنے کار روکی جو کبھی اس کا گھر ہوا کرتا تھا مگر جینی سے علیحدگی کے بعد اس نے دیگر بہت سی چیزوں کے ساتھ وہ بھی اسے دے دیا تھا۔ جینی دروازے پر اس کی منتظر تھی۔ وہ ایک خوش شکل مگر قدرے عام سی اطالوی عورت تھی جو شاید اپنے شوہر سے طلاق کے بعد بھی اس سے بے وفائی کا تصور نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے جونی کو اندر لیونگ روم میں بٹھایا اور اس کے لئے کافی اور بسکٹ لے آئی۔ وہ کافی پی چکا تو جینی بولی۔ ''صوفے پر لیٹ جاؤ...... تم تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔''

''شاید اب میں زیادہ تر ایسا ہی لگا کروں گا۔''

وہ کوٹ اتار کر اور ٹائی ڈھیلی کر کے صوفے پر نیم دراز ہوتے ہوئے بولا۔ ''پینتیس سال کی عمر میں، میں گنجا ہونے لگا ہوں اور میرا پیٹ باہر آنے لگا ہے۔ میری جو فلم آج ہی مکمل ہوئی ہے، اس سے میں آس لگائے بیٹھا ہوں کہ شاید اس کے ذریعے مجھے دوسرا جنم ملے گا۔ اگر میری یہ آس بھی پوری نہ ہوئی تو بس میری کہانی ختم ہی سمجھو۔ ہالی وڈ میں انسان پینتیس سال کی عمر میں سو سال کی زندگی گزار لیتا ہے۔''

''اور درحقیقت تمہاری سمجھ میں صحیح طور پر یہی نہیں آسکا کہ تم زندگی سے کیا چاہتے ہو؟'' جینی گہری سنجیدگی سے بولی۔

وہ دونوں کافی دیر تک اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔ جینی ایک عام سی عورت ہونے کے باوجود اس وقت اچھی لگ رہی تھی۔ وہ نکھری نکھری، تر و تازہ اور صاف ستھری دکھائی دے رہی تھی تاہم جونی نے اس دوران اسے چھونے کی کوشش نہیں کی۔ اسے معلوم تھا کہ جینی اس کی اجازت نہیں دے گی۔ طلاق کے بعد سے اس نے اپنے اور اس کے درمیان حد قائم رکھی تھی۔ اس نے دوسری شادی بھی نہیں کی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ بچیوں کی اصل

ولدیت برقرار رکھنا چاہتی تھی۔ انہیں اس سے محروم کرنا نہیں چاہتی تھی۔ جونی کو یقین تھا کہ جینی نے ابھی تک کسی اور مرد سے مراسم بھی استوار نہیں کیے تھے۔ اس نے گویا باقی زندگی بھی اسی طرح گزارنے کا تہیہ کر رکھا تھا جس طرح اس وقت گزر رہی تھی۔

اچانک اندر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جینی فون سننے چلی گئی اور جب وہ واپس آئی تو اس کے چہرے پر قدرے حیرت تھی۔ وہ جونی سے مخاطب ہوئی ''تمہارا فون ہے...... ٹام ہیگن بول رہا ہے۔''

اس وقت تک ڈون کارلیون پر فائرنگ کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ جونی نے اندر جا کر فون سنا تو ہیگن بولا۔ ''سنا ہے تمہاری فلم ختم ہو گئی ہے۔ ڈون نے مجھے فوراً تم سے ملنے اور تمہارے مستقبل کے سلسلے میں کچھ منصوبے بنانے کا حکم دیا ہے۔ میں کل صبح لاس اینجلس پہنچ رہا ہوں۔ کیا تم ایئرپورٹ آسکتے ہو؟ میں کل رات ہی واپس روانہ ہو جاؤں گا۔ اس لئے تمہیں اپنی رات کی مصروفیات ملتوی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔''

''میں ایئرپورٹ آجاؤں گا......'' جونی بولا۔ ''تمہاری فلائٹ کتنے بجے پہنچے گی؟''

''گیارہ بجے۔'' ہیگن نے بتایا۔ ''تمہیں زیادہ تکلفات میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے کسی آدمی کو اندر ایئرپورٹ پر بھیج دینا۔ خود باہر گاڑی میں ہی بیٹھے رہنا۔''

''ٹھیک ہے۔'' جونی نے کہا۔

فون بند کر کے وہ لیونگ روم میں واپس پہنچا تو جینی نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ جونی بولا۔ ''پہلے گاڈفادر نے نہ جانے کس طرح مجھے اس فلم میں کام دلایا...... اب وہ میری بہتری کے لئے کچھ اور منصوبے بنا رہا ہے۔ آج کل وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔''

وہ ایک بار پھر صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ جینی بولی۔ ''تم بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔ گھر جانے کے بجائے یہیں گیسٹ روم میں سو جاؤ۔ اتنی رات گئے طویل ڈرائیونگ کرنے اور بڑے سے گھر میں اکیلے رہنے سے بچ جاؤ گے۔ صبح ناشتہ بچیوں کے ساتھ کر لینا......''

پھر جیسے اسے کچھ خیال آیا اور وہ تجسس سے بولی۔ ”تمہاری دوسری بیوی تو بہ[ت] مصروف رہتی ہے اور ان دنوں تو وہ زیادہ تر تم سے الگ رہنا ہی پسند کرتی ہے۔ تمہیں ا[تنے] بڑے گھر میں تنہائی کا احساس نہیں ہوتا؟“

”میں گھر میں رہتا ہی بہت کم ہوں۔“ جونی نے جواب دیا۔

”اوہ......! اس کا مطلب ہے کہ تمہارے معمولات اب بھی نہیں بدلے!“ جینی [نے] شدید مسکراہٹ کے ساتھ بولی پھر ایک لمحے کے توقف سے اس نے پوچھا۔ ”اگر تم گیسٹ روم میں نہ سونا چاہو تو میں دوسرے بیڈروم میں تمہارے سونے کا انتظام کردوں؟“

”کیا میں تمہارے بیڈروم میں نہیں سو سکتا؟“ جونی نے پوچھا۔

”نہیں۔“ جینی نے دھیمے لیکن مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

دوسری صبح وہ سو کر اٹھا تو جینی اس کے لئے ناشتہ تیار کر چکی تھی۔ جونی نے دن کی پہلی سگریٹ سلگائی تو اس کی دونوں نوعمر بیٹیاں ناشتے کی ٹرالی دھکیلی اور مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں۔ گول مٹول سے گالوں والی دونوں بچیاں اتنی خوبصورت اور معصوم تھیں کہ ان پر نظر پڑتے ہی جونی کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔ وہ پھولوں کی طرح شگفتہ اور نکھری نکھری دکھائی دے رہی تھیں۔

جونی نے سگریٹ بجھایا اور دونوں بازو پھیلا دیے۔ وہ اس کے سینے سے آلگیں۔ ان کے وجود سے دھیمی دھیمی مہک پھوٹ رہی تھی۔ جونی کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ وہ اپنے گال ان کے گالوں کے ساتھ رگڑنے لگا تو وہ زور زور سے ہنسنے کے ساتھ ہلکی ہلکی چیخیں مارنے لگیں۔ اس طریقے سے ان کی چیخیں نکلوانا جونی کا محبوب مشغلہ تھا۔

پھر جینی بھی آگئی اور وہ چاروں مل کر ناشتہ کرنے لگے۔ جونی باتیں کرتے کرتے بچیوں کو دیکھتا تو اس کے دل میں عجیب سے خیالات سر اٹھانے لگتے۔ وہ اب اتنی چھوٹی نہیں رہی تھیں۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ دونوں دیکھتے ہی دیکھتے جوان ہو جائیں گی اور ہالی وڈ کے نہ جانے کتنے نوجوان لفنگے ان کے پیچھے لگ جائیں گے۔ یہ خیال اسے بہت ہولناک سا

[مح]سوس ہوتا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ پہلے اپنے گھر پہنچا جہاں اس کا پبلک ریلیشنز ایجنٹ اور بڑی کرائے کی ایک دوسری کار میں اس کے منتظر تھے۔ اس نے انہیں فون کر کے بتا دیا تھا کہ ایک اہم شخصیت کو ریسیو کرنے ایئرپورٹ جانا ہے۔ اس کی دوسری بیوی مارگوٹ لیکن اس وقت بھی گھر پر نہیں تھی۔ ان کے درمیان طلاق کی کارروائی شروع ہو چکی تھی اور وہ تقریباً علیحدہ ہی ہو چکے تھے۔

وہ جب ہیگن کو ایئرپورٹ سے لے آیا اور انہیں لیونگ روم میں تنہائی میں بیٹھنے کا موقع ملا تو باتیں شروع ہوئیں۔ ہیگن نے پوچھا۔ ”تمہاری جو فلم مکمل ہوئی ہے، اس میں اگر اپنی اداکاری پر تمہیں اکیڈمی ایوارڈ مل جائے تو اس سے تمہیں کوئی فائدہ ہوگا؟“

”کیوں نہیں۔“ جونی حسرت آمیز سے انداز میں گہری سانس لے کر بولا۔ ”ایک اداکار اگر مر بھی رہا ہو تو اکیڈمی ایوارڈ اسے کم از کم دس سال کے لئے دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا کر دیتا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔“ ہیگن قدرے بے پروائی سے بولا۔ ”تمہارے گاڈ فادر نے کہا ہے کہ وہ تمہیں اکیڈمی ایوارڈ دلوانے میں مدد دینے کی بھی کوشش کریں گے...... لیکن ظاہر ہے، تم اس پر تکیہ نہیں کر سکتے۔ بطور سنگر اور بطور ایکٹر بھی اب تم اپنے مستقبل سے زیادہ امیدیں وابستہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے گاڈ فادر کا کہنا ہے کہ تم خود فلمیں بنانا شروع کرو۔ وہ ان فلموں کے لئے سرمایہ کاری کریں گے۔ سرمائے کے بارے میں تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ اتنا عرصہ فلم انڈسٹری میں رہ کر یقیناً تم نے بہت کچھ سیکھا ہوگا۔ کیا ہم امید رکھیں کہ تم کامیاب فلمیں بنا سکتے ہیں؟“

”کیوں نہیں۔“ جونی اعتماد سے بولا۔ ”ہر کام کے لئے ان لوگوں کی خدمات حاصل کی جائیں جو اسی کام کے ماہر ہوں...... جن کا نام اور مقام اونچا ہو تو پھر عام طور پر ناکامی نہیں ہوتی...... لیکن بڑے پیمانے پر فلمسازی...... اور خاص طور پر ایک ساتھ تین چار فلمیں

شروع کرنا کروڑوں ڈالر کا کام ہے۔"

"تم سرمائے کی فکر مت کرو...... جب ڈون نے یہ کہہ دیا تو سمجھو بات ختم ہوگئی۔" ہیگن نے ہاتھ ہلایا۔

جونی کے دل میں پھلجھڑیاں سی چھوٹنے لگیں۔ ڈون اگر فلموں میں سرمایہ کاری کے لئے تیار ہو چکا تھا تو اس کی مدد اور پشت پناہی جونی کو ہالی وڈ کے بادشاہوں کی صف میں کھڑا کر سکتی تھی۔

اس نے ہیگن کو رخصت کرنے کے بعد اسی شام سے فلم لائن کے خاص خاص لوگوں سے رابطہ شروع کر دیا۔ اب اگر اسے ڈون کی مدد میسر آ ہی گئی تھی تو وہ بہت سنجیدگی اور سمجھداری سے فلمسازی کے میدان میں اترنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے لڑکپن کے گہرے ساتھی نینو کو بھی شاندار معاوضے پر ہالی وڈ بلوانے کا فیصلہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈون کو اس کے اس اقدام پر خوشی ہوگی۔ وہ جب ڈون کی بیٹی کی شادی پر نیویارک گیا تھا تو اس نے محسوس کیا تھا کہ ڈون کو یہ بات اچھی نہیں لگی تھی کہ اس نے ہالی وڈ میں کامیاب زندگی گزارنے کے دوران اپنے بچپن اور لڑکپن کے ساتھی نینو کو فراموش کئے رکھا تھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے آگے لانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

جونی فلمسازی کے منصوبے پر بہت تیزی سے کام شروع کر چکا تھا اور نینو کو بھی لاس اینجلس بلا چکا تھا جب اسے ڈون پر فائرنگ والے واقعے کی اطلاع ملی۔ اس نے نیویارک فون کیا اور ڈون کے پاس پہنچنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا مگر سنی نے اسے سمجھایا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ڈون تو شدید زخمی حالت میں اسپتال میں داخل تھا۔ اس سے ملنا یا بات کرنا تو ممکن نہیں تھا۔ اس لئے بہتر یہی تھا کہ وہ بعد میں کبھی آتا اور فی الحال اپنی توجہ کاموں پر رکھتا۔

جونی نے اس کا مشورہ قبول کر لیا تھا۔ اس احساس سے اس پر مایوسی چھانے لگی تھی کہ شاید ڈون پر فائرنگ کے واقعے کے بعد اس کا فلموں میں سرمایہ کاری کا منصوبہ دھرا کا دھرا جائے...... مگر پھر ہیگن نے اسے فون کر کے تسلی دی کہ ایسا کوئی امکان نہیں تھا۔ ڈون کی

طرف سے جو کاروباری منصوبہ شروع کر دیا جاتا تھا، وہ جاری رہتا تھا...... خواہ حالات کچھ بھی ہوں، البتہ اب اتنی تبدیلی ضرور آئے گی کہ جونی کو بیک وقت تین چار فلمیں شروع کرنے کے بجائے ایک وقت میں ایک فلم بنانی ہوگی۔ جونی کے لئے یہ بھی غنیمت تھا۔

☆......☆......☆

ڈون کارلیون کا اصل نام ویٹو اینڈولینی تھا۔ کارلیون اصل میں سسلی میں واقع اس چھوٹے سے گاؤں کا نام تھا جہاں وہ پیدا ہوا اور جہاں اسے بارہ سال کی عمر تک رہنا نصیب ہوا۔ ڈون کا لقب بھی اس نے بعد میں اختیار کیا جس کا مطلب "کنبے یا خاندان کا سربراہ" تھا۔

حالات نے گویا ویٹو کو بارہ سال کی عمر میں ہی ایک مکمل، جوان اور سمجھدار مرد بنا دیا تھا۔ وہ انیسویں صدی کا اختتام تھا اور سسلی میں اس وقت مافیا کی متوازی حکومت قائم تھی بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ مافیا درحقیقت حکومت سے زیادہ طاقتور تھی۔

ویٹو کا باپ ایک طاقتور اور تند مزاج آدمی تھا۔ اس کا مافیا کے ایک مقامی چیف سے اختلاف ہو گیا اور اس نے نہ صرف اس کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا بلکہ سرعام اس سے جھگڑا ہونے کے بعد اسے موقع پر ہی قتل کر دیا۔ ایک ہفتے بعد اس کی اپنی لاش بھی سڑک پر پڑی پائی گئی جو اس بندوق کی گولیوں سے چھلنی تھی جسے مقامی زبان میں "لیوپارا" کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد مافیا کے آدمی بارہ سالہ ویٹو کو بھی قتل کرنے پہنچ گئے۔ ان کے خیال میں یہ خاصی سمجھداری کی عمر تھی اور اس عمر کے بچے کے ذہن میں یہ خیال مضبوطی سے جڑ پکڑ سکتا تھا کہ اس کے باپ کو قتل کیا گیا تھا، چنانچہ اسے بڑے ہو کر اس کا انتقام لینا ہے۔ اس لئے مافیا کے آدمیوں نے بارہ سالہ ویٹو کو بھی قتل کرنا ضروری سمجھا تھا لیکن ویٹو کی خوش قسمتی تھی کہ وہ ان کے ہتھے نہیں چڑھا۔

اس کی ماں نے اسے چند دن اپنے کچھ رشتے داروں کے ہاں چھپائے رکھا پھر اپنے

جاننے والوں کے ہاں امریکا بھیج دیا۔ یوں اس کی جان بچ گئی۔ امریکہ میں جس خاندا
نے اسے پناہ دی تھی، انہی کا لڑکا ڈین ڈو بعد میں اس کا قانونی مشیر بنا تھا۔ اس کے انتقا
کے بعد ٹام ہیگن نے اس کی جگہ سنبھالی تھی۔

ویٹو کی ماں نے اسے ہدایت کی تھی کہ امریکا جا کر وہ اپنا نام بھی تبدیل کر لے
چنانچہ اس نے اپنا نام اپنے آبائی گاؤں کے نام پر "کارلیون" رکھ لیا تھا۔ یہ اپنے گاؤں
اس کی جذباتی وابستگی کی علامت تھی۔ درحقیقت یہ اس کی جذباتیت کی واحد علامت تھی ور
وہ لڑکپن سے ہی جذباتی اور تندمزاج نہیں تھا۔ شاید قدرت نے ہی اسے پیدائشی طور پر باپ
کے بالکل برعکس بنایا تھا یا پھر شاید اس کے لاشعور میں کہیں یہ خیال پنہاں تھا کہ اشتعال او
تندمزاج نے ہی اس کے باپ کی جان لی تھی۔ اس لئے اسے آئندہ زندگی میں اس
پرہیز کرنا ہے۔

نیویارک میں اس نے جس اطالوی گھرانے کے ساتھ قیام کیا، انہی کے گروسر
اسٹور میں ملازمت کر لی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اس کی ایک سولہ سالہ لڑکی سے شاد
ہوگئی۔ وہ لڑکی بھی حال ہی میں سسلی سے ہجرت کر کے نیویارک پہنچی تھی۔ عمر تو اس کی صر
سولہ سال تھی لیکن وہ گھرداری میں پوری طرح ماہر تھی۔

شادی کے بعد ویٹو نے اسٹور سے کچھ ہی دور ایک علاقے میں چھوٹا سا فلیٹ کرا
پر لے کر اپنا الگ گھر بسا لیا۔ اس علاقے میں بیشتر آبادی اطالویوں ہی کی تھی جن کی عورتیں
اکثر عمارتوں کی سیڑھیوں پر بیٹھی باتیں کرتی نظر آتی تھیں۔ دو سال بعد ویٹو...... جس
اب اپنا نام کارلیون رکھ لیا تھا، کے ہاں پہلی اولاد ہوئی۔ وہ اس کا بیٹا سین ٹینو عرف سنی تھا۔

اب اس علاقے میں فانو کچی نامی ایک اطالوی بھی رہتا تھا جو عموماً ذرا مہنگے قسم
سوٹ اور عمدہ ہیٹ پہنے دکھائی دیتا تھا۔ وہ مضبوط جسم کا ایک خونخوار سا آدمی تھا اور اس
بارے میں مشہور تھا کہ وہ مافیا کا نمائندہ ہے۔ وہ علاقے کے بہت سے دکانداروں اور ریستور
سے بھتہ لیتا تھا۔ بیشتر لوگ اس سے ڈرتے تھے۔ اس کا شکار زیادہ تر ایسے ہی لوگ ہو

نہ علاقے میں بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو خود چھوٹے موٹے بدمعاشوں سے کم
تھے اور لڑائی جھگڑے سے گھبراتے نہیں تھے۔ فانو کچی ان سے نہیں الجھتا تھا۔

غیر قانونی تارکین وطن اور دوسرے لوگ جو چھپ چھپ کر چھوٹے موٹے غیر
دھندے کرتے تھے، فانو کچی ان سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ وصول کرتا تھا۔ کارلیون
بلی کے ساتھ رہتا تھا اور جن کے اسٹور پر کام کرتا تھا، وہ بھی اسے تھوڑی سی رقم بھتے کے
دینے میں عافیت محسوس کرتے تھے حالانکہ ان کے بیٹے ڈین ڈو نے کئی بار ان سے کہا
وہ ایسا نہ کریں اور فانو کچی کا معاملہ اس پر چھوڑ دیں، وہ اس کا بندوبست کر دے گا لیکن
ن کوئی جھگڑا کھڑا کرنے کی نسبت تھوڑی سی رقم دے کر جان چھڑانے میں عافیت
کرتے تھے۔

کارلیون اپنے گردوپیش کے یہ تمام حالات دیکھتا تھا لیکن خاموش اور لاتعلق رہتا
تمام واقعات اور کرداروں کا بھی مشاہدہ کرتا رہتا تھا لیکن کسی بھی چیز پر کوئی تبصرہ نہیں
تھا اور نہ ہی کسی معاملے میں الجھتا تھا۔ وہ بیحد کم گو سا نوجوان تھا اور اپنے کام سے کام
تھا۔

ایک روز فانو کچی کو گلی میں تین نوجوان نے گھیر لیا اور اس کے گلے پر چاقو پھیر دیا۔
نا گہرا نہیں تھا کہ فانو کچی مر جاتا۔ تاہم اس کا کافی خون بہہ گیا۔ چاقو اس کے گلے پر
کان سے دوسرے کان تک پھیر دیا گیا تھا۔ وہ نوجوانوں کی گرفت سے نکل کر بھاگنے
کامیاب ہو گیا۔

کارلیون نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس نے فانو کچی کو اس عالم میں
دیکھا کہ اس کے کٹے ہوئے گلے سے خون ٹپک رہا تھا اور اس عالم میں بھی شاید
فکر تھی کہ اس کا سوٹ خراب نہ ہو جائے...... اس نے اپنا ہیٹ سر سے اتار کر اپنے زخم
نیچے کر لیا تھا اور اس سے پیالے کا کام لے رہا تھا۔ اس کے خون کے قطرے اس کے
کپڑوں پر نہیں...... بلکہ اس کے ہیٹ میں ٹپک رہے تھے اور اسی حالت میں وہ بھاگا جا رہا

تھا۔ کارلیون کو یہ منظر بہت عجیب لگا اور اس کے ذہن پر نقش ہو کر رہ گیا۔

تینوں لڑکوں نے اپنی دانست میں فانوکچی کو سبق سکھانے کے لئے یہ قدم اٹھایا لیکن فانوکچی کے حق میں یہ اور بھی اچھا ثابت ہوا۔ لڑکے کوئی پیشہ ور بدمعاش یا قاتل تھے نہیں۔ وہ بے چارے عام سے غریب گھرانوں کے جوشیلے لڑکے تھے جنہوں نے فانوکچی کی بھتہ خوری سے تنگ آ کر اناڑی پن سے، اچانک یہ قدم اٹھایا تھا۔ فانوکچی کا زخم جلد ہی ٹھیک ہو گیا اور اسی دوران ایک روز اس لڑکے کی لاش گندی گلی میں پائی گئی جس نے فانوکچی کے گلے پر چاقو پھیرا تھا۔ اسے گولی ماردی گئی تھی۔

باقی دونوں لڑکوں کے والدین نے فانوکچی سے ان کی جان بخشی کی اپیل کر دی۔ فانوکچی نے اس شرط پر ان کی جان بخشی کی کہ بھتے کی رقم پہلے سے زیادہ کر دی جائے، عر بہت سے لوگوں کے لئے بھی اس کے بھتے کے ریٹ پہلے سے بڑھ گئے تھے۔ کارلیون نے بدستور خاموشی اور لاتعلقی سے ان واقعات کا بھی مشاہدہ کیا۔ یہ شاید اس کی خوش قسمتی تھی کہ تارکین وطن اور نچلے درجے کے ان لوگوں کے درمیان اس علاقے میں رہتے ہوئے بھی ابھی تک اسے اس قسم کے کسی واقعے میں الجھنا نہیں پڑا تھا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران جب مارکیٹ سے دیگر بہت سی چیزوں کے ساتھ ساتھ درآمد شدہ زیتون کا تیل بھی غائب ہو گیا تو فانوکچی نے کسی نہ کسی طرح یہ چیزیں اٹلی سے منگوانا شروع کر دیں، وہ محدود پیمانے پر یہ کام کر رہا تھا اور اپنا بیشتر اسٹاک اسی اسٹور کو دے دیتا تھا جس پر کارلیون کام کر رہا تھا۔ ان چیزوں کے عوض وہ نہ صرف اسٹور میں حصے دار بن گیا بلکہ اس نے اپنا ایک آدمی بھی اسٹور میں ملازم رکھوا دیا جس کی وجہ سے کارلیون کو وہاں سے جواب مل گیا اور وہ بے روزگار ہو گیا۔

اس دوران کارلیون کے ہاں دوسرا بیٹا فریڈریکو عرف فریڈ پیدا ہو چکا تھا۔ یعنی اس کی ذمے داریوں اور اخراجات میں اضافہ ہو گیا تھا جبکہ ملازمت جاتی رہی تھی۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ اسٹور کے مالک نے تو کارلیون کو ملازمت سے جواب دے دیا تھا لیکن اس

ذہن ڈواب بھی کارلیون کا قریبی دوست تھا۔ وہ خود اپنے باپ کے اس اقدام پر بہت [illegible] تھا۔ اس نے کارلیون کو پیشکش کی کہ وہ اس کے گھر پر راشن پہنچاتا رہے گا۔ خواہ اس لئے اسے اپنے ہی باپ کے اسٹور پر چوری کرنی پڑے...... لیکن کارلیون نے نہایت [illegible] اور متانت سے یہ پیشکش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ ایک خوددار انسان تھا۔ اسے [illegible] نہیں لگا کہ اس کا دوست اس کی خاطر اپنے باپ کے اسٹور سے چوری کرے اور وہ [illegible] کی چیزیں قبول کرے۔

اس وقت سے کارلیون کے دل میں فانوکچی کے لئے نفرت سی بیٹھ گئی۔ دوسرے [illegible] فانوکچی کو دیکھ کر ڈرتے تھے لیکن کارلیون کے دل میں غصے کی لہر ابھرتی تھی لیکن وہ [illegible] اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتا تھا اس لئے اپنے غصے کو بھی دل میں ہی دبائے رکھتا تھا۔ [illegible] دوران اس نے ریلوے میں ملازمت کر لی لیکن جب جنگ ختم ہوئی تو یہ عالم ہو گیا کہ [illegible]لیون اور اس جیسے دوسرے بہت سے لوگ پورے مہینے مزدوروں کی طرح محنت مشقت [illegible]تے تھے لیکن انہیں معاوضہ چند دن کا ملتا تھا۔

اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ ریلوے یارڈ میں زیادہ تر آئرش اور امریکن [illegible]م تھا۔ وہ مزدوروں، تارکین وطن اور اس طرح کے دوسرے معمولی درجے کے ملازموں [illegible] بات بات پر گندی گالیاں دیتے تھے۔ ان کی باتیں سن کر کارلیون کا خون کھولتا تھا لیکن وہ [illegible] موقع پر بھی اپنے جذبات دل میں ہی چھپائے رکھتا تھا۔ اب تو مجبوری بھی تھی۔ یہ معمولی [illegible]یعہ معاش بھی غنیمت لگتا تھا۔ ایسے موقعوں پر وہ یہی ظاہر کرتا تھا جیسے وہ انگریزی نہیں [illegible]تا حالانکہ وہ بہت اچھی طرح سمجھتا تھا۔

ایک روز کارلیون اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ اندرونی [illegible]ے کی کھڑکی پر دستک سی ہوئی۔ اس طرف فلیٹوں پر ہی مشتمل دوسری بلڈنگ تھی۔ [illegible]ان عمارتوں کے درمیان ہوائی آمد و رفت کے لئے تھوڑی سی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ لوگ [illegible] طرف بھی کھڑکیوں سے کچرا پھینک دیتے تھے جو نیچے جمع ہوتا رہتا تھا۔

کارلیون نے کمرے میں جا کر کھڑکی کھولی اور باہر جھانکا تو یہ دیکھ کر حیران رہ
دوسری بلڈنگ کی کھڑکی سے اس کا شناسا اور پڑوسی، نوجوان مینزا جھانک رہا تھا۔ اس
ہاتھ بڑھا کر اس کی کھڑکی پر دستک دی تھی۔ اس کے ہاتھ میں سفید کپڑے کا ایک بنڈ
تھا۔

''دوست!'' اس نے قدرے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔ ''یہ اپنے پاس رکھ لو
میں ایک دو دن میں لے لوں گا۔'' وہ اس بنڈل کو کارلیون کی طرف بڑھا رہا تھا۔

کارلیون نے غیر ارادی سے انداز میں بنڈل تھام لیا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ
کسی مشکل میں تھا اور کارلیون نے اس موقع پر اس کے کام آنے میں کسی قسم کی ہچکچاہ
مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

اس نے بنڈل لے تو لیا لیکن کچن میں آ کر فوراً اسے کھول کر دیکھا۔ اس
پلاسٹک کی شیٹ میں لپٹے ہوئے پانچ ریوالور تھے۔ اس نے جلدی سے انہیں دوبارہ
کر اپنی الماری کے ایک خانے میں رکھ دیا۔ اسے بعد میں پتہ چلا کہ مینزا کو پولیس پکڑ کر
گئی تھی۔ شاید اس وقت پولیس اس کے دروازے پر دستک دے رہی تھی جب اس نے
کمرے کی کھڑکی سے بنڈل کارلیون کو تھمایا تھا۔

کارلیون نے اس سلسلے میں کسی سے ایک لفظ نہیں کہا اور اس کی بیوی نے
پڑوسنوں سے بات چیت کے دوران اس بارے میں زبان نہیں کھولی۔ اسے اندیشہ تھ
اس چکر میں اس کا شوہر بھی پولیس کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔

دو دن بعد مینزا گلی میں کارلیون کو نظر آیا۔ وہ پولیس سے جان چھڑا کر آ گیا تھا۔
نے اِدھر اُدھر کی رسمی باتوں کے بعد سرسری لہجے میں کارلیون سے پوچھا۔ ''میری ا
تمہارے پاس رکھی ہے نا......؟''

کارلیون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ حتی الامکان کم بولتا تھا۔ وہ مینزا کو اپنے سا
اپنے فلیٹ میں لے آیا۔ مشروب سے اس کی تواضع کی اور الماری سے اس کا بنڈل نکال

ا کے حوالے کیا۔

مینزا کے چہرے پر شکر گزاری کے تاثرات ابھر آئے تاہم اس نے قدرے شک زدہ
ہجے میں پوچھا۔ ''تم نے اسے کھول کر دیکھا تھا؟''

کارلیون کا چہرہ تاثرات سے عاری رہا۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''جن
زوں سے میرا کوئی تعلق نہ ہو، میں ان کی ٹوہ میں نہیں رہتا۔''

مینزا کے چہرے پر اطمینان جھلک آیا۔ اس کے بعد جلد ہی وہ خاصے قریبی دوست
ن گئے۔ چند روز بعد مینزا نے کارلیون کی بیوی سے کہا کہ وہ اسے ایک عمدہ اور قیمتی قالین
فے میں دینا چاہتا ہے۔ اس نے کارلیون کو ساتھ لیا تاکہ وہ دونوں مل کر ایک جگہ سے وہ
الین اٹھا لائیں۔

وہ قریبی علاقے کی ایک بلڈنگ میں پہنچے وہ خاصے خوش حال لوگوں کا علاقہ تھا اور
ڈنگ بھی مہنگے اپارٹمنٹ پر مشتمل تھی۔ مینزا گراؤنڈ فلور کے ایک اپارٹمنٹ کا تالا ایک چابی
ے کھول کر اندر پہنچا۔ اپارٹمنٹ خالی معلوم ہوتا تھا۔ اس کے طویل و عریض ڈرائنگ روم
ں فرنیچر نہیں تھا مگر فرش پر ایک نہایت عمدہ، نفیس اور دبیز قالین بچھا ہوا تھا جو کافی مہنگا معلوم
وتا تھا۔

''آؤ، اس قالین کو لپیٹنے میں میری مدد کرو۔'' مینزا نے اطمینان سے کارلیون کو
ہدایت کی۔

کارلیون اس کی فیاضی پر حیران رہ گیا کہ وہ اتنا قیمتی دکھائی دینے والا اُونی قالین
سے تحفے پر دے رہا تھا۔ دونوں نے مل کر اسے رول کیا اور اٹھا لیا۔ ایک سرا مینزا نے اور
سرا کارلیون نے کندھے پر ٹکایا اور دروازے کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے دروازے پر
ستک ہوئی۔ مینزا نے فوراً قالین فرش پر ٹکا دیا اور کارلیون کو بھی ایسا ہی کرنے کا اشارہ کیا۔
ر وہ جلدی سے کھڑکی پر پہنچا اور پردہ ذرا سا سرکا کر اس نے باہر جھانکا۔ باہر اسے نہ جانے
کیا نظر آیا کہ اس نے فوراً اپنے بغلی ہولسٹر سے ایک ریوالور نکال لیا۔ اس لمحے کارلیون کو

احساس ہوا کہ درحقیقت وہ کسی کے اپارٹمنٹ سے قالین چرا رہے تھے۔

دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی اور کال بیل بھی بجائی گئی۔ اس بار کارلیون نے بھی آگے بڑھ کر کھڑکی سے آنکھ لگا کر دیکھا۔ باہر دروازے پر ایک باوردی پولیس والا کھڑا تھا۔ مینزا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کارلیون کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پولیس والے نے ایک بار پھر بیل بجائی اور آخر مایوس ہو کر، کندھے اُچکا کر آگے چل دیا۔ غالباً اسے یقین ہو گیا تھا کہ اندر کوئی نہیں ہے۔

وہ گلی کے کونے پر مڑا ہی تھا کہ مینزا نے کارلیون کو دوبارہ قالین اٹھانے کا اشارہ کیا۔ دونوں مل کر قالین اٹھائے گلی میں آئے اور آدھے گھنٹے بعد وہ اسے کاٹ کر کارلیون کے فلیٹ کے لیونگ روم میں بچھا رہے تھے۔ اس فلیٹ میں وہ قالین دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر دو کمروں میں آ گیا۔ مینزا کے پاس قالین کاٹنے کے لئے اوزار بھی موجود تھے۔

وقت گزرتا گیا۔ حالات بد سے بدتر ہو رہے تھے۔ کارلیون مکمل طور پر بے روزگار تھا۔ اس کے فلیٹ میں قیمتی قالین بچھا ہوا تھا لیکن کھانے کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ فاقوں کی نوبت آ رہی تھی۔ قالین کو وہ چبا کر کھا نہیں سکتے تھے۔

ایک روز مینزا نے خاص طور پر آ کر اس سے ملاقات کی۔ اس کے ساتھ اسی گلی کا ایک اور نوجوان ٹیسو بھی تھا۔ وہ بھی مینزا کی طرح تیز طرار، سخت جان اور کچھ بدمعاش سا دکھائی دیتا تھا مگر وہ دونوں کارلیون کی بہت عزت کرتے تھے اور اس بات سے بڑے متاثر ہوتے تھے کہ وہ انتہائی نامساعد حالات میں بھی نہایت صبر و تحمل، قناعت اور وقار سے گزارہ کرتا تھا۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا تھا اور نہ ہی حالات کا رونا روتا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ ان دنوں کارلیون کے گھر میں فاقوں کی نوبت تھی۔

اس روز وہ دونوں پہلی بار اس کے سامنے کھلے۔ انہوں نے کارلیون کو بتایا کہ ان کا تعلق ایک گروہ سے تھا جو خاص طور پر ریشمی ملبوسات سے لدے ہوئے وہ ٹرک لوٹتا تھا جو فیکٹریوں سے روانہ ہوتے تھے اس کام میں خطرہ کم تھا۔ ان ٹرکوں کے ڈرائیور بے چارے

دودھ پیتے قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ ریوالور دیکھتے ہی وہ سعادت مندی سے ٹرک سے اتر کر فٹ پاتھ پر اوندھے لیٹ جاتے تھے۔ مینزا اور ٹیسو ٹرک چلا کر ایک گودام پر لے جاتے تھے۔ گودام کا مالک بھی اس دھندے میں شریک تھا۔ خالی ٹرک بعد میں کہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

زیادہ تر مال کوڑیوں کے دام ایک تھوک فروش کو دے دیا جاتا تھا اور کچھ مال ایسے لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا جو گلی گلی، دروازوں پر جا کر سستے داموں اسے بیچ دیتے تھے، قیمت بہت کم ہونے کی وجہ سے ملبوسات جلدی بک جاتے تھے۔ فروخت کے لئے زیادہ تر ایسے علاقے منتخب کئے جاتے تھے جہاں اطالوی آباد تھے۔ وہ ویسے بھی مہنگی چیزیں خریدنے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے لیکن مہنگے ملبوسات انہیں نہایت سستے داموں مل جاتے تھے تو وہ جلدی سے لے لیتے تھے اور اس بات کا چرچا بھی نہیں کرتے تھے۔

مینزا اور ٹیسو کو اس دھندے سے اچھی خاصی کمائی ہو جاتی تھی۔ ان دنوں انہیں ٹرک چلانے کے لئے ایک معاون کی ضرورت تھی۔ کارلیون جس زمانے میں اسٹور پر ملازمت کر رہا تھا۔ ان دنوں ان کا بار برداری کا ٹرک بھی چلاتا رہا تھا۔ وہ ڈرائیونگ میں ماہر تھا۔ وہ 1919ء کا زمانہ تھا اور ان دنوں ڈرائیونگ جاننے والے لوگ کم ہی ملتے تھے۔

مجبوری کے تحت اور بادل نخواستہ کارلیون نے ان کی پیشکش قبول کر لی۔ پیشکش اپنی جگہ پرکشش بھی تھی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ ایک واردات میں اس کے حصے میں ایک ہزار ڈالر آ جایا کریں گے۔ اس زمانے میں یہ خاصی بڑی رقم تھی۔

کام بھی کارلیون کو کچھ زیادہ مشکل محسوس نہیں ہوا۔ گو اس کے خیال میں مینزا اور ٹیسو نہایت ناقص منصوبہ بندی کے ساتھ، افراتفری اور بے وقوفانہ انداز میں واردات کرتے تھے تاہم کارلیون ان کی بے خوفی اور خود اعتمادی دیکھ کر ضرور متاثر ہوا۔ کارلیون نے انہیں واردات کے سلسلے میں کوئی مشورہ دینے کی کوشش نہیں کی حالانکہ اس کے خیال میں طریقہ واردات اور مال کو ٹھکانے لگانے کے سلسلے میں کئی خامیاں دور کر کے کچھ زیادہ رقم کمائی

جاسکتی تھی لیکن اس نے اپنے خیالات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھا۔ پہلی واردات میں اس کے حصے میں ایک ہزار کے بجائے سات سو ڈالر ہی آئے لیکن اس کے لئے وہ بھی کافی تھے۔ وہ یہ رقم پا کر بھی بہت خوش تھا۔

دوسرے روز اسے گلی میں فانوچی نے روک لیا۔ اس کے گلے پر اب زخم کا نشان، پھانسی کے پھندے کے نشان کی طرح نظر آتا تھا جس کی وجہ سے اس کی شخصیت پہلے سے زیادہ خطرناک دکھائی دینے لگی تھی۔ وہ اس نشان کو چھپانے کی کوشش بھی نہیں کرتا تھا۔

"کیا حال ہے نوجوان؟" وہ سسلی والوں کے مخصوص لہجے اور بھاری آواز میں بولا۔ "میں نے سنا ہے تم اور تمہارے وہ دونوں دوست آج کل خاصے خوشحال ہو رہے ہیں لیکن تم لوگ میرا تو خیال ہی نہیں رکھ رہے...... یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آخر یہ میرا علاقہ ہے۔ یہاں کے لوگ ہی مجھے بھول جائیں گے تو پھر اور کون یاد رکھے گا؟ مجھے بھی تو اپنی چونچ گیلی کرنے کا موقع ملنا چاہئے نا......!"

یہ اس نے ایک مخصوص محاورہ استعمال کیا تھا جو عموماً مافیا کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ مراد اس کی یہ تھی کہ لوٹ کے مال میں میرا بھی تو حصہ ہونا چاہئے۔ کارلیون نے اپنی عادت کے مطابق فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ منتظر تھا کہ فانوچی کچھ اور واضح طور پر اپنا مدعا بیان کرے۔ فانوچی نے ایک ریشمی رومال سے اپنے چہرے سے پسینہ پونچھا اور پھر یوں کوٹ کے بٹن کھولے گویا جسم کو ہوا لگوانا چاہ رہا ہو لیکن درحقیقت اس طرح کارلیون کو بغلی ہولسٹر کی جھلک دکھانا مقصود تھی جس میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

پھر وہ اپنے چہرے کے سامنے رومال لہراتے ہوئے بے پروائی سے بولا۔ "چلو..... ایسا کرو..... تم مجھے پانچ سو ڈالر دے دینا۔ میں یہ بھول جاؤں گا کہ تم نے مجھے نظر انداز کر کے میری توہین کی تھی۔ مجھے معلوم ہے نوجوانوں سے ایسی گستاخیاں ہوتی رہتی ہیں۔" نئے نئے دھندے شروع کرتے ہیں تو مجھ جیسے سینئر اور خاص لوگوں کا خیال رکھنا بھول جاتے ہیں۔ میں اس بات کا زیادہ برا نہیں مناتا اور پہلے انہیں نرمی اور محبت سے یاد دہانی کرا

رہا ہوں۔"

کارلیون اب بھی خاموش تھا البتہ وہ اب فانوچی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے مسکرا دیا۔ وہ کوئی قد آور یا جسیم نوجوان نہیں تھا لیکن اس کا جسم گٹھا ہوا اور مضبوط تھا۔ اس کے چہرے کی گہری سنجیدگی اور متانت بھی دیکھنے والے کو متاثر کرتی تھی لیکن جب وہ اس خاص انداز میں کسی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دھیرے سے مسکراتا تھا تو سامنے والا مضطرب سا ہو جاتا تھا، اور اس کے جسم میں خفیف...... مگر سرد سی لہر دوڑ جاتی تھی۔

اس وقت بھی شاید یہی ہوا۔ فانوچی نے مضطربانہ انداز میں اپنا وزن ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں پر منتقل کیا۔ کارلیون اب بھی خاموش تھا!

فانوچی نے سلسلۂ کلام جوڑتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے میری بات نہ مانی تو پولیس تم سے پوچھ گچھ کے لئے آئے گی اور پھر تفتیش کے لئے تمہیں پولیس اسٹیشن بھی لے جائے گی۔ اندازہ کر لو کہ تمہاری اور تمہاری بیوی بچوں کی کتنی بے عزتی ہوگی۔ تم لوگ پڑوسیوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔"

پھر اس نے گویا ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "چلو، میں تم پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ میں اپنا مطالبہ تین سو ڈالر پر لے آتا ہوں...... لیکن اس سے کم ہرگز نہیں لوں گا...... اور دیکھو...... مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرنا۔"

کارلیون نے اتنی دیر میں پہلی مرتبہ زبان کھولی۔ وہ نرم لہجے میں بولا۔ "میرے حصے کی رقم ابھی میرے دو دوستوں کے پاس ہے۔ مجھے ان سے بات کرنا پڑے گی۔"

"ان دونوں کو بتا دینا کہ انہیں میرے لئے یہی کرنا ہوگا جو میں تمہیں کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔" فانوچی فوراً بولا۔ "میز تو اچھی طرح جانتا ہے اور وہ ان معاملات کو زیادہ اچھی طرح سمجھتا ہے۔ بلکہ تم بھی اسی سے رہنمائی حاصل کرنا۔ اسے اس قسم کے کاموں کا تم سے زیادہ تجربہ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے ایک گاڈ فادر کی طرح مجھ سے بات

کی۔"

کارلیون نے خاصی عاجزی سے کہا حالانکہ اس کے دل میں غصے کا آتش فشاں مچل رہا تھا۔

"تم بہت اچھے اور مہذب نوجوان ہو......" فانوچی نے گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر اس قسم کے کاموں میں تمہیں رہنمائی اور مشورے کی ضرورت پڑے تو مجھ سے بات ضرور کرنا۔ میں تمہارے کام آنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔"

کارلیون، فانوچی سے ذرا بھی مرعوب نہیں تھا۔ اسے تو یہ سوچ کر ہی طیش آرہا تھا کہ فانوچی اس سے اس رقم میں سے حصہ وصول کرنے کی کوشش کر رہا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنی جان خطرے میں ڈالی تھی۔ اسے امید تھی کہ مینزا اور ٹیسو کے محسوسات بھی اس سے مختلف نہیں ہوں گے۔

اس کے خیال میں فانوچی ایک نہایت ہی احمق شخص تھا، جوان جیسے تین نوجوانوں سے الجھ رہا تھا۔ کارلیون کے خیال میں مینزا اور ٹیسو تر انوالہ ہرگز نہیں تھے۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ مینزا نے تو محض ایک قالین چرانے کے لئے ایک پولیس مین پر ریوالور نکال لیا تھا اور کچھ بعید نہیں تھا کہ پولیس مین سے سامنا ہو جاتا تو وہ اس پر گولی بھی چلا دیتا۔ اسی طرح ٹیسو بھی اس کے خیال میں کچھ کم خطرناک نہیں تھا۔ وہ اسے، اڑ کر حملہ کرنے والا کوئی سانپ معلوم ہوتا تھا۔

......لیکن اس شام جب اس نے اپنے ان دوستوں سے اس موضوع پر بات کی تو ان کے بارے میں کارلیون اپنی رائے پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ان کا ردعمل دیکھ کر اسے خاصی مایوسی ہوئی۔ وہ فانوچی کا مطالبہ سن کر فوراً ہی ہتھیار ڈالنے پر آمادہ نظر آنے لگے۔ البتہ اس امکان پر غور کرنے لگے کہ کیا فانوچی ان کے ساتھ مزید رعایت کرتے ہوئے تین سو کے بجائے دو دو سو ڈالر قبول کر لے گا......؟

"میرے خیال میں اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے اس واردات میں کتنی ر

کمائی۔" مینزا بولا۔ "وہ تین سو ڈالر سے کم پر نہیں مانے گا اور ہم تینوں کو تین تین سو ڈالر دینے ہی پڑیں گے۔"

"کیوں دینے پڑیں گے؟" کارلیون نے اپنے غصے اور مایوسی کو چھپاتے ہوئے نرمی سے سوال کیا۔ "ہم تینوں نوجوان ہیں...... ہمارے پاس ریوالور بھی ہیں۔ ہمیں اس سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا وہ ہم سے بڑا بدمعاش ہے؟"

"تم نہیں جانتے۔" مینزا مایوسی سے بولا۔ "اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔"

وہ اس وقت مینزا ہی کے فلیٹ میں بیٹھے تھے۔ مینزا کی نوجوان اطالوی بیوی انگریزی نہیں سمجھتی تھی۔ وہ ان کے سامنے کھانے پینے کی چیزیں رکھ کر خود نیچے چلی گئی تھی اور بلڈنگ کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر دوسری اطالوی عورتوں سے گپ شپ کرنے لگی تھی۔

کمرے میں چند لمحے خاموشی رہی۔ اس وقت کارلیون اپنی زندگی کی اہم ترین سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ اس کا نظریہ تھا کہ ہر انسان کی کوئی نہ کوئی منزل ضرور ہوتی ہے لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اس وقت وہ خود ایک ایسے موڑ پر کھڑا تھا جو اس کی منزل کا تعین کرنے والا تھا۔ دل ہی دل میں اس وقت وہ ایک نہایت اہم فیصلے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

آخر وہ بول اٹھا۔ "یعنی تم دونوں کم از کم دو دو سو ڈالر تو فانوچی کو ادا کرنے کے لئے تیار ہی ہو؟"

انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تو کارلیون بولا۔ "ایسا کرو، تم دونوں یہ رقم مجھے دے دو اور سارا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ فانوچی میرے ہاتھ سے یہ کم رقم بھی قبول کر لے گا۔ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔"

مینزا اور ٹیسو نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر ٹیسو شک زدہ لہجے میں بولا۔ "تم اسے کم رقم لینے پر کیسے آمادہ کرو گے؟ وہ ایک بار جو کہہ دیتا ہے، اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔"

"میں نے کہا نا۔ یہ معاملہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں اسے سمجھاؤں گا۔ دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کروں گا۔" کارلیون نے کہا۔ اس وقت اسے نہیں معلوم تھا کہ آئندہ زندگی

میں یہ الفاظ گویا اس کے ایک خاص موڈ کی پہچان بن جائیں گے اور وہ نہایت ہی اہم موقعوں پر انہیں استعمال کرے گا۔ یہ مسئلے کو پُرامن طریقے سے حل کرنے کے سلسلے میں اس کی آخری پیشکش ہوا کرے گی۔

اس نے بات جاری رکھتے ہوئے ٹیسو سے کہا۔ ''تم کل صبح اسے پیغام دے دینا کہ میں شام کو اپنے فلیٹ میں اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ وہیں میں تینوں کی طرف سے رقم اس کی خدمت میں پیش کروں گا۔''

دوسرے روز شام کو کھانے کے بعد کارلیون نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ وہ نیچے جا کر بلڈنگ کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر دوسری عورتوں سے گپ شپ کرے، دونوں بچوں کو بھی ساتھ لے جائے اور اس وقت تک فلیٹ میں واپس نہ آئے جب تک وہ اسے نہ بلائے۔ اس نے بیوی کو بتا دیا کہ اسے تخلیے میں فانوچی سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

اس کی بیوی روز بروز اس کی شخصیت میں کوئی بے عنوان تبدیلی محسوس کر رہی تھی اور جب وہ اس انداز میں بات کرتا تھا تو وہ خوفزدہ ہو جاتی تھی۔ اس نے فوراً اس کی ہدایت پر عمل کیا۔

فانوچی جب اس سے ملنے آیا تو کارلیون کی ایک جیب میں سات سو ڈالر اور دوسری جیب میں وہ ریوالور موجود تھا جو میزانے اسے ٹرک کو لوٹنے کی واردات میں استعمال کرنے کے لئے دیا تھا۔ فانوچی طے شدہ وقت پر، رات کے ٹھیک نو بجے آ گیا تھا۔ کارلیون نے خاصی خوش خلقی سے اس کا استقبال کیا۔

مشروب سے اس کی تواضع کی۔ پھر سات سو ڈالر کی رقم اس کی خدمت میں پیش کی۔

فانوچی رقم گن کر بٹوے میں رکھتے ہوئے بولا۔ ''دو سو ڈالر تمہاری طرف باقی رہ گئے۔''

''وہ میں چند دن بعد دے دوں گا۔ ان دنوں ہمارا ہاتھ تنگ ہے۔'' کارلیون نے ملائمت سے کہا۔

''چلو...... خیر...... میں انتظار کر لوں گا۔ تم ایک معقول نوجوان ہو۔'' فانوچی نے غالباً اتنی آسانی سے سات سو ڈالر وصول ہونے پر طمانیت محسوس کرتے ہوئے کہا۔

اس نے مشروب کا ایک گلاس اور پیا پھر کارلیون کو شب بخیر کہہ کر رخصت ہو گیا۔

کارلیون نے اپنے فلیٹ کی کھڑکی میں سے دیکھا کہ فانوچی اس کی بلڈنگ سے نکل کر گلی میں پہنچ گیا تھا۔ گلی میں موجود بہت سے مردوں اور عورتوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کارلیون کے گھر سے بخیر و عافیت واپس جا رہا تھا۔ وہ سب لوگ بعد میں اس بات کی گواہی دے سکتے تھے۔

فانوچی دوسری گلی کی طرف مڑا تو کارلیون کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ شاید وہ دوبارہ گلیوں میں نکلنے سے پہلے رقم اور اپنا ریوالور گھر میں رکھ دینا چاہتا تھا۔

کارلیون فوراً کھڑکی سے ہٹا اور فلیٹ سے نکل کر، سیڑھیاں چڑھ کر بلڈنگ کی چھت پر چلا گیا۔ وہاں سے وہ برابر کی بلڈنگ کی چھت پر کود گیا اور اس کی ہنگامی سیڑھیوں کے راستے پچھلی گلی میں اتر آیا۔ وہاں سے وہ کسی کی نظر میں آئے بغیر اس بلڈنگ تک پہنچ گیا جس میں فانوچی کا فلیٹ تھا۔ اس حصے میں زیادہ تر عمارتیں گوداموں یا پھر کمپنیوں کے دفاتر پر مشتمل تھیں۔ بہت کم فلیٹ میں رہائش تھی اور ان میں زیادہ تر چھڑے یا پھر نچلے درجے کی پیشہ ور عورتیں رہتی تھیں۔

رات میں یہاں زیادہ تر ویرانی ہی رہتی تھی اس لئے کارلیون کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر اس عمارت کی راہداری میں داخل ہو کر ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا جس میں فانوچی کا فلیٹ تھا۔ اس نے وہ ریوالور جیب سے نکال لیا جس سے اس نے پہلے کبھی گولی نہیں چلائی تھی...... لیکن گولی چلانا بہرحال اس کے لئے کوئی نیا کام نہیں تھا۔ وہ کم عمری میں کئی مرتبہ اپنے باپ کے ساتھ شکار پر گیا تھا۔

چند منٹ بعد اس نے فانوچی کو بلڈنگ کے دروازے سے راہداری میں داخل

ہوتے دیکھا۔ نہایت پُرسکون انداز میں اس نے دو فائر کیے۔ بلڈنگ فائروں کی آواز سے گویا لرز کر رہ گئی۔ فانوکچی کو اپنا ریوالور نکالنے کا موقع نہیں ملا اور وہ اپنی بلڈنگ کی راہداری میں ڈھیر ہو گیا۔

کارلیون نے پھرتی سے اس کی جیب سے اس کا بٹوا نکالا اور اس کی لاش کو پھلانگ کر بلڈنگ سے نکل آیا۔ چند سیکنڈ کے اندر اندر وہ ایک گندی گلی میں پہنچ چکا تھا۔ تھا کہ کسی کو کھڑکی سے جھانک کر یہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا کہ کون کدھر سے آیا تھا...... کس نے فائر کیے تھے......اور پھر وہ کہاں غائب ہو گیا تھا؟

وہ چند منٹ بعد اسی راستے سے واپس اپنے فلیٹ میں پہنچ چکا تھا جس راستے سے آیا تھا اور اس کی اپنی گلی میں کسی نے دیکھا تک نہیں تھا کہ وہ اپنے فلیٹ سے نکلا تھا۔ اس نے فانوکچی کے بٹوے سے رقم راستے میں ہی نکال لی تھی اور بٹوا ایک کوڑے دان میں پھینک دیا تھا۔ اس کے اپنے دیئے ہوئے سات سو ڈالر کے علاوہ فانوکچی کے بٹوے میں صرف چند سات ڈالر تھے۔ شاید وہ زیادہ رقم لے کر باہر نکلنے کا قائل نہیں تھا۔ البتہ ایک خاص خانے میں کارلیون کو پانچ ڈالر کا ایک قدیم سکہ ملا جو سونے کا ہوا کرتا تھا۔ اسے شاید فانوکچی خوش بختی کی علامت یا نیک شگون کے طور پر بٹوے میں رکھتا تھا۔

کارلیون نے سکے کو اپنے پاس رکھنے کا لالچ نہیں کیا اور اسے بٹوے میں ہی رہنے دیا۔ فلیٹ میں پہنچ کر اس نے ریوالور کو بھی توڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور دونوں حصے الگ الگ سمتوں میں کنواں نما ان جگہوں میں پھینک دیئے جو ہوا کی آمدورفت کے لئے چھوڑی گئی تھیں لیکن فلیٹوں کے مکین ان میں کوڑا کرکٹ بھی پھینکتے رہتے تھے۔ جب نیچے کافی کوڑا کرکٹ اور گند بلا جمع ہو جاتا تھا تو گاڑی اسے اٹھا کر لے جاتی تھی۔ کارلیون کو معلوم تھا کہ صبح تک ریوالور کے ٹکڑے کچرے کی تہہ میں چھپ چکے ہوں گے۔ کچرا اٹھانے والوں کے سوا ان جگہوں کی طرف کوئی جاتا بھی نہیں تھا۔

خون کے چھینٹے اس کے اپنے کپڑوں پر بھی گر گئے تھے۔ اس نے جلدی سے انہیں

لوہے کے سنک پر دھو کر بالکونی میں بندھی ہوئی رسی پر لٹکایا اور دوسرے کپڑے پہن لئے۔ اسے یہ محسوس کر کے خود بھی قدرے حیرت ہوئی کہ وہ کافی حد تک پُرسکون تھا۔ اس کے اعصاب میں صرف معمولی سا ارتعاش تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے آج اس نے اپنی ذہانت اور اپنی صلاحیتوں کو پہلی بار بھرپور طریقے سے استعمال کیا تھا۔

اس نے چند منٹ کے اندر اندر یہ کام کر لئے۔ پھر وہ نہایت مطمئن انداز میں سیڑھیاں اتر کر نیچے اپنی بیوی اور بچوں کے پاس چلا گیا۔ جہاں دوسرے بیسیوں لوگوں نے بھی اسے دیکھا۔ انہیں گمان بھی نہیں گزر سکتا تھا کہ صاف ستھرے حلیے میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ٹہلتا ہوا وہ خاموش طبع سا نوجوان جسے وہ سر جھکائے آتے جاتے دیکھتے تھے اس وقت اس شخص کو قتل کر کے آ رہا تھا جس کی اس علاقے میں بڑی دہشت تھی۔

دوسرے روز اسے اندازہ ہوا کہ اس کی احتیاط پسندی کچھ ایسی زیادہ ضروری بھی نہیں تھی۔ پولیس کو معلوم ہی نہیں ہو سکا تھا کہ فانوکچی قتل ہونے سے پہلے اس سے ملنے آیا تھا اور نہ ہی کسی اور وجہ سے پولیس کا دھیان اس کی طرف گیا۔ فانوکچی کی لاش دریافت ہونے کے گھنٹوں بعد بھی کوئی پولیس والا اس سے رسمی پوچھ گچھ کے لئے بھی نہیں آیا۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ علاقے میں اس کی ساکھ بہت اچھی تھی۔ اسے ایک امن پسند، شریف اور خاموش طبع نوجوان سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے اسے یہ بھی پتا چلا تھا کہ فانوکچی کے مارے جانے پر پولیس درحقیقت خوش تھی۔ اس قسم کے خبیث انسانوں کے مرنے سے ان کا دردِسر کم ہوتا تھا۔ اس لئے وہ ان کے قتل کے بارے میں زیادہ سرگرمی سے تفتیش نہیں کرتے تھے۔

کارلیون کے دونوں دوست مینزا اور ٹیسو بہرحال سمجھ گئے تھے کہ معاملہ کیا تھا۔ وہ پورا ہفتہ اس سے نہیں ملے۔ پھر آخر ایک شام ملنے آئے تو ان کا رویہ بدلا ہوا تھا۔ ان کے رویے میں کارلیون کے لئے بڑا احترام تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے تو کارلیون کو اطلاع دی کہ علاقے کے بہت سے جائز اور ناجائز کاروبار کرنے والوں کو بھتہ خوری سے نجات مل

گئی تھی۔

''اس کی جگہ اب ہم ان لوگوں سے بھتہ لے سکتے ہیں۔'' ٹیسو نے تجویز پیش کی۔

کارلیون کندھے اُچکا کر بولا۔ ''مجھ سے کیا کہہ رہے ہو، مجھے تو ایسے کاموں سے دلچسپی نہیں ہے۔''

میزا قدرے استہزائیہ انداز میں ہنسا اور بولا۔ ''اچھا...... ذرا وہ ریوالور تو دکھانا جو میں نے تمہیں ٹرک لوٹنے کے سلسلے میں استعمال کرنے کے لئے دیا تھا۔''

''وہ تو میں نے واردات کے بعد پھینک دیا تھا۔'' کارلیون نے پلک جھپکائے بغیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پُرسکون لہجے میں جواب دیا پھر اپنی جیب سے کافی نوٹ نکال کر ان میں سے پچاس ڈالر کا ایک نوٹ الگ کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ ''یہ لو، اس کی قیمت رکھ لو۔''

''اس کی ضرورت نہیں ہے......'' میزا نے ایک ٹک اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں مرعوبیت اور ہلکے سے خوف کی جھلک تھی۔ یہ خوف کارلیون کی مدھم سی مسکراہٹ کو دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔ بظاہر وہ خوش دلی کی مسکراہٹ تھی لیکن اس میں ایک عجیب سی پُراسراری سفاکی تھی جو دیکھنے والے کی رگ وپے میں سرد سی لہر دوڑا سکتی تھی۔

اب تک نہ تو میزا اور ٹیسو نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ سمجھ گئے ہیں، کس نے فانوچی کو قتل کیا ہے...... اور نہ ہی کارلیون نے یہ موضوع چھیڑا تھا۔ وہ بالکل معصوم اور انجان بنا ہوا تھا۔

لگتا تھا کہ صرف میزا اور ٹیسو ہی نہیں...... بلکہ آنے والے دنوں میں یہ بات علاقے کے بیشتر لوگ سمجھ گئے تھے کہ فانوچی کو کس نے قتل کیا تھا لیکن عجیب بات یہ تھی کہ کسی نے اس سلسلے میں زبان کھولی اور نہ ہی کسی نے مخبری کی۔ اس کے بجائے کارلیون نے محسوس کیا کہ اس علاقے میں اس کی عزت بڑھ گئی تھی۔ لوگ اس سے پہلے کے مقابلے میں زیادہ احترام سے پیش آنے لگے تھے۔

ایک روز اس کی بیوی ایک ادھیڑ عمر بیوہ کو ساتھ لے آئی۔ وہ ایک قریبی عمارت میں

کرائے کے فلیٹ میں رہتی تھی۔ اس کا سولہ سال کا ایک بیٹا اور سترہ سال کی بیٹی تھی۔ دونوں گارمنٹ فیکٹری میں کام کرتے تھے اور ہر ہفتے نہایت سعادت مندی سے تنخواہ کا لفافہ لا کر ماں کے سپرد کرتے تھے۔ ماں بھی گھر پر قمیضوں میں بٹن ٹانکنے کا کام کرتی تھی۔ یوں یہ کنبہ عزت اور سفید پوشی سے زندگی گزار رہا تھا۔

مسئلہ صرف یہ تھا کہ بیوہ کے بیٹے نے ایک کتا پالا ہوا تھا جس سے اسے بہت محبت تھی۔ اس کتے سے بعض پڑوسیوں کو شکایت تھی کہ اس کے بھونکنے سے ان کے سکون میں خلل پڑتا ہے۔ ان کی شکایت پر بلڈنگ کے مالک نے بیوہ کو زبانی طور پر حکم دے دیا تھا کہ وہ فلیٹ خالی کر دے۔

بیوہ نے اس حکم کی وجہ جاننے کے بعد کتے کو کہیں بھجوا دیا تھا۔ حالانکہ اس کا بیٹا اس بات پر بہت رویا تھا لیکن اس نے پڑوسیوں کی شکایت دور کر دی تھی لیکن بلڈنگ کے مالک نے گویا اسے انا کا مسئلہ بنا لیا تھا۔ اس کی زبان سے ایک بار نکل گیا تھا کہ فلیٹ خالی کر دیا جائے...... تو اب وہ ہر حال میں اس حکم پر عمل کرانا چاہتا تھا۔ شاید اسے یہ احساس بھی ہو کہ نئے کرائے دار کو فلیٹ زیادہ کرائے پر دیا جا سکتا تھا۔

بیوہ بھی اطالوی تھی اور بلڈنگ کا مالک بھی اطالوی ہی تھا۔ اس کی وہیں چار پانچ عمارتیں اور تھیں۔ ان سب کے فلیٹ کرائے پر اُٹھے ہوئے تھے۔ کسی زمانے میں وہ بھی غریب سا ہی آدمی ہوا کرتا تھا لیکن اب پانچ چھ عمارتوں کا مالک بن گیا تھا تو اس کے مزاج نہیں ملتے تھے۔ بیوہ اس کی بہت منت سماجت کر چکی تھی لیکن وہ اپنا حکم واپس لینے پر تیار نہیں تھا۔

بیوہ فلیٹ چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ ایک تو وہ مالی طور پر اس تبدیلی کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ دوسرے وہ اس محلے پڑوس سے جانا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اس کے جو بھی توڑے بہت رشتہ دار اور میل جول والے لوگ تھے، وہ سب یہیں تھے۔ اس وضعدار اور روایت پرست عورت میں ان سے دور جانے کی ہمت نہیں تھی۔

کارلیون نے یہ سارا قصہ صبر وتحمل سے سنا لیکن وہ دل ہی دل میں اس بار قدرے حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکا کہ وہ عورت فریاد لے کر اس کے پاس کیوں آئی اور اس کی بیوی اسے ساتھ کیوں لائی تھی؟ کیا محلے، پڑوس کے لوگوں...... اور حتیٰ کہ بیوی نے بھی یہ سمجھنا شروع کر دیا تھا کہ وہ اس قسم کے معاملات میں دوسروں کی مدد ہے؟

''مسز کولمبو!'' کارلیون نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ ''اگر آپ کو مالی ضرورت ہے تو وہ میں کر سکتا ہوں۔''

مسز کولمبو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ''نہیں۔ مجھے رقم کی ضرورت نہیں...... کبھی کسی سے مالی مدد نہیں لی ...... میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ ہمیں وہ فلیٹ نہ پڑے۔''

''ٹھیک ہے...... آپ کو وہ فلیٹ چھوڑنا نہیں پڑے گا۔'' قطعی غیر ارادی کارلیون کے منہ سے نکلا۔ ''میں کل آپ کے مالک مکان سے بات کروں گا۔ اطمینان سے گھر جائیں۔'' کارلیون کو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کے لہجے میں کیوں تھا۔

☆......☆......☆

مالک مکان کا نام رابرٹ تھا۔ وہ اپنی بلڈنگ کا جائزہ لینے اور کوئی نہ کوئی کام کی غرض سے روزانہ اس گلی کا ایک چکر ضرور لگاتا تھا۔ وہ ذرا پڑھا لکھا آدمی تھا۔ گو زیادہ پیسہ غیر قانونی اطالوی تارکین وطن کو امریکہ اسمگل کرنے کے دھندے میں لیکن اب وہ اپنے ہی ان ہم وطنوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کے خیال جاہل لوگوں کو ایک ترقی یافتہ ملک میں برسوں رہنے کے بعد بھی تمیز اور سلیقہ نہیں آیا لوگ جہاں چاہتے تھے، کچرا پھینک دیتے تھے اور جن جگہوں میں رہتے تھے، ان کی خراب کر دیتے تھے۔ وہ اپنا رہن سہن بہتر بنانے کے لئے ذرا سی بھی زحمت کرنے

تھے اور بہتر طرز معاشرت کا ان کے ذہنوں میں کوئی تصور ہی نہیں تھا۔ ان خیالات اور کاروباری پریشانیوں کی وجہ سے وہ اکثر چڑچڑاہٹ کا شکار رہتا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ہی بدمزاجی کا اندازہ ہو جاتا تھا۔

دوسرے روز کارلیون نے اسے گلی میں روکا اور نہایت احترام سے مخاطب کرنے بعد مسئلہ بیان کیا۔ اس نے درخواست کی کہ وہ ہمدردی سے کام لیتے ہوئے اس بیوہ ن کو فلیٹ میں رہنے دے۔

رابرٹ نے اس کا سرتاپا جائزہ لیتے ہوئے بے نیازی سے کہا۔ ''لیکن میں تو وہ ایک دوسری فیملی کو دے بھی چکا ہوں۔ اب میں اپنے وعدے سے نہیں پھر سکتا۔ اس علاوہ مجھے ان سے کرایہ بھی زیادہ ملے گا۔''

''کتنا زیادہ ملے گا؟'' کارلیون نے رسان سے پوچھا۔

''پانچ ڈالر ماہوار زیادہ ہے۔'' رابرٹ نے بتایا۔

کارلیون کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ ایک تو فلیٹ ہونے سے پہلے کسی دوسرے کرائے دار سے پکی بات کر لینا ذرا مشکل ہی معلوم ہوتا دوسرے کارلیون کو ان ڈربا نما تنگ وتاریک فلیٹوں کی قدر و قیمت اچھی طرح معلوم اسے اندازہ تھا کہ کوئی انہیں پانچ ڈالر ماہوار اضافی کرائے کے ساتھ لینے پر مشکل رضامند ہو سکتا تھا۔

اس کے باوجود اس نے جیب سے چند نوٹ نکال کر رابرٹ کی طرف بڑھاتے کہا۔ ''یہ آپ چھ ماہ کا اضافی کرایہ پیشگی رکھ لیں اور اس فلیٹ میں مسز کولمبو کو ہی رہنے ''

رابرٹ نہ جانے کیوں یکدم ہی طیش میں آ گیا اور پھٹ پڑنے کے سے انداز میں ''تم کون ہوتے ہو مجھے حکم دینے والے؟ تم مجھے بتاؤ گے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اور کیا اپنے کام سے کام رکھو اور اپنا راستہ ناپو...... ورنہ گلی میں اوندھے منہ پڑے خاک

چاٹتے نظر آؤ گے۔"

کارلیون حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے بولا۔ "میں آپ کو حکم تو نہیں دے رہا ...... میں تو ایک درخواست کر رہا ہوں جسے آپ قبول کر لیں تو اسے میں اپنی ذات پر ایک احسان سمجھوں گا۔"

پھر وہ رقم تقریباً زبردستی اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے، اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے نہایت ٹھہرے لہجے میں بولا۔ "آپ یہ رقم رکھ لیں اور کل تک ذرا ٹھنڈے دل سے سوچ لیں۔ کل اگر آپ مجھے رقم واپس کرنا چاہیں تو ضرور کر دیجئے گا۔ اس گلی میں رہنے والے کچھ لوگوں سے اگر آپ میرے بارے میں مشورہ کرنا چاہیں تو کر لیں۔ مجھے یقین ہے وہ سب میری سفارش کریں گے اور میرے بارے میں آپ کو یہی بتائیں گے کہ میں زیادتی اور مہربانی...... دونوں کو یاد رکھنے والا آدمی ہوں۔"

اس نے رابرٹ کے کندھے پر دوستانہ انداز میں تھپکی دی اور آگے بڑھ گیا۔

رابرٹ نے غالباً اس کے اس مشورے پر عمل کر لیا تھا کہ وہ کچھ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھ لے۔ دوسرے روز کارلیون کو اسے تلاش کرنے کی زحمت نہیں کرنی پڑی۔ وہ خود ہی کارلیون کے گھر آ گیا۔ اب وہ ایک قطعی بدلا ہوا انسان نظر آ رہا تھا۔ کارلیون نے اسے مشروب پیش کیا جو اس نے خوشی سے قبول کر لیا۔

پھر وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولا۔ "کل میں کچھ کاروباری پریشانیوں کی وجہ سے صحیح انداز میں بات نہیں کر سکا تھا...... لیکن تم میری کسی بات کو دل پر مت لینا۔ مسز کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ جب تک چاہیں اس فلیٹ میں رہ سکتی ہیں......"

صرف یہی نہیں، اس نے کارلیون کے دیئے ہوئے تیس ڈالر بھی نکال کر میز پر دیئے اور شرمساری سے بولا۔ "مجھے بعد میں یہ سوچ کر بہت ندامت ہوئی کہ تم ایک غر بیوہ، کرائے دار خاتون کی ہمدردی میں اتنی زحمت اٹھا رہے ہو اور میں اتنی سنگدلی کا مظا کر رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے فوراً ہی اپنی اصلاح کا خیال آ گیا۔"

جاتے وقت رابرٹ نہایت برادرانہ انداز میں کارلیون سے گلے مل کر بھی گیا۔ خدا ظ کہتے وقت اس نے یہ بھی کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ اس بہانے تم جیسے اچھے نوجوان سے اسائی ہو گئی۔"

اس کے بعد وہ تین روز تک اس گلی میں چکر لگانے نہیں آیا۔

☆......☆......☆

علاقے میں کارلیون کی عزت میں روز بروز خود ہی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس کے لئے ے کوئی کوشش نہیں کرنی پڑی۔ نہ جانے کب اس کے بارے میں یہ افواہ پھیل گئی کہ وہ یارک میں سسلی کی مافیا کا نمائندہ ہے۔ ستم ظریفی یہ ہوئی کہ ایک روز جوئے کا اڈہ چلانے لے ایک آدمی نے خود ہی آ کر باتوں باتوں میں کارلیون کی خدمت میں بیس ڈالر پیش کر یے۔ اس کی خواہش صرف یہ تھی کہ کارلیون اسے اپنے دوستوں میں شمار کرے تا کہ وہ لوں کو تاثر دے سکے کہ جوئے کا اڈہ چلانے میں اسے کارلیون کی سرپرستی حاصل ہے۔

انوں کے جن مالکان کو چھوٹے موٹے غنڈے اور آوارہ لڑکے تنگ کرتے تھے۔ انہوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ انہیں روکے۔ کارلیون کا ہفتے میں ان دکانوں کا ایک آدھ ر لگا لینا ہی کافی ثابت ہوا۔ اس کے دوست میزاا اور ٹیسو بھی اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ ارلیون کو کچھ بھی نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مفت کی دہشت ہی کام آ گئی۔ چھوٹے موٹے معاشوں اور آوارہ لڑکوں کو تاثر مل گیا کہ دکانداروں کو اس کا تحفظ حاصل ہے۔ وہ اس طرح برا کر بھاگے کہ پھر ان دکانوں کے قریب نہیں پھٹکے۔

دکانداروں نے کارلیون کے مطالبے کے بغیر ہی باقاعدگی سے اس کی خدمت میں رقم کے نذرانے پیش کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی اسے اچھی خاصی مستقبل آمدنی نے لگی۔ جس میں سے وہ نہایت منصفانہ طور پر میزاا اور ٹیسو کو بھی حصہ دیتا تھا۔

مالی حالت کچھ بہتر ہوئی تو کارلیون نے اپنے پرانے دوست ڈینڈو کے تعاون سے لی سے زیتون کا تیل درآمد کرنا شروع کر دیا۔ میزاا اور ٹیسو اس کام میں بھی حسب مقدور

اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ جن کاموں میں زیادہ پڑھے لکھے آدمی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی ،وہ ان دونوں کے ذمے تھے۔ پڑھے لکھوں والے کام ڈینڈو سنبھالتا تھا۔ اس کے باپ کا اسٹور، گودام کے طور پر کام آتا تھا۔

چند سالوں کے اندر اندر اس کی کمپنی زیتون کا تیل درآمد کرنے والی سب سے بڑی کمپنی بن گئی۔ اس دوران ان چاروں دوستوں نے بلاشبہ بے پناہ محنت بھی کی اور کاروبار کو پھیلانے کے لئے ہر ممکن حربہ ہر ہتھکنڈہ بھی استعمال کیا۔

پھر شراب کے کاروبار پر کچھ پابندیاں لگیں تو کارلیون نے اس کاروبار میں بھی قدم رکھ دیا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں پابندیوں سے نقصان کے بجائے فائدہ ہوتا تھا کیونکہ وہ ممنوعہ راستے اختیار کرنا جان چکا تھا۔ اس میں اور اس کے دوستوں میں مشکلات کا سامنا کرنے اور چور دروازے دریافت کرنے کا حوصلہ بھی تھا اور وہ متبادل طور طریقے بھی سیکھ چکے تھے۔

اس دوران امریکہ میں مشہور زمانہ معاشی بحران بھی آیا لیکن ان تمام ناموافق حالات میں کارلیون کی دولت میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا اور یہی وہ زمانہ تھا جب اس کے نام کے ساتھ دھیرے دھیرے...... غیر محسوس انداز میں ''ڈون'' کا لاحقہ لگ گیا۔ وہ ویٹو کارلیون کے بجائے ڈون کارلیون کہلانے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے گاڈفادر کا لقب بھی مل گیا۔

اس دوران کچھ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے کہ وہ لوگ بھی اس سے خوف کھانے لگے جو اپنے کاروبار صاف ستھرے اور سیدھے سادے طریقوں سے نہیں، بلکہ دھونس دھمکی سے چلاتے تھے۔ ڈون نے انہیں بھی سیدھا کر دیا اور انہیں بتا دیا کہ وہ ایسے طور طریقے ان سے زیادہ بہتر طور پر جانتا تھا۔ ان برسوں میں کارلیون نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ لوگوں کو صرف اپنی دہشت سے ہی نہیں، اپنی ذہانت سے بھی متاثر کرسکتا تھا۔ اسے لوگ جینئس ماننے لگے تھے۔

ڈون نے اس دوران اپنے ساتھیوں کو بہت عمدہ انداز میں منظم کرلیا۔ مینزا اور ٹیسو کے پاس اپنے اپنے آدمیوں کی ''فورس'' تھی جس کے وہ سربراہ تھے۔ ان کے لئے علاقے بھی بانٹ دیئے گئے تھے۔ تمام دفتری اور قانونی معاملات کا نگران ڈینڈو تھا جو مرتے دم تک اپنے فرائض نہایت عمدگی اور وفاداری سے انجام دیتا رہا۔

ڈون کی دولت، طاقت اور اثر ورسوخ میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور اس کا دائرہ کار بھی پھیلتا چلا گیا۔ اس دوران اسے چند دوسرے گروہوں کی مخالفت اور مزاحمت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن اس نے ایسے عبرت ناک انداز میں ان کا صفایا کرایا کہ دوسرے بھی سیدھے ہو گئے اور اس کی منصوبہ بندی اس قسم کی ہوتی تھی کہ پولیس یا کوئی اور ایجنسی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی۔ اس دوران اسے لوکا براسی جیسے دوست کا ساتھ بھی میسر آچکا تھا جو دشمنوں اور حریفوں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کرنے میں خصوصی مہارت رکھتا تھا۔ ایک بار تو اس نے اس زمانے کے، شکاگو کے مشہور زمانہ بدمعاش ال کیپون کے دو آدمیوں کے کلہاڑی سے بالکل اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے جس طرح ماہر قصاب دکان میں لٹکانے کے لئے گائے یا بکری کے ٹکڑے کرتے ہیں۔ اس کے بعد ڈون نے ال کیپون کو ایک خط بھجوایا جسے پڑھ کر وہ بالکل ہی سیدھا ہو گیا...... جبکہ ال کیپون وہ شخص تھا جس سے نہ صرف شکاگو...... بلکہ آس پاس کے شہروں کی زیرزمین دنیا کے لوگ بھی کانپتے تھے۔

39ء میں ڈون نے شہر سے دور، اپنی خاص منصوبہ بندی کے مطابق رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے بہت دیکھ بھال کر لانگ بیچ پر ایک چھوٹی سی سڑک کے دونوں طرف واقع جائیداد خریدی۔ یہ سڑک آگے سے بند تھی اور ''دی مال'' کہلاتی تھی۔ اس پر چار طویل وعریض مکانات بنے ہوئے تھے اور ویسے ہی مزید چار مکانات بنانے کے لئے زمین موجود تھی۔ بعد میں یہ مکانات بھی بن گئے اور یوں آٹھ مکانات پر مشتمل یہ گوشہ گویا ڈون اور اس کی ''فیملی'' کی پناہ گاہ اور محفوظ قلعہ بن گیا۔

اس محفوظ گوشے میں بیٹھ کر ڈون اپنی ''سلطنت'' کو توسیع دیتا رہا۔ اس کے بچے

جوان......اور پھر شادی شدہ ہو گئے......ایک طویل دور کا بیشتر حصہ پُرسکون انداز میں ہی گزر گیا۔ صرف ایک بار کچھ زیادہ ہلچل مچی جب کارلیون کو گولی لگی......لیکن دس برس بعد اس سے کہیں زیادہ ہلچل اس وقت مچی جب سولوزو نے ڈون سے ٹکر لے لی اور اسے اسپتال کے ایک بستر پر پہنچا دیا۔ پھر مائیکل نے اسے اور اس کے سرپرست پولیس افسر کو دوسری دنیا میں پہنچا دیا......اور خود روپوش ہو گیا۔

یہ گویا طوفان خیز واقعات ایک نیا دور تھا۔

☆......☆......☆

نیو ہمپشائر ایک چھوٹا سا قصبہ...... بلکہ تقریباً گاؤں ہی تھا۔ وہاں کی کسی بھی گلی میں رونما ہونے والا ذرا سا بھی خلافِ معمول واقعہ جلد ہی ساری آبادی کے علم میں آجاتا تھا۔

"کے" وہاں کے ایک خاصے بڑے اور معززانہ مکان میں رہتی تھی۔ اس کے والد مسٹر ایڈمز مقامی چرچ کے پادری تھے لیکن ان کی حیثیت ایک خاصے بڑے مذہبی عالم کی تھی تاہم وہ چرچ میں نہیں رہتے تھے اور ان کا ذاتی کاروبار بھی تھا۔

اس روز اس مکان کے سامنے بڑی سی ایک سیاہ گاڑی آکر رکی جس پر نیویارک کی نمبر پلیٹ تھی۔ پاس پڑوس کی عورتوں اور دکانداروں نے کھڑکیوں اور دروازوں کی اوٹ سے جھانک کر پُرتجسس انداز میں اس گاڑی کو دیکھا۔ "کے" نے بھی اپنے کمرے کی کھڑکی سے اس گاڑی کو رکنے سے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ اسے اندیشہ محسوس ہوا کہ اس میں مائیکل کے خاندان سے تعلق رکھنے والے بدمعاش قسم کے لوگ نہ آئے ہوں۔

پھر اس نے کچھ اسی قسم کے دو آدمیوں کی گاڑی سے اُترتے دیکھا۔ ان میں سے ایک کال بیل کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ "کے" جلدی سے اٹھ کر گھنٹی بجنے سے پہلے ہی دروازے کی طرف بھاگی۔ اس کے والد اور والدہ دونوں ہی گھر میں موجود تھے اور "کے" نہیں چاہتی تھی کہ اس کے بیچارے شریف اور مذہبی قسم کے والدین اس قسم کے لوگوں کو دیکھ کر گھبرا جائیں۔ ویسے بھی وہ اپنے والدین سے کچھ زیادہ قربت محسوس نہیں کرتی تھی اور

ئیکل سے متعلق تمام معاملات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا چاہتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ ں کے والدین بھی اس سے کچھ زیادہ قربت محسوس نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کی کوئی ص خواہش رکھتے تھے۔ شاید کسی کو صحیح طور پر معلوم بھی نہیں تھا کہ کب اور کس طرح ان کے رمیان یہ خلیج در آئی تھی۔

دروازہ کھولنے کے بعد اس وقت اسے قدرے حیرت کا سامنا کرنا پڑا، جب آنے الے دونوں بھاری بھرکم اور کرخت صورت افراد نے اپنا تعارف پولیس آفیسرز کی حیثیت ے کرایا۔

"میں سراغرساں فلپس ہوں......" ایک لمبے تڑنگے آدمی نے اپنا کارڈ نکال کر اسے ھاتے ہوئے کہا پھر سیاہ بالوں اور گھنی بھنوؤں والے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کیا ... "یہ میرے ساتھی سراغرساں سیرانی ہیں۔ ہمارا تعلق نیویارک پولیس سے ہے......"

سراغرساں سیرانی بولا۔ "اور آپ غالباً مس کے ایڈمز ہیں؟"

"کے" نے اثبات میں سر ہلایا تو سراغرساں فلپس بولا۔ "کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟ ہیں آپ سے مائیکل کارلیون کے بارے میں بات کرنی ہے۔"

"کے" نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلایا اور انہیں اندر آنے کے لئے راستہ دیا۔ با اس نے دیکھا کہ پیچھے اس کے والد اس راہداری میں آن کھڑے ہوئے تھے جس کے رے پر ان کی اسٹڈی تھی۔ وہ سفید بالوں والے ایک خوش شکل اور باوقار آدمی تھے وہ سوالیہ ظروں میں ان تینوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"یہ پولیس کے سراغرساں ہیں، نیویارک سے آئے ہیں۔" کے نے والد کو بتایا۔ اور مجھ سے میرے ایک کلاس فیلو کے بارے میں معلومات کرنے آئے ہیں۔"

خلاف توقع اس کے والد نے کسی قسم کی تشویش پریشانی یا گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا لہ خوشگوار لہجے میں بولے۔ "انہیں میری اسٹڈی میں لے جا کر بٹھاؤ اور وہیں بات کرلو۔"

"کے" نے دل ہی دل میں ایک عجیب سی شکر گزاری محسوس کرتے ہوئے ان کی

ہدایت پر عمل کیا۔ اسٹڈی میں بیٹھنے کے بعد سراغرساں فلپس نے گفتگو کا آغاز کیا۔ ”مس ایڈمز! کیا گزشتہ تین ہفتوں کے دوران آپ کی مائیکل کارلیون سے کوئی ملاقات ہوئی ہے؟ آپ کو اس کی کچھ خیر خبر ملی ہے؟“

”کے“ ذرا چونکی ہوگئی۔ ٹھیک تین ہفتے پہلے ہی اس نے اخبار میں ایک پولیس آفیسر اور منشیات کے ایک اسمگلر سولوزو کے قتل کے بارے میں پڑھا تھا۔ اس سلسلے میں اخبار نے یہی خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ اسی گینگ وار کا ایک حصہ تھا جس میں کارلیون فیملی ملوث تھی۔

”نہیں......“ کے نے نفی میں سر ہلایا۔ ”میں نے آخری بار مائیکل کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ ہسپتال میں اپنے والد کو دیکھنے جا رہا تھا۔ یہ تقریباً ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔“

سراغرساں فلپس نرم اور خلیق لہجے میں بات کر رہا تھا لیکن سیرانی خاصے کھردرے لہجے میں بولا۔ ”آپ دونوں کی اس ملاقات کے بارے میں تو وہ ہمیں بھی معلوم ہے۔ ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کے بعد تو اس سے رابطہ نہیں ہوا؟“

”نہیں۔“ کے نے نفی میں سر ہلایا۔

”اگر آپ کا اس سے رابطہ ہوا ہے اور آپ اس بات کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں یا اگر آئندہ رابطہ ہوا اور آپ نے ہمیں اس کے بارے میں اطلاع نہ دی تو یوں سمجھئے کہ آپ مائیکل کے نہایت سنگین جرم میں شریک سمجھا جائے گا وہ ایک پولیس آفیسر اور اس کے ایک مخبر کے قتل کے سلسلے میں پولیس کو مطلوب ہے۔“ سراغرساں سیرانی نے بدستور کھردرے لہجے میں کہا۔ ”ہمیں معلوم ہے آپ دونوں نیویارک کے ایک ہوٹل میں میاں بیوی کی حیثیت سے قیام کر چکے ہیں۔“

☆......☆......☆

تین دن بعد لانگ بیچ کی سڑک ”دی مال“ پر ایک ٹیکسی ڈون کارلیون کے گھر کے سامنے آ کر رکی اور اس میں سے ”کے“ اُتری۔ وہاں اس کی آمد کی پہلے سے اطلاع تھی، اس لئے اسے اندر آنے دیا گیا تھا اور گھر کے دروازے پر ہیگن اس کے استقبال کے لئے

موجود تھا۔

مکان میں کئی افراد اِدھر اُدھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ ہیگن نے ”کے“ کو لیونگ روم میں لا کر بٹھایا اور ڈرنک پیش کی۔ ”کے“ بلاتمہید بولی۔ ”کیا تمہیں معلوم ہے مائیکل کہاں ہے...... اور میں کس طرح اس سے رابطہ کر سکتی ہوں؟“

”ہمیں معلوم ہے وہ خیریت سے ہے......“ ہیگن نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ ”لیکن معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ جب اس پولیس کیپٹن کو قتل کیا گیا تو اسے اندیشہ محسوس ہوا تھا کہ اس پر قتل کا الزام عائد کیا جائے گا۔ اس لئے اس نے روپوش ہو جانا بہتر سمجھا۔ اس نے پیغام بھجوایا ہے کہ وہ چند ماہ میں ہم سے رابطہ کرے گا۔“

”کے“ کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ وہ نہایت مشاقی سے جھوٹ بول رہا تھا۔ وہ اپنے پرس سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔ ”کیا تم میرا یہ خط کسی طرح اس تک پہنچا سکتے ہو؟“

ہیگن نے خط پکڑنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے اس کے موجودہ ٹھکانے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ اگر میں یہ خط لے لیتا ہوں اور بعد میں کبھی کسی وجہ سے آپ کورٹ میں بیان دینے پر مجبور ہو جاتی ہیں کہ میں نے خط آپ سے لیا تھا تو اس سے یہ مطلب اخذ کیا جائے گا کہ میں مائیکل کے ٹھکانے سے واقف تھا۔ آپ کچھ عرصہ انتظار کیوں نہیں کر لیتیں؟ مجھے امید ہے کہ مائیکل آپ سے بھی رابطہ کرے گا۔“

”کے“ نے خاموشی سے ڈرنک ختم کی اور جانے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ ہیگن اسے چھوڑنے کے لئے باہر آیا۔ وہ ہال میں پہنچے تو کچن کی طرف سے بڑی عمر کی ایک عورت، سیاہ لباس میں آتی دکھائی دی۔ ”کے“ نے اسے پہچان لیا۔ وہ مائیکل کی ماں مسز کارلیون تھی۔ اس نے بھی ”کے“ کو پہچان لیا اور شکستہ انگریزی میں بولی۔ ”ارے......! تم تو مائیکل کی دوست ہو۔“

پھر فوراً ہی اسے گویا خاطر مدارات کا خیال آیا اور اس نے ہیگن سے پوچھا۔ "تم لڑکی کو کچھ کھلایا پلایا بھی...... یا نہیں؟"

"مجھے کچھ کھانا پینا نہیں ہے۔" کے جلدی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ اُس نے ایک بار پھر اپنے پرس سے خط نکالا اور مسز کارلیون کی طرف بڑھاتے ہوئے قدرے ملتجیانہ لہجے میں بولی۔ "کیا آپ میرا یہ خط مائیکل تک پہنچا سکتی ہیں؟"

ہیگن گویا خبردار کرنے والے انداز میں کھنکارا لیکن مسز کارلیون نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر لفافہ "کے" کے ہاتھ سے لے لیا اور اطالوی لہجے میں، ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولی۔ "کیوں نہیں، کیوں نہیں...... لیکن اگر برا نہ مناؤ میں تمہیں ایک مشورہ دوں؟"

"ضرور......" "کے" نے جلدی سے کہا۔

مسز کارلیون نے مشفقانہ انداز میں اس کا کندھا تھپتھپایا اور کہا۔ "میں تمہیں ایک بات بتاؤں...... مائیکل کا کچھ پتا نہیں ہے کہ وہ کب واپس آئے۔ عین ممکن ہے وہ دو تین سال تک واپس نہ آئے...... تم اتنی اچھی لڑکی ہو...... میں نہیں چاہتی کہ تم اس کے انتظار میں زندگی خراب کرو۔ تمہاری عمر کے یہ سال بڑے قیمتی ہیں۔ کوئی اور اچھا سا لڑکا دیکھو شادی کرلو اور اپنا گھر بساؤ۔"

☆......☆......☆

ڈون کارلیون کا داماد اور کونی کا شوہر، رزی اب اکثر غصے میں ہی رہتا تھا۔ دراصل وہ جن امیدوں اور توقعات کے ساتھ، ڈون کا داماد بنا تھا، وہ پوری نہیں ہوئی تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ "فیملی" میں شامل ہونے کے بعد اسے کوئی بہت بڑا بزنس کرا کے دیا جائیگا اور لانگ بیچ پر واقع فیملی کے آٹھ طویل و عریض اور شاندار مکانات میں سے کوئی ایک مکان اس کے حصے میں بھی آجائے گا لیکن ہوا یہ تھا کہ بک میکنگ کا ایک چھوٹا سا کاروبار اس کے سپرد کیا گیا تھا اور اس کی رہائش اوسط درجے کی ایک عمارت میں آٹھویں منزل کے ایک فلیٹ میں تھی۔

اُدھر ڈون کو اپنے داماد کے بارے میں جلد ہی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ ایک عیش پرست نوجوان تھا اور کاروبار کے معاملے میں بھی سخت نالائق تھا۔ اس نے تو بک میکنگ کے چھوٹے سے کاروبار کو بھی شروع میں ہی تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا تھا۔ آخر ڈون نے ہیگن کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ خفیہ طور پر اس کاروبار کی بھی نگرانی کرتا رہے اور جب رزی کوئی حماقت کرنے لگے تو اسے روک سکے۔

اسے تو یہ بھی معلوم تھا کہ رزی نے شادی کے پہلے ہی دن کونی سے رقوم کے وہ سارے لفافے لے لئے تھے جو اسے تحفے کے طور پر ملے تھے اور جب کونی نے اس سلسلے میں مزاحمت کی تھی تو رزی نے سہاگ رات کو ہی اس کے چہرے پر گھونسا مار کر آنکھ کے گرد نیل ڈال دیا تھا۔ ڈون کو یہ بھی معلوم تھا کہ رزی نے وہ ساری رقم کون کون سی فاحشہ عورتوں کے پاس جا کر اور کن کن شراب خانوں میں اڑائی تھی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ہی ڈون نے اسے کسی بڑے کاروبار میں شریک کرنے کا خیال دل سے نکال دیا تھا لیکن رزی اپنی جھنجھلاہٹ میں جب آئے دن کونی کے ساتھ مار پیٹ کرنے لگا تھا تو حیرت انگیز طور پر ڈون نے اس سلسلے میں کسی قسم کی برہمی یا سخت ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا اور بیٹی کی حمایت کر کے اسے ذرا بھی شہ نہیں دی تھی۔

اس سلسلے میں اس کا فلسفہ قدیم اطالویوں والا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جب لڑکی کی شادی کر دی جاتی ہے تو وہ شوہر کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اس کی مرضی، وہ اس سے جیسا چاہے سلوک کرے۔ اب یہ لڑکی کی عقل و دانش اور سلیقہ مندی پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح اپنے شوہر کی خوشنودی حاصل کرے، ایسی کوئی بات نہ کرے جس سے اسے غصہ آئے اور مار پیٹ کی نوبت آئے، بیٹیوں کو تو جب بادشاہ بھی بیاہ دیتے تھے تو پھر وہ میاں بیوی کے جھگڑے میں بولنے کے حقدار نہیں رہتے تھے اور انہیں حالات کے سامنے سر جھکانا پڑتا تھا۔

رزی ایک مضبوط اور طاقتور نوجوان تھا۔ اوپر سے وہ کونی کو مارتا تھا تو بے رحمی سے مارتا تھا۔ اگر وہ بھی ایک سخت جان لڑکی نہ ہوتی تو شاید آئے دن اسپتال پہنچ جایا کرتی۔ اب

وہ امید سے تھی۔ ساتواں مہینہ چل رہا تھا۔ اس حالت میں بھی رزی بات بے بات اس پر ہاتھ اٹھانے سے باز نہیں آتا تھا۔

شادی کی پہلی رات جب اس نے کونی کو مارا تھا اور وہ چہرے پر نیل لئے دوسرے روز اپنے والدین سے شکایت کرنے لانگ بیچ پہنچ گئی تھی تو رزی کو کچھ تشویش ہوئی تھی کہ اسے کسی ردعمل کا سامنا کرنا پڑے لیکن کونی کچھ بجھی بجھی اور مایوس سی واپس آئی۔ وہ ایک روایتی اطالوی بیوی کی طرح فرماں برداری سے اس کی خدمت میں جت گئی تھی۔

رزی چونکہ دل میں ڈرا ہوا تھا، اس لئے اس نے چند ہفتوں تک کونی کے ساتھ اپنا رویہ بہت اچھا رکھا اور ایک آئیڈیل شوہر کی طرح پیش آتا رہا۔ اس سے کونی کو یہ خوش فہمی ہوگئی کہ آئندہ بھی رزی ٹھیک ہی رہے گا۔ اس کی ازدواجی زندگی میں بس وہ تکلیف دہ وقت ایک بار ہی آنا تھا، جو گزر گیا تھا۔ چنانچہ ایک روز اس نے باتوں باتوں میں اپنے پاپا کا فلسفہ اور شادی شدہ بیٹیوں کے بارے میں ان کے ”زریں خیالات“ رزی کے سامنے بیان کر دیئے تھے۔

اس کے بعد تو رزی کا خوف دور ہوگیا۔ اس نے دوسرے ہی دن سے بات بے بات اسے مارنا شروع کر دیا۔ کونی کو مار پیٹ کر اور اس کی تذلیل کر کے اسے ایک عجیب سی تسکین کا احساس ہوتا تھا کہ وہ ایک ایسے آدمی کی بیٹی کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرنے کی پوزیشن میں ہے جس کے نام سے بڑے بڑے غنڈے بدمعاش اور مقام و مرتبے کے مالک ڈرتے تھے۔

اس روز اس نے کونی کو تیار ہوتے ہوئے دیکھا تو کھردرے لہجے میں پوچھا۔

”کہاں جا رہی ہو؟“

”لانگ بیچ...... پاپا کو دیکھنے...... وہ ابھی تک بستر پر ہی ہیں۔“ کونی نے جواب دیا۔ وہ اب خاصی موٹی ہو چکی تھی۔ رزی اکثر اس کے جسم کے مختلف حصوں پر بے رحمی سے ہاتھ مارتے ہوئے کہتا تھا۔ ”تمہارے جسم پر جتنی چربی ہے اتنی تو خوب پلے ہوئے کسی سور

جسم پر بھی نہیں ہوتی۔“

کونی مجروح سی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر رہ جاتی تھی۔ رزی کے خیال میں اسے لباس پہننے کا بھی سلیقہ نہیں تھا۔ اکثر ایسے کپڑے پہنتی تھی جن میں اس کی عمر بیس سال زیادہ لگنے لگتی تھی۔

”تمہارا باپ بستر پر ہے تو کیا سارے دھندے ابھی تک سنی ہی چلا رہا ہے؟“ رزی نے بدتمیزی سے پوچھا۔

”کون سے دھندے؟“ کونی نے ذرا غصے سے کہا۔

رزی کے لئے گویا اتنا ہی کافی تھا۔

”مجھ سے اس طرح باتیں مت کرو سور کی بچی......“ وہ چیخ کر بولا اور اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کونی کے منہ پر تین زوردار تھپڑ رسید کئے۔ اس کا ہونٹ پھٹ گیا، خون بہنے لگا۔ چہرے پر ابھار نمودار ہوگئے جو یقیناً کچھ دیر بعد نیلے پڑ جاتے۔ کونی اوندھے منہ بستر پر گر کر رونے لگی۔ رزی بے پروائی سے باہر جانے کی تیاری کرنے لگا۔

چند منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ رزی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک لمحے کے لئے لڑکھڑا کر رہ گیا۔ سامنے سنی کھڑا تھا!

سنی کو دیکھ کر رزی بوکھلا گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ سنی نے گھر سے نکلنا شروع کر دیا ہوگا اور خاص طور پر وہ اس موقع پر اس کے گھر آن پہنچے گا۔

حقیقت یہ تھی کہ سنی آج ہی گھر سے نکلا تھا۔ ڈون پر حملے کے بعد سے اس نے پہلی بار شہر کا رخ کیا تھا۔ وہ بھی اس طرح...... کہ اس کی گاڑی کے آگے پیچھے دو گاڑیاں روانہ ہوئی تھیں جن میں دو دو مسلح افراد موجود تھے۔ وہ دونوں گاڑیاں اس وقت بھی نیچے سنی کی گاڑی کے آگے پیچھے موجود تھیں اور چاروں مسلح افراد ان میں مستعد بیٹھے تھے۔

سنی نے شہر میں اپنا کام نمٹانے کے بعد سوچا تھا کہ وہ اپنی بہن کونی کو بھی اپنے ساتھ گھر لیتا چلے۔ اسے معلوم تھا کہ کونی کا آج ڈون کی عیادت کے لئے آنے کا پروگرام تھا۔

سنی کو معلوم تھا کہ اسے آنے کے لئے ٹیکسی لینے پڑے گی کیونکہ اس کے پاس اپنی گاڑی تھی۔ سنی نے سوچا تھا کہ اسے زحمت سے بچانے کے لئے واپسی میں ساتھ لیتا چلے گا۔ ......لیکن یہاں اسے کچھ اور ہی دیکھنے کو مل رہا تھا جو اس کے لئے بیحد تکلیف دہ اور اشتعال انگیز تھا۔ دراصل اس دوران کونی بھی دروازے پر آ گئی تھی اور اس کا آنسوؤں سے بھیگا مضروب چہرہ دیکھ کر گویا اس کے دل و دماغ میں آتش فشاں پھٹ پڑے تھے۔

اس وقت تک کونی کا پھٹا ہوا ہونٹ بری طرح سوج چکا تھا اور اس کے آس پاس خون کی پپڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ صرف ہونٹ ہی نہیں، اس کا تقریباً پورا چہرہ سوجا ہوا تھا اس پر نیل پڑے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ دہشت تھی۔ سنی کا دل کٹ کر رہ گیا۔ اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا...... اور یہ اس کی وہ بہن تھی جو گھر بھر کی لاڈلی تھی۔ اس وقت وہ اس ہرنی کی طرح دہشت زدہ دکھائی دے رہی تھی جو درندوں کے نرغے سے جان بچا کر بھاگی تھی۔ اس کی یہ حالت اس وقت تھی جب اس کے ماں بننے میں چند ماہ باقی تھے۔ وہ سنی کے سینے سے آن لگی اور سسکنے لگی۔ سنی نے اسے ایک طرف ہٹا دیا۔ اس کا چہرہ لال بھبوکا ہو رہا تھا۔ اس نے رزی کو گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا مگر ''چرر......ر......'' کی آواز کے ساتھ قمیض کا کچھ حصہ پھٹ کر اس کے ہاتھ میں آ گیا کیونکہ رزی اسے جھکائی دیتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بھاگ نکلا تھا۔

گو کہ رزی بھی ایک تنومند نوجوان تھا لیکن سنی کے مقابلے کا بہرحال نہیں تھا۔ ویسے بھی وہ سنی کے مقابلے میں خم ٹھونک کر کھڑا ہونے کا تصور نہیں کر سکتا تھا۔ سنی کا غصہ شہر بھر میں مشہور تھا اور رزی کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے ایک اشارے پر کیا کچھ ہو سکتا تھا...... خصوصاً آج کل...... جبکہ سارے اختیارات ہی اس کے پاس تھے۔

اس نے راہِ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی تھی لیکن وہ اس میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ سنی جسیم اور مضبوط ہی نہیں، پھرتیلا بھی تھا۔ اس نے روزی کو سیڑھیوں تک پہنچنے کا موقع نہیں دیا۔ طویل اور کشادہ راہداری میں ہی پکڑ لیا۔ آٹھ دس منزل کی بلندی تک

سیڑھیاں چڑھ کر آیا تھا۔ وہ شاذ و نادر ہی لفٹ استعمال کر سکتا تھا۔ آٹھ دس منزل کی بلندی تک وہ سیڑھیاں چڑھ کر ہی جاتا تھا۔ تاہم اس وقت سیڑھیاں چڑھنے کی وجہ سے اس کی سانس پھولی ہوئی نہیں تھی البتہ غیظ و غضب کے باعث اس کے نتھنوں سے پھنکار کی سی آوازیں نکل رہی تھیں۔

اس نے رزی کو گھونسوں پر رکھ لیا۔ رزی اس دوران سیڑھیوں کے جنگلے تک پہنچ گیا تھا۔ وہ اپنا چہرہ اور سر گھونسوں کی زد سے بچانے کے لئے جنگلا پکڑ کر سر جھکا کر، چہرہ دونوں بازوؤں کی آڑ میں چھپا کر بیٹھ گیا۔

سنی نے اسے کھینچ کر جنگلے سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس نے جنگلا نہیں چھوڑا۔ سنی کا جہاں بھی ہاتھ پڑا، وہ اس کے جسم پر گھونسے برساتا رہا اور اس کے منہ سے گالیوں کا سیلاب رواں رہا۔ رزی کبڑی کی سی حالت میں مار کھاتا رہا۔ اس نے ذرا بھی مزاحمت نہیں کی اور نہ ہی جوابی کارروائی کرنے کی کوشش کی۔

اس فلور پر کئی فلیٹ تھے۔ ان کے دروازے ذرا ذرا سے کھل چکے تھے اور یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ ان کے عقب سے لوگ تماشا دیکھ رہے تھے لیکن باہر آنا تو در کنار، کسی نے اپنا چہرہ ظاہر کرنے کی بھی جرأت نہیں کی تھی۔

آخر کونی نے ہی آ کر اپنے بھائی کو کمر سے پکڑا اور اسے پیچھے کھینچنے کی کوشش کی لیکن جب وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئی تو اس نے اپنی حالت کی پروا کئے بغیر دونوں کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کی۔ اس کی حالت کا خیال کرتے ہوئے سنی کو اپنا ہاتھ روکنا پڑا۔

اس نے رزی کو ایک لات رسید کی اور پیچھے ہٹتے ہوئے گرجا۔ ''سور کے بچے! اگر آئندہ تم نے میری بہن پر ہاتھ اٹھایا تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس بات کی بھی پروا نہیں کروں گا کہ میرا بھانجا یتیم پیدا ہو گا......''

اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اس نے اس سے پہلے سنا تو تھا کہ رزی اس کی بہن کے ساتھ مار پیٹ کرتا ہے لیکن اس نے اپنی آنکھوں سے کبھی اس کی یہ حالت نہیں

دیکھی تھی۔

وہ وہاں مزید نہیں رُکا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سرخ دھندسی پھیل رہی تھی اور دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے اندیشہ تھا کہ اگر وہ وہاں رُکا تو کوئی انتہائی قدم نہ اٹھا بیٹھے۔ اس لئے اس نے اپنی بہن کی طرف سے بھی نظر ہٹالی اور مزید کچھ کہے بغیر دھڑ دھڑ کرتا سیڑھیاں اُترتا چلا گیا۔

☆......☆......☆

ڈون کارلیون پر حملے کے بعد کارلیون فیملی اور اس کی مخالفت میں متحد ہوجانے والی پانچوں فیملیز کے درمیان لڑائی فروری 47ء تک جاری رہی۔ پانچوں فیملیز کی سربراہی ٹیگ فیملی ہی کررہی تھی۔ تاہم نقصان پانچوں فیملیز ہی کا زیادہ ہورہا تھا۔ کارلیون فیملی گو اس لڑائی میں اکیلی تھی لیکن پلہ اس کا بھاری تھا۔

کاروباری طور پر بھی دونوں فریقوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ پہلے تو پولیس نے تمام ناجائز دھندے بند کرادیئے تھے۔ کیپٹن کلس کے قتل کی وجہ سے پورا پولیس ڈیپارٹمنٹ سخت اشتعال میں تھا لیکن جب ہیگن کی کوششوں سے اخبارات میں کیپٹن کلس کی بدعنوانیوں کی کہانیاں ثبوت کے ساتھ شائع ہوئیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ قتل کے وقت بھی منشیات کے ایک اسمگلر کے ساتھ تھا اور دونوں اکٹھے قتل ہوئے تھے تو پولیس والے ٹھنڈے پڑ گئے۔

ادھر ناجائز دھندے بند ہونے سے ان کا اپنا مالی نقصان بھی ہورہا تھا۔ اس طرح کے تمام اڈوں سے بہت سے پولیس آفیسرز کے بھتے بندھے ہوئے تھے۔ اڈے بند ہوئے تو بھتے بھی بند ہوگئے اور جلد ہی پولیس والوں کی حالت پتلی ہونے لگی۔

بہت سے پولیس والے ملازمت کے شروع شروع میں بڑے بلند خیالات لے ڈیوٹی پر نکلتے تھے لیکن رفتہ رفتہ احساسِ زیاں ان پر غالب آجاتا تھا۔ وہ سوچنے لگے تھے کہ قلیل تنخواہوں کے عوض جان ہتھیلی پہ لئے پھرتے ہیں اور دنیا عیش کررہی ہے۔ آخر ان

کا کیا قصور کیا ہے کہ وہ آسائشوں سے محروم رہیں اور ان کے بچے گھٹیا اسکولوں میں پڑھیں؟

چنانچہ وہ ''نذرانے'' قبول کرنے شروع کردیتے تھے...... لیکن پھر بھی مجموعی طور پر بدعنوان پولیس والوں میں بھی یہ سوچ غالب تھی کہ وہ چھوٹے موٹے ناجائز دھندوں کو نظر انداز کرنے کا معاوضہ تو وصول کرلیتے تھے لیکن منشیات کے دھندے کو وہ بہت ہی برا سمجھتے تھے۔ منشیات کی کمائی میں سے حصہ لینے والا پولیس آفیسر ہزاروں میں کوئی ایک ہوتا تھا اور اسے بدعنوان پولیس والے بھی بہت برا سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب کیپٹن میک کلس کے 'کارنامے'' سامنے آئے تو بدعنوان پولیس والوں تک کی گردنیں جھک گئیں۔

تمام فیملیز کے ناجائز دھندے دوبارہ شروع ہوئے تو ان کے درمیان جنگ میں دوبارہ شدت آگئی کیونکہ ان کے کاروبار سنبھالنے والے لوگ دوبارہ منظرِ عام پر آگئے اور ان پر حملے کرنا آسان ہوگیا۔ میزا اور ٹیسو نے اپنے خاص خاص لڑکوں کو ساتھ لے کر دو الگ الگ اپارٹمنٹس میں پڑاؤ ڈال لیا۔

ڈون کو اس دوران ہسپتال سے گھر منتقل کردیا گیا تھا اور اس کے کمرے میں ہسپتال جیسے تمام انتظامات کردیئے گئے تھے۔ شفٹوں میں ڈیوٹی دینے کے لئے بااعتماد نرسیں مقرر کر دی گئی تھیں۔ کینیڈی نامی ایک ڈاکٹر کو مستقل طور پر گھر میں ملازم رکھ لیا گیا تھا۔ ڈون ابھی کسی بھی معاملے میں احکام تو جاری نہیں کررہا تھا لیکن اس نے خاص خاص باتیں سن کر بعض کے بارے میں پسندیدگی اور بعض کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

مثلاً اسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی کہ سولوزو اور کیپٹن کلس کو قتل کرکے مائیکل سسلی فرار ہوچکا تھا۔ آخر سنی نے فیصلہ کیا کہ ڈون کو اس قسم کے معاملات سے دور رکھنا ہی بہتر تھا تاکہ اس کی آہستگی سے بحال ہوتی ہوئی صحت پر برے اثرات مرتب نہ ہوں۔ دونوں طرف کے کئی افراد مارے جاچکے تھے۔ اب پانچوں فیملیز کا پلہ بھاری پڑتا دکھائی دینے لگا تھا۔ اس قسم کی خبریں ڈون کو نہیں سنائی جاسکتی تھیں۔ ہیگن قدرے تشویش زدہ تھا لیکن سنی

نہایت پُر اعتماد انداز میں تمام معاملات میں کمان سنبھالے ہوئے تھا۔ فریڈ کو آرام کرنے کے لئے لاس ویگاس بھیج دیا گیا تھا۔ وہ وہاں کے ڈون کا مہمان تھا جس نے ضمانت دی تھی کہ اس کی پناہ میں فریڈ کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔

اس طویل اور اعصاب شکن جنگ میں دونوں فریقوں کو بھاری مالی نقصانات بھی اٹھانا پڑے تھے۔ تمام معاملات خوف اور تناؤ کی فضا میں چل رہے تھے۔ اس دوران سنی نے ایک بڑا اور فیصلہ کن قدم اٹھانے کے لئے خود کو تیار کرلیا۔ اس نے طے کرلیا کہ وہ پانچوں فیملیز کے سربراہوں کو مروادے گا۔ خواہ اس میں کتنا ہی مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑے۔

اس نے اپنے خاص آدمیوں کی ایک ٹیم تشکیل دی جس کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ پانچوں فیملیز کے سربراہوں کی نقل وحرکت پر نظر رکھیں اور اس سلسلے میں تفصیلی رپورٹ دیں تاکہ فیصلہ کیا جاسکے کہ ان سب کو بیک وقت مروانے کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کی جاسکتی تھی۔

نگرانی کرنے والی ٹیموں کو اپنا کام شروع کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ انہوں نے رپورٹ دی کہ پانچوں فیملیز کے سربراہ روپوش ہیں ان کا کہیں کچھ پتا نہیں چل رہا۔ شاید انہیں سنی کے نئے احکام کی بھنک پڑ گئی تھی یا پھر انہوں نے خود ہی فضا میں اپنے لئے خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔ سنی کو اس خبر سے بے حد مایوسی ہوئی۔

اس کے بعد ماحول پر سکوت سا چھا گیا۔ دونوں فریقوں کے درمیان گویا غیر اعلانیہ جنگ بندی سی ہوگئی تھی۔

☆......☆......☆

تکفین اور تدفین کا کام کرنے والا بوناسیرا شام کو کچھ دیر کے لئے گھر آجاتا تھا۔ اس کا گھر اس کے کام کی جگہ سے دور نہیں تھا۔ وہ پیدل ہی آجاتا تھا۔ کھانا کھاتا، تھوڑی دیر آرام کرتا۔ پھر کپڑے بدل کر۔ تازہ دم اور صاف ستھرا ہوکر دوبارہ اس عمارت کی طرف روانہ ہو جاتا تھا جہاں مردوں کو تکفین اور تدفین کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔

اس مقصد کے لئے اس کے پاس باقاعدہ ایک عمارت موجود تھی۔ جس میں مختلف شعبے عمارت چند سال پہلے اسے سستی مل گئی تھی اس نے اس میں کچھ تبدیلیاں بھی کرائی اور لفٹ بھی لگوائی تھی کیونکہ جب میتیں زیادہ ہوتی تھیں تو انہیں تیار کر کے اوپر کی پر بھی رکھا جاتا تھا جہاں ان کا آخری دیدار اور تعزیت کرنے والے آتے تھے۔ ان بعض بہت عمر رسیدہ یا معذور ہوتے تھے۔ وہ سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتے تھے۔ ان کی کے لئے بوناسیرا نے لفٹ لگوائی تھی۔

تدفین کے لئے آنے والوں میں ہر طرح کی حالت کے مردے ہوتے تھے۔ کسی حادثے کی وجہ سے مرنے والے بعض لوگوں کی حالت اچھی نہیں ہوتی تھی۔ بوناسیرا میت کو اس حالت میں تیار کر کے رکھنا تھا کہ دیکھنے والے ذرا بھی کراہت محسوس نہ اور نہ ہی کسی کو دھچکا لگے۔ اس کام کے لئے اس کی عمارت میں باقاعدہ ایک الگ جسے ایک قسم کی لیبارٹری اور بیوٹی پارلر کا امتزاج کہا جاسکتا تھا۔ وہاں ہر ممکن طریقے مردے کو زیادہ سے زیادہ اچھی حالت میں لایا جاتا تھا۔ پھر لواحقین کے ادا کردہ رقم کی مناسبت سے اس کی تکفین کر کے، اسے تابوت میں کسی کشادہ کمرے میں رکھ دیا تھا۔

جہاں آخری دیدار اور تعزیت کرنے والے آتے تھے۔ ہر کام کے لئے اس کے ضروری اسٹاف بھی موجود تھا۔

بوناسیرا اپنے کام کو بہت سنجیدگی سے لیتا تھا اور اس پیشے کو نہایت معزز سمجھتا تھا۔ اسے سخت ناپسند تھے جو اس کام کے بارے میں گھڑے گئے تھے اور خاصے مشہور تھے۔ وہ لوگ بھی برے لگتے تھے جو اس قسم کے لطیفوں کو پسند کرتے تھے۔ ابتدا میں وہ ہر کام اپنے ہاتھ سے کرتا تھا۔ حتیٰ کہ گورکن کے فرائض بھی انجام دیتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس نے ترقی کی تھی اور اپنے پیشے کو معززانہ صورت دینے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ اب اس کے ملازمین تھے۔ وہ زیادہ تر نگرانی کرتا تھا اور ہدایات دیتا تھا۔ اس کا سب سے اہم کام

نہایت مشاقانہ اور متاثر کن انداز میں لواحقین کے غم میں شریک ہوتا اور اپنی گفتگو کے دل میں گھر کرنا ہوتا تھا۔

اس روز بھی وہ معمول کے مطابق کھانا کھانے، کچھ دیر آرام کرنے اور تازہ دم واپس جانے کی غرض سے گھر آیا تھا۔ رات گئے تک اس کی بلڈنگ میں تکفین اور تیاری کے سلسلے میں بہت کام نمٹائے جاتے تھے۔ تعزیت اور آخری دیدار کرنے بہت سے لوگ بھی رات کو آتے تھے۔

اپنی بیٹی کو بوناسیرا نے اس کی خالہ کے پاس بوسٹن بھیج دیا تھا۔ دو امیر زادوں اس کی عزت لوٹنے کی ناکام کوشش کے دوران تشدد کر کے اس کا چہرہ بگاڑ دیا تھا۔ کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا اور لڑکی کی خوبصورتی بحال ہو گئی تھی لیکن اس واقعے نے اس ذہن پر بہت برا اثر ڈالا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ہر وقت ایک خوف جاگزیں رہنے لگا وہ اب بھی ایک ایسی خوفزدہ ہرنی دکھائی دیتی تھی جس کے پیچھے درندے لگے ہوئے ہوں

گاڈ فادر نے ان دونوں نوجوانوں کو جس طرح سزا دلوائی تھی، اس سے بوناسیرا دل میں تو ٹھنڈی سی پڑ گئی تھی لیکن لڑکی کی کیفیت وہی تھی۔ اس لئے بوناسیرا نے اسے بھیج دیا تھا۔ اسے امید تھی کہ ماحول کی تبدیلی سے لڑکی کی کیفیت میں تبدیلی آئے گی ا کے ذہن میں موجود یادوں کے زخم کسی نہ کسی حد تک مندمل ہوں گے۔

اس رات کھانا کھانے کے بعد اس نے کافی ختم ہی کی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی نے اٹھ کر فون ریسیو کیا اور "ہیلو" کہا تو دوسری طرف سے بیٹھی بیٹھی سی جو آواز سنائی د سے بولنے والے کے اعصابی تناؤ کا پتا چل رہا تھا۔

"میں ٹام ہیگن بول رہا ہوں۔" اس نے کہا۔ "میں نے تمہیں ڈون کار پیغام دینے کے لئے فون کیا ہے۔"

بوناسیرا کے معدے میں گرہ سی پڑنے لگی۔ تقریباً ایک سال پہلے وہ اپنی بیٹی واقعے کے سلسلے میں فریاد لے کر ڈون کے پاس گیا تھا۔ اس نے تھوڑی بہت خفگی کا

یا تھا لیکن بہر حال اس کی فریاد اَن سنی نہیں کی اور دونوں امیر زادوں کو عبرت ناک سزا تھی۔ اب ہیگن کی آواز سنتے ہی نہ جانے کیوں اس کے دل کے کسی گوشے سے آواز تھی کہ اس احسان کا بدلہ اتارنے کا وقت آ گیا تھا۔

"ہاں ...... ہاں ...... کہو ...... کیا بات ہے؟" وہ قدرے مرتعش لہجے میں بولا۔

ہیگن بولا۔ "ڈون کارلیون کو امید ہے کہ جس طرح وہ تمہارے کام آیا تھا، تم بھی آج رت پڑنے پر اس کے کام آؤ گے ...... اور شاید اس میں خوشی بھی محسوس کرو گے۔ اب قریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد ڈون خود تمہارے پاس آئے گا۔ وہ تمہاری بلڈنگ کے پچھلے زے پر آئے گا۔ اس کے استقبال کے لئے موجود رہنا۔ بہتر ہو گا کہ تم اسے وہاں اکیلے تمام ملازموں کو چھٹی دے دینا اور آج کی تمام ملاقاتیں ملتوی کر دینا ......"

ہیگن نے ایک لمحے توقف کیا۔ بوناسیرا خاموش رہا۔ ہیگن بولا۔ "اگر تم ایسا نہیں نے تو ابھی کہہ دو۔ میں تمہارا جواب ڈون تک پہنچا دوں گا۔ اس کے اور کئی ایسے دوست جو اس موقع پر اس کے کام آ سکتے ہیں۔"

بوناسیرا بے اختیار بول اٹھا۔ "تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں گاڈ فادر کے کسی کام سے رکر سکتا ہوں؟ وہ جو بھی کہیں گے، میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ابھی اپنے آفس طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ میں ڈون کی ہدایات کے مطابق تمام انتظامات کر کے ان کا ر ہوں گا۔"

"ڈون کو تمہاری طرف سے اسی جواب کی توقع تھی۔" ہیگن کی آواز میں اب نرمی ئی۔ "وہ تو میں نے احتیاطاً اپنی طرف سے پوچھ لیا تھا کہ اگر تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو تم ن کے کام آنے سے انکار بھی کر سکتے ہو۔ تمہارے جواب سے مجھے ذاتی طور پر بھی خوشی ئی ہے۔ اگر تمہیں آئندہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو تم سیدھے میرے پاس آ سکتے ہو۔"

"ڈون خود میرے پاس تشریف لائیں گے؟" بوناسیرا نے تصدیق چاہی۔

"ہاں۔" ہیگن نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ مکمل صحت یاب ہو چکے ہیں اور چلنے پھرنے لگے ہیں؟ کے تمام زخم ٹھیک ہو گئے ہیں؟" بوناسیرا نے دریافت کیا۔

"ہاں۔" ہیگن نے مختصر جواب دیا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

بوناسیرا دوسرے کمرے میں جا کر جلدی جلدی تیار ہوا۔ ستانے کا ارادہ اس نے ملتوی کر دیا۔ وہ جانے لگا تو اس کی بیوی کھانا کھا رہی تھی۔ اس نے حیرت سے بوناسیرا طرف دیکھا۔

"ایک ہنگامی نوعیت کا کام آ گیا ہے۔ مجھے ذرا جلدی جانا ہے۔" اس نے بیوی سوال کرنے سے پہلے وضاحت کی۔

بلڈنگ میں پہنچ کر اس نے اپنے صرف ایک اسسٹنٹ کو روکا۔ باقی کارکنوں کو چھ دے دی۔ اسسٹنٹ کو اس نے ہدایت کی کہ وہ بلڈنگ کے صرف سامنے والے حصے م رہے اور آنے والوں کو بھی وہیں تک محدود رکھے۔ پچھلے حصے کی طرف کوئی نہ آئے۔ وہاں خود کچھ ضروری کام اپنے ہاتھوں سے انجام دے گا۔ درمیانی دروازے اس نے بند کر اور پیچھے جا پہنچا۔ مردوں کی حالت بہتر بنانے اور انہیں تکفین و تدفین کے لئے تیار کر کے انتظامات اسی طرف تھے۔

ڈون کی ہدایات پر عمل کرنے کے بعد وہ قدرے خوف کے سے عالم میں اس انتظار کرنے لگا۔ اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ ڈون کو اس کی کس قسم کی خدما کی ضرورت آن پڑی تھی۔ پچھلے ایک سال سے وہ مافیاؤں کے درمیان جنگ کے بار میں اخبارات میں پڑھ رہا تھا۔ ایک طرف کارلیون "فیملی" تھی اور دوسری طرف پا "فیملیز" تھیں جن کی سربراہی ٹیگ فیملی کر رہی تھی۔

بیچ میں کچھ عرصہ ذرا سکون رہا تھا لیکن پھر ایک دوسرے کے آدمیوں پر حملے شرو ہو گئے تھے۔ بہت سے لوگ مارے جا چکے تھے۔ دونوں فریقوں کے درمیان خونریز رکنے میں نہیں آ رہی تھی۔ شاید اب کارلیون فیملی کے لوگوں نے دوسری طرف کے کسی اہ

ی کو مار دیا تھا اور وہ چاہ رہے تھے کہ اس کی لاش بھی دریافت نہ ہو۔ وہ اسے بالکل غائب نا چاہ رہے تھے اور اسے خفیہ طریقے سے دفن کرنے کے لئے انہیں بوناسیرا کی مدد درکار

بوناسیرا کو یہ بھی اندازہ تھا کہ اس کام میں تعاون کے کیا نتائج ہو سکتے تھے۔ وہ ایک عدہ رجسٹرڈ انڈر ٹیکر تھا۔ اس کے پاس تکفین اور تدفین وغیرہ کے کام کا باقاعدہ لائسنس جود تھا۔ ڈون اور اس کے آدمی اس کے پاس جس کام سے آ رہے تھے، اس قسم کے کام ں حصہ لے کر وہ گویا اپنے کاروبار، اپنے مستقبل، اپنی آزادی...... حتیٰ کہ اپنی سلامتی کو بھی رے میں ڈال رہا تھا۔

اگر یہ بات سامنے آ جاتی تو قانونی طور پر اسے اس قتل میں شریک اور مافیا کا ساتھی ھا جا سکتا تھا۔ وہ لمبے عرصے کے لئے جیل جا سکتا تھا۔ ادھر دوسری طرف کے لوگ اسے رلیون فیملی کا ساتھی سمجھ کر موت کے گھاٹ اتار سکتے تھے۔ اس کے لئے ہر طرح سے خطرہ ی خطرہ تھا۔ اب تو اسے اس بات پر بھی پچھتاوا محسوس ہو رہا تھا کہ جب اس کی بیٹی کے اتھ وہ تکلیف دہ واقعہ پیش آیا تھا اور عدالت سے اُسے انصاف نہیں ملا تھا تو وہ گاڈ فادر کے س فریاد لے کر جا پہنچا تھا۔ اب اتنے عرصے میں احسان مندی کے جذبات ٹھنڈے چکے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ دونوں امیرزادوں کو بری طرح پٹوا کر اور مہینوں کے لئے پتال پہنچوا کر اسے بھلا کیا ملا تھا؟

انہی سوچوں میں الجھا وہ سگریٹ پیتا رہا۔ پھر اس نے خود کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ ون کارلیون کوئی ایسا گیا گزرا آدمی نہیں تھا کہ اس کے کام آنا گھاٹے کا سودا ہوتا۔ اس کی الفت مول لینا یا اس کو ناخوش کرنا زیادہ مصائب کا باعث بن سکتا تھا۔ اس نے اس خوش مانی کا سہارا لینے کی کوشش کی کہ وہ ڈون کے لئے جو کچھ کرے گا، وہ خفیہ ہی رہے گا۔

وہ پچھلی پارکنگ لاٹ میں کسی گاڑی کے داخل ہونے کی آواز سن کر چونکا۔ اس نے لڈنگ کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ مینزا اور اس کے ساتھ دو کرخت صورت نوجوان اندر

آ گئے۔ انہوں نے بوناسیرا سے کوئی بات کئے بغیر پہلے، پچھلے کمروں میں جھانک کر اطمینان کیا کہ وہاں کوئی موجود تو نہیں تھا۔ پھر مینزا باہر چلا گیا۔ دونوں نوجوان، بوناسیرا کے پاس ہی موجود رہے۔

کچھ بعد ایک ایمبولینس بلڈنگ کے ڈرائیو وے میں آ رکی۔ دو آدمیوں نے اس میں سے ایک اسٹریچر اتارا اور وہ مینزا کی رہنمائی میں اندر آنے لگے۔ بوناسیرا کے اندیشوں کی تصدیق ہوگئی۔ اسٹریچر پر یقیناً ایک لاش تھی۔ اس پر کمبل پھیلا ہوا تھا لیکن اس کے نیچے زرد پاؤں کمبل سے نکلے ہوئے تھے اور ان پیروں سے بوناسیرا کی تجربہ کار آنکھوں کے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ وہ ایک لاش تھی۔

مینزا نے اسٹریچر اسی بڑے سے کمرے میں رکھوا دیا جہاں مردوں کی حالت ٹھیک کی جاتی تھی۔ پھر دروازے سے ایک اور شخص اندر آیا۔ وہ ڈون کارلیون تھا۔ وہ پہلے کے مقابلے میں کمزور ہوگیا اور اس کی چال بھی ذرا بدل گئی تھی۔ بال کچھ چھدرے ہوگئے تھے۔ بوناسیرا نے آخری مرتبہ اسے ایک سال پہلے دیکھا تھا لیکن اس ایک سال میں ہی اس کی عمر میں گویا کئی سالوں کا اضافہ ہوگیا تھا مگر اب بھی اس کی شخصیت میں ایک خاص دبدبہ تھا۔ اس کے وجود سے گویا کسی انجانی طاقت کی لہریں پھوٹتی محسوس ہوتی تھیں۔ اس نے ہیٹ اتار کر سینے سے لگایا ہوا تھا۔

''پرانے دوست! کیا تم میرا کام کرنے کے لئے تیار ہو؟'' اس نے قدرے تھکے تھکے سے لہجے میں پوچھا۔ تاہم اس کی آواز پہلے ہی کی طرح گونجیلی اور بارعب تھی۔

بوناسیرا نے اثبات میں سر ہلایا۔ دونوں آدمیوں نے اسٹریچر میز پر رکھ دیا۔ ڈون نے اپنے ہیٹ سے خفیف سا اشارہ کیا اور سب لوگ کمرے سے رخصت ہوگئے۔

''آپ مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں؟'' بوناسیرا نے سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا۔

''میں چاہتا ہوں تم اس پر اپنی ساری مہارت، سارا تجربہ آزماؤ۔'' ڈون نے کمبل

سے ڈھکی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ ''اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں تم بہت پیار سے...... بہت اپنائیت سے...... اس کا چہرہ جتنا اچھا بنا سکتے ہو، بنا دو......'' اس کی آواز میں خفیف سا ارتعاش اور کرب جھلک آیا۔ ''میں نہیں چاہتا کہ اس کی ماں اسے اس حال میں دیکھے......''

اس نے آگے بڑھ کر لاش کے چہرے سے کمبل ہٹا دیا اور بوناسیرا کے جسم میں سردی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ سر سے پاؤں تک لرز کر رہ گیا۔ اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے اتنے برسوں میں اس نے بہت سی لاشوں کو لرزہ خیز حالت میں بھی دیکھا۔ اس کے باوجود اس لاش کا چہرہ دیکھنا گویا اس کے لئے ایک نیا لرزہ خیز تجربہ تھا۔ چہرہ گو کافی حد تک مسخ ہوگیا تھا لیکن وہ اسے پہچان سکتا تھا۔

وہ سنی تھا!

اس کے چہرے پر گولیاں ماری گئی تھیں۔ ایک آنکھ کی جگہ خون سے بھرا ایک چھوٹا سا گڑھا نظر آ رہا تھا۔ ناک اور رخسار کا کچھ حصہ ملغوبے میں تبدیل ہوگیا تھا۔

اس بار ڈون بولا تو اس کے لہجے میں پہلے سے زیادہ ارتعاش، پہلے سے زیادہ کرب تھا۔ ''تم دیکھ رہے ہو۔'' انہوں نے میرے بیٹے کا کیا حال کیا ہے!''

☆......☆......☆

مافیاؤں کی جنگ جب ذرا تھمی اور ماحول پر سکوت چھا گیا تو سنی نے اسے دشمن کی کمزوری سمجھا۔ اس کی جنگجو اور خون خوار فطرت میں اُبال آیا اور کچھ دنوں بعد اس نے اپنی دانست میں دشمنوں کو ''مزید سبق سکھانے'' کے لئے ان کے آدمیوں کو ایک بار پھر مروانا شروع کر دیا۔ اکثر اس قسم کے ''آپریشنز'' کی نگرانی وہ خود کرتا۔ گو ان کارروائیوں کی وجہ سے خود کارلیون فیملی کو بھی اپنے بہت سے منافع بخش کاروباری اڈے بند کرنے پڑے مگر سنی کو اس کی کوئی پروا نہیں تھی۔

ایک بار ہیگن نے دبی دبی زبان میں اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ جب امن قائم

ہو گیا تھا تو اسے قائم رہنے دینا چاہئے تھا۔ اس پر سنی نے قہقہہ لگا کر کہا تھا۔ ''میں ان خبیثوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دوں گا۔ وہ صلح کے لئے گڑگڑاتے ہوئے ہمارے پاس آئیں گے۔''

یہ اس کی خام خیالی تھی!

اسے نہیں معلوم تھا کہ پانچوں فیملیز ایک فیصلے پر پہنچ گئی تھیں۔ انہوں نے جب دیکھ لیا کہ شکست خوردگی کا انداز اختیار کرنے کے باوجود ان پر حملے بند نہیں ہو رہے تھے اور ان کے آدمی مسلسل قتل ہو رہے تھے تو انہوں نے نتیجہ اخذ کر لیا کہ فساد کی جڑ سنی تھا۔ اس کی جنگجو طبیعت کو چین آنا مشکل تھا۔ ان کے خیال میں ڈون اس کے مقابلے میں پھر معقول اور معتدل آدمی تھا۔ جس کے ساتھ دلیل سے بات کی جا سکتی تھی لیکن سنی کو کچھ سمجھانا اور اس کی جنگجو طبیعت کے آگے بند باندھنا بہت مشکل تھا۔ چنانچہ فیصلہ یہ کیا گیا کہ ساری توجہ اور توانائی سنی کا قصہ پاک کرنے پر لگائی جائے۔ ان کے درمیان جو بے معنی اور بے مقصد خوں ریزی جاری تھی اس کا خاتمہ تبھی ممکن ہو سکتا تھا جب انہیں سنی سے چھٹکارا مل جاتا۔ اس سے نجات پانے کے بعد امن کی کچھ نہ کچھ امید رکھی جا سکتی تھی۔

چنانچہ اس مقصد کے لئے منصوبہ بندی شروع ہو گئی۔

خوں ریزی اور خطرات کی وجہ سے کارلیون فیملی کو اپنے دھندوں کے جو اڈے بند کرنے پڑے تھے ان میں ڈون کے داماد، رزی کا بک میکنگ کا اڈہ بھی شامل تھا۔ اس طرح رزی جو پہلے ہی اس بات پر نالاں تھا کہ کارلیون فیملی نے اسے اس کے شایان شان کاروبار کرا کے نہیں دیا تھا، بالکل ہی فارغ ہو گیا۔ ان حالات میں اس نے پہلے سے بھی زیادہ عیاشی شروع کر دی۔

اس کے پاس جو تھوڑے بہت اثاثے تھے وہ بھی خطرے میں نظر آنے لگے۔ وہ اب پہلے سے زیادہ پینے لگا اور جب بھی کہیں سے رقم ہاتھ لگتی، وہ اسے ٹھکانے لگانے اپنی من پسند عورتوں کے پاس پہنچ جاتا۔ ان میں سے بہت سی ایسی بھی تھیں جن کے ساتھ رنگین گھڑیاں گزارنے کے لئے اسے رقم کی ضرورت بھی نہیں ہوتی تھی۔

سنی نے جب سے اس کی پٹائی کی تھی، اس نے کونی کو مارنا پیٹنا چھوڑ دیا تھا۔ سنی سے بڑا خوف محسوس کرتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ غصے میں وہ شخص اسے واقعی قتل کر سکتا تھا۔ اس سے کچھ بعید نہیں تھا۔ پٹائی کے بعد رزی کئی دن تک تو یہی محسوس کرتا رہا تھا کہ وہ اپنی بلڈنگ میں رہنے والے پڑوسیوں کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا......لیکن پھر جب اس نے محسوس کیا کہ بلڈنگ میں رہنے والا کوئی بھی فرد اس کی طرف عجیب سی......یا استہزائیہ نظروں سے نہیں دیکھتا تھا......تو اس نے قدرے اطمینان سے گھر سے نکلنا شروع کیا۔

کونی سے انتقام لینے کا اس نے اب ایک مختلف طریقہ اختیار کیا تھا۔ وہ اب خود اس کے قریب جاتا اور نہ اسے اپنے پاس آنے دیتا تھا۔ وہ اس سے انتہائی مختصر اور ضروری بات کرنے کے سوا کچھ نہیں کہتا تھا۔ اس کی کسی غیر ضروری بات کا جواب نہیں دیتا تھا۔ اب وہ میاں بیوی ہوتے ہوئے......ایک ہی گھر میں گویا اجنبیوں کی طرح رہ رہے تھے۔ یہ انداز کونی کے لئے اور بھی زیادہ جھنجھلاہٹ کا باعث تھا۔ وہ پہلے ہی جلی بھنی بیٹھی تھی کہ ایک روز گھر پر رزی کی عدم موجودگی میں ایک لڑکی کا فون آ گیا جو رزی کو پوچھ رہی تھی اور اپنا نام نہیں بتا رہی تھی۔

''کون ہو تم؟'' کونی نے دوبارہ غصے سے پوچھا۔

''میں رزی کی دوست ہوں۔'' لڑکی شوخ سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ ''دراصل آج شام اس سے میری ملاقات طے تھی لیکن مجھے اچانک شہر سے باہر جانا پڑ رہا ہے۔ اسے پیغام دے دینا کہ وہ میری طرف نہ آئے۔''

''تم......کتیا......!'' کونی فون پر گلا پھاڑ کر چیخی اور پھر اس نے لڑکی کو بے نقط سنانا شروع کر دیں۔ لڑکی نے فون بند کر دیا۔

شام کو رزی باہر سے آیا تو نشے میں دھت تھا۔ اس کے باوجود اس نے نہا کر، لباس تبدیل کر کے دوبارہ باہر جانے کی تیاری شروع کر دی۔ اس دوران بھی وہ مزید پیئے جا رہا تھا۔ کونی خاموش بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور اس کے اندر ہی اندر گویا آتش فشاں مچل

رہے تھے۔

آخر رزی نے لڑکھڑاتے ہوئے باہر کا رخ کیا تو کونی گویا پھٹ پڑی اور چلائی

''مت زحمت کرو باہر جانے کی، وہ حرافہ آج تمہیں نہیں ملے گی......''

''کیا......مطلب؟'' رزی نے رک کر لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔

''اس کا فون آیا تھا کہ وہ شہر سے باہر جا رہی ہے۔ اس لئے تم آنے کی زحمت نہ ک ......'' پھر اس کی آواز اور اونچی ہو گئی۔ ''سؤر! تمہاری یہ جرأت کہ ان فاحشاؤں کو گھر کا فو نمبر بھی دے دیتے ہو! میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔''

وہ مجنونانہ انداز میں دونوں ہاتھوں سے رزی کا چہرہ نوچنے کے لئے جھپٹی۔ رزی نشے میں دھت تھا لیکن اس عالم میں بھی اس کے لئے کونی سے اپنا بچاؤ کرنا کوئی بڑا مس نہیں تھا۔ اس نے اسے آسانی سے ایک طرف دھکیل دیا......لیکن جب کونی نے اپنی کوش جاری رکھی تو اسے غصہ آ گیا۔ اس نے اپنا ''پرہیز'' توڑ دیا اور کونی کے منہ پر لگاتار کئی تھ رسید کئے۔ البتہ یہ خیال ضرور رکھا کہ تھپڑ زیادہ زوردار نہ ہوں اور اس کے ہونٹ یا چہرے کھال پھٹنے نہ پائے۔

وہ بیڈروم میں اپنے بیڈ پر جا گری اور رونے لگی۔ رزی نے باہر جانے کا ارادہ ملتو کر دیا اور دوسرے کمرے میں بیٹھ کر مزید پینے لگا۔ کچھ دیر بعد کونی نے کچن کے فون اپنے گھر کا نمبر ملایا۔ وہ اپنی ماں سے کہنا چاہتی تھی کہ کوئی آ کر اسے لے جائے۔ سنی سے خود بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ سنی کو اندازہ ہو، اس کے شوہر نے ایک با پھر اسے مارا ہے اسے معلوم تھا کہ اس طرح بات زیادہ بگڑ سکتی ہے......لیکن اس کی پھر شاید سنی کی بدقسمتی تھی کہ دوسری طرف فون اس نے ریسیو کیا۔

کونی نے گھبراہٹ میں بات بنانے کی جتنی کوشش کی، بات اتنی ہی بگڑتی چلی گئی۔ سنی کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہ رہا کہ کونی کو رزی نے آج پھر مارا تھا......اور سنی کے لئے یہ گویا بڑی ہی توہین کی بات تھی کہ رزی نے اس کی انتہائی سخت دھمکی کو بھی یاد نہیں رکھا تھا۔

''میں آ رہا ہوں......'' وہ اس بھیڑیے کی طرح غرایا جسے خون کی پیاس بے تاب کر رہی تھی۔ ''بس......تم میرا انتظار کرو......''

کونی اسے آنے سے منع کرنا چاہتی تھی، سمجھانا چاہتی تھی کہ بات کوئی خاص نہیں تھی لیکن اسے کچھ بھی کہنے کا موقع نہ ملا۔ سنی نے فون بند کر دیا۔

''سؤر کا بچہ......!'' سنی دوسری طرف ریسیور رکھنے کے بعد بڑبڑایا۔ دوران خون کی تیزی سے اس کی مضبوط گردن سرخ ہو گئی تھی اور چہرہ بھی لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔

ہیگن بھی قریب ہی موجود تھا۔ اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ سنی اس وقت غصے میں اندھا ہو رہا ہے۔ سنی نے اسے کچھ نہیں بتایا اور اپنا کوٹ اٹھا کر باہر کی طرف لپکا۔ اس کی گاڑی میں ڈیش بورڈ کے خانے میں گن موجود تھی......اور اس کے خیال میں اس کے لئے وہی کافی تھی۔

دشمنوں نے جب سے شکست خوردگی کا انداز اختیار کیا تھا، تب سے سنی اپنے حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں بھی قدرے بے پروا ہو گیا تھا۔ کونی کی شادی کے موقع پر لوسی نامی جس لڑکی سے اس کے تعلقات استوار ہوئے تھے، وہ شہر میں رہتی تھی۔ سنی اکثر اس سے ملنے بھی جاتا تھا تاہم اس نے اس حد تک احتیاط ضرور رکھی تھی کہ لوسی کے گھر کی چوبیس گھنٹے نگرانی کے لئے آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ اسے گھیرنے کے لئے وہ بہترین جگہ تھی۔ اس لئے اس نے اپنی موجودگی اور عدم موجودگی......دونوں صورتوں میں خبردار رہنے کا بندوبست کیا ہوا تھا۔

باہر جاتے وقت اکثر اس کی گاڑی کے آگے پیچھے مسلح گارڈز بھی ہوتے تھے لیکن اس وقت اس نے انہیں طلب کرنے کی بھی زحمت نہیں کی۔ اس نے اپنا کوٹ اٹھایا اور اسے پہنتے ہوئے، کسی سے کچھ کہے بغیر باہر کی طرف چل دیا۔

چند لمحے بعد جب ہیگن نے باہر اس کی بیوک کا انجن غرانے کی آواز سنی تو اس نے دوسرے کمرے میں موجود دو مسلح افراد کو حکم دیا۔ ''تم دوسری گاڑی میں اس کے پیچھے جاؤ۔''

رات کے وقت شہر کی طرف جاتے وقت عموماً سنی اس راستے کا رخ کرتا تھا جسے ''جونز بیچ کازوے'' کہا جاتا تھا۔ یہ شہر کی طرف جانے کا شارٹ کٹ تھا اور رات کو اس پر رش نہیں ہوتا تھا۔ اس راستے پر البتہ چند سیکنڈ کے لئے وہاں رکنا پڑتا تھا جہاں ٹول ٹیکس کی وصولی کے لئے محرابیں اور بوتھ بنے ہوئے تھے۔

سنی کی گاڑی کی کھڑکیوں کے شیشے چڑھے ہوئے نہیں تھے۔ راستے میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لگی تو دھیرے دھیرے اس کا غصہ کچھ کم ہوا اور اس نے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچنا شروع کیا۔ وہ اسی نتیجے پر پہنچا کہ رزی کو قتل کرنا بہر حال مناسب نہیں تھا۔ آخر وہ اس کا بہنوئی اور اس کے ہونے والے بھانجے کا باپ تھا۔ تاہم آج اس نے اس سے تفصیلی بات چیت یا پھر سختی کے ذریعے یہ بات ہمیشہ کے لئے طے کرنے کا بندوبست کرنے کا فیصلہ کیا کہ آئندہ رزی اس کی بہن کے ساتھ کبھی مار پیٹ نہ کرے۔

کازوے پر روشنی بہت کم تھی اور ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا۔ ٹول ٹیکس کی محرابیں اسے دور سے نظر آ گئیں۔ وہ بہت تیز رفتاری سے جا رہا تھا۔ ہیگن نے جن دو آدمیوں کو اس کے پیچھے روانہ کیا تھا وہ بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ کچھ دیر پہلے وہ راستے میں ایک جگہ ٹریفک میں پھنس گئے تھے۔ پھر ایک جگہ انہیں سگنل پر بھی رکنا پڑا۔

سنی جب ٹول ٹیکس کی محرابوں کے نیچے اپنی لین میں جا کر رکا تو اس نے دیکھا، صرف اسی بوتھ میں ٹیکس لینے والا کلرک موجود تھا۔ سنی کی گاڑی سے آگے ایک گاڑی پہلے ہی رکی ہوئی تھی۔ اس میں موجود افراد غالباً کلرک سے کسی راستے کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔

رُکنے کے بعد سنی کو معلوم ہوا کہ اس کے پاس ٹول ٹیکس دینے کے لئے ریزگاری یا کوئی چھوٹا نوٹ موجود نہیں ہے۔ اس نے ایک بڑا نوٹ نکالا اور اگلی گاڑی کو آگے بڑھنے کے لئے ہارن دیا۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ اس نے کھڑکی سے ہاتھ نکال کر کلرک کو نوٹ تھمایا اور بقایا لینے کے لئے رکا رہا۔

بوتھ میں بھی روشنی بہت کم تھی۔ وہ کلرک کی صورت بھی صحیح طرح نہیں دیکھ سکا تھا۔

کلرک نوٹ لینے کے بعد جھک گیا تھا اور اب سنی کو نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ بوتھ میں شیشہ اوپر کی طرف صرف تھوڑے سے حصے میں لگا ہوا تھا۔ کلرک شاید نیچے کسی خانے سے پیسے نکال رہا تھا۔

سنی بے چینی سے انگلیاں اسٹیئرنگ وہیل پر نچاتے ہوئے بقایا رقم کا انتظار کر رہا تھا۔ اس دوران اس نے دیکھا کہ اگلی کار چند قدم آگے بڑھنے کے بعد پھر رکی ہوئی تھی اور بدستور راستہ روکے کھڑی تھی اور اس کا انجن اسٹارٹ تھا۔ کلرک ابھی تک بوتھ میں گویا نیچے ہی بیٹھا ہوا تھا۔

......اور اس لمحے سنی کو اس کی چھٹی حس نے خطرے کا احساس دلایا۔ وہ گاڑی بھگا نہیں سکتا تھا۔ آگے راستہ مسدود تھا۔ یکدم ہی اسے گویا کرنٹ سا لگا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے دروازہ کھولا لیکن اس وقت تک اگلی گاڑی سے دو آدمی اتر چکے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں گنیں تھیں۔ اسی لمحے بوتھ میں کلرک بھی نمودار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی گن تھی۔

وہ یقیناً جعلی کلرک تھا۔ ٹول ٹیکس کے ناکے پر قبضہ ہو چکا تھا اور وہ لوگ یقیناً سنی کے لئے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ سنی کو گاڑی سے اترنے یا ڈیش بورڈ کے خانے سے گن نکالنے کی مہلت نہیں ملی۔ گولیاں چلیں اور دنیا اس کی نظروں میں تاریک ہو گئی۔ وہ اس طرح گاڑی سے باہر لٹک آیا کہ اس کا سر نیچے تھا اور پاؤں گاڑی میں ہی پھنسے رہ گئے تھے۔ اس کے چہرے، گردن اور جسم کے کئی دوسرے حصوں میں گولیاں لگی تھیں۔

گاڑی سے اترنے والے دونوں آدمیوں کو جب اس کی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے فائرنگ بند کی اور ان میں سے ایک نے قریب آ کر سنی کے چہرے پر ایک ٹھوکر بھی رسید کی۔ یہ محض نفرت کا اظہار تھا ورنہ ان کا کام تو مکمل ہو چکا تھا۔

جعلی کلرک بھی بوتھ سے نکل آیا۔ چند لمحے بعد تینوں قاتل گاڑی میں بیٹھ کر تیز رفتاری سے روانہ ہو چکے تھے۔ سنی کے پیچھے آنے والے مسلح افراد ان کا تعاقب بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ راستے میں سنی کی بڑی سی کار حائل تھی۔

انہوں نے جب وہاں پہنچنے پر یہ منظر دیکھا اور سنی کو مردہ پایا تو فوراً اپنی کار واپسی کے لئے گھمائی اور تیز رفتاری سے لانگ بیچ کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں انہیں جو پہلا پبلک فون بوتھ نظر آیا، اس پر رک کر ان میں سے ایک نے ہیگن کو فون کیا۔

''سنی کو ٹول ٹیکس کے ناکے پر قتل کر دیا گیا ہے۔'' اس نے غیر جذباتی لہجے میں ہیگن کو اطلاع دی۔

ہیگن اس وقت گھر کے کچن میں کھڑا تھا جب اس نے یہ کال ریسیو کی۔ ڈون کی بیوی جسے تقریباً سب لوگ ''ماما کارلیون'' کہہ کر پکارتے تھے، اس کے قریب ہی موجود تھی اور کچھ پکا رہی تھی۔ ہیگن کو بذات خود شدید دھچکا لگا تھا لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماما کارلیون یہ خبر یوں اچانک سنے۔ اس لئے اس نے اپنی آواز کو ہموار رکھنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے..... تم میزا کے گھر چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ فوراً یہاں آئے۔ وہی تمہیں بتائے گا کہ کیا کرنا ہے۔''

ماما کارلیون کو اگرچہ کسی گڑبڑ کا احساس ہوگیا تھا تب بھی اس نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا اور بدستور اپنے کام میں منہمک رہی۔ ڈون اور اس کے لوگوں کے ساتھ رہ کر اس نے یہ سیکھا تھا کہ ناآگہی میں بڑی راحت تھی۔ کسی ناخوشگوار واقعے کے بارے میں اس وقت تک جاننے کی کوشش نہ کرو جب تک کوئی خود آکر اس کے بارے میں نہ بتائے۔ اس طرح مزید چند لمحے..... چند گھنٹے یا چند روز آپ کرب و اذیت سے بچ سکتے تھے۔

ہیگن جلدی سے فون بند کر کے آفس میں آگیا۔ دروازہ اس نے بند کرلیا۔ تب اس کا جسم یکایک لرزنے لگا۔ اس کی ٹانگوں میں جان نہ رہی۔ وہ صوفے پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔ آنسو خود بہ خود اس کے رخساروں پر پھسلتے آرہے تھے۔

ان آنسوؤں کے پیچھے یادوں کی ایک طویل فلم چل رہی تھی۔ اس کا بچپن، لڑکپن اور جوانی سنی کے ساتھ گزری تھی۔ اسی کی بدولت اسے اس گھر میں اس کے بھائیوں جیسا مقام ملا تھا۔ سنی دوسروں کے لئے خواہ کیسا بھی تھا لیکن ہیگن کے ساتھ اس نے ہمیشہ محبت اور نرمی

دیہ رکھا تھا۔

اس کا دل ماما کارلیون کے بارے میں بھی سوچ کر پھٹا جا رہا تھا۔ اس عورت کے بیٹوں میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہیں رہا تھا۔ مائیکل روپوش ہونے کے لئے سسلی یا تھا۔ فریڈ کو ذہنی اور اعصابی صحت کی بحالی کے لئے لاس ویگاس بھیج دیا گیا تھا اور سنی دنیا میں ہی نہیں رہا تھا۔ کیسی بدنصیب ماں تھی! دنیا کی سب آسائشیں میسر ہوتے ہوئے کسی اولاد کی طرف سے سکھ نہیں تھا!

چند منٹ بعد آخر ہیگن نے خود کو سنبھالا اور چند ضروری فون کئے۔ اس نے ٹیسو کو بھی طلب کرلیا۔ رزی کو بھی اس نے یہ خبر دے دی لیکن اسے ہدایت کی کہ ابھی کوئی کو نہ ئے اور اپنے رویے سے بھی کوئی غیر معمولی بات ظاہر نہ ہونے دے۔

اس کے بعد ہیگن ایک بار پھر صوفے پر ڈھیر ہوگیا۔ اب اسے سب سے مشکل ملہ درپیش تھا۔ اب اسے ڈون کو اس واقعے کی اطلاع دینی تھی۔ ڈون اس وقت سویا ہوا ڈاکٹر اسے خواب آور دوا دے کر سلاتے تھے۔ اسے نیند سے جگا کر ایسی خبر سنانا بڑا صاب شکن کام تھا۔ نہ جانے ڈون کا ردعمل کیا ہوتا؟

ہیگن کا تاسف یہ سوچ کر بھی بڑھ رہا تھا کہ گزشتہ چند ماہ کے دوران اگر معاملات سنی بجائے ڈون کے ہاتھ میں آجاتے تو شاید یہ نوبت نہ آتی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے خود ے بارے میں بھی سوچ کر افسوس ہو رہا تھا۔ وہ شاید اس خاندان کے لئے اتنا اچھا مشیر ت نہیں ہوسکا تھا جتنا آنجہانی ڈینڈو تھا! ڈینڈو کے دور میں کارلیون فیملی پر اتنی بڑی تباہی ل آئی تھی۔

اسے یونہی سوگوار بیٹھے کچھ دیر گزر گئی۔ پھر باہر گاڑیاں رکنے کی آوازیں سن کر وہ ے خیالات کی دنیا سے باہر آیا۔ لوگوں کی آمد شروع ہوگئی تھی۔ اب اسے ڈون کو یہ خبر نے کے لئے خود کو تیار کرنا تھا۔ وہ مصنوعی سہارے کی تلاش میں اٹھ کر اس الماری کی ف بڑھا جس میں بوتلیں رکھی تھیں۔

اس نے اپنے لئے پیگ تیار کیا۔ اسی اثناء میں دروازہ کھلنے کی آواز سن کر گھوم کر دیکھا۔ ڈون دروازے میں کھڑا تھا۔ وہ مکمل سوٹ میں تھا۔ سر پہ ہیٹ بھی تھا۔ وہ گویا کہیں جانے کے لئے تیار تھا۔

''میرے لئے بھی ایک ڈرنک تیار کرنا۔'' اس نے آگے آتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ وہ آکر اپنی مخصوص ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

ہیگن نے سحر زدہ سے انداز میں اس کے لئے بھی ڈرنک تیار کی اور اس کے سامنے رکھ کر خود صوفے پر بیٹھ گیا۔ ڈون اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ٹھہری ٹھہری مخصوص گونجیلی آواز میں بولا۔ ''میری بیوی سونے کے لئے لیٹی تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے...... اور اب ہمارے خاص آدمیوں کی آمد بھی شروع ہوگئی ہے...... ہیگن! میرے وکیل میرے مشیر......! کیا تم بری خبر مجھے سب سے آخر میں سناؤ گے۔''

سنی کے قتل سے پورے ملک کی انڈر ورلڈ میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اس کے ساتھ یہ خبر بھی پھیل چکی تھی کہ ڈون اب بستر پر نہیں ہے اور معاملات سنبھالنے کے قابل ہو چکا ہے۔ سنی کے جنازے اور تدفین کے موقع پر جن لوگوں نے اسے دیکھا تھا ان میں پانچوں فیملیز کے مخبر بھی شامل تھے۔ انہوں نے فیملیز کو اطلاع دی کہ ڈون کافی حد تک ٹھیک ٹھاک نظر آرہا تھا۔

چنانچہ فیملیز کو اب کارلیون فیملی کی طرف سے خوفناک ردعمل کا اندیشہ تھا۔ انہوں نے تو اس امید پر سنی کو مروایا کہ شاید بستر پر پڑے ہوئے ڈون میں جوابی طور پر کوئی بڑی کارروائی کرنے کی ہمت نہ ہو اور وہ صلح میں ہی عافیت سمجھے لیکن اس کی صحت یابی اور پوری طرح فعال ہونے کی خبر سن کر انہیں اندیشہ محسوس ہونے لگا کہ انہیں بہر حال ڈون کے غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے گھبراہٹ کے عالم میں دفاع کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

لیکن جو کچھ ہوا وہ اس کے برعکس تھا!

سنی کی آخری رسوم سے فارغ ہونے کے کچھ دن بعد کارلیون فیملی کی طرف سے ں فیملیز کے پاس قاصد بھیجے گئے کہ اب امن قائم کرنے کے لئے اقدامات کئے یں۔ بے مقصد اور بے معنی خونریزی بہت ہو چکی، اب یہ سلسلہ رکنا چاہئے۔ صرف یہی ں، ڈون نے بہت بڑے پیمانے پر ایک میٹنگ کی تجویز بھی پیش کی جس میں ملک بھر کی ملیز'' کے نمائندے شریک ہوں اور متحارب فریق وہاں سب کے سامنے اپنا اپنا موقف ن کریں۔

اس تجویز کو بہت سراہا گیا اور خاموشی سے بڑے پیمانے پر ایک میٹنگ کی تیاریاں ع ہو گئیں۔ میٹنگ کے لئے ایک بینک کی عمارت منتخب کی گئی جس میں اوپر کی منزل پر بڑا آڈیٹوریم تھا۔ اس بینک میں بھی ڈون کے شیئرز تھے۔

اس کانفرنس میں امریکا کے تمام شہروں کے ڈون اپنے اپنے قانونی مشیر سمیت یک ہوئے۔ با قاعدہ کسی بہت بڑی کاروباری کانفرنس کا سا سماں تھا۔ تمام ڈون مقررہ ت پر پروقار لباس میں کانفرنس میں شرکت کے لئے آڈیٹوریم میں پہنچ گئے تھے۔ ظاہر یہی گیا تھا کہ بینکوں کی مختلف برانچز کے عہدیداروں کا اجلاس ہو رہا تھا۔ نیو یارک کی ملیز'' ملک میں طاقتور ترین فیملیز تھیں اور ان میں سے طاقتور ڈون کارلیون فیملی تھی انہی آدمی حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں بینک کے چاروں طرف اور مختلف دروازوں پر نات تھے مگر وہ سب کے سب بینکوں کے گارڈز کی وردیوں میں تھے۔

کسی بہت بڑے کاروباری اجلاس کی سی صورت میں کانفرنس کی کارروائی شروع ئی۔ ڈون نے متاثر کن انداز میں اپنا موقف پیش کیا جس کا لب لباب یہ تھا کہ اگر اس نشیات کے کاروبار میں شریک ہونا مناسب نہیں سمجھا تھا اور سولوزو کی پیشکش کے جواب ں انکار کر دیا تھا تو اس میں کیا بری بات تھی کہ اس نے ٹیگ فیملی کی پشت پناہی سے اس پر تلانہ حملہ کرا دیا؟

ٹیگ فیملی اور دیگر چار فیملیز نے بھی اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف

کیا۔ بیشتر ڈون متفق نہیں تھے۔ ان کی تقریروں کا اہم نکتہ یہی تھا کہ فیملیز کو بہر حال ہر کام میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے تھا' ڈون کارلیون نے انکار کر کے کوئی اچھی روایت قائم نہیں کی تھی۔ جس کے جواب میں ڈون کارلیون کو ایک بار پھر تقریر کرنا پڑی اور اس نے مدلل انداز میں کہا کہ اپنے فیصلے دوسروں پر ٹھونسنا بھی کوئی اچھی روایت نہیں۔

کچھ نمائندوں نے ڈون کارلیون سے سفارش کی کہ اسے بہر حال اب اس تجویز پر غور کرنا چاہئے۔ منشیات کا کاروبار بہر حال آنیوالے دنوں کا سب سے بڑا کاروبار تھا اور مافیا اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتی تھی۔ ان باتوں پر سب نے اتفاق کیا کہ غلط فہمیاں دور ہونی چاہئیں۔ خونریزی رکنی چاہئے۔ تمام ڈون اور ان کے مشیر سسلی سے تعلق رکھنے والے تھے اور ان کا اپنا یا ان کی کسی نہ کسی نسل کے' کسی نہ کسی آدمی کا سسلی کی اصلی مافیا سے کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی تعلق رہ چکا تھا۔

کانفرنس کا انعقاد بہر حال مفید ثابت ہوا۔ فیملیز کے درمیان خونریزی رک گئی۔ اس کے بعد ڈون کارلیون کے سامنے مسئلہ مائیکل کو سسلی سے واپس بلانے کا تھا۔ اس اس بات کی زیادہ فکر نہیں تھی کہ کسی فیملی یا سولوزو کا کوئی آدمی اس سے انتقام لینے کی کوشش کرے گا اور یوں اس کی سلامتی کو خطرہ ہوگا۔ ڈون کو اصل خطرہ پولیس سے تھا کہ وہ مائیکل کو کیپٹن کلس اور سولوزو کے قتل کے الزام میں پکڑ لے گی اور پھر اسے سزائے موت یا طویل سزائے قید دلوانا زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔

مائیکل کے بارے میں سوچ بچار اور منصوبہ بندیاں کرتے مزید ایک سال گزر گیا۔ اس دوران کئی تجاویز ڈون کے سامنے پیش کی گئیں لیکن اسے ان میں سے کوئی بھی پسند نہ آئی۔

آخر کار اس مسئلے کا حل بھی نیو یارک کی فیملیز میں سے ایک کی طرف سے آیا۔ یہ تجویز ڈون کے دل کو لگی۔ قصہ یہ تھا کہ ایک فیملی سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان کو ایک ناکردہ جرم میں پکڑ لیا گیا۔ پولیس کی تحویل میں اس کے ساتھ بہت سختی اور بے انصافی ہوئی۔

اسے اس بات پر بہت غصہ تھا۔ کچھ عرصے کی سزا کاٹ کر وہ جیل سے باہر آیا تو اس نے نہایت سکون سے' کئی گواہوں کی موجودگی میں ان دونوں پولیس والوں کو گولی ماردی جنہوں نے اس کے ساتھ زیادتیاں کی تھیں۔

اب وہ اس جرم میں دوبارہ جیل میں تھا اور آثار بتا رہے تھے کہ اسے سزائے موت ہو جائے گی۔ تجویز یہ پیش کی گئی تھی کہ وہ نوجوان کیپٹن کلس اور سولوزو کا قاتل ہونے کا بھی اعتراف کر لے۔ اسے مرنا تو تھا ہی......... وہ یہ دونوں قتل اپنے کھاتے میں ڈال کر بھی مر سکتا تھا۔ مطالبہ یہ کیا گیا تھا کہ ڈون اس نوجوان کے اہل خانہ کو ایک بڑی رقم یکمشت دیدے اور اس کے بعد کم از کم بیس سال کے لئے ان کا ایک مخصوص رقم کا وظیفہ باندھ دے۔

نوجوان مائیکل کی عمر کا تھا۔ اس کا قد کاٹھ بھی بالکل مائیکل جیسا ہی تھا اور اس کی شخصیت میں بڑی حد تک مائیکل کی شباہت آتی تھی۔ اس واقعے کے چشم دید گواہ اگر پولیس افسر تھے تو وہ بھی شناختی پریڈ کے موقع پر دھوکا کھا سکتے تھے۔

کافی غور و خوض کے بعد یہ تجویز ڈون کو پسند آئی اور اس نے اس کی منظوری دے دی۔ جیل میں اس نوجوان کو کیپٹن کلس اور سولوزو کے قتل کے واقعے کے بارے میں تمام باریکیوں کے ساتھ تفصیلات سمجھائی گئیں تا کہ اس کے اقبالی بیان میں کوئی جھول نہ محسوس ہو۔ جیل میں جو وکیل اس سے ملاقات کے لئے جاتا تھا' اس کے ذریعے تمام تفصیلات اس طرح اس کے ذہن نشین کرائی گئیں کہ وہ محسوس کرنے لگا' واقعی ان دونوں افراد کو بھی اسی نے قتل کیا تھا۔

اس کے اقبالی بیان نے اخبارات میں ہلچل مچادی۔ پولیس اور عدالت نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اسے مجموعی طور پر چار افراد کے قتل میں سزائے موت سنادی گئی۔ اس کے باوجود ڈون نے فوری طور پر مائیکل کو واپسی کا پیغام نہیں بھجوایا۔ وہ بہت احتیاط پسند آدمی تھا۔ اس نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک نوجوان کی سزائے موت پر عملدرآمد نہیں ہو

گیا۔

مائیکل جس بحری جہاز کے ذریعے ایک ماہی گیر کی حیثیت سے سسلی پہنچا تھا اس نے اسے پالرمو کی بندرگاہ پر اتارا تھا۔ وہاں سے اسے جزیرے کے مرکز کی طرف لے جایا گیا تھا جہاں مافیا کی متوازی حکومت قائم تھی۔ وہاں کی مقامی مافیا کا چیف ڈون کارلیون کا کسی وجہ سے احسان مند تھا۔ اسی علاقے میں کارلیون نام کا وہ گاؤں بھی تھا جس کی یاد میں مائیکل کے باپ نے اپنا اصل نام چھوڑ کر کارلیون رکھ لیا تھا۔

اب وہاں ڈون کارلیون کا کوئی دور پار کا عزیز رشتے دار بھی نہیں تھا۔ عورتیں بڑھاپے اور بیماریوں کی وجہ سے مر گئی تھیں۔ مرد لڑائی جھگڑوں اور انتقام در انتقام کی نذر ہو گئے تھے یا پھر امریکا' برازیل وغیرہ کی طرف نکل گئے تھے۔ مائیکل یہ جان کر حیران رہ گیا تھا کہ اس غربت زدہ گاؤں میں آبادی کی مناسبت سے قتل کی وارداتوں کی شرح دنیا میں زیادہ تھی۔

مائیکل کو مقامی مافیا چیف کے ایک عمر رسیدہ انکل کے گھر میں اس کے ساتھ ٹھہرایا گیا تھا۔ اس بوڑھے کا نام ٹازا تھا اور وہ اس علاقے کا اکلوتا ڈاکٹر بھی تھا۔ مافیا کے مقامی چیف کا نام ٹوما تھا۔ وہ پچپن سے اوپر کا تھا جبکہ اس کا انکل ڈاکٹر ٹازا ستر سے اوپر کا تھا۔

مافیا کے مقامی چیف یعنی ڈون ٹوما کا سب سے بڑا کام ایک امیر خاندان کی طویل و عریض جاگیر اور زمینوں کو غریبوں کی دست برد اور قبضے سے بچانا تھا۔ سسلی کے قانون کے مطابق غیر آباد پڑی ہوئی کسی بھی زمین کو کوئی بھی شخص کاشتکاری کی غرض سے خرید سکتا تھا...... لیکن اس امیر خاندان کی جو زمین غیر آباد پڑی ہوئی تھی' اس کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس کے علاوہ ڈون ٹوما میٹھے پانی کے مقامی کنوؤں کا بھی مالک تھا۔ پانی' ظاہر ہے زندگی کے لئے ناگزیر تھا اور اس پر ڈون کی اجارہ داری تھی۔ یہ اس کی بہت بڑی تجارت تھی اور اس پر اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے اس نے علاقے میں ڈیم بنانے کی رومن

حکومت کی کوششیں بھی ناکام بنادی تھیں۔

تاہم ڈون ٹوما بھی اس اعتبار سے پرانے مکتب فکر کا مافیا چیف تھا کہ وہ منشیات کی تجارت یا عورتوں کے دھندے میں ہاتھ نہیں ڈالتا تھا جبکہ پالرمو یا اس طرح کے دوسرے بڑے شہروں میں جو نوجوان مافیا شخصیتیں ابھر رہی تھیں' وہ کسی بھی دھندے کو شجر ممنوعہ نہیں سمجھتی تھیں۔ ان کا فلسفہ یہ تھا کہ بس دولت آنی چاہئے تھی' خواہ وہ کسی بھی ذریعے سے آئے۔

ڈون کا مہمان ہونے کی حیثیت سے مائیکل کو کسی بھی معاملے میں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن اس نے اپنی اصلیت کو پوشیدہ رکھنے اور اپنی شناخت ظاہر نہ کرنے میں ہی مصلحت سمجھی تھی۔ اسے ہدایات بھی کچھ اسی قسم کی ملی تھیں۔ زیادہ تر وہ اپنے آپ کو ڈاکٹر ٹازا کی جائیداد کی حدود میں ہی رکھتا تھا۔

ڈاکٹر ٹازا کے بال برف کی طرح سفید...... لیکن صحت عمدہ تھی۔ اس کا قد بھی سسلی کے عام باشندوں سے اونچا...... یعنی تقریباً چھ فٹ تھا۔ عمر ستر سال سے زیادہ ہونے کے باوجود اس نے جوانی کے مشاغل ترک نہیں کئے تھے۔ ہر ہفتے وہ بڑی باقاعدگی سے جوان اور حسین پیشہ ور خواتین کو خراج تحسین پیش کرنے پالرمو جاتا تھا۔

اس کا دوسرا محبوب مشغلہ مطالعہ تھا۔ اسے صرف اپنے پیشے سے متعلق...... یعنی میڈیکل کی کتابیں پڑھنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ باقی وہ دنیا کی ہر چیز بڑی دلچسپی سے پڑھتا تھا اور بڑے گنجلک موضوعات پر اپنے اردگرد کے لوگوں سے تبادلہ خیال کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن اس کے اردگرد چونکہ صرف سادہ لوح' ان پڑھ اور کھیتی باڑی کرنے والے لوگ پائے جاتے تھے اس لئے وہ بیچارے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ پیٹھ پیچھے وہ یہی کہتے تھے کہ سنکی بڑھا نہ جانے کہاں کہاں کی ہانکتا رہتا ہے۔

مائیکل کی صورت میں ڈاکٹر ٹازا کو ایک بہتر سامع مل گیا تھا۔ کبھی کبھی ڈون ٹوما بھی

آ جاتا تو وہ تینوں شام کو بڑے سے باغ میں بیٹھ کر دیر تک باتیں کرتے۔ باغ میں پھلوں سے لدے درختوں کے علاوہ ماربل کے بہت سے مجسمے بھی تھے۔ وہاں ویسے بھی ہر جگہ مجسمے نصب کرنے کا رواج بہت زیادہ تھا۔ باغوں میں تو ایسا لگتا تھا گویا مجسمے درختوں کے ساتھ اگتے ہوں۔

یہاں مختلف پھلوں اور پھولوں کی خوشبو پھیلی رہتی اور مدھم ہوا کے جھونکے حواس میں فرحت کا احساس اور بڑھا دیتے۔ ایسے میں ڈون مقامی مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے ماضی میں کھو جاتا اور مائیکل کو وہاں کی تاریخ' کلچر اور مافیا کے پس منظر وغیرہ کے بارے میں بتاتا۔

مافیا کا اصل مطلب ''پناہ گاہ'' تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ اس گروہ کا نام بن گیا جو ان حاکموں کے خلاف جدوجہد کرنے لگا تھا جنہوں نے ہمیشہ غریبوں کا خون چوسا تھا' انہیں کچلا تھا اور ان کی محنت پر خود عیش کرتے رہے تھے۔ سسلی میں یہ عمل دنیا کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں زیادہ طویل عرصے سے جاری چلا آ رہا تھا۔ پولیس حاکموں کی آلہ کار رہی تھی جس کی مدد سے وہ ان پڑھ اور غریب عوام کو کچلتے تھے اور ان پر اپنا جابرانہ تسلط برقرار رکھتے تھے۔ اس لئے ان طبقات میں پولیس نفرت کا نشانہ تھی۔ انہیں آپس میں کسی کو گالی دینا ہوتی تھی تو وہ اسے پولیس والا کہتے تھے۔

مافیا روز بہ روز طاقتور اور منظم ہوتی گئی۔ لوگ اپنے اوپر ہونے والی زیادتیوں اور مظالم کے سلسلے میں ان کے پاس فریادیں لے کر جانے لگے جو ان سے راز داری کا عہد لیتی تھی۔ مظلوم اور پسے ہوئے افراد راز داری کے اتنے عادی ہو گئے کہ اگر کوئی اجنبی ان سے کہیں کا راستہ پوچھتا تو وہ اسے بھی کوئی جواب نہ دیتے۔ ان کا کوئی آدمی قتل ہو جاتا اور انہوں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا' تب بھی وہ قاتل کا نام نہ لیتے۔ کسی کی بیٹی کی عزت لٹ جاتی اور وہ مجرم سے واقف ہوتا تب بھی اس کا نام زبان پر نہ لاتا۔

مافیا بنی تو ظالموں' جابروں' حاکموں اور دولت مندوں کے خلاف خفیہ اور مسلح

جدوجہد کے لیے تھی .... لیکن رفتہ رفتہ خود غریب' مظلوم اور فریادی طبقات بھی اس کی کارروائیوں کی زد میں آنے لگے۔ ان کے مسائل میں اضافہ کرنے والا گویا ایک اور طبقہ پیدا ہو گیا۔ پھر لوگ ان کی آپس کی چپقلشوں کی زد میں بھی آتے تھے۔

رفتہ رفتہ مافیا کا ''رابن ہڈ'' والا کردار ختم ہو گیا اور وہ خود استحصالی طبقوں کی ساتھی بن گئی۔ حاکموں' دولت مندوں اور لٹیروں نے انہیں اپنا شریک کار اور محافظ بنا لیا۔ دولت جمع کرنے اور لوٹ مار سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کے لئے گویا دونوں کا گٹھ جوڑ ہو گیا۔ جن طبقات کے خلاف جدوجہد کے لئے مافیا بنی تھی' درحقیقت وہ انہی کہ آلہ کار بن گئی۔ غریب' مظلوم اور فریادی بے چارے بدستور نقصان میں ہی رہے۔ مافیا درحقیقت انہی کی طرف تھی جو انہیں بھتے .... یا کسی اور شکل میں خراج ادا کر سکتے تھے۔ خالی ہاتھ والے خالی ہاتھ ہی رہے۔

مائیکل کا ٹوٹا ہوا جبڑا صحیح طور پر جڑ نہیں سکا تھا اور اسے اسی حالت میں فرار ہونا پڑا تھا' اس لئے نتیجے میں اس کا منہ مستقل طور پر ٹیڑھا ہو گیا تھا اور کبھی کبھار اس کے جبڑے میں درد بھی اٹھتا تھا جس کے لئے ڈاکٹر ٹازا اسے کچھ درد کش گولیاں دے دیتا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے پالرمو لے جا کر باقاعدہ سرجری کرا کے جبڑا ٹھیک کرانے کی پیشکش کی لیکن جب مائیکل نے اس کا تفصیل طریقہ کار سنا تو اس نے اتنی زحمت اور تکلیف اٹھانے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر ٹازا نے خود اس کا تفصیلی علاج کرنے کی پیشکش کی لیکن مائیکل اسے بھی ٹالتا رہا کیونکہ اسے پتا چلا تھا ڈاکٹر ٹازا نے باقاعدہ پڑھ لکھ کر محنت کر کے ڈگری نہیں لی تھی بلکہ اسے مافیا نے ڈاکٹر بنوایا تھا۔ مافیا جسے جو ڈگری چاہتی' دلوا سکتی تھی اور جس کو جس پیشے میں چاہتی' داخل کروا سکتی تھی۔ مائیکل کے یہ سوچ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے کہ جس سوسائٹی میں یہ سب کچھ ہو رہا تھا' اس کا انجام کیا ہو سکتا تھا؟ یہ ایک کینسر تھا جو جس سوسائٹی' جس معاشرے میں بھی پھیلتا رفتہ رفتہ اسے کھا جاتا۔ سسلی اس کی ایک مثال تھا جو اب بدروحوں کا مسکن معلوم ہوتا تھا۔ اس کے زیادہ تر لوگ روزی کی تلاش میں ...... یا پھر

قتل ہونے سے بچنے کے لئے دوسرے ملکوں کی طرف نکل گئے تھے۔

مائیکل کے پاس سوچ بچار کرنے کے لئے بہت وقت ہوتا تھا۔ دن میں وہ دیہات میں لمبی چہل قدمی کے لئے نکل جاتا۔ دو چرواہے مقامی بندوقیں لئے اس کے ساتھ ہوتے۔ یہ چرواہے درحقیقت کرائے کے قاتل تھے اور مائیکل کی حفاظت کے لئے ڈون کی طرف سے تعینات کئے گئے تھے۔

مائیکل آوارہ گردی کے لئے نکلتا تو علاقے کی خوبصورتی دیکھ کر حیران رہ جاتا اور سوچتا کہ ان لوگوں کو کیسی بدنصیبی نے گھیرا ہوگا جو اتنی خوبصورت جگہوں اور فطری حسن سے مالا مال نظاروں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ کبھی کبھی مائیکل یونہی گھومتا پھرتا اپنے آبائی گاؤں کارلیون تک چلا جاتا جس کی آبادی تقریباً اٹھارہ ہزار تھی۔ اٹھارہ ہزار کی اس آبادی میں گزشتہ ایک سال کے دوران ساٹھ افراد قتل ہوئے تھے۔ اس گاؤں پر ہر وقت موت کے مہیب سائے منڈلاتے محسوس ہوتے تھے۔

ملینی نے سسلی کو مافیا سے پاک کرنے کے لئے جس شخص کو پولیس چیف بنا کر بھیجا تھا اس نے پورے جزیرے میں تین فٹ سے اونچی بیرونی دیوار تعمیر کرنا ممنوع قرار دیا تھا اور جو دیواریں اس سے زیادہ اونچی تھیں' ان کا فاضل حصہ تڑوا دیا تھا تا کہ مافیا کے لوگ قتل و غارت اور گھات لگانے کے لئے انہیں استعمال نہ کر سکیں۔ اس تدبیر کا بھی کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تھا۔

آخر کار اس نے ہر اس شخص کو گرفتار کر کے قید خانوں میں ڈلوا دیا تھا جس پر مافیا کا آدمی ہونے کا شبہ ہوتا تھا لیکن دوسری عالمگیر جنگ کے بعد جب اتحادی فوجوں نے سسلی کے جزیرے پر قبضہ کیا یا اپنے الفاظ میں جزیرے کو ''آزاد'' کرایا تو عارضی طور پر وہاں امریکی فوج نے حکومت قائم کی۔ امریکی فوجیوں کی نظر میں ہر وہ آدمی جمہوریت پسند تھا جسے ''فاشسٹ'' حکومت نے جیل میں ڈالا ہوا تھا چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو جیلوں سے نکال کر مختلف عہدوں پر فائز کر دیا۔ یوں مافیا کے بہت سے لوگ گاؤں دیہات کے میئر اور

فوجی حکمرانوں کے ترجمان بن گئے۔ اس طرح مافیا کو دوبارہ پہلے سے زیادہ طاقتور ہونے کا موقع مل گیا۔

مائیکل کو اطالوی زبان کی پہلے سے ہی کچھ شد بد تھی۔ سسلی میں سات ماہ کے قیام کے دوران وہ اس زبان سے مزید آشنا ہو گیا تھا تاہم اسے مقامیوں کی طرح زبان پر عبور حاصل نہیں تھا۔ اس کے باوجود اسے مقامی سمجھا جا سکتا تھا کیونکہ بہت سے ایسے اطالوی بھی تھے جنہوں نے دوسرے ملکوں میں پرورش پائی تھی اور وہ اپنی زبان صحیح طور پر نہیں بول پاتے تھے۔

اس کے علاوہ مائیکل کو اس کے ٹیڑھے جبڑے کی وجہ سے بھی مقامی سمجھا جا سکتا تھا کیونکہ مقامیوں میں اس قسم کے جسمانی نقائص عام تھے جنہیں معمولی سرجری یا پھر بہت اچھے علاج کے ذریعے درست کیا جا سکتا تھا لیکن مقامی لوگوں کو یہ سہولتیں میسر نہیں تھیں۔

مائیکل کو کبھی کبھی 'کے' بھی یاد آتی تھی اور یہ سوچ کر اس کے دل میں درد کی لہر سی ابھرتی تھی اور وہ اپنے ضمیر پر بوجھ سا محسوس کرتا تھا کہ وہ آتے وقت اسے خدا حافظ بھی نہیں کہہ سکا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زندگی میں اگر آئندہ کبھی اس سے ملاقات ہوئی تب بھی پرانا رشتہ بحال نہیں ہو سکے گا۔

ڈون ٹوما سے بھی اب اس کی ملاقات کم ہی ہوتی تھی۔ ڈون نے ڈاکٹر ٹازا کے ولا پر آنا کم کر دیا تھا۔ وہ اپنے کچھ مسائل میں الجھا ہوا تھا۔ پالرمو میں جنگ کی تباہ کاریاں ختم ہونے کے بعد تعمیر نو کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ پیسہ گردش میں آ چکا تھا۔ معاش اور روزگار کے ذرائع پیدا ہو رہے تھے۔ ایسے میں مافیا کی نئی نسل نے اندھیر مچانا شروع کر دیا تھا۔ ان لوگوں کی نظر میں ڈون ٹوما جیسے لوگ پرانی اور مضحکہ خیز نسل کے نمائندے تھے۔ وہ ان کا صرف مذاق ہی نہیں اڑاتے تھے بلکہ انہیں زک پہنچانے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ ڈون ٹوما کچھ اسی قسم کے مسائل میں الجھا ہوا تھا۔

ایک روز مائیکل نے فیصلہ کیا کہ وہ آوارہ گردی کرتا ہوا کارلیون سے بھی آگے

پہاڑوں تک جائے گا۔ حسب معمول دونوں چرواہے بندوقیں لئے بطور باڈی گارڈ اس کے ہمراہ تھے۔ یہ باڈی گارڈ اس کے ساتھ اس لئے نتھی نہیں کئے گئے تھے کہ یہاں اسے کارلیون فیملی کے دشمنوں سے کوئی خطرہ تھا........ بلکہ یہاں ویسے ہی کسی اجنبی کا یہاں اور ادھر ادھر آوارہ گردی کرتے پھرنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ علاقہ جرائم پیشہ لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہر قسم کی وارداتیں عام تھیں۔ راہ چلتے لوگ بھی ان کی لپیٹ میں آجاتے تھے۔

مائیکل اکیلا ادھر ادھر پھرتا تو اسے ایک خاص قبیل کا چور بھی سمجھا جاسکتا تھا جو کھلیان نما جھونپڑیوں میں چوری کرتے تھے۔ دراصل یہاں زمینوں پر کام کرنے والے کارندے وہیں قیام نہیں کرتے تھے۔ ان کے گھر تو اپنی بستیوں میں ہی ہوتے تھے جو عام طور پر زرعی زمینوں سے دور ہوتی تھیں۔ چنانچہ وہ اپنے کاشتکاری کے اوزار یا ہاتھ سے چلنے والی چھوٹی موٹی مشینیں وغیرہ کھیتوں کے قریب ہی چھوڑ جاتے تھے تاکہ روز اٹھا کر نہ لانی پڑیں۔ ان میں سے بعض چیزیں خاصی بھاری ہوتی تھیں۔ یہ چیزیں قدرے حفاظت سے رکھنے کے لئے انہوں نے فارمز، کھیتوں اور باغات کے قریب کھلیان نما جھونپڑیاں بنائی ہوئی تھیں۔

چور انہیں بھی نہیں بخشتے تھے۔ ان میں سے یہ چیزیں چرا کر لے جاتے تھے۔ کاشت کاروں اور زرعی کارندوں نے بھی آخر اس مسئلے کے تدارک کے لئے مافیا ہی کی خدمات حاصل کیں۔ مافیا کے لوگوں نے جن چوروں کو پکڑا، انہیں موقع پر ہی مار ڈالا۔ کئی افراد محض شک کی بناء پر ہی مارے جاچکے تھے...... لہٰذا کسی کا محض اس شک کی زد میں آنا بھی موت کے پیغام سے کم نہیں تھا۔

مائیکل کے دونوں محافظوں میں سے ایک تو بالکل ان پڑھ اور کوڑھ مغز تھا۔ وہ بولتا بھی بہت کم تھا اور اس کا چہرہ ہمیشہ جذبات سے عاری رہتا تھا۔ اس کا نام کیلو تھا۔ دوسرا البتہ معمولی پڑھا لکھا تھا اور اس نے تھوڑی بہت دنیا بھی دیکھی تھی کیونکہ وہ اطالوی نیوی میں ملاح رہ چکا تھا۔ اس کے پیٹ پر ایک ٹیٹو بنا ہوا تھا جو اس علاقے میں ذرا غیر معمولی بات تھی۔ وہ اپنے اس ٹیٹو کی وجہ سے آس پاس مشہور تھا۔ اس کا نام فیب تھا۔

وہ پھولوں اور پھلوں سے لدے باغات اور خوبصورت نظاروں کے درمیان پگڈنڈیوں پر چلے جارہے تھے۔ کبھی کبھی گدھا گاڑیاں ان کے قریب سے گزرتی تھیں۔ مائیکل نے دیکھا تھا کہ یہاں گدھا گاڑیوں پر رنگ برنگا پینٹ کرنے اور طرح طرح کی تصویریں بنانے کا رواج تھا۔ وہ گردوپیش کی ہر چیز سے محظوظ ہوتا جارہا تھا حالانکہ اس کا جبڑا تکلیف دے رہا تھا اور اس کے دباؤ کی وجہ سے اس کی دائمی نزلے کی تکلیف بھی بڑھ گئی تھی۔

پندرہ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد آخر وہ تھک گئے اور مالٹے کے درختوں کے ایک جھنڈ میں چشمے کے قریب کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ کھانے پینے کی کچھ چیزیں وہ ساتھ لائے تھے۔ کھانے کے بعد ان پر سستی چھانے لگی۔ وہ ستانے کے لئے وہیں لیٹ گئے۔ فیب نے تو اپنے ٹیٹو کی نمائش کرنے کے لئے قمیض کے سارے بٹن کھول دیئے۔

وہیں پس منظر میں رومن طرز تعمیر کا ایک ولا بھی نظر آرہا تھا جو کسی چھوٹے سے قلعے سے کم نہیں تھا۔ اس قلعے سے گاؤں کی لڑکیوں کی ایک ٹولی بڑی عمر کی دو عورتوں کی قیادت میں نکلی۔ وہ عورتیں ڈھیلے ڈھالے سیاہ لبادوں میں تھیں۔ لڑکیاں شاید اس مکان کی صفائی ستھرائی اور دیگر کاموں کے لئے آئی تھیں۔ غالباً وہ مکان کسی امیر آدمی کی ملکیت تھا جو اپنی فیملی کے ساتھ سردیوں میں آکر وہاں قیام کرتا تھا۔

لڑکیاں کام سے فارغ ہونے کے بعد چہلیں کرتی اور ایک خاص قسم کے پھول جمع کرتی چلی آرہی تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی پھول جمع کرتی بے خیالی میں ان کے عین قریب چلی آئی۔ وہ سب ہی لڑکیاں نوخیز تھیں۔ کسی کی بھی عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ جو لڑکی اکیلی بے خبری میں ان کی طرف چلی آرہی تھی اس کے ایک ہاتھ میں سیاہ انگوروں کا خوشہ اور دوسرے ہاتھ میں پھول تھے۔

مائیکل ایک درخت کے سہارے نیم دراز، مبہوت سا اسے دیکھے جارہا تھا۔ ایسا حسن اس نے اس قدر سادگی اور معصومیت کے ساتھ یکجا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی کے بال سیاہ

گھنگریالے، آنکھیں غزالی اور رنگت چاندنی جیسی تھی۔ مائیکل کے باڈی گارڈ اسے یوں محویت سے لڑکی کی طرف تکتے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ ان کے خیال میں مائیکل کے ہوش و حواس پر بجلی گر گئی تھی۔ جب پہلی بار......... اور محض ایک نظر کسی لڑکی کو دیکھ کر کسی مرد کی یہ حالت ہوتی تھی، تو وہاں اس کے لئے یہی اصطلاح استعمال ہوتی تھی کہ اس کے ہوش و حواس پر بجلی گر پڑی۔

عین قریب آ کر لڑکی کی نظر ان لوگوں پر پڑی اور اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ انگوروں کا خوشہ اور پھول اس کے ہاتھوں سے گر گئے۔ پھر وہ پلٹ کر کسی خوفزدہ ہرنی کی طرح بھاگ گئی۔ کیلو اور فیب دھیرے دھیرے ہنس رہے تھے جبکہ مائیکل دم بخود بیٹھا تھا۔ وہ اب بھی لڑکی کو ایک ٹک عقب سے دیکھ رہا تھا۔ دوڑتے وقت اس کے اعضا کا لہراؤ واقعی اس کے ہوش گم کئے دے رہا تھا۔ اس کا دل گویا اس کی کنپٹیوں میں آ کر دھڑک رہا تھا۔ دونوں باڈی گارڈ اس کی حالت پر اب باقاعدہ زور زور سے ہنس رہے تھے۔

لڑکی دوسری لڑکیوں اور بڑی عمر کی عورتوں کے پاس پہنچ چکی تھی اور پلٹ کر ہاتھ کے اشاروں سے گھبرائے ہوئے سے انداز میں انہیں درختوں کے جھنڈ میں مردوں کی موجودگی کے بارے میں بتا رہی تھی۔ مائیکل اتنی دور سے بھی اس کے حسن بلاخیز کی کشش محسوس کر سکتا تھا۔ بڑی عمر کی عورتوں نے غالباً ڈانٹنے کے انداز میں اس سے کچھ کہا پھر وہ سب کی سب آگے چل دیں۔

''بھئی تمہارے ہوش و حواس پر تو واقعی بجلی گر پڑی.........'' فیب بے تکلفی سے بولا۔ ''لیکن یہ اتفاق کسی کسی کے ساتھ پیش آتا ہے......... اور اسے خوش قسمت سمجھا جاتا ہے۔''

مائیکل نے مقامی شراب کی بوتل سے ایک گھونٹ لیا۔ اس کا سر گھوم رہا تھا۔ اپنی کیفیت پر وہ خود بھی حیران تھا۔ زندگی میں پہلی بار اس کی یہ حالت ہوئی تھی۔ اس کیفیت سے اس کا واسطہ کبھی لڑکپن میں بھی نہیں پڑا تھا۔ 'کے' سے پہلی بار تعلق استوار ہوتے وقت

اس نے ایسا کچھ محسوس نہیں کیا تھا۔

اس لڑکی کا بیضوی چہرہ اس کے ذہن پر نقش ہو کر رہ گیا تھا اور وہ گویا سراپا طلب بن ا تھا۔ اس کا رواں رواں گویا پکار رہا تھا کہ اگر وہ لڑکی اسے نہ ملی تو وہ ایک عجیب محرومی کی ت سے تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔ اس لڑکی کو اس نے پہلی بار دیکھا تھا اور چند لمحوں کے نظارے نے 'کے' کے تصور کو بھی گویا اس کے ذہن کے نہاں خانوں سے نکال باہر کیا

''کیا وہ اجڈ چرواہے صحیح کہہ رہے تھے؟ کیا واقعی اس کے ہوش و حواس پر بجلی گر پڑی ؟ وہ سوچ رہا تھا۔

فیب بولا۔ ''ہم گاؤں چلتے ہیں......... ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے......... ری حالت کا علاج اب یہی ہے کہ وہ لڑکی تمہیں مل جائے......... اور کچھ بعید نہیں کہ سانی سے ''دستیاب'' ہو جائے......... ہم خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہے .... کیا خیال ہے کیلو؟''

کیلو نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔ مائیکل کچھ نہ بولا اور ان دونوں کے ساتھ اس ں کی طرف چل دیا جہاں پہنچ کر وہ لڑکیاں ان کی نظر سے اوجھل ہو گئی تھیں۔

گاؤں بیشتر دیہات جیسا ہی تھا۔ ہم وہ ایک قدرے بڑی سڑک کے قریب واقع تھا لئے اس کی حالت کچھ بہتر نظر آ رہی تھی۔ گاؤں کے وسط میں ایک فوارہ تھا......... جو یہاں کے دیہات کی روایت تھی۔ چند دکانیں تھیں۔ وائن شاپ تھی......... اور ان ے پہلے ایک کیفے تھا جس کے برآمدے میں تین میزیں لگی ہوئی تھیں۔

وہ ایک میز پر جا کر بیٹھ گئے۔ گاؤں کچھ ویران سا لگ رہا تھا۔ کیفے کا مالک خود انہیں نے آیا اور خوش خلقی سے بولا۔ ''تم لوگ یہاں اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ میرے ہاں کی پلا کر دیکھو۔ یہاں کے بہترین انگوروں اور مالٹوں سے میرے اپنے بیٹے تیار کرتے یہ اٹلی کی بہترین وائن ہے۔'' انہوں نے آمادگی ظاہر کر دی اور کیفے کا مالک وائن سے

بھرا ہوا ایک جگ لے کر آ گیا۔ وہ گٹھے ہوئے جسم کا ایک پستہ قد‘ ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس
وائن واقعی اچھی تھی۔ انہوں نے چند گھونٹ بھرنے کے بعد اس کی تعریف کی۔

پھر فیب اس سے مخاطب ہوا۔ ”مجھے یقین ہے تم یہاں کی سب لڑکیوں کو جا
گی کچھ دیر پہلے ہم نے چند حسیناؤں کو ادھر آتے دیکھا تھا۔ خاص طور پر ان میں سے ا
دیکھ کر تو ہمارے دوست کے ہوش وحواس پر بجلی گر پڑی ہے........“ اس نے مائ
طرف اشارہ کیا۔

کیفے کے مالک نے دلچسپی سے مائیکل کی طرف دیکھا۔ مائیکل جلدی سے ب
”اس لڑکی کے بال سیاہ‘ ریشمی اور گھنگھریالے ہیں۔ آنکھیں بھی بڑی بڑی اور سیاہ ہیں
اس کی رنگت........ چاندنی جیسی ہے........ مگر اس میں گلابوں کی جھلک
ہے........ کیا گاؤں میں کوئی ایسی لڑکی موجود ہے؟ کیا تم اسے جانتے ہو؟“

”نہیں........ میں ایسی کسی لڑکی کو نہیں جانتا۔“ کیفے کے مالک نے رکھائی
کہا اور اندر چلا گیا۔

انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے دھیرے دھیرے جگ ختم کیا پھر مزید وائن منگوانے
لئے اس شخص کو پکارا مگر وہ باہر نہیں آیا۔ تب فیب اٹھ کر اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ وا
آیا تو اس کے چہرے پر تناؤ کے آثار تھے۔

وہ دبی دبی سی آواز میں مائیکل سے مخاطب ہوا۔ ”ہم اس سے جس لڑکی کے با
میں پوچھ رہے تھے‘ وہ اس کی اپنی بیٹی ہے۔ وہ اندر غصے سے بھرا بیٹھا ہے اور اپنے د
بیٹوں کا انتظار کر رہا ہے۔ شاید اس کا ارادہ ہے کہ اس کے بیٹے آ جائیں تو وہ تینوں
ہماری خبر لینے کی کوشش کریں۔ میرا خیال ہے ہمیں اب کارلیون کی طرف روانہ
چاہئے۔“

مائیکل نے سرد سی نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ اس کے تاثرات بدل
تھے۔ ان دونوں باڈی گارڈز کو وہ اب تک ایک نرم خو اور عام سا نوجوان دکھائی دیا تھا

یک ہی وہ گویا ایک بدلا ہوا انسان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی شخصیت سے کچھ ایسا
م سا جھلکنے لگا تھا جسے محسوس کر کے دوسرے اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو سکتے تھے۔
باڈی گارڈ یک دم اس کے سامنے مرعوب سے نظر آنے لگے۔ مائیکل کا وہاں سے
اور روانہ ہونے کا کوئی ارادہ نظر نہیں آتا تھا۔

اس کے بجائے اس نے انہیں حکم دیا۔ ”اسے ذرا باہر بلا کر لاؤ........“

دونوں باڈی گارڈ اپنی بندوقیں سنبھال کر سعادت مندی سے اندر گئے اور چند لمحے
یفے کے مالک کو ساتھ لئے باہر آ گئے۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔
ان سے خوفزدہ ہرگز نہیں تھا بلکہ اب بھی غصے میں ہی نظر آ رہا تھا۔

مائیکل نے کرسی سے ٹیک لگا کر ایک لمحے خاموشی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں
ر دیکھا۔ پھر پُرسکون لہجے میں کہا۔ ”مجھے اندازہ ہے کہ میں نے تمہاری بیٹی کے بارے
اس طرح بات کر کے تمہارے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس کے لئے میں تم سے
ت خواہ ہوں۔ میں اس علاقے میں اجنبی ہوں۔ یہاں کے رسم و رواج سے ناواقف
.... لیکن یقین کرو........ میں نے جو کچھ کہا اس سے تمہاری یا تمہاری بیٹی کی
رنا ہرگز میرا مقصد نہیں تھا........ اور نہ ہی میں نے تمہاری بیٹی کو کوئی ایسی ویسی لڑکی
ر اس کے بارے میں بات کی تھی۔“

اس کے انداز خطابت سے دونوں باڈی گارڈ متاثر نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے اس
پہلے مائیکل کو اس طرح بات کرتے نہیں سنا تھا۔ اس کے لہجے میں نرمی کے باوجود ایک
تمکم‘ وقار اور دبدبہ تھا۔ اس نے معذرت بھی باوقار انداز میں کی تھی۔

کیفے کے مالک نے کندھے اچکائے اور اس کے چہرے کی سختی میں کچھ کمی آئی۔ تاہم
بولا تو اس کا لہجہ تناؤ زدہ تھا۔

”تم کون ہو اور میری بیٹی سے کیا چاہتے ہو؟“ اس نے پوچھا۔

مائیکل بلا تامل اور بلا ہچکچاہٹ بولا۔ ”میرا نام مائیکل ہے۔ میں امریکی ہوں اور

روپوش ہونے کے لئے سسلی آیا ہوں۔ میرے ملک کی پولیس کو میری تلاش ہے۔ تم چا
میرے بارے میں اسے مطلع کر کے بہت بڑی رقم انعام کے طور پر حاصل کر
ہو...... لیکن اس طرح تمہاری بیٹی کو شوہر بھی نہیں ملے گا اور وہ باپ سے بھی محرو
جائے گی......"

اس نے ایک لمحے توقف کیا پھر بولا۔ "میں تمہاری اجازت سے اور تمہاری فیم
موجودگی میں نہایت باعزت طریقے سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں ایک باعزت آ
ہوں...... تمہیں اور تمہاری ساری فیملی کو بھی باعزت سمجھ رہا ہوں۔ میں تمہاری بیٹی
مل کر باعزت انداز میں ہی اس سے شادی کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ اگر بات بن
ہے...... وہ مان جاتی ہے...... مجھے قبول کر لیتی ہے تو ہم شادی کر لیں گے اگ
انکار کر دیتی ہے تو آئندہ تم کبھی میری شکل نہیں دیکھو گے۔ مناسب وقت آنے پر میں تم
وہ سب کچھ بتادوں گا جو ایک سسر کو اپنے داماد کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے۔"

تینوں آدمی دم بخود سے مائیکل کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیفے کے مالک کے چہ
پر غصے کے تاثرات اب اتنے شدید نہیں رہے تھے۔ اب ان میں بے یقینی اور تذبذب ک
آمیزش ہو چکی تھی۔

مائیکل کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ ان الفاظ کا اصل مطلب کیا تھا۔ سسلی میں کوئی
راست کسی سے یہ نہیں پوچھتا تھا۔ "کیا تم مافیا کے آدمی ہو؟"

درحقیقت وہاں مافیا کا نام ہی نہیں لیا جاتا تھا۔ کوئی خواہ مافیا کو پسند کرتا تھا یا اس
نفرت کرتا تھا' ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے مافیا کو 'دوست' ہی کا درجہ دینا پڑتا تھا۔ اس
سوال اس طرح کیا جاتا تھا۔ "کیا تم دوستوں کے دوست ہو؟"

"نہیں......" مائیکل نے جواب دیا۔ "میں نے کہا نا...... کہ میں
اجنبی ہوں۔"

کیفے کے مالک نے اس کا سرتاپا جائزہ لیا۔ وہ گویا اسے نظروں ہی نظروں میں

ہا تھا۔ پھر اس نے دونوں چرواہوں کی طرف دیکھا جو اس وقت باڈی گارڈز کے فرائض
جام دے رہے تھے اور بے خوفی سے بندوقیں سرعام لئے پھر رہے تھے۔ دل ہی دل میں
غالباً اسی نتیجے پر پہنچا ہو گا کہ اس طرح دو باڈی گارڈز کے ساتھ پھرنے والا اور روپوشی کی
رض سے ایک ملک سے بھاگ کر دوسرے ملک آ جانے والا آدمی معمولی اور بے حیثیت تو
یں ہو سکتا تھا۔

تاہم وہ اپنے لہجے میں خفگی کا عنصر برقرار رکھتے ہوئے بولا۔ "اتوار کی سہ پہر کو یہاں
جاؤ۔ میرا نام وٹیلی ہے اور میرا گھر...... وہ...... گاؤں سے ذرا آگے پہاڑی پر
ہے...... لیکن تم یہیں کیفے میں ہی آ جانا۔ میں یہاں سے تمہیں اپنے ساتھ گھر لے
دں گا۔ پھر بیٹھ کر بات کریں گے۔"

فیب نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن مائیکل نے اس کی طرف ایسی نظر سے دیکھا
ہ وہ گویا بولنا بھول گیا۔ کیفے کا مالک غالباً اس بات سے کچھ اور متاثر ہوا۔ غالباً اسی کا نتیجہ
ا کہ جب مائیکل نے مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے نہ صرف مصافحہ
ر لیا بلکہ قدرے خوش خلقی سے مسکرانے بھی لگا۔ شاید اس کا دل اس سے کہہ رہا تھا کہ اس
رح اچانک اس قسم کا رشتہ مل جانا اس کے...... اور اس کی بیٹی کے لئے خوش بختی کا
ث ہو سکتا تھا۔

اس کے بعد آوارہ گردی میں مائیکل کو دلچسپی نہیں رہی۔ انہوں نے کارلیون سے
رائے کی ایک کار لی' جس میں ڈرائیور بھی موجود تھا۔ اس کار کے ذریعے وہ دوپہر کے بعد
س پہنچ گئے۔

اس شام ڈون ٹوما بھی آیا ہوا تھا۔ اسے اور ڈاکٹر ٹازا کو یقیناً باڈی گارڈز کی زبانی
ا کے واقعے کی خبر مل چکی تھی کیونکہ شام کو جب وہ تینوں باغ میں اکٹھے ہوئے تو ڈاکٹر ٹازا
، مائیکل کی طرف دیکھ کر شریر انداز میں مسکراتے ہوئے گویا ڈون کو یاد دلایا۔ "آج تو
نے دوست کے ہوش وحواس پر بجلی گر پڑی ہے۔"

ٹوما مسکرایا اور اس نے مربیانہ انداز میں سر ہلایا۔ مائیکل نے ٹوما سے کہا۔ ”اتوار کو میں ان لوگوں کے گھر شادی کی بات کرنے جا رہا ہوں۔ مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہوگی۔ میں ان لوگوں کے لئے تحائف خریدنا چاہتا ہوں اس کے علاوہ میرے پاس گاڑی بھی ہونی چاہئے۔“

ڈون ٹوما نے کوئی اعتراض نہیں کیا اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”رقم تمہیں صبح مل جائے گی اور گاڑی کے لئے میں فیب سے کہہ دوں گا۔ اسے مشینی چیزوں کی کچھ سمجھ بوجھ ہے۔ وہ تمہارے لئے کوئی سیکنڈ ہینڈ گاڑی خرید لائے گا۔“

پھر ایک لمحے کے توقف سے وہ بولا۔ ”میں اس فیملی کو جانتا ہوں۔ اچھے........ معزز لوگ ہیں۔ گئے گزرے نہیں ہیں۔ لڑکی بھی اچھی ہے........ لیکن ایک بار پھر سوچ لو........ مجھے اپنے باپ کے سامنے شرمندہ نہ کرانا۔“

مائیکل نے اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ ”سوچنے کا ہوش کس کم بخت کو ہے؟“

اتوار سے پہلے فیب مائیکل کے لئے ایک سیکنڈ ہینڈ الفا رومیو گاڑی خرید لایا۔ گاڑی پرانی لیکن عمدہ حالت میں تھی۔ رقم مائیکل کو پہلے ہی مل چکی تھی اور وہ بس کے ذریعے پالرمو جا کر لڑکی اور اس کے گھر والوں کے لئے تحائف خرید لایا تھا۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ لڑکی کا نام لونیا تھا۔ وہ اب ہر رات اسی کے خواب دیکھتا تھا۔

اتوار کو مائیکل گاڑی میں کیفے جا پہنچا۔ کیلو اور فیب پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ کیفے اس روز بند تھا لیکن وٹیلی ان کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ مائیکل نے دونوں باڈی گارڈز کو وہیں رکنے کے لئے کہا اور وٹیلی کے ہمراہ پیدل اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ سفر تو مختصر ہی تھا لیکن اس میں پہاڑی پر چڑھائی بھی شامل تھی۔ عام حالات میں شاید تحائف کے پیکٹ اٹھا کر پہاڑی پر چڑھنا مائیکل کو دشوار محسوس ہوتا لیکن اس وقت پہلی نظر کا عشق گویا اسے اڑائے لئے جا رہا تھا۔

وٹیلی کا گھر دیکھ کر مائیکل کو اندازہ ہوا کہ وہ عام لوگوں کی نسبت ذرا خوشحال تھا۔ اس
دونوں بیٹے بھی گویا خاص طور پر اس کے استقبال کے لئے تیار ہو کر بیٹھے تھے۔ ان کی
زیادہ نہیں تھیں مگر تنومند اور مضبوط ہونے کی وجہ سے وہ اپنی عمر سے کچھ بڑے لگ
تھے۔ وٹیلی کی بیوی بھی چاق و چوبند اور صحت مند عورت تھی لڑکی کہیں نظر نہیں آ رہی

ماں بیٹوں سے مائیکل کا تعارف کرایا گیا لیکن اس نے ایک لفظ بھی نہیں سنا۔ اس
ان لوگوں کے تحائف انہیں دیئے البتہ اس تحفے کا پیکٹ اپنے پاس ہی رکھا جو وہ لڑکی
لئے لے کر آیا تھا۔ اس کے تحائف شکریے کے ساتھ قبول کر لئے گئے لیکن کچھ زیادہ
یا گرم جوشی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ مائیکل کو احساس ہوا کہ شاید اس نے تحائف لانے
بلت دکھائی تھی۔ ابھی تو بات چیت شروع بھی نہیں ہوئی تھی اور وہ تحفے لے آیا تھا۔ نہ
نے لڑکی والوں کا جواب کیا ہو؟

آخر وٹیلی نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ ”یہ مت سمجھنا کہ ہم ہر اجنبی
ں طرح گھر میں بلا کر اس کی خاطر مدارات کر سکتے ہیں اور اس سے تحفے قبول کر سکتے
۔ دراصل ٹوما نے ہمیں تمہارے بارے میں اطمینان دلایا ہے........ اور اس علاقے
دما جیسے آدمی کے الفاظ پر نہ تو کوئی شبہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی سفارش کو نظر انداز کر سکتا
۔ اسی لئے ہم نے تمہیں خوش آمدید کہا ہے........ لیکن اس بات سے تو تم بھی
ں کرو گے کہ اگر ہم اتنا بڑا فیصلہ کرنے جا رہے ہیں........ اور تم اس معاملے میں
سنجیدہ ہو تو ہمیں تمہارے بارے میں کچھ زیادہ معلوم ہونا چاہئے۔ ہمیں یہ تو معلوم ہو
ہے کہ تمہارے خاندان کا تعلق یہیں سے ہے۔ فی الحال ہمارے لئے اتنا ہی جاننا کافی
ہ ڈون ٹوما تمہیں اور تمہارے خاندان کو اپنے دوستوں میں شمار کرتا ہے۔“

”آپ میرے بارے میں جب جو پوچھیں گے میں بتا دوں گا۔“ مائیکل نے کہا۔

اس لمحے اس کی کسی نامعلوم حس نے اسے بتایا کہ لڑکی کہیں آس پاس ہی موجود تھی۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ واقعی کمرے کے اندرونی دروازے پر کھڑی تھی۔ اس نے صرف ایک نظر مائیکل کی طرف دیکھا اور شرمیلے انداز میں سر جھکا لیا۔ اس کی چاندنی جیسی رنگت میں شفق کی لالی شامل ہوگئی۔ اس نے بالوں میں یا لباس پر کوئی پھول نہیں لگایا ہوا تھا لیکن اس کے وجود سے پھولوں کی خوشبو پھوٹتی تھی۔ مائیکل نے یہی خوشبو محسوس کر کے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ لڑکی کا لباس بتا رہا تھا کہ اس نے بھی آج کے دن کے لئے خصوصی اہتمام کیا تھا۔

"آؤ...... آؤ...... یہاں بیٹھو لونیا!" لڑکی کی ماں نے اسے بلایا اور اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ سر جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آئی اور اپنی ماں کے پاس کاؤچ پر بیٹھ گئی۔ ایک بار پھر مائیکل کی سانس اس کے سینے میں اٹکنے لگی اور خون گویا آتش سیال بن کر اس کی کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ اس لمحے اسے یہ احساس بھی ہوا کہ وہ اس لڑکی کو کسی اور کی ہوتے دیکھ ہی نہیں سکتا۔ وہ شاید اس مرد کو قتل کر دے گا جو اسے چھونے کی بھی کوشش کرے گا۔

اسے پا لینے، اپنا بنا لینے اور اپنے قبضے میں کر لینے کی خواہش اس کے دل میں اتنی شدید تھی کہ صبر کرنا اسے ناممکن محسوس ہو رہا تھا۔ کسی بخیل کو سونے کے سکوں کی...... کسی خانہ بدوش کو گھر کی...... اور کتنے ہی دنوں سے صحرا میں بھٹکتے کسی مسافر کو پانی کی...... یا کسی جاں بہ لب مریض کو دوا کی طلب جتنی شدت سے ہو سکتی تھی...... مائیکل کے خیال میں اس کی طلب ان سب سے کہیں زیادہ شدید تھی۔ اس کی کیفیت کو شاید کسی نہ کسی حد تک لڑکی کے گھر والوں نے بھی محسوس کر لیا تھا۔ انہوں نے شاید یہ بھی محسوس کر لیا تھا کہ اس کا تعلق بہرحال کسی بڑے خاندان سے تھا۔ اس کے ٹیڑھے جبڑے کو بھی کسی نے ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا تھا کیونکہ دوسری طرف سے اس کے چہرے کو دیکھ کر اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ جبڑا ٹیڑھا ہونے سے پہلے وہ کتنا وجیہہ رہا ہوگا۔

مائیکل ایک ٹک لڑکی کے بیضوی چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ گویا اس کے یاقوتی ہونٹوں میں گردش کرتے خون کی حرکت بھی صاف دیکھ سکتا تھا۔ وہ مرتعش لہجے میں بولا۔ "میں نے اس روز باغ میں تمہیں دیکھا تھا...... اگر تم اچانک مجھے دیکھ کر ڈر گئی تھیں تو میں معذرت خواہ ہوں......"

لڑکی نے صرف ایک لمحے کے لئے نظر اٹھا کر دیکھا، پھر اسی شرمیلے انداز میں سر جھکا لیا۔ اس کی لمبی لمبی سیاہ پلکیں یوں جھکی ہوئی تھیں جیسے اس کی آنکھیں بند ہوں۔ لڑکی کی ماں بولی۔ "بیٹی! اس سے بات کرو نا...... بیچارہ میلوں کا سفر کر کے ہم لوگوں سے ملنے آیا ہے۔"

لیکن لڑکی نے تب بھی سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی کچھ بولی۔ مائیکل نے سنہرے کاغذ میں لپٹا ہوا اس کے تحفے کا پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔ لڑکی نے پیکٹ لے کر گود میں رکھ لیا لیکن اسے کھولا نہیں...... اور بدستور سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"اسے کھولو نا...... لونیا!" لڑکی کی ماں نے کہا لیکن لونیا نے اب بھی اس کی ہدایت پر عمل نہیں کیا اور اسی طرح شرمیلے انداز میں سر جھکائے بیٹھی رہی۔ آخر ماں نے ہی پیکٹ کھولا اور اس میں سے برآمد ہونے والے مخملیں ڈبے کو دیکھ کر ہی مرعوب نظر آنے لگی۔ ڈبے میں سے سونے کی موٹی سی خوبصورت چین برآمد ہوئی۔ چین صرف قیمتی ہی نہیں...... بلکہ سسلی کی روایت کے مطابق اس قسم کا تحفہ اس بات کا اشارہ بھی تھا کہ تحفہ دینے والا شادی کے معاملے میں نہایت سنجیدہ تھا۔

لڑکی نے ایک بار پھر صرف ایک لمحے کے لئے سر اٹھا کر مائیکل کی طرف دیکھا اور فوراً ہی دوبارہ نظریں جھکاتے ہوئے نہایت دھیمی اور مترنم آواز میں بولی۔ "شکریہ......"

اس کی آواز بھی اس کی شخصیت کی طرح خوبصورت تھی۔ مائیکل کے دل میں نقرئی گھنٹیاں سی بج اٹھیں۔ لونیا کی شخصیت میں ایک عجیب اجلا پن اور اچھوتا پن تھا۔ ایک انوکھی

تازگی اور پاکیزگی تھی۔ یہ چیزیں اس نے امریکا یا کسی اور ملک میں کسی لڑکی میں محسوس نہیں کی تھیں۔

آخر کار وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام اہل خانہ نے اس سے باری باری مصافحہ کیا جن میں لڑکی بھی شامل تھی۔ اس کا نازک مرمریں ہاتھ اس کے ہاتھ میں آیا تو اس کے لمس سے اس کی کنپٹیاں پہلے سے بھی زیادہ سنسنانے لگیں۔ اس نے بمشکل اپنا ہاتھ پیچھے کیا کہ طویل مصافحے کو کہیں اس کی بدتمیزی اور بدتہذیبی نہ سمجھا جائے۔

وہ سب لوگ اسے دروازے تک چھوڑنے آئے۔

لونیا کے والدین نے مائیکل کو آئندہ اتوار کو کھانے پر آنے کی دعوت دی تھی لیکن اس نے محسوس کیا کہ وہ لونیا کو دوبارہ دیکھنے کے لئے ایک ہفتہ انتظار نہیں کر سکتا۔ وہ دوسرے روز ہی لونیا کے والد وٹیلی سے گپ شپ کرنے کے بہانے ان کے کیفے جا پہنچا۔ سینور وٹیلی اس کے ساتھ کیفے کے برآمدے میں بیٹھے کچھ دیر گپ شپ کرتے رہے' پھر انہوں نے ایک ملازم کے ذریعے اپنی بیوی اور بیٹی کو بلا بھیجا۔ وہ گویا مائیکل کا اصل مطلب سمجھ گئے تھے اور انہیں شاید اس پر ترس آ گیا تھا۔

اس روز مائیکل اپنے باڈی گارڈز کو بھی ساتھ نہیں لے گیا تھا۔ اس بار لونیا بھی کم شرما رہی تھی اور مائیکل سے تھوڑی بہت بات چیت بھی کر رہی تھی۔

دوسرے روز بھی مائیکل وہاں جا پہنچا اور اس روز بھی وٹیلی نے اپنی بیوی اور بیٹی کو بلوا لیا۔ اس روز لونیا آئی تو اس نے سونے کی وہ موٹی سی چین گلے میں پہنی ہوئی تھی جو مائیکل نے اسے تحفے میں دی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے مائیکل کو قبول کر لیا تھا۔ اس کی اور مائیکل کی عمر میں خاصا فرق تھا اور مائیکل کا جبڑا ابھی ٹیڑھا تھا لیکن لونیا گویا ان باتوں کو خاطر میں نہیں لا رہی تھی۔ ان چیزوں کی طرف گویا اس کی نظر ہی نہیں تھی۔ اس کی نظروں میں تو مائیکل کے لئے بس محبت ہی ہوتی تھی۔

اس روز ماں بیٹی کو واپس گھر چھوڑنے کی ذمے داری بھی مائیکل نے ہی لے لی اور

وٹیلی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ تینوں افراد چہل قدمی کے سے انداز میں چلتے ہوئے پہاڑی پر چڑھنے لگے تو لونیا کی ماں ان سے کچھ پیچھے رہ گئی۔ وہ باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ ناہموار راستے کی وجہ سے وہ کبھی ہولے سے ایک دوسرے سے ٹکرا بھی جاتے تھے اور ہر بار مائیکل کے جسم میں سنسنی دوڑ جاتی تھی جیسے وہ کوئی نوخیز لڑکا ہو اور زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی سے ٹکرایا ہو۔

ایک جگہ تو لونیا لڑکھڑا کر گرنے بھی لگی۔ مائیکل نے فوراً سنبھالا اور سہارا دے کر گرنے سے بچایا۔ عقب سے اس کی ماں نے بلند آواز میں پیار بھرے انداز میں ڈانٹتے ہوئے سنبھل کر چلنے کی تلقین کی۔ وہ دونوں نہیں دیکھ سکے کہ اس وقت لونیا کی ماں کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ اس کی بیٹی تو اس وقت سے اس پہاڑی پر چڑھ رہی تھی جب سے اس نے چلنا سیکھا تھا اور جب سے ذرا بڑی ہوئی تھی تب سے تو یہاں قلانچیں بھرتی پھر رہی تھی اور آج تک وہ اس طرح نہیں لڑکھڑائی تھی۔

دو ہفتے اسی طرح ان کی ملاقاتیں جاری رہیں لیکن یہ ملاقاتیں تنہائی میں نہیں ہوتی تھیں۔ اس دوران کوئی نہ کوئی تیسرا فرد موجود ہوتا تھا تاہم اب لونیا بلا جھجک مائیکل سے بات کرنے لگی تھی۔ گویا وہ ایک کم عمر تقریباً اَن پڑھ اور دیہاتی سی لڑکی تھی لیکن اس کی معصومیت' اس کے اچھوتے پیکر اور اس کے وجود کی تازگی نے گویا مائیکل کو اپنا اسیر بنا لیا تھا۔ لونیا کی بھی ہر ادا سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بھی اسے پرستش کی حد تک چاہنے لگی تھی۔

مزید دو ہفتے بعد ان کی شادی ہو گئی اور مائیکل کو گویا ایک نئی زندگی مل گئی۔ وہ جن تجربات سے گزر رہا تھا' وہ گویا اس سے پہلے اسے زندگی میں کبھی ہوئے ہی نہیں تھے۔ لونیا تو گویا اس کی پوجا کرنے لگی تھی اور وہ بھی جیسے لونیا کا دیوانہ ہو گیا تھا۔

شادی کے بعد پہلے ہفتے میں وہ کئی بار پکنک پر گئے اور ادھر ادھر خوب گھومے پھرے لیکن پھر ایک روز ڈون ٹوماسی نے علیحدگی میں اس سے ملاقات کی اور اسے سمجھایا کہ ایک مقامی

لڑکی سے شادی کی وجہ سے وہ پورے علاقے کے لوگوں کی نظر میں آ گیا ہے اور اس کے ل اب احتیاط برتنا ضروری تھا کیونکہ نیویارک میں بیٹھے ہوئے کارلیون فیملی کے دشمنوں ک ہاتھ یہاں تک بھی پہنچے ہوئے تھے۔ آخر وہ بھی یہیں سے گئے ہوئے لوگوں کی نسلیں تھیں۔

ڈون ٹوما نے اب تو ولا کی چار دیواری سے باہر بھی حفاظت کے لئے گارڈز تعینات کر دیئے تھے جبکہ چار دیواری کے اندر فیب اور کیلو پہرہ دیتے تھے ڈون ٹوما خاصا فکر مند نظ آتا تھا۔ پالرمو میں نئی مافیا کے لوگوں سے اس کی چپقلش بڑھتی جا رہی تھی۔

مائیکل نے اس کی بات سنجیدگی سے سنی اور اپنی نقل و حرکت محدود کر دی۔ وہ زیادہ گھر میں ہی رہنے لگا اور لونیا کو پڑھنا لکھنا سکھانے کی بھی کوشش کرتا۔

پھر ایک روز ڈون ٹوما پالرمو سے واپس آیا تو اس کے چہرے پر غیر معمولی سنجیدگی تھی۔ وہ مائیکل کو ایک طرف لے گیا اور نہایت رنجیدہ لہجے میں اس نے مائیکل کو بتایا کہ پالرمو میں اسے خصوصی ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ نیویارک میں سنی کو قتل کر دیا گیا ہے.......!

سنی کے قتل کو کئی ماہ گزر چکے تھے اور اس خبر سے مائیکل کو جو دھچکا پہنچا تھا' اس ک اثرات کافی حد تک کم ہو چکے تھے۔ ایک روز ڈون ٹوما نے اسے بتایا۔ "تم علاقے کے بہت زیادہ لوگوں کی نظر میں آ گئے ہو اور میں تمہاری سلامتی کی طرف سے بہت فکر مند ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم میاں بیوی کو ایک اور جگہ منتقل کر دیا جائے جو زیادہ محفوظ ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ کم سے کم لوگوں کو اس جگہ کے بارے میں علم ہو۔ تم خود بھی وہاں نہایت احتیاط سے رہنا اور خود کو زیادہ سے زیادہ پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرنا۔ ڈاکٹر تازا سے بھی ذکر نہ کرنا کہ تم کہیں اور منتقل ہو رہے ہو۔ فیب اور کیلو بدستور باڈی گارڈ کے طور پر تمہارے ساتھ رہیں گے اور گاڑی میں تمہارے ساتھ جائیں گے۔ وہ جگہ زیادہ محفوظ ہے۔"

لونیا ان دنوں امید سے تھی اور کچھ دنوں کے لئے اپنے گھر جانا چاہتی تھی۔ طے یہ پایا کہ فی الحال لونیا کو اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا جائے گا۔ بعد میں وہ وہیں براہ راست مائیکل کی نئی پناہ گاہ پر آ جائے گی۔ ڈون ٹوما نے اسے اسی رات خدا حافظ کہہ دیا کیونکہ صبح منہ

اندھیرے اسے پالرمو جانا تھا۔

دوسرے روز ناشتے کے بعد مائیکل نے اوپر کی منزل سے اپنے کمرے کی کھڑکی سے نیچے جھانکا تو فیب کو باغ میں ایک کرسی پر بیٹھے پایا اس کی گن قریب ہی تپائی کے سہارے کھڑی تھی۔

مائیکل نے اسے پکارا اور کہا۔ "گاڑی نکالو تھوڑی دیر میں مجھے یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ کیلو کہاں ہے؟"

"کیلو کچن میں کافی پی رہا ہے........." فیب نے اٹھتے ہوئے جواب دیا پھر پوچھا۔ "کیا آپ کی بیوی بھی آپ کے ساتھ جائے گی؟"

مائیکل نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس لمحے اسے احساس ہوا کہ کچھ دنوں سے فیب کی نظریں اکثر لونیا کا تعاقب کرتی رہتی تھیں۔ لونیا جب بھی اس کے سامنے ادھر ادھر کہیں جاتی تھی' وہ پر خیال انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہتا تھا۔

پھر مائیکل نے یہ سوچ کر خود کو تسلی دی کہ اس بات سے اسے تشویش میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ یہاں کے ڈون کا مہمان اور اس کے دوست کا بیٹا تھا فیب جیسے لوگ اس کی بیوی سے چھیڑ چھاڑ یا کوئی غلط حرکت کرنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ اس کا سیدھا سا مطلب موت تھا۔

"ہاں........" مائیکل نے سرد مہری سے جواب دیا۔ "ہمارے ساتھ جائے گی لیکن اسے اس کے والدین کے گھر اتارنا ہے۔ وہ چند دن بعد میرے پاس آئے گی۔"

اس نے منہ ہاتھ دھویا اور نیچے کچن میں جا کر ناشتہ کرنے لگا۔ لونیا نے اپنے ہاتھ سے ناشتہ تیار کر کے اس کے سامنے رکھا اور خود باہر چلی گئی۔ مائیکل ناشتے سے فارغ ہو رہا تھا کہ کیلو کچن میں آیا اور بولا۔ "کیا میں آپ کا بیگ گاڑی میں پہنچا دوں؟"

"نہیں........ بیگ میں خود ہی لے آؤں گا۔ لونیا کہاں ہے؟"

"وہ باہر گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہے اور گاڑی اسٹارٹ کرنے کے لئے

بے چین ہے۔" کیلو مسکراتے ہوئے بولا۔ "لگتا ہے امریکا جانے سے پہلے وہ امریکی لڑکیوں والے سارے کام سیکھ لے گی۔"

فیب کو بلالو اور گاڑی میں میرا انتظار کرو۔ میں ابھی آیا۔" یہ کہہ کر مائیکل دوبارہ اوپر اپنے بیڈروم میں آیا۔ اس کا بیگ تیار رکھا تھا۔ اسے اٹھانے سے پہلے اس نے کھڑکی سے جھانک کر نیچے دیکھا۔ کیلو کھانے پینے کے سامان کی باسکٹ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھ رہا تھا۔ گاڑی احاطے میں کھڑی تھی اور لونیا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اسٹیئرنگ وہیل کو ادھر ادھر گھما کر بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔

پھر اس کی نظر فیب پر پڑی۔ وہ گیٹ سے باہر جا رہا تھا۔ جاتے جاتے اس نے دزدیدہ سے انداز میں گاڑی کی طرف دیکھا۔ مائیکل کو اس کا انداز کچھ عجیب سا لگا۔ شاید وہ کسی کام سے باہر جا رہا تھا لیکن جاتے جاتے بھی لونیا کو ایک نظر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مائیکل دل ہی دل میں اس کے لئے غصے اور ناپسندیدگی کی ایک لہر محسوس کرتے ہوئے اپنا بیگ اٹھا کر نیچے آگیا۔ غنیمت تھا کہ ڈاکٹر ٹازا ابھی تک سو رہا تھا۔ مائیکل اس کے سامنے رخصت ہونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ دروازے سے نکلا تو لونیا نے دور سے ہی اسے دیکھا اور ہاتھ ہلایا۔ وہ گویا اس کے استقبال کے لئے پہلے ہی سے گاڑی اسٹارٹ کر لینا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔

دوسرے ہی لمحے اتنا زوردار دھماکہ ہوا کہ مائیکل کچن کی دیوار سے ٹکرا کر دور جا گرا۔ اسے احساس تھا کہ کچھ چیزوں کے ٹکڑوں اس پر گر رہے تھے۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے کانوں کے پردے پھٹ گئے ہیں اور اس کی سماعت میں صرف سائیں سائیں کی سی آواز گونج رہی ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا لیکن بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے اتنا ضرور دیکھ لیا کہ گاڑی کے پرخچے اڑ چکے تھے۔ اس کے صرف چاروں پہیے اپنی جگہ کھڑے رہ گئے تھے یا پھر وہ ایکسل وغیرہ نظر آرہے تھے جن کے ذریعے پہیے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

ان کے سوا کچھ باقی نہیں رہا تھا!

☆......☆......☆

مائیکل کو ایک ایسے کمرے میں ہوش آیا جہاں روشنی کے لئے مٹی کے تیل کا صرف ایک لیمپ موجود تھا۔ جلد ہی اسے اندازہ ہوگیا کہ اسے نہایت رازدارانہ انداز میں اس کمرے میں رکھا گیا تھا۔ ڈاکٹر ٹازا اس کے قریب موجود تھا جو اس کمرے سے ہسپتال کے کمرے کا سا کام لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ ڈون ٹوماسی بھی وہاں موجود تھا۔

ڈاکٹر ٹازا نے گویا نئے سرے سے اس کا معائنہ کیا اور ڈون کو مطلع کیا۔ "اب اس کی حالت بہت بہتر ہے۔ اب اس سے بات چیت کی جاسکتی ہے۔"

ڈون نے اپنی کرسی مائیکل کے بیڈ کے قریب کھینچ لی اور نیچی آواز میں بولا۔ "مائیکل! تمہیں ایک ہفتے بعد ہوش آیا ہے...... فیب غائب ہو چکا ہے۔ یہ یقیناً اسی کی کارستانی تھی۔ تمہارے بارے میں مشہور ہو چکا ہے کہ تم مر چکے ہو اور میں اس تاثر کی تصدیق کر رہا ہوں۔ اس طرح تم محفوظ رہو گے اور تمہاری جان کو مزید خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ اس وقت تم میرے ایک فارم ہاؤس میں ہو جو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ میرا تمہارے والد کے ساتھ پیغامات کا تبادلہ ہوا ہے۔ جلد ہی وہ تمہیں امریکا واپس بلوانے کے انتظامات کر رہے ہیں۔"

شاید مائیکل کی آنکھوں میں سوال پڑھ کر ڈون ٹوماسی نے مزید کہا۔ "پالرمو میں نئی مافیا کے نوجوان لوگوں نے تمہاری موت کی خبر سننے کے بعد مجھ سے صلح کر لی ہے۔ اب بات میری سمجھ میں آگئی ہے۔ ان کا اصل ہدف میں نہیں، تم تھے۔ تمہاری موت کی خبر سن کر گویا انہیں قرار آگیا ہے۔ اس کام کے لئے انہوں نے فیب کو خرید لیا تھا۔ بہرحال...... تم یہ سارے معاملات مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تمہیں صرف حالات سے آگاہ رکھنے کے لئے یہ سب کچھ بتا رہا ہوں لیکن تمہیں ان معاملات پر سر کھپانے کی کوئی ضرورت نہیں...... تم بس آرام کرو اور اپنی صحت بحال کرنے کی کوشش کرو۔"

کیلو بھی یقیناً مر چکا تھا۔ مائیکل کے ذہن میں وہ آخری منظر ابھر رہا تھا جو اس نے

بے ہوش ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک سفاک سی مسکراہٹ ابھری اور وہ سرگوشی کے سے انداز میں ڈون ٹوما سے مخاطب ہوا۔ "علاقے کے تمام چرواہوں میں یہ بات پھیلا دو کہ جو آدمی تمہیں فیب کا سراغ دے گا، اسے تم انعام کے طور پر ایک بہترین فارم دو گے۔"

اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اور اس کی بات سن کر ڈون کے چہرے پر طمانیت آگئی۔ ایک لمحے کی خاموشی کے بعد مائیکل بولا۔ "پاپا کو پیغام بھجوا دیا کہ وہ مجھے جلدی بلوانے کی کوشش کریں اور میری طرف سے یہ بھی کہلوا دینا کہ اب میں صحیح معنوں میں ان کا بیٹا بن کر زندگی گزاروں گا۔"

تاہم مائیکل کی صحت بحال ہونے میں ایک مہینہ لگ گیا اور مزید دو مہینے اس کی واپسی کے انتظامات ہونے میں لگ گئے۔ آخر کار وہ رازدارانہ انداز میں ایک روز پالرمو پہنچا۔ وہاں سے وہ ہوائی جہاز کے ذریعے روم...... اور روم سے نیویارک پہنچ گیا۔

☆......☆......☆

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد 'کے' نے نیو ہیمپشائر کے ایک اسکول میں ٹیچر کے طور پر ملازمت کر لی تھی۔ مائیکل کے غائب ہونے کے بعد ابتدائی چھ ماہ کے دوران وہ تقریباً ہر ہفتے ماما کارلیون کو فون کر کے مائیکل کے بارے میں پوچھتی رہی۔

ماما کارلیون اس سے ہمیشہ مشفقانہ انداز میں بات کرتی لیکن آخر میں یہی کہتی۔ "تم بہت اچھی لڑکی ہو...... لیکن مائیکل کو بھول جاؤ اور اپنے لئے کوئی اچھا سا لڑکا تلاش کر کے شادی کر لو۔"

اسکول میں ملازمت کرنے کے بعد رفتہ رفتہ اس کا ماما کارلیون کو فون کرنے کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ دو سال یونہی گزر گئے۔ اس دوران 'کے' کی کسی اور مرد سے راہ و رسم نہیں بڑھی۔ اس کا دل ہی نہیں چاہا۔ مائیکل کے بعد اسے کوئی اچھا ہی نہیں لگا...... اور مائیکل کا تصور اس کے ذہن سے مکمل طور پر محو نہیں ہو سکا۔ کبھی کبھی اسے یہ سوچ کر دکھ بھی ہوتا کہ

ئیکل نے اس پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کیا تھا کہ جاتے وقت اپنے بارے میں کچھ بتا جاتا۔ اس
ے دل کے کسی گوشے میں اس خاموش شکوے کے ساتھ ساتھ یہ امید بھی جاگزیں رہی کہ
بھی نہ کبھی اس کے نام مائیکل کا کوئی خط یا پیغام ضرور آئے گا۔

ایک طویل عرصے بعد اس کا ایک تقریب کے سلسلے میں نیویارک جانا ہوا تو وہ ہوٹل
ں ٹھہری۔ ہوٹل کے در و دیوار سے لپٹی ہوئی یادوں نے گویا اس پر حملہ کر دیا۔ یہی وہ جگہ تھی
ہاں اس نے مائیکل کے ساتھ زندگی کے وہ حسین لمحے گزارے تھے جن کی یاد کی خوشبو سے
ب بھی سوچوں کی دنیا مہکنے لگتی تھی۔

اسی ہوٹل سے اس نے گویا بے اختیاری کے سے عالم میں ایک بار پھر ماما کارلیون کو
ن کر لیا۔ تقریباً ڈھائی سال بعد ان کے درمیان بات ہو رہی تھی۔ اپنا نام بتا کر 'کے' نے
چھا۔ "آپ نے مجھے پہچانا؟"

"ہاں...... ہاں...... پہچان لیا۔" ماما کارلیون نے اپنی کھردری اور شکستہ
ریزی میں کہا۔ "بہت عرصے بعد فون کیا تم نے...... کیا شادی کر لی؟"

"نہیں...... نہیں...... میں...... بس مصروف رہی۔" کے بولی
ر پھر پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔ "مائیکل کا کوئی پیغام آیا...... وہ خیریت سے تو ہے؟"

"مائیکل تو گھر آچکا ہے...... کیا وہ تم سے نہیں ملا؟ اس نے تمہیں فون بھی نہیں
یا؟" ماما کارلیون نے قدرے حیرت سے پوچھا۔

اس سے کہیں زیادہ حیرت خود 'کے' کو یہ سن کر ہوئی کہ مائیکل گھر آچکا تھا۔ اس نے
ے فون تک کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ اس کا دل مجروح سا ہو گیا۔ اسے اپنی محبت کی
ین کا احساس ہوا اور اس کا جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے شکستہ سے لہجے میں پوچھا۔
وہ کب سے گھر آیا ہوا ہے؟"

"اسے تو آئے ہوئے چھ ماہ ہو گئے۔" ماما کارلیون نے اطمینان سے جواب دیا۔

اس کا دل کچھ اور کٹ کر رہ گیا۔ اس احساس سے اسے شرم بھی محسوس ہوئی کہ ماما کارلیون سوچ رہی ہوں گی کہ ان کے بیٹے کو اس لڑکی کی اتنی بھی پروا نہیں کہ واپس آنے کے بعد ماہ کے اندر اسے ایک بار ہی فون کر لیتا......... اور یہ لڑکی اب بھی اس کے بارے میں پوچھتی رہتی تھی۔

شرم اور خجالت کے احساس سے اس کی کنپٹیاں تپنے لگیں۔ پھر اسے اطالیوں پر......... بلکہ تمام غیر ملکیوں پر غصہ آنے لگا۔ شاید سارے ہی غیر ملکی ایسے کٹھور ہوتے تھے۔ وہ محض وضعداری نبھانے کے لئے یا رسماً بھی چھوٹے موٹے آداب زندگی یاد نہیں رکھ سکتے تھے۔

انا کے سہارے اس نے اپنے لہجے کو ہموار رکھنے کی کوشس کرتے ہوئے کہا ''بس......... مجھے یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ خیر و عافیت سے ہے۔ میں آئندہ فون کر کے آپ کو زحمت نہیں دوں گی۔''

ماما کارلیون گویا اس کی کوئی بات ہی نہیں سن رہی تھیں۔ وہ اپنی دھن میں بولیں ''تم ٹیکسی پکڑو اور اچانک آ کر مائیکل کو حیران کر دو۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔''

''نہیں، مسز کارلیون! میں ایسا نہیں کر سکتی۔'' کے نے اپنے لہجے میں سرد مہری لانے کی کوشش کی۔ ''جب وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتا تو میں کیوں خواہ مخواہ اسے......... آپ لوگوں کو زحمت دوں۔ اگر اسے مجھ سے ملنے کی خواہش ہوتی تو اس نے کم از کم واپس آنے کے بعد مجھے فون کیا ہوتا۔''

''لڑکی! تم بالکل ہی بے وقوف ہو.........'' ماما کارلیون دھیرے سے ہنسیں ''تم اس سے ملنے تھوڑا ہی آؤ گی۔ تم مجھ سے ملنے آؤ۔ بس......... اب میں زیادہ باتیں نہیں سنوں گی۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ میں باہر گیٹ پر آدمیوں کو بھی کہلوا دیتی ہوں۔'' یہ کہہ کر ماما کارلیون نے فون بند کر دیا۔

'کے' چاہتی تو دوبارہ فون کر کے کہہ سکتی تھی کہ وہ نہیں آئے گی لیکن ماما کارلیون

اتنے مان سے اسے آنے کے لئے کہا تھا کہ اس کی ایسا کرنے کی ہمت نہیں ہوئی......... اور پھر شاید اس کے لاشعور میں کہیں شاید مائیکل کو دیکھنے کی خواہش بھی کار فرما تھی۔

وہ جب ٹیکسی کے ذریعے 'مال' پر پہنچی تو گیٹ پر تعینات گارڈز نے اسے کرایہ بھی ادا نہیں کرنے دیا۔ کرایہ ایک گارڈ نے خود ادا کیا اور اسے نہایت عزت اور احترام سے اندر لے جایا گیا۔ اس کے لئے گھر کا دروازہ خود ماما کارلیون نے کھولا اور بہت محبت سے اسے گلے لگایا' پھر پیچھے ہٹ کر اس کا سرتاپا جائزہ لیتے ہوئے ستائشی لہجے میں بولی۔ ''تم ایک خوبصورت لڑکی ہو......... لیکن میرے بیٹے بہت بے وقوف ہیں۔ انہیں اچھی لڑکیوں کی قدر ہی نہیں ہے۔''

پھر وہ 'کے' کو کچن میں لے آئیں اور کھانے پینے کی چیزوں سے اس کی تواضع کرنے کے دوران بولیں۔ ''مائیکل ذرا کام سے باہر گیا ہوا ہے' تھوڑی دیر میں آ جائے گا۔ تمہیں دیکھے گا تو حیران رہ جائے گا۔''

مگر ہوا یہ کہ جب وہ آیا تو 'کے' خود اپنے آپ پر حیران رہ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سرد مہری سے نہایت رسمی انداز میں اسے ''ہیلو'' کہے گی اور اگر اس نے کوئی بات کی تو سپاٹ لہجے میں' بلکہ حتی الامکان رکھائی سے اس کا جواب دے گی۔ مگر جب وہ آیا تو وہ گویا یہ سب کچھ بھول گئی۔

'کے' نے کچن کی کھڑکی سے ہی اسے دیکھ لیا تھا۔ اس کی گاڑی ڈرائیو وے میں آ کر رکی تھی۔ پہلے دو آدمی اترے جو غالباً اس کے باڈی گارڈ تھے۔ پھر مائیکل اترا۔ اس نے چند لمحے ان دونوں سے کوئی بات کی۔ اس کے چہرے کا وہ حصہ 'کے' کی طرف تھا جدھر سے اس کا چہرہ ٹیڑھا تھا۔ اس نقص سے 'کے' کو اس کی وجاہت میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی لیکن نہ جانے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ ٹیڑھا پن کچھ ایسا تھا جیسے کسی نے ایک خوبرو سنگی مجسمے کے چہرے پر کچھ مار دیا ہو۔

وہ اندر آیا تو ’کے‘ کو دیکھ کر ذرا چونکا اور مسکرا دیا۔ دوسرے ہی لمحے ’کے‘ نے اپنے آپ کو اس کے بازوؤں میں پایا۔ وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور وہ اسے تسلی دینے والے انداز میں صرف تھپکیاں دے رہا تھا' منہ سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

چند لمحے بعد وہ اس کا بازو پکڑ کر باہر لے گیا۔ باڈی گارڈز کو اس نے وہیں رہنے کا اشارہ کیا اور ’کے‘ کو گاڑی میں بٹھا کر تیزی سے کہیں روانہ ہو گیا۔ ’کے‘ کی حالت سنبھلی تو اس نے اپنے آنسو پونچھے اور میک اپ درست کرنے کے بعد قدرے معذرت خواہانہ سے انداز میں بولی۔ ”میرا اس طرح رو دھو کر تمہیں پریشان کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔“

”تم سے کس نے کہا کہ میں اس سے پریشان ہوا ہوں؟“ وہ ہنسا۔ ”یہ تو اچھا ہوا......... رونے سے تمہارے دل کا غبار نکل گیا۔ مجھے معلوم ہے تم مجھ سے اس بات پر ناراض ہو گی کہ میں جاتے وقت تمہیں اطلاع دے کر نہیں گیا اور پھر تم سے رابطہ بھی نہیں کیا......... لیکن......... تم سمجھنے کی کوشش کرو......... میری کچھ مجبوریاں تھیں.........“

”شاید اب اس پولیس والے اور اس دوسرے آدمی کا اصل قاتل پکڑا گیا ہے' اس لئے تم لوٹ آئے ہو؟“ ’کے‘ سادگی سے بولی۔

مائیکل نے ایک لمحے کے لئے بغور اس کی طرف دیکھا پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے صرف ”ہاں“ کہا۔

باتیں شروع ہوئیں تو جیسے سارے گلے شکوے دور ہوتے چلے گئے اور وہ تعلقات کے اسی دور میں واپس آ گئے جب جدائی سے پہلے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کے درمیان شادی کی باتیں ہونے لگیں۔

ڈون کارلیون کے منجھلے بیٹے فریڈ کو یوں تو صدمے سے سنبھلنے اور آرام کرنے کے لئے لاس ویگاس بھیجا گیا تھا لیکن پھر وہ وہیں رہنے لگا تھا۔ اس ہوٹل اور کیسینو کو وہی چلا رہا تھا جس میں زیادہ شیئرز ڈون کارلیون کے تھے۔ یہ ہوٹل ابتداء میں اس نے مقامی مافیا کے

ے نوجوان موگرین کو خرید کر دیا تھا۔ موگرین نے اس میں اپنا سرمایہ بھی لگایا تھا اور کافی صے سے ہوٹل کو وہی چلاتا آ رہا تھا۔ اب بیشتر معاملات فریڈ نے سنبھال لئے تھے۔

موگرین کی شہرت مقامی ڈون اور ایک سفاک قاتل کی تھی۔ عام سے بدمعاش اس ے نام سے بھی کانپتے تھے۔ وہ اس قدر تند مزاج تھا کہ فریڈ کو بھی بری طرح جھاڑ دیتا تھا۔ ڈ کی حرکتیں کچھ ایسی تھیں کہ وہ خاموشی سے موگرین کی ڈانٹ پھٹکار سن لینے میں ہی یڈ نیت سمجھتا تھا۔ صحت یاب ہونے کے بعد سے اس نے کچھ زیادہ ہی عیاشی کا راستہ اپنا لیا ا۔

قتل ہونے سے پہلے سنی کے لوسی نامی جس لڑکی سے تعلقات تھے' وہ بھی لاس ویگاس ا آ گئی تھی اور اسی ہوٹل میں ملازمت کر رہی تھی۔ اس نے کچھ عرصے تو بیوہ ہو جانے والی ی عورت ہی کی طرح سنی کی موت کا سوگ منایا تھا لیکن پھر رفتہ رفتہ زندگی کے میدان میں ھ پاؤں مارنے لگی تھی۔

دل میں سنی کی یاد کا زخم مندمل ہوا تو اسے ایک شخص کا جذباتی سہارا بھی مل گیا۔ اس کا م ڈاکٹر جو ول تھا۔ وہ ایک قابل ڈاکٹر تھا لیکن اپنی غلطی کی وجہ سے ایک کیس میں ملوث ہو ر چند سال کے لئے اپنا لائسنس معطل کرا بیٹھا تھا اور اب ڈھکے چھپے انداز میں یہاں چھوٹی وٹی طبی خدمات انجام دے کر گزر اوقات کر رہا تھا۔

ہدایت کار' اداکار اور فلمساز جونی بھی ان دنوں وہیں تھا۔ ایک روز ہوٹل میں جونی یسے مشہور آدمی کو لوسی کے پاس موجود پا کر ڈاکٹر جو ول حیران رہ گیا تھا لیکن لوسی نے یہ بتا کر اس کی حیرت دور کر دی تھی کہ بچپن میں وہ' جونی اور نینو تینوں ایک ہی محلے میں رہتے تھے ور وہیں اکٹھے کھیل کود کر جوان ہوئے تھے۔

جونی کی وجہ سے نینو بھی وہیں آ کر رہنے لگا تھا۔ اس کی صحت تیزی سے گر رہی تھی۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ آخر کار اس کے بارے میں تشخیص ہوئی تھی کہ اسے ون کا کینسر ہے۔

جونی کی آواز بیٹھنے لگی تھی مگر وہ اس معاملے میں اتنا بے پروا تھا کہ اسے اپنا جنرل چیک اپ یا گلے کا معائنہ کرائے چودہ ماہ گزر چکے تھے۔ وہ اب بالکل ہی گانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ ڈاکٹر جوول نے ہی اسے اس معاملے میں سنجیدہ ہونے کا مشورہ دیا تھا اور بتایا تھا کہ آواز کا مستقل طور پر بیٹھنا کوئی اچھی علامت نہیں تھی۔

ادھر لاس ویگاس میں یہ حالات تھے۔ ادھر نیویارک میں ڈون کارلیون نے بیشتر معاملات مائیکل کو سونپ دیئے تھے اور ''فیملی'' اپنا سارا کاروبار ہی لاس ویگاس منتقل کرنے کے بارے میں غور کرنے لگی تھی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ ''دی مال'' پر واقع تمام جائیداد بھی فروخت کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ یہ خبریں لاس ویگاس بھی پہنچ رہی تھیں۔

پھر ایک روز مائیکل خود بھی لاس ویگاس آن پہنچا۔ وہ اپنے جبڑے کی سرجری کرا چکا تھا اور اس کا چہرہ درست دکھائی دینے لگا تھا۔ 'کے' سے اس کی شادی ہو چکی تھی اور وہ ایک بچے کا باپ بن چکا تھا۔ اس کے گھر میں دوسرے بچے کی آمد آمد تھی۔ ایک نیا باڈی گارڈ اس کے ساتھ تھا۔ اس کا نام البرٹ نیری تھا۔ وہ پختہ عمر کا آدمی تھا اور اس کا جسم کسی گینڈے کی طرح مضبوط تھا۔ اس کا چہرہ عموماً سپاٹ رہتا تھا لیکن اس کی شفاف نیلی آنکھوں سے سفاکی جھلکتی تھی۔ اس کے بارے میں لاس ویگاس والوں کو صحیح طور پر کچھ معلوم نہیں تھا۔ انہوں نے بس یہ سن رکھا تھا کہ وہ کوئی سابق پولیس والا تھا۔ مائیکل کے ساتھ ہیگن بھی لاس ویگاس آیا تھا۔

مائیکل کے قیام کے لئے ہوٹل کا بہترین سوئٹ مخصوص کیا گیا تھا۔ وہیں رات کو نہایت پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ کھانے پر سب موجود تھے۔ موگرین کو البتہ مائیکل کی ہدایت پر مدعو نہیں کیا گیا تھا۔ مائیکل کا کہنا تھا کہ اس سے وہ سب سے آخر میں ملاقات کرے گا۔ کھانے کے دوران خوب باتیں ہوئیں۔ ایک بات سب نے محسوس کی.........اور وہ یہ کہ مائیکل کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے ڈون جوان ہو کر ان کے سامنے آ گیا ہو۔

آخر مائیکل نے اہم ترین موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ ''یہ خبر تو تم لوگوں تک پہنچ ہی چکی ہو گی کہ کارلیون فیملی لاس ویگاس منتقل ہونے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔ یہ کام جلدی تو نہیں ہو سکے گا۔ ممکن ہے اس میں دو چار سال لگ جائیں......... لیکن یہ بہرحال کافی حد تک طے ہو چکا ہے کہ ''فیملی'' کا مستقبل اب اسی شہر سے وابستہ ہے۔ شروع میں اسی ہوٹل کو کاروباری سرگرمیوں کا مرکز بنایا جائے گا۔ اس میں موگرین کا حصہ ہے۔ اس کی جو رقم بنتی ہے' وہ اسے دے کر فارغ کر دیا جائے گا۔''

''کیا مو ہوٹل سے دستبردار ہونے پر تیار ہو جائے گا؟'' فریڈ نے پراشتیاق لہجے میں فوراً پوچھا۔

''اسے ہونا ہی پڑے گا۔ میں اسے جو پیشکش کروں گا وہ اسے رد نہیں کر سکے گا۔'' مائیکل نے بظاہر سرسری سے لہجے میں یہ بات کہی تھی لیکن ایک لمحے کے لئے سب چپ ہو گئے۔ سب کو اس کا لہجہ اور انداز ڈون سے مشابہہ محسوس ہوا تھا بلکہ اس کے لہجے میں ایک ایسی سرد مہری اور سفاکی تھی جو انہوں نے ڈون کے لہجے میں کبھی محسوس نہیں کی تھی۔

پھر وہ جونی سے مخاطب ہوا۔ ''جونی! ہمیں اس ہوٹل اور کیسینو کو زیادہ بہتر طور پر چلانے کے لئے تمہارے اور تمہاری شو بزنس کے دوسرے معروف دوستوں کے تعاون کی ضرورت پڑے گی۔''

''میں ہر طرح کے تعاون کے لئے تیار ہوں۔'' جونی نے بلا تامل کہا۔

تب مائیکل ڈاکٹر جوول کی طرف متوجہ ہوا۔ ''ہمارا یہاں اعلیٰ درجے کا ایک اسپتال بھی تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ تیزی سے پھیلتے ہوئے اس شہر میں ایک ایسے اسپتال کی بڑی گنجائش ہے۔ اس سلسلے میں تم ہمارے بہت کام آ سکتے ہو اور کچھ ناخوشگوار واقعات کی وجہ سے تمہارے کیریئر کو جو نقصان پہنچ چکا ہے' اس کی تلافی کر سکتے ہو۔''

''مجھے کسی مفاد کے بغیر بھی کارلیون فیملی کے لئے اس طرح کی کوئی خدمت انجام

دے کر خوشی ہوگی۔" ڈاکٹر جوول تشکر سے بولا۔

عین اسی لمحے دروازہ کھلا اور موگرین کشادہ کمرے میں داخل ہوا۔ دو باڈی گارڈز اس کے پیچھے تھے۔ مائیکل کا باڈی گارڈ البرٹ کسی چوکیدار کے سے انداز میں دروازے کے قریب کرسی ڈالے بیٹھا تھا اور تمام لوگوں سے لاتعلق نظر آرہا تھا۔ وہ ایک اخبار دیکھ رہا تھا۔ موگرین کو باڈی گارڈز سمیت اندر آتے دیکھ کر بھی اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی اور نہ ہی انہیں روکنے کی کوشش کی تاہم اس نے نظر اٹھا کر ایک ہی لمحے میں گویا تینوں کا سرتاپا جائزہ لے لیا تھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تول لیا تھا۔

موگرین کے چہرے پر قدرے برہمی تھی۔ وہ آتے ہی بلاتمہید مائیکل سے مخاطب ہوا۔ "میں تو بے تابی سے تم سے ملاقات کا انتظار کر رہا تھا لیکن تم نے مجھے بلانے کی زحمت ہی نہیں کی۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی تھیں۔ میں نے سوچا' خود ہی آکر تم سے مل لوں۔"

"اچھا کیا تم نے۔" مائیکل نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا پھر ہیگن کو ہدایت کی۔ "موگرین کو ڈرنک پیش کرو۔"

ڈرنک لینے کے بعد موگرین نے اپنے باڈی گارڈز سے کہا۔ "ان لوگوں کو کچھ چپس دو تاکہ یہ کیسینو میں جا کر تھوڑی دیر جوا کھیل سکیں۔ ان کی طرف سے رقم کی ادائیگی کیسینو کرے گا۔"

اس کا اشارہ لوسی' ڈاکٹر جوول' جونی اور مائیکل کے باڈی گارڈ البرٹ کی طرف تھا۔ موگرین کے باڈی گارڈ نے ان سب کو کچھ چپس دے دیئے جن کے ذریعے کیسینو میں جوا کھیلا جا سکتا تھا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ ان لوگوں کی موجودگی میں بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ بھی اس اشارے کو سمجھ گئے۔ اس لئے چپس لے کر رخصت ہو گئے۔ خود موگرین کے باڈی گارڈز بھی رخصت ہو گئے۔ اب کمرے میں صرف فریڈ' ہیگن' موگرین اور مائیکل رہ گئے۔

موگرین اپنا گلاس کسی حد تک پٹخنے کے انداز میں میز پر رکھتے ہوئے تیز لہجے میں لا۔ "یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ کارلیون فیملی مجھے میرے حصے کے سرمائے کی ادائیگی کر کے ہوٹل اور کیسینو خریدنا چاہتی ہے؟ میں تم لوگوں کو تمہارے سرمائے کی ادائیگی کر دوں گا۔ تم ل ہوٹل اور کیسینو چھوڑ دو۔" وہ مائیکل سے مخاطب تھا۔

مائیکل تحمل سے بولا۔ "کیسینو مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ صرف ہوٹل منافع ے رہا ہے........ اور اگر وہ بھی منافع نہ دیتا تو دونوں چیزیں دیوالیہ ہو جاتیں۔ شاید م انہیں بہتر طور پر چلا سکیں۔"

"بہت خوب!" موگرین زہریلے لہجے میں بولا۔ "جب تم لوگوں پر برا وقت تھا تو ں نے فریڈ کو یہاں رکھا........ پناہ دی........ اس کی حفاظت کی اور ہوٹل کا نظام اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اب تم لوگ مجھے اس کا صلہ یہ دے رہے ہو کہ مجھے ہی نکال باہر کر ہے ہو! لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو........ مجھے نکالنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہاں یرا ساتھ دینے والے دوست بہت ہیں۔"

"تم نے فریڈ کو اس لئے پناہ دی کہ کبھی اسی طرح ہم نے تمہیں یہاں پناہ دی تھی........" مائیکل اب بھی تحمل سے بولا۔ "پھر تمہارے پاس تھوڑا سرمایہ آ گیا تو تم اس ہوٹل میں حصے دار بن گئے........ لیکن زیادہ سرمایہ تو ہمارا ہی تھا۔ اس کے علاوہ فریڈ کی حفاظت کی ذمے داری تم نے نہیں........ بلکہ یہاں موجود مولی ناری فیملی نے لی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم کیوں اتنے خفا ہو رہے ہو۔ ہم تمہیں باقاعدہ حساب کتاب کر کے اس سے بھی زیادہ حصہ دیں گے جتنا تمہارا بنتا ہوگا۔ ہوٹل کے ساتھ خسارے میں جاتے ہوئے کیسینو کو لے کر تو ہم تمہارے ساتھ بھلائی کر رہے ہیں۔"

موگرین نے نفی میں سر ہلایا اور طنزیہ لہجے میں بولا۔ بھلائی نہیں کر رہے........ یہ تمہاری مجبوری ہے۔ کارلیون فیملی کے پاس اب طاقت نہیں رہی۔ گاڈ فادر کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور دوسری "فیملیز" تمہیں مار مار کر نیویارک سے بھگا رہی ہیں۔ تم لوگوں نے

سوچا ہے کہ نئے سرے سے یہاں پاؤں جمانا تمہارے لئے آسان ہوگا۔ اس مقصد کے لئے تم لوگوں نے سب سے پہلے مجھے ہی قربانی کا بکرا بنانے کا فیصلہ کیا ہے......... لیکر میں تمہیں خبردار کررہا ہوں کہ ایسی کوشش نہ کرنا۔"

مائیکل نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے نہایت نرمی سے کہا۔ "کیا یہی سب کچھ سوچ کر تم نے ایک مرتبہ بہت سے لوگوں کی موجودگی میں فریڈ کے منہ پر تھپڑ مارد تھا؟"

ہیگن نے بری طرح چونک کر فریڈ کی طرف دیکھا۔ یہ واقعہ اس کے علم میں بھی نہیر تھا۔ فریڈ کا چہرہ خجالت سے سرخ ہوگیا۔ وہ صفائی پیش کرنے کے انداز میں بولا۔ "وہ کوئ خاص بات نہیں تھی مائیکل گرین غصے کا ذرا تیز ہے۔ کبھی کبھی اس کا ہاتھ اٹھ جا ہے......... لیکن وہ محض غلط فہمی تھی......... جلدی دور ہوگئی تھی۔ ہم دونوں دوستوں ک طرح ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بالکل ٹھیک چل رہے ہیں.........؟"

پھر وہ تصدیق طلب انداز میں گرین سے مخاطب ہوا۔ "میں ٹھیک کہہ رہا ہو نا گرین؟"

گرین اس کی طرف توجہ دیئے بغیر مائیکل ہی سے مخاطب رہا۔ "مجھے ہوٹل اور کیسیز کا نظام صحیح طریقے سے چلانے کے لئے کبھی کبھار کسی کو تھپڑ اور کبھی کبھار کسی کو ٹھڈا رسید کر پڑتا ہے۔ فریڈی پر مجھے اس لئے غصہ آیا تھا کہ طبیعت ٹھیک ہوتے ہی اس نے کچھ زیادہ ہ عیاشی شروع کردی تھی۔ اس نے یہاں کی کسی ویٹرس کو نہیں بخشا تھا۔ اس کی نظر کرم کی وج سے وہ اپنے کام میں بے پروائی برتنے لگی تھیں اور سر چڑھ گئی تھیں۔ اس لئے مجھے فریڈ ک سیدھا کرنا پڑا کیونکہ مسئلے کی جڑ یہ تھا۔"

"تم سیدھے ہوگئے فریڈ؟" مائیکل نے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے سپاٹ لہج میں پوچھا۔ بظاہر اس کا چہرہ بھی سپاٹ تھا لیکن یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ اسے اپ بڑے بھائی پر غصہ آرہا تھا کہ اس کی حرکتوں کی وجہ سے کارلیون فیملی کی عزت کم ہوئی تھی او

گرین جیسے آدمی کو اس پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت ہوئی تھی۔

فریڈ نے کوئی جواب نہیں دیا اور سر جھکا لیا۔ مائیکل اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ گویا محفل برخاست کرنے کا اشارہ تھا۔ وہ گرین سے مخاطب ہوا۔ "مجھے صبح نیویارک واپس جانا ہے۔ اس وقت تک تم سوچ کر رکھو کہ تمہیں ہوٹل سے بے دخل ہونے کے لئے کتنی رقم چاہیئے۔"

"خبیث.........!" گرین کا لہجہ خونخوار اور انتہائی گستاخانہ ہوگیا۔ "تم سمجھ رہے ہو کہ تم مجھے اتنی آسانی سے بے دخل کرسکتے ہو؟ میں خود نیویارک جاکر ڈون سے بات کروں گا اور اس سے پوچھوں گا کہ اسے بے دخل ہونے کے لئے کتنی رقم چاہیئے۔"

مائیکل نے سرد لہجے میں کہا۔ "ڈون تقریباً ریٹائر ہوچکے ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر معاملات مجھے سونپ دیئے ہیں۔ اسی لئے میں تم سے بات کررہا ہوں اور تمہارے فائدے کی بات کررہا ہوں۔ تمہاری طرف دوستانہ انداز میں ہاتھ بڑھا رہا ہوں لیکن اگر تمہیں دوستانہ انداز میں بڑھے ہوئے ہاتھ پر تھوکنے اور فائدے کی بات کا جواب بدتمیزی سے دینے کا شوق ہے......... تو یہ شوق پورا کرلو۔ میں مزید کچھ کہنا نہیں چاہتا۔"

اس کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی جو کسی عام آدمی کے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑا سکتی تھی۔ ہیگن نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ یہ گرین اور فریڈ دونوں کے لئے جانے کا اشارہ تھا۔ دونوں مزید کچھ کہے بغیر رخصت ہوگئے۔

دن چڑھے مائیکل، ہیگن اور البرٹ واپس روانہ ہوگئے۔ فریڈ انہیں ایئرپورٹ تک چھوڑنے آیا تھا۔ مائیکل نے پرواز کا وقت ہونے سے پہلے ہی اسے واپس بھیج دیا۔ چند منٹ بعد ڈیپارچر لاؤنج میں ہیگن واش روم گیا تو مائیکل نے نیچی آواز میں اپنے نئے باڈی گارڈ البرٹ سے پوچھا۔ "تم نے گرین کو اچھی طرح دیکھ لیا؟"

"ہاں........." البرٹ نے سرد اور سفاک لہجے میں جواب دیا۔ "میں نے تو وہ جگہ بھی طے کرلی ہے جہاں میں اسے گولی ماروں گا۔" اس نے اپنی پیشانی کے وسط میں ہولے سے دو تین مرتبہ انگلی ماری۔

مائیکل مسکرا دیا۔ البرٹ کے لہجے کی طرح مائیکل کی مسکراہٹ بھی سفاکانہ تھی۔ اسے سسلی سے واپس گھر آئے تین سال سے زیادہ........ ’کے‘ سے اس کی شادی ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ اس عرصے میں اس نے ڈون اور ہیگن کی رہنمائی میں ’فیملی‘ کے تمام معاملات کو سمجھا تھا۔ ڈون نے تمام اہم متعلقہ افراد پر واضح کر دیا تھا کہ اسے تقریباً ریٹائر سمجھا جائے اور یہ کہ فریڈ کے مقابلے میں وہ مائیکل کو اپنی جانشینی کے لئے زیادہ موزوں سمجھتا تھا۔

یوں گویا مائیکل غیر رسمی طور پر اس کا جانشین قرار پا گیا تھا لیکن مائیکل کو اندازہ تھا کہ ڈون کی جگہ سنبھالنا پھولوں کی سیج پر بیٹھنے کے مترادف ہرگز نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آنے والے دور میں بہت سی مشکلات اور آزمائشیں اس کی منتظر تھیں۔ اسے ’فیملی‘ کے مستقبل کے بارے میں بہت سے اہم اور انقلابی فیصلے کرنے تھے۔ تاہم وہ ان باتوں سے خوفزدہ یا پریشان نہیں تھا۔ وہ تمام مشکلات کا سامنا کرنے اور تمام آزمائشوں پر پورا اترنے کے لئے تیار تھا۔ اسے ’فیملی‘ کے اثاثوں اور جائیداد وغیرہ کے بارے جان کر حیرت ہوئی تھی۔ اسے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ’فیملی‘ اس قدر جائیداد اور اثاثوں کی مالک ہے۔

کونی اور رزی اب مال پر ہی آ کر ایک مکان میں رہنے لگے تھے اور رزی کو ایک قدرے باعزت اور ذرا بڑا کاروبار سونپ دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ بڑا خوش تھا اور مائیکل کے سامنے کافی حد تک مؤدب رہتا تھا۔ وہ سچ مچ مائیکل سے مرعوب معلوم ہوتا تھا۔

مائیکل نے نہایت تفصیل سے سنی کے قتل کے بارے میں ہر بات معلوم کی تھی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اس رات رزی نے کونی کو مارا پیٹا تھا اور فون پر اتفاق سے یہ بات سنی کو معلوم ہو گئی تھی۔ اس کا غصہ تو مشہور ہی تھا۔ وہ رزی کو ایک بار اچھی طرح سبق سکھا چکا تھا اور اسے تاکید کر چکا تھا کہ آئندہ وہ اس کی بہن پر ہاتھ نہ اٹھائے........ لیکن اس نے اس ہدایت پر زیادہ عرصے عمل نہیں کیا تھا۔

اس نے ایک بار پھر کونی کو مارا پیٹا تھا اور یہ جان کر سنی آپے سے باہر ہو کر گھر سے نکلا

تھا لیکن اسے بہن کے گھر پہنچنا نصیب نہیں ہوا تھا۔ ٹول ٹیکس والے پل پر وہ مارا گیا تھا۔

مائیکل نے یہ سب کچھ سنا تھا‘ تمام تفصیلات اور جزئیات معلوم کی تھیں لیکن اس واقعے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ سنی کی بیوہ سینڈرا کو اس کی خواہش پر اس کے والدین کے پاس فلوریڈا بھیج دیا گیا تھا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ اس کے لئے ایسے انتظامات کر دیئے گئے تھے کہ وہ بچوں سمیت شاہانہ انداز میں زندگی گزار سکے تاہم کوئی پراپرٹی اس کے نام نہیں تھی۔

ڈون کی ریٹائرمنٹ سے ’فیملی‘ کے مقام اور حیثیت پر فرق پڑا تھا۔ سنی کی موت بھی ’فیملی‘ کے لئے ایک بڑا دھچکا تھی۔ سنی بہت ذہین فطین اور اعلیٰ درجے کا منصوبہ ساز نہ سہی لیکن مخالفین اس سے دہشت زدہ ضرور رہتے تھے۔ فریڈ اپنی عیاشانہ طبیعت کی وجہ سے کوئی مقام نہیں بنا سکا تھا۔

ان تمام عوامل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بارزنی فیملی نے زیادہ طاقت پکڑ لی تھی۔ اسے ٹیگ فیملی کی عملی حمایت بھی حاصل تھی۔ یوں اب نیویارک میں بارزنی فیملی کو وہی مقام حاصل ہو چکا تھا جو کبھی کارلیون فیملی کو حاصل تھا۔ بعض ناجائز دھندوں میں بارزنی فیملی نے کارلیون فیملی کے لوگوں کو توڑنا‘ دبانا یا کاروبار سے محروم کرنا بھی شروع کر دیا تھا۔ مائیکل ان تبدیلیوں سے بے خبر نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے........ مگر گہری نظر سے تمام حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ فیب کو بھی نہیں بھولا تھا جس نے سسلی میں اس کار میں بم فٹ کیا تھا جو دھماکے سے اڑ گئی تھی۔

وہ بم درحقیقت صرف لونیا کو ہلاک کرنے کے لئے نہیں‘ بلکہ مائیکل کے لئے بھی تھا۔ وہ تو اتفاق تھا کہ مائیکل کو جا کر کار میں بیٹھنے میں کچھ تاخیر ہو گئی تھی اور اس دوران لونیا نے اشتیاق کے تحت کار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر ڈالی تھی۔ اگنیشن میں چابی گھومتے ہی بم پھٹ گیا تھا۔ کار درحقیقت خود مائیکل کو ہی اسٹارٹ کرنی تھی۔

مائیکل کے لئے یہ اندازہ لگانا نا مشکل نہیں تھا کہ اس کی جان لینے کی جو سازش سسلی

میں کی گئی تھی اس کی جڑیں درحقیقت نیویارک میں تھیں۔ اس نے اس سازش کے آلہ کار.......... یعنی فیب کا سراغ لگانے کی کوششیں ترک نہیں کی تھیں.......... اور آخر کار اسے معلوم ہو ہی گیا تھا وہ شخص کہاں ہے؟

درحقیقت اسے یہ بات معلوم ہوئے ایک سال گزر چکا تھا لیکن اس نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا تھا۔ بس اس بات کا انتظام کیا تھا کہ فیب دوبارہ غائب نہ ہونے پائے۔ اگر وہ کہیں اور چلا جاتا تو مائیکل کو اس کا نیا ٹھکانہ بھی معلوم ہو جاتا۔ ان دنوں وہ امریکا ہی کے شہر بفیلو میں تھا اور ایک پزا ہاؤس چلا رہا تھا۔

پزا بیچ کر وہ ٹھیک ٹھاک پیسے کما رہا تھا۔ یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ یہ کاروبار شروع کرنے کے لئے اس کے پاس رقم کہاں سے آئی ہوگی۔ حالانکہ جو کام اس کے سپرد کیا گیا تھا، وہ ادھورا رہ گیا تھا مگر اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اسے بہرحال معاوضہ تو مل ہی چکا ہوگا۔ اس نے اپنا نام بدل لیا تھا اور مائیکل کو یہ تک معلوم ہو چکا تھا کہ وہ جعلی پاسپورٹ پر امریکا آیا تھا۔

اس ایک سال کے دوران جبکہ کارلیون فیملی کے لاس ویگاس منتقل ہونے کی تیاریاں جاری تھیں، بہت سے واقعات رونما ہو چکے تھے۔ لاس ویگاس میں نینو کا انتقال ہو چکا تھا۔ جونی نے اس کے جنازے اور تدفین کے انتظامات کئے تھے۔ مائیکل دوسرے بچے کا باپ بن چکا تھا۔ ڈون کارلیون کو ہلکا سا ہارٹ اٹیک ہو چکا تھا.......... اور موگرین کو کسی چور یا ڈاکو نے اس وقت گھر میں گھس کر گولی مار دی تھی جب وہ اپنی ایک فلم اسٹار دوست کے ساتھ نشاط کی گھڑیاں گزار رہا تھا۔ اس کی پیشانی کی عین وسط میں گولی ماری گئی تھی۔

مائیکل کا باڈی گارڈ البرٹ اس واقعے سے چند روز پہلے چھٹی پر جا چکا تھا اور وہ اس واقعے کے ایک ماہ بعد واپس آیا۔ وہ ایک دور دراز ساحلی مقام پر تعطیلات گزارنے گیا ہوا تھا اور جب وہ واپس آیا تو ساحل پر دھوپ سینک سینک کر اس کا رنگ واقعی خاصا سانولا ہو چکا تھا!

مائیکل نہایت صبر و سکون سے مرحلہ وار وہ تمام کام انجام دے رہا تھا جو اس کے خیال ں "فیملی" کی لاس ویگاس منتقلی کے سلسلے میں ضروری تھے لیکن اس دوران اسے اچانک ب بڑے صدمے کا سامنا کرنا پڑا۔

ڈون کارلیون ایک روز گھر کے باغ میں اپنے پوتے.......... یعنی مائیکل کے ے بیٹے کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمودار ہوئے ر وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اوندھے منہ گھاس پر گر پڑا۔ مائیکل کا بیٹا خاصا چھوٹا تھا لیکن اسے اتنا ساس ضرور ہو گیا کہ دادا کو کچھ ہو گیا تھا۔ وہ جلدی سے باپ کو بلانے بھاگا۔

مائیکل اور دو تین ملازم دوڑے دوڑے آئے۔ مائیکل نے جھک کر باپ کو سیدھا کیا ر بے تابی سے اس کی نبض ٹٹولی۔ اس نے سرگوشی میں باپ کو صرف اتنا کہتے سنا۔ "زندگی ک خوبصورت نعمت ہے.........."

پھر اس کی نبض ساکت ہو گئی۔ ڈون کارلیون مر چکا تھا!

گاڈفادر کی آخری رسوم اور جنازے کو دیکھ کر گمان گزر رہا تھا کہ کوئی سربراہ مملکت قال کر گیا ہے۔ تکفین و تدفین کا شاہانہ انداز اپنی جگہ سہی.......... لیکن اس میں شک نہیں ا کہ گاڈفادر کی موت کارلیون فیملی کے لئے بہت بڑا دھچکا ثابت ہوئی تھی۔ چند دنوں میں ا کچھ ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے کارلیون فیملی کی طاقت اور اس کا رعب و دبدبہ آدھا رہ یا تھا۔

ٹیگ فیملی نے ایک بار پھر موقع دیکھ کر سر اٹھا لیا تھا۔ اس سے پہلے وہ سولوزو کی پشت اہی کر چکی تھی۔ پھر ڈون کے صحت یاب ہونے کے بعد اسی کی کوششوں سے امریکا کی تمام ابل ذکر "فیملیز" کے سربراہوں کی موجودگی میں صلح تو ہو گئی تھی اور امن بھی قائم ہو گیا تھا یکن ڈون کی موت کے بعد گویا حالات پھر اسی نہج پر واپس پہنچ گئے تھے۔ اس بار ٹیگ فیملی ر بارزنی فیملی کا اتحاد قائم ہو گیا تھا۔ گو کہ سب کو معلوم تھا کارلیون فیملی لاس ویگاس منتقل ونے کی تیاریاں کر رہی تھی اس کے باوجود بارزنی فیملی نے کارلیون فیملی کو ہر ممکن نقصان

پہنچانے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ رخصت ہوتی ہوئی اس فیملی سے سب کچھ چھین لینا چاہتے تھے اور اسے اس حال میں روانہ کرنا چاہتے تھے کہ لاس ویگاس میں وہ اپنی کوئی خاص حیثیت نہ بنا پائے۔

کچھ عرصے بعد مائیکل نے گھر کے اسی کمرے میں ایک میٹنگ بلائی جو آفس کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس میٹنگ میں میزا' ٹیسو' لیمپون' رزی' ہیگن اور البرٹ موجود تھے۔ مائیکل سب کو اطمینان دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ سب کچھ پہلے ہی کی طرح چلتا رہے گا' کسی کو پریشان یا فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

''یہ محض تمہارا خیال ہے۔'' ٹیسو نرمی سے بولا۔ ''ہمارے کاروبار کی جگہوں پر حملے ہو رہے ہیں اور جہاں جہاں سے ممکن ہو سکتا ہے' ہمارے آدمیوں کو کاروبار سے بے دخل کیا جا رہا ہے۔''

''چند ہفتے اور صبر سے گزار لو۔'' مائیکل بولا۔ ''پھر ہم ایک اور میٹنگ کریں گے اس میٹنگ میں میں بتاؤں گا کہ کسے کیا کرنا ہے۔ اس وقت تک کے لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ کسی اشتعال انگیزی کا جواب نہ دیا جائے۔''

مزید کچھ دیر اسی طرح کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر مائیکل نے انہیں رخصت کر دیا۔ البرٹ انہیں گیٹ تک چھوڑنے کے لئے باہر چلا گیا۔ کمرے میں صرف مائیکل اور ہیگن رہ گئے۔

''میرا خیال ہے تمہیں صورت حال کی سنگینی کا اندازہ نہیں ہے۔'' ہیگن بولا۔

''مجھے بہت اچھی طرح اندازہ ہے۔'' مائیکل مسکرایا۔ ''لیکن دشمنوں کو کارلیون فیملی کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ڈون کی موت سے ہماری طاقت کم ہو گئی ہے۔ انہیں معلوم نہیں ہے کہ کارلیون فیملی اب بھی امریکا کی طاقتور ترین فیملی ہے۔ وہ اس حد تک خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ میری اطلاع کے مطابق وہ مجھے بھی مروانے کی کوشش کریں گے اور اس مقصد کے لئے وہ میرے کسی قریبی ساتھی کو

...تعمال کریں گے۔''

''کیا تمہیں مجھ پر شک ہے؟'' ہیگن نے پُرسکون لہجے میں پوچھا۔

''نہیں........'' مائیکل ہنسا۔ ''تم پر وہ بھروسہ نہیں کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ ...ا' ٹیسو اور رزی میں سے کوئی بک چکا ہے۔''

ہیگن نے ایک لمحے سوچا پھر بولا۔ ''تمہارے بہنوئی رزی کے غداری کرنے کا زیادہ ...ان ہے۔''

''ہم انتظار کریں گے۔ جلد پتہ چل جائے گا' غدار کون ہے۔'' مائیکل اطمینان سے ...۔

دوسرے روز ہیگن آیا تو مائیکل نے اسے بتایا۔ ''آج ایک فون آیا تھا۔ بارزنی فیملی ...سے امن اور صلح کے لئے مذاکرات کرنا چاہتی ہے۔''

''کس کا فون تھا؟'' ہیگن نے چونک کر پوچھا۔ ''کس کے ذریعے یہ تجویز بھجوائی گئی ...؟''

وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اگر ان کا اپنا ہی کوئی آدمی بارزنی فیملی کی ...ف سے صلح کا پیغام لے کر آ رہا تھا اور مائیکل کو مذاکرات کی میز پر لے جانے کے لئے ...رم ہو رہا تھا' تو اسی کے غدار ہونے کے امکانات سب سے زیادہ تھے۔

''ٹیسو کا فون تھا........'' مائیکل بولا۔ ''اس کا کہنا ہے کہ بارزنی فیملی نے اسے صلح ...پیغام بھجوایا ہے۔ ٹیسو مجھے مذاکرات کی میز پر لے جانا چاہتا ہے۔'' یہ بتاتے ہوئے مائیکل ...لہجے میں اداسی جھلک آئی۔

ہیگن بھی خاصی دیر تک خاموش رہا۔ پھر متاسفانہ لہجے میں بولا۔ ''مجھے سب سے زیادہ ...رزی پر تھا کہ وہ آسانی سے بک جائے گا اور غداری پر آمادہ ہو جائے گا........ حتیٰ ...میں میزا پر بھی شک کر سکتا تھا........ لیکن ٹیسو کے بارے میں تو مجھے گمان بھی نہیں تھا ...وہ غداری پر آمادہ ہو جائے گا۔ وہ تو ہمارا بہترین آدمی تھا۔''

"اور آخر کار وہی لالچ میں آ گیا۔" مائیکل بھی افسوس سے بولا۔ "وہ مجھے مذاکرات کی میز پر لے جانے کے بہانے ان لوگوں کے ہاتھوں مروانے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس کے خیال میں میں اتنا بیوقوف ہوں کہ اس جال میں پھنس جاؤں گا۔ وہ ہمیں ڈوبتا جہاز سمجھ کر زیادہ سے زیادہ مال و متاع سمیٹنے کے لالچ میں پڑ گیا ہے۔ اپنے خیال میں وہ موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ ظاہر ہے اس آدمی کو عقلمند سمجھا جاتا ہے جو موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔ شاید اسے یہ لالچ دیا گیا ہو کہ مجھے مروانے کے بعد کارلیون فیملی کا سب کچھ اسی کو مل جائے گا اور شاید اسے یہ یقین بھی دلایا گیا ہوگا کہ دیگر فیملیز کے ساتھ جنگ میں، میں بہر حال نہیں جیت سکتا........"

مائیکل ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر مسکرایا اور بولا۔ "کسی کو بھی یہ اندازہ نہیں ہے کہ میرے پاس وہ سب کچھ ہے جو میرے باپ کے پاس تھا........ دولت........ دماغ........ اثر رسوخ........ وفادار ساتھی........! سب کچھ وہی ہے........ بلکہ شاید بعض فیصلے کرنے میں مجھے اپنے والد سے کم وقت لگے۔ بہر حال........ مجھے ٹیسو کے بارے میں سوچ کر افسوس ہو رہا ہے۔"

"کیا تم نے بارزنی سے ملاقات پر آمادگی ظاہر کر دی ہے؟" ہیگن نے پوچھا۔

"ہاں۔" مائیکل نے جواب دیا۔ "ٹھیک ہفتے بعد ملاقات طے پائی ہے۔ ملاقات ٹیسو ہی کے علاقے میں ہوگی تاکہ میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ محسوس کروں۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

مائیکل نے وہ ہفتہ نہایت محتاط انداز میں گزارا اور مال کی حدود سے باہر کہیں نہیں گیا۔ آخر وہ دن آن پہنچا جب بارزنی سے رات کو اس کی ملاقات طے تھی اس روز دن میں ہی اس نے اپنی بہن کونی اور اس کے بچوں کو لاس ویگاس بھجوایا تھا۔ کونی سے اس نے یہی کہا تھا کہ یہ ان سب لوگوں کے لاس ویگاس منتقل ہونے کے سلسلے کی پہلی کڑی تھی۔ اپنے بہنوئی رزی کو البتہ اس نے یہ کہہ کر وہیں روک لیا تھا کہ اس سے اسے کئی ضروری کام لینے تھے۔

ں نے اپنی بیوی 'کے' کو بچوں کے ساتھ اس کے والدین کے گھر نیو ہمپشائر بھیج دیا تھا۔ وہ ن مائیکل کے لئے نہایت اہم اور فیصلہ کن تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس رات مال پر کسی ریں اس کی اپنی فیملی کی کوئی عورت اور بچے موجود ہوں۔

اسی رات وہاں سے بہت دور بفیلو شہر کی ایک سڑک پر واقع ایک پزا پارلر میں کاؤنٹر سامنے صرف ایک ہی گاہک بیٹھا دھیرے دھیرے پزا کے نوالے چبا رہا تھا۔ وہ ایک ن جان سا نوجوان تھا جس کی آنکھوں میں سرد مہری تھی۔ اس وقت لنچ کا رش ختم ہوئے ں دیر گزر چکی تھی اور رات کا کھانا کھانے کے لئے ابھی گاہکوں کی آمد شروع نہیں ہوئی ۔ رات کو ویسے بھی پزا کم ہی بکتا تھا۔ کاؤنٹر مین کی طرف بغور دیکھتے ہوئے اچانک وان گاہک نے کہا۔ "سنا ہے تمہارے پیٹ پر ایک بڑا سا ٹیٹو بنا ہوا ہے........ اس کا حصہ تو مجھے تمہاری قمیض کے کھلے ہوئے بٹنوں کی وجہ سے نظر آ رہا ہے........ لیکن ں چاہتا ہوں تم مجھے پورا ٹیٹو دکھا دو۔"

کاؤنٹر مین بری طرح چونکا۔ اس نے گاہک کی طرف دیکھا۔ وہ پلک جھپکائے بغیر ی طرف دیکھ رہا تھا۔ کاؤنٹر مین ہی اس پزا پارلر کا مالک تھا۔ اس سے کسی نے آج تک فرمائش نہیں کی تھی۔ درحقیقت یہاں تو کسی کو اس کے ٹیٹو کے بارے میں علم ہی نہیں تھا۔ پنی جگہ سن ہو کر رہ گیا۔

"قمیض کے باقی بٹن بھی کھولو........ مجھے اپنا ٹیٹو دکھاؤ۔" گاہک نے اس بار ئش کرنے کے بجائے حکم دینے کے انداز میں کہا۔

"میرے پیٹ پر کوئی ٹیٹو نہیں ہے۔" کاؤنٹر مین نے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا۔ "ہ آدمی دوپہر کی شفٹ میں یہاں ہوتا ہے جس کے پیٹ پر ٹیٹو ہے۔" اس نے شاید اپنی ت میں گاہک کی نظر بچا کر اپنی قمیض کا کھلا ہوا بٹن بند کرنے کی کوشش کی۔

گاہک زور سے ہنس دیا۔ اس کی ہنسی بے رحمانہ تھی۔ کاؤنٹر مین الٹے قدموں پیچھے ٹنے لگا لیکن اس کے پیچھے دیوار تھی۔ گاہک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ گاہک نے فائر کیا۔

کاؤنٹر مین پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ گاہک نے دوسرا فائر کیا تو وہ فرش پر گر پڑا۔

گاہک کاؤنٹر کے گرد گھوم کر اندر آیا۔ کاؤنٹر مین ابھی زندہ تھا۔ گاہک نے اس کی قمیص پکڑ کر اس طرح جھٹکا دیا کہ بٹن ٹوٹ گئے اور اس کے پیٹ پر موجود بڑا سا ٹیٹو صاف دکھائی دینے لگا۔ اس کے سینے سے خون بہہ کر اس ٹیٹو کے کچھ حصے پر آ گیا تھا۔

''قیب ....!'' گاہک نے دم توڑتے ہوئے کاؤنٹر مین کو مخاطب کیا۔ ''مائیکل کارلیون نے تمہارے لئے سلام بھیجا ہے........'' یہ کہہ کر اس نے ریوالور کی نال کاؤنٹر مین کی کنپٹی پر رکھی اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔

پھر وہ پزا پارلر سے باہر آیا۔ فٹ پاتھ سے ایک کار لگی کھڑی تھی جس کا انجن اسٹارٹ تھا اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ گاہک پھرتی سے اس میں بیٹھا اور کار تیز رفتاری سے آگے روانہ ہو گئی۔

☆......☆......☆

اپنی بیوی اور بچوں کو لاس ویگاس کے لئے روانہ کرنے کے بعد رزی اپنے گھر میں اکیلا بیٹھا پینے پلانے کے شغل سے دل بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ گھر کی کھڑکی سے وہ باہر کا منظر بھی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے الگ الگ گاڑیوں میں مینزا اور ٹیسو کو آتے دیکھا تھا۔ گیٹ پر اسے نئے چہرے نگرانی کی ڈیوٹی انجام دیتے نظر آئے تھے ہال کے سرے پر........ جہاں زنجیر لگی ہوئی تھی' اسے لیمپون بھی نظر آیا تھا۔ لیمپون کو وہ پہچانتا تھا اور اس کے اندازے کے مطابق لیمپون اتنا چھوٹا آدمی نہیں تھا کہ پہریداری کے فرائض انجام دیتا لیکن بہرحال' مائیکل اب باس تھا۔ وہ کسی کی ڈیوٹی کہیں بھی لگا سکتا تھا۔

رزی کو مال کی فضا کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔ اس کی یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مائیکل نے اسے کیوں روکا تھا؟ تاہم اس کے لئے یہ بات ہی اطمینان بخش تھی کہ مائیکل نے اسے اشارہ دیا تھا' وہ کوئی بڑا کام اس کے سپرد کرنا چاہ رہا تھا۔ رزی کا اندازہ تھا کہ اب اسے ''فیملی'' میں موزوں سے موزوں تر مقام ملنے کے دن قریب آتے جا رہے تھے

ادھر لیمپون مال کے سرے پر موجود تھا جہاں دو آہنی ستونوں کے درمیان لوہے کی ی سی زنجیر لگی ہوئی تھی۔ ایک ستون میں ایک خانہ بنا ہوا تھا جس میں ایک ٹیلیفون نصب ۔ لیمپون اپنے آدمیوں سے گپ شپ کرتے ہوئے منتظر سے انداز میں وہیں ٹہل رہا آخر فون کی گھنٹی بجی۔ لیمپون نے ریسیور اٹھایا۔

''اسٹیج تیار ہے......... تم اپنی انٹری دے دو........'' دوسری طرف سے کسی صرف اتنا کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیمپون نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور اپنے آدمیوں کو وہیں نگرانی پر چھوڑ کر اپنی کار بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ وہ کازوے والے برج پر پہنچا۔ یہ وہی برج تھا جس پر ٹول ٹیکس کے الی گیٹ کے قریب سنی کو قتل کیا گیا تھا۔

وہاں ایک اور کار لیمپون کی منتظر تھی جس میں دو آدمی موجود تھے۔ لیمپون نے اپنی روہیں چھوڑی اور ان دونوں کے ساتھ اس دوسری کار میں بیٹھ کر مزید آگے روانہ ہو گیا۔ لوگ سن رائز ہائی وے کے ایک موٹیل تک پہنچے جو چھوٹے چھوٹے بنگلوں جیسے یونٹس پر تمل تھا اور موٹیل کے بجائے چھوٹی سی کوئی ہاؤسنگ اسکیم معلوم ہوتا تھا۔ اس کے رہائشی س ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نہیں تھے ان کے درمیان تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔

وہاں روشنی بہت کم تھی اور بیشتر قیام گاہیں محض ہیولوں کی طرح دکھائی دے رہی یں۔ لیمپون اور اس کے ساتھیوں کی گاڑی ایک قیام گاہ کے سامنے جا رکی اور لیمپون یچے اترا۔ اس نے لات مار کر چھوٹے سے اس بنگلہ نما یونٹ کا دروازہ کھولا اور بیڈ روم میں جا چا۔

ٹیگ فیملی کا سربراہ فلپ ٹیگ سامنے ہی بیڈ پر خاصی ناروا حالت میں کھڑا تھا۔ اس مر تو ستر سال کے قریب تھی لیکن خواہشوں نے ابھی اس کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ اس رے کو اس نے مستقل طور پر اپنی عیاشی کا اڈہ بنایا ہوا تھا۔ موٹیل کا یہ یونٹ اس نے فرضی سے ماہانہ بنیادوں پر کرائے پر لیا ہوا تھا۔ جب بھی اس کا پروگرام بنتا تھا' وہ اپنے

محافظوں کے بغیر رات کی تاریکی میں خاموشی سے یہاں پہنچ جاتا تھا۔ شہر کے کسی حصے سے اعلیٰ درجے کی کوئی نوجوان کال گرل بھی وہاں پہنچ جاتی تھی۔ فلپ ٹیگ کا خیال تھا کہ اس کے اس اڈے اور اس کے اس معمول سے کوئی آگاہ نہیں ہے۔ اب تک تو یہ اس کے لئے ایک محفوظ ٹھکانہ ہی ثابت ہوا تھا۔

.... لیکن آج نہ جانے کس طرح یہ سفاک صورت نوجوان یہاں آن پہنچا تھا جس نے لات مار کر دروازے کا تالا توڑ دیا تھا اور جس کے ہاتھ میں گن بھی نظر آ رہی تھی۔ اس نے فلپ کے بوڑھے جسم میں چار گولیاں اتاریں اور فوراً باہر آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے فلپ کے جسم پر جہاں جہاں گولیاں ماری تھیں' اس کے بعد اس کے بچنے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں تھا۔

لڑکی کے بارے میں اس نے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ اوندھی لیٹی تھی اور شاید فائروں کی آواز سن کر وہ اسی حالت میں ساکت ہو گئی تھی یا پھر اسے سیدھی ہونے اور لیمپون کے چہرے پر نظر ڈالنے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی........ اور یہ اس کے حق میں اچھا ہی ہوا تھا ورنہ شاید موت اس کا بھی مقدر ہوتی۔ لیمپون شاید ایک چشم دید گواہ کو چھوڑنے کا خطرہ مول نہ لیتا۔

باہر آ کر وہ گاڑی میں بیٹھا اور واپس روانہ ہو گیا۔ دونوں آدمیوں نے اسے ٹول ٹیکس والے برج پر وہیں اتارا جہاں سے ساتھ لیا تھا۔ لیمپون وہاں سے اپنی گاڑی میں بیٹھ اور لانگ بیچ واپس آ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ اسی طرح مال کے گیٹ پر موجود تھا جیسے وہاں سے کہیں گیا ہی نہیں تھا۔

البرٹ نیری پولیس کی ملازمت سے تو نکال دیا گیا تھا لیکن اس کے پاس کسی نہ کسی طرح ایک مکمل پولیس یونیفارم بیج اور چالان کی کتاب وغیرہ بچی رہ گئی تھی۔ آج اس نے برسوں بعد وہی یونیفارم جھاڑ پونچھ کر پہنی تھی اور اپنے بیج کو بھی خوب چمکایا تھا۔ اس کی بغل میں چھڑی بھی دبی ہوئی تھی اور وہ مکمل طور پر پولیس والا نظر آ رہا تھا جو گشت پر نکلا ہوا تھا۔

وہ ڈیوٹی پر نکلے ہوئے پولیس آفیسر کے انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ لیتا ہوا نپے تلے قدموں سے راک فیلر سینٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنی پولیس کیپ پیشانی پر کچھ زیادہ جھکائی ہوئی تھی۔ زیادہ تر پولیس والے اپنی یونیفارم اور ٹوپی میں تقریباً ایک جیسے لگتے تھے۔ البرٹ کی پیشانی پر اس کی ٹوپی کا چھجا ذرا زیادہ جھکا ہونے کی وجہ سے اس کی شناخت اور بھی مشکل تھی۔

راک فیلر سینٹر کے سامنے اسے بڑی سی وہ شاندار گاڑی کھڑی نظر آ گئی جسے درحقیقت اس کی نظریں تلاش کر رہی تھیں۔ وہ گاڑی عین اس بورڈ کے نیچے کھڑی تھی جس پر لکھا تھا ''یہاں گاڑی کھڑی کرنا منع ہے۔''

اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک شخص منتظر انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مضبوط جسم کا تھا اور شکل سے ہی بدمعاش لگ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر البرٹ کچھ اور آہستہ چلنے لگا۔ ٹہلنے کے سے انداز میں وہ گاڑی تک پہنچا۔ اس نے چھڑی سے بونٹ کھٹکھٹایا ڈرائیور نے اس کی طرف دیکھا تو البرٹ نے چھڑی سے بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔

ڈرائیور نے بورڈ کی طرف دیکھا لیکن البرٹ کو جواب دینے کی زحمت نہیں کی اور بے نیازی سے منہ پھیر لیا۔ تب البرٹ ڈرائیونگ سائڈ کی کھڑکی پر جا پہنچا اور سخت لہجے میں بولا۔ ''تم ان پڑھ ہو یا نابینا؟''

''کیا مطلب؟'' ڈرائیور نے پیشانی پر بل ڈال کر پوچھا۔

''مطلب یہ کہ.......... تمہیں یہ بورڈ نظر نہیں آ رہا........ یا تم اسے پڑھ نہیں پا رہے؟'' البرٹ نے پوچھا۔

''تم شاید اس علاقے کے پولیس اسٹیشن میں نئے آئے ہو جو مجھ سے اس طرح بات کر رہے ہو؟'' وہ شخص آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورتے ہوئے بولا۔

''میں اس علاقے کے پولیس اسٹیشن میں تمہاری پیدائش سے پہلے سے تعینات ہوں.......... لیکن تم میرے نئے یا پرانے ہونے کی فکر میں نہ پڑو۔ یہ بتاؤ' گاڑی یہاں سے

ہٹا رہے ہو یا میں تمہیں چالان کا ٹکٹ بھی دوں اور تمہیں نیچے اتار کر تمہاری پیٹھ پر دو چار ٹھڈے بھی رسید کروں؟"

ڈرائیور ایک لمحے کے لئے تذبذب میں نظر آیا پھر ذرا نرم پڑتے ہوئے بولا۔ "اتنے گرم ہونے کی ضرورت نہیں...... اگر تمہیں چالان کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو کر دو...... اور اگر چاہو تو یہ رکھ لو......" اس نے دس ڈالر کا ایک نوٹ نکال کر البرٹ کی جیب میں ڈالنے کی کوشش کی لیکن البرٹ پھرتی سے پیچھے ہٹ گیا۔ نوٹ اس شخص کے ہاتھ میں ہی رہ گیا۔

"اپنا لائسنس اور رجسٹریشن بک دکھاؤ۔" البرٹ نے حکم دیا۔

"دیکھو...... یہ مسٹر بارزنی کی گاڑی ہے...... میں ان کا آدمی ہوں۔" ڈرائیور نے گویا بڑی مشکل سے اپنے غصے پر قابو رکھتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "میرے ساتھ اس قسم کا رویہ اختیار کرنے سے پہلے اپنے پولیس اسٹیشن کے انچارج سے مسٹر بارزنی کے بارے میں پوچھ لینا۔ شاید تم ان کی گاڑی نہیں پہچانتے......"

البرٹ نے مسٹر بارزنی کو ایک موٹی سے گالی دی جس پر اس شخص کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کے مزید کچھ کہنے سے پہلے راک فیلر سینٹر کی سیڑھیوں سے تین آدمی اترتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک بارزنی اور دو اس کے باڈی گارڈ تھے۔ بارزنی اس وقت طے شدہ پروگرام کے مطابق مائیکل سے ملنے کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔

بارزنی ایک پولیس آفیسر کو اپنی گاڑی کے قریب دیکھ کر ذرا جلدی سے قریب آیا۔ اس نے گاڑی میں بیٹھے ہوئے اپنے آدمی سے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

"یہ پولیس والا شاید علاقے میں نیا آیا ہے۔ چالان کرنا چاہتا ہے........ لائسنس اور رجسٹریشن بک مانگ رہا ہے........" اس کے آدمی نے حقارت سے البرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

بارزنی تیزی سے البرٹ کی طرف گھوما لیکن اسے کچھ کہنے کا موقع نہیں ملا۔ ایک گولی نے اس کی پیشانی میں اور دوسری گولی نے اس کے گلے میں سوراخ کر دیا۔ کوئی بھی

نہیں دیکھ سکا تھا کہ البرٹ نے اپنے ہولسٹر سے ریوالور کب نکالا تھا۔ اس کے باڈی گارڈز اور ڈرائیور کو بھی سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔ البرٹ اپنی پولیس ملازمت کے زمانے سے لے کر اب تک زبردست نشانے باز چلا آ رہا تھا۔ اس نے باقی تینوں افراد کی پیشانی پر گولی ماری۔ اتنے عمدہ نشانے کے ساتھ ان کے لئے ایک ایک گولی ہی کافی تھی۔

ان چاروں کو ڈھیر کرنے کے بعد البرٹ تیزی سے دوڑا اور موڑ مڑ کر ان لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا' جو دہشت کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ ہوا کیا تھا۔ موڑ مڑتے ہی البرٹ ایک گاڑی میں بیٹھ گیا جو پہلے سے وہاں موجود تھی اور جس کا انجن اسٹارٹ تھا۔ گاڑی تیزی سے آگے روانہ ہو گئی۔ البرٹ نے اپنا پولیس یونیفارم کا کوٹ اور ٹوپی اتار کر گاڑی میں پڑے ہوئے ایک بیگ میں ڈال دی۔ ریوالور بھی اس نے اسی بیگ میں ڈال دیا۔ گاڑی کی سیٹ پر ایک اور کوٹ پڑا تھا۔ البرٹ نے وہ پہن لیا اور سیدھا ہو کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اب وہ ایک عام سویلین آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

گاڑی نے اسے ایک جگہ اتار دیا۔ وہاں سے وہ ٹیکسی میں ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بیگ گاڑی میں ہی رہ گیا جس میں اس نے پولیس یونیفارم کا کوٹ وغیرہ ڈالا تھا۔ اسے ٹھکانے لگانا اب گاڑی والوں کی ذمے داری تھی۔

☆......☆......☆

ڈون کارلیون کے گھر کے کچن میں ٹیسو بیٹھا کافی کی چسکیاں لے رہا تھا جب ہیگن اس کے پاس آیا اور بولا۔ "مائیکل میٹنگ کے لئے تیار ہے۔ تم بارزنی کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ روانہ ہو جائے۔"

ٹیسو نے اثبات میں سر ہلایا اور کچن کے فون پر ایک نمبر ملایا۔ دوسری طرف سے کوئی آواز سن کر وہ بولا۔ "ہم بروکلین آ رہے ہیں۔"

صرف اتنا کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا اور ہیگن کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے

بولا۔ ’’مجھے امید ہے مائیکل آج کوئی اچھا معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔‘‘

’’یقیناً ....‘‘ ہیگن نے خوش دلی سے جواب دیا۔ وہ ٹیسو کو ساتھ لے کر باہر مال پر آیا اور وہ دونوں مائیکل کے گھر پہنچے۔ وہاں دروازے پر ایک گارڈ نے انہیں روک لیا۔

’’باس نے کہا ہے کہ وہ الگ گاڑی میں تمہارے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ تم دونوں دوسری گاڑی میں آگے چلو۔‘‘ گارڈ نے کہا۔

ٹیسو کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں اور وہ ہیگن کی طرف دیکھ کر بولا۔ ’’مائیکل نے اچانک یہ کیا فیصلہ کر لیا؟ اس طرح تو میرے سارے انتظامات خراب ہو جائیں گے۔‘‘

اس لمحے نہ جانے کس طرف سے تین گارڈز اور نمودار ہو گئے۔ ہیگن نہایت نرمی سے ٹیسو سے مخاطب ہوا۔ ’’میں بھی تمہارے ساتھ نہیں جا سکوں گا ٹیسو!‘‘

تب گویا ایک ہی لمحے میں سب کچھ ٹیسو کی سمجھ میں آ گیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ وہ بازی ہار گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شکست کے آثار نمودار ہو گئے۔ یک لخت ہی وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ بوڑھا دکھائی دینے لگا۔ گارڈز نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا تھا وہ اسے ایک کار کی طرف لے چلے۔ اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔

ہیگن اسے گارڈز کے نرغے میں جاتے دیکھ رہا تھا۔ اسے دل ہی دل میں بہت افسوس ہو رہا تھا۔ ٹیسو زندگی بھر ’’فیملی‘‘ کا انتہائی بااعتماد ساتھی رہا تھا۔ اس میں جرات اور سمجھداری .... دونوں ہی خصوصیات تھیں۔ انہی دونوں خصوصیات کے ساتھ اس نے ’’فیملی‘‘ کے لئے ہمیشہ ناقابلِ فراموش خدمات انجام دی تھیں اور ہر بحران میں فیملی کا ساتھ دیا تھا۔ اب بڑھاپے میں آ کر نہ جانے کیوں اس پر لالچ غالب آ گیا تھا۔ اپنی دانست میں تو اس نے موقع محل دیکھ کر بڑا زبردست کاروباری داؤ کھیلا تھا لیکن مائیکل کی سمجھ بوجھ اور ہوشیاری کے بارے میں اس کا اندازہ غلط ہو گیا تھا۔ وہ اسے نو آموز اور ناتجربہ کار سمجھ کر دھوکا کھا گیا تھا۔ اس نے زندگی میں یہی ایک بڑی غلطی کی تھی اور اب اس کی سزا

بھگتنے جا رہا تھا........ سزائے موت........!

☆......☆......☆

رزی اپنے گھر میں بیٹھا کھڑکی سے مال پر جاری ساری آمدورفت کا نظارہ کر رہا تھا اور بے چین ہو رہا تھا۔ اسے مال پر........ اور وہاں واقع تمام مکانوں میں غیر معمولی نقل و حرکت نظر آ رہی تھی۔ وہاں جو کچھ بھی ہو رہا تھا، وہ اپنے آپ کو اس سے بے خبر محسوس کر رہا تھا........ اور یہی احساس اس کا اضطراب بڑھا رہا تھا۔ مائیکل نے اس سے کہا تھا کہ وہ گھر میں بیٹھ کر انتظار کرے، وہ اسے بلوائے گا........ لیکن اس نے ابھی تک اسے نہیں بلوایا تھا۔ مائیکل نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ کوئی بڑا کام اس کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔

’’وہ کام کیا ہو سکتا ہے؟‘‘ یہ سوچ سوچ کر بھی رزی مضطرب ہو رہا تھا۔

آخر دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ یہی سمجھا کہ مائیکل نے اسے بلانے کے لئے فون کرنے کے بجائے کسی آدمی کو بھیج دیا تھا........ لیکن جب اس نے دروازہ کھولا تو ایک عجیب سے خوف سے اس کا دل ڈوب گیا اور ٹانگوں سے گویا جان نکل گئی۔ مائیکل خود اس کے سامنے کھڑا تھا۔ ہیگن اور لیمپون اس کے ساتھ تھے۔ مائیکل کے چہرے پر پھیلی ہوئی گہری سنجیدگی رزی کو موت کا پیغام محسوس ہوئی۔

وہ تینوں اندر آ گئے اور مائیکل بلاتمہید بولا۔ ’’رزی! تمہیں سنی کی موت کا ذمے دار قرار دیتے ہوئے مجھے افسوس ہو رہا ہے لیکن حقائق بہرحال حقائق ہوتے ہیں۔ انہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔‘‘

رزی نے اپنے تاثرات سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جیسے بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی........ لیکن شاید اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی کیونکہ مائیکل نے سرد لہجے میں بات جاری رکھی تھی۔ ’’تم نے اس روز جان بوجھ کر میری بہن کو مارا پیٹا تھا........ تمہیں یقین تھا کہ وہ اپنے والدین کے گھر فون کرے گی اور یہ بات سنی کے علم میں آ جائے گی۔ سنی کتنا غصہ ور انسان تھا، یہ بھی تم اچھی طرح جانتے تھے........ تمہیں یہ

بھی اندازہ تھا کہ رات کے وقت سنی لانگ بیچ سے روانہ ہوگا تو شارٹ کٹ کے لئے ٹول ٹیکس کے برج والا راستہ اختیار کرے گا۔ وہاں بارزنی فیملی کے آدمی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ صحیح مخبری کے بغیر وہ اتنے صحیح وقت پر......... اتنی صحیح جگہ پر موجود نہیں ہو سکتے تھے۔ ان حالات میں مخبر کوئی گھر کا آدمی ہی ہو سکتا تھا......... اور وہ تم تھے رزی!''

رزی کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ مائیکل کے لہجے میں ہلکی سی افسردگی آ گئی۔ ''تم نے کارلیون فیملی کو بے وقوفوں کا گھرانہ سمجھ کر بہت بڑی غلطی کی رزی!''

''میں بے قصور ہوں مائیکل! میں نے کچھ نہیں کیا......... میں نے کچھ نہیں کیا.........'' رزی دہشت کے عالم میں ہسٹریائی سے انداز میں بول اٹھا۔

''ٹیگ اور بارزنی فیملی کے سربراہ......... دونوں مر چکے ہیں۔'' مائیکل سرد لہجے میں بولا۔ ''میں آج کی رات اپنی ''فیملی'' کے تمام ادھار چکا دینا چاہتا ہوں۔ جھوٹ بولنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ نیویارک کے مگرمچھوں نے سمجھ لیا تھا کہ کارلیون فیملی اب بہت کمزور ہو چکی ہے' اس لئے انہوں نے اسے نگلنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ہم نے لاس ویگاس منتقل ہونے کا فیصلہ کیا تو انہیں اور بھی زیادہ یقین ہو گیا کہ یہ مکمل طور پر ہماری شکست کا اعلان ہے۔ شاید ہم میں اتنا دم ہی نہیں رہا کہ ہم نیو یارک میں ٹک سکیں.........''

مائیکل نے گہری سانس لی اور پلک جھپکائے بغیر رزی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''میں ان سب کو بتا کر جاؤں گا کہ ان کے اندازے کتنے غلط تھے۔ ہمارا لاس ویگاس جانے کا فیصلہ کسی کمزوری یا خوف کی پیداوار نہیں......... بلکہ کاروباری مصلحتوں کا نتیجہ تھا۔ افسوس کہ ہمارے اس فیصلے کو بے وقوفوں نے غلط زاویے سے دیکھا۔ کارلیون فیملی امریکا کی سب سے طاقتور فیملی تھی......... ہے......... اور آئندہ بھی رہے گی' چاہے وہ نیو یارک میں ہو۔ لاس ویگاس میں......... یا کہیں اور.........''

ہیگن اور لیمپون اسی طرح عقیدت سے مائیکل کی طرف دیکھ رہے تھے جس طرح وہ

کبھی گارڈ فادر کی طرف دیکھا کرتے تھے۔

مائیکل نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ''جس نے ہمارے ساتھ جو کیا' اسے اس کا حساب بہر حال دینا ہوگا......... لیکن تم یہ مت سمجھو کہ میں نے سنی کی موت کا حساب برابر کرنے کے لئے تمہیں مروانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا......... تم بہر حال میری بہن کے شوہر' میرے بھانجے کے باپ اور ''فیملی'' کا ایک حصہ ہو۔ میں اپنی بہن کو بیوہ اور اپنے بھانجے کو یتیم نہیں کر سکتا۔ بس میں نے تمہیں صرف فیملی سے لاتعلق کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کونی لاس ویگاس جا چکی ہے۔ تمہیں بھی لاس ویگاس جانا ہوگا لیکن اب فیملی سے تمہارا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ تمہیں ہماری طرف سے گزر اوقات کے لئے ایک محدود سا وظیفہ ملتا رہے گا۔ اس سے زیادہ تم جو کرنا چاہو گے' خود کرو گے فیملی تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گی۔ باہر ایک کار تمہاری منتظر ہے۔ تمہیں اسی وقت ایئرپورٹ روانہ ہونا ہے۔''

رزی کی گویا جان میں جان آ گئی۔ اس کے چہرے پر زندگی کے آثار نمودار ہوئے۔

مائیکل بولا۔ ''لیکن تمہیں کم از کم اپنی غلطی پر تھوڑی بہت ندامت کا اظہار تو کرنا چاہئے۔''

''میں......... میں......... بہت شرمندہ ہوں.........'' رزی سر جھکا کر بولا۔ ''اور تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے میری غلطی معاف کر دی.........''

''گڈ.........!'' مائیکل نے گویا اپنا اندازہ درست ثابت ہونے پر طمانیت سے سر ہلایا پھر سرسری سے لہجے میں پوچھا۔ ''تمہیں کس نے خریدا تھا؟ ٹیگ فیملی......... یا بارزنی فیملی نے؟''

''بارزنی فیملی نے۔'' رزی نے آہستگی سے جواب دیا۔ اس کی نظریں بدستور جھکی ہوئی تھیں۔

مائیکل نے ایک بار پھر طمانیت سے سر ہلایا اور اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ رزی دروازے کی طرف بڑھا تینوں آدمی اس کے پیچھے تھے۔

رات گہری ہو چکی تھی لیکن مال پر تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک کار سامنے ہی کھڑی

تھی۔ مائیکل نے رزی کو اس میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ رزی ڈرائیور کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تاہم گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس کی قمیض پسینے میں بھیگی ہوئی تھی۔

گاڑی اسے لے کر روانہ ہوگئی۔ مال کے گیٹ سے نکل کر گاڑی آگے بڑھی تو رزی نے یہ دیکھنے کے لئے سر گھمانا چاہا کہ پچھلی سیٹ پر بھی کوئی بیٹھا تھا یا نہیں.......... مگر اسے یہ دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا کیونکہ عین اسی لمحے نائیلون کی ڈوری کا پھندہ اس کے گلے میں آن پڑا تھا اور فوراً ہی بری طرح کس دیا گیا تھا۔ وہ مچھلی کی طرح تڑپا لیکن پھندہ لمحہ بہ لمحہ زیادہ سخت ہوتا چلا گیا۔ مینز اس کام میں بہت ماہر تھا اور عمر زیادہ ہو جانے کے باوجود اس کی طاقت میں کمی نہیں آئی تھی۔ آخر کار رزی کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور ساکت ہو گیا۔

☆......☆......☆

اسی رات کے اندر اندر ٹیگ اور بارزنی فیملی کے مزید کئی آدمی مارے جا چکے تھے ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے بعض مقامات پر کارلیون فیملی کے ناجائز دھندوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان کی موت عبرتناک تھی۔ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے دوران پانچوں فیملیز میں سنسنی اور خوف کی ایسی لہر دوڑ گئی کہ وہ ذرا سا ردعمل بھی ظاہر نہیں کر سکیں اوپر سے ان کے کئی خاص آدمیوں نے وفاداریاں تبدیل کرتے ہوئے مائیکل کے سامنے پیش ہو کر گھٹنے ٹیک دیئے اور گویا جان کی امان چاہی۔ انہیں خطرہ محسوس ہوا تھا کہ شاید ان کی موت کا پروانہ بھی جاری ہو چکا ہے۔

☆......☆......☆

مائیکل اپنے فیصلوں اور حکمت عملی سے مطمئن تھا۔ کافی حد تک وہ فتح کے احساس سے بھی سرشار تھا۔ بدمزگی صرف یہ ہوئی کہ اس کی بہن کونی اپنے شوہر کی موت کی خبر سن کر ہوائی جہاز کے ذریعے نیویارک واپس پہنچی اور دیوانوں کی طرح روتی پیٹتی اور ہسٹریائی انداز میں چیختی ہوئی مائیکل کے گھر میں گھس آئی۔ مائیکل اس وقت 'کے' کے ساتھ لونگ روم میں بیٹھا تھا۔

'کے' تو کونی کو تسلی دینے کے ارادے سے بازو پھیلا کر اٹھی تھی لیکن جب اس نے کونی کو چیختے اور مائیکل کو بددعائیں اور کوسنے دیتے سنا تو وہ اپنی جگہ بت بن کر رہ گئی۔

"خبیث......... سور..........!" کونی سینہ پیٹتے ہوئے مائیکل کی طرف ہاتھ پھیلا پھیلا کر کہہ رہی تھی۔ "تم نے میرے شوہر کو مروایا ہے......... مجھے معلوم ہے تم اسے سنی کی موت کا ذمے دار سمجھتے تھے......... تم نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک پاپا زندہ تھے۔ پاپا کے مرتے ہی تم نے بدلہ لے لیا......... لیکن تم نے میرے بارے میں نہیں سوچا......... تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ تمہاری بہن بیوہ ہو جائے گی......... بھانجا یتیم ہو جائے گا؟"

وہ اس شوہر کا ماتم کر رہی تھی جو اسے آئے دن اس بری طرح پیٹتا تھا کہ اس چہرے اور جسم پر نیل اور زخم پڑ جاتے تھے۔ وہ بین کر رہی تھی اور 'کے' اس طرح دم بہ خود اس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو جبکہ مائیکل کا چہرہ سپاٹ تھا۔ کونی اسے دو ہتڑ رسید کرنے کے لئے آگے بڑھی تو مائیکل نے سختی سے اس کے ہاتھ پکڑ لئے اور اسے ذرا پیچھے دھکیل دیا۔

'کے' گویا کونی کو سنبھالنے کے ارادے سے آگے بڑھی اور بولی۔ "کونی! تم اس وقت پریشان ہو........."

"تم مجھے بہلانے کی کوشش مت کرو........." کونی اس پر بھی برس پڑی۔ "تمہیں کچھ پتا نہیں ہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے شوہر کا اصل روپ کیا ہے! تم کیا جانو کہ اس نے ایک رات کے اندر اندر کتنے لوگوں کو مروایا ہے۔ تم تو اخبار پڑھ کر یہی سمجھ رہی ہو گی کہ وہ سب جرائم پیشہ اور بدمعاش تھے......... آپس کی لڑائیوں میں مارے گئے......... تم نے تو شاید سوچا بھی نہیں ہوگا کہ ان سب کو مروانے والا......... یہ......... تمہارا شوہر تھا جو معزز، معصوم اور شریف بنا تمہارے پاس بیٹھا ہے........."

"اسے گھر لے جاؤ اور اس کے لئے کسی ڈاکٹر کو بلواؤ۔" مائیکل نے پرسکون لہجے میں

گارڈ کو حکم دیا۔ دو گارڈز کونی کو بازو سے پکڑ کر تقریباً کھینچتے ہوئے لے گئے۔

'کے' نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ کیا کہہ رہی تھی؟ کیا یہ سب کچھ سچ ہے؟''

''کچھ نہیں......... اسے ہسٹریا کا دورہ پڑا ہے۔ تمہیں اس کی باتوں پر توجہ نہیں دینا چاہئے۔'' مائیکل نے کہا پھر اس کے لہجے میں ایک عجیب سی سرد مہری اور سختی آ گئی۔ ''اور ایک بات کان کھول کر سن لو........ آئندہ تم فیملی کے معاملات میں مجھ سے کوئی سوال نہیں کرو گی۔''

وہ اٹھا اور باہر ہال کی طرف چل دیا۔ 'کے' پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔ وہ آج اسے ایک قطعی مختلف انسان محسوس ہوا تھا۔ اسے یوں لگا تھا جیسے یہ وہ مائیکل نہیں تھا جسے وہ جانتی تھی۔ کئی منٹ تک وہ وہیں ساکت کھڑی رہی پھر دھیرے دھیرے سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

اوپر جانے سے پہلے اس نے ایک دیوار کی اوٹ سے ہال میں جھانکا۔ میزا' البرٹ اور لیمپون اس کے شوہر سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا ان تینوں نے باری باری عقیدت بھرے انداز میں مائیکل کا ہاتھ چوما تھا اور اسے ''گارڈ فادر'' کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

'کے' کو یہ سب کچھ بہت عجیب لگا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی خواب سے جاگی تھی......... یا پھر شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی!

مائیکل اس دوران ایک شاہانہ تمکنت سے کھڑا تھا۔ اس کی وجیہہ شخصیت کسی رومن شہنشاہ سے مشابہہ محسوس ہو رہی تھی جو اپنے دربار میں کھڑا ہو کر شاید لوگوں کی زندگی اور موت کے فیصلے کر رہا تھا۔ وہ بالکل مطمئن اور پُرسکون نظر آ رہا تھا۔ اس وقت نہ جانے کیوں 'کے' کو یقین ہونے لگا کہ کونی نے مائیکل پر ہسٹریائی کیفیت میں جو الزامات لگائے تھے' وہ سب صحیح تھے۔

یہ سوچتے ہوئے 'کے' بچوں کو ساتھ لے کر نکلی اور مائیکل کو بتائے بغیر نیو ہمپشائر اپنے والدین کے ہاں آ گئی۔ ایک ہفتے تک کسی نے اس کی خیر خبر نہیں لی تاہم اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ مائیکل کو معلوم ہو چکا تھا وہ کہاں تھی۔ اس کے وہ دن ایک عجیب سی افسردگی اور دل شکستگی کے عالم میں گزرے۔ اس میں گویا قوت فیصلہ بھی نہیں رہی تھی۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ مائیکل گویا اس کے یوں آنے کی وجہ بھی سمجھ گیا تھا۔

ساتویں روز بڑی سی ایک سیاہ کار اس کے گھر کے دروازے پر آ کر رکی۔ اس میں ٹام ہیگن تھا۔ اس کے تاثرات کچھ زیادہ خوشگوار نہیں تھے۔ تنہائی میں بات کرنے کے لئے وہ اسے اپنے ساتھ باہر باغ میں لے گیا جہاں چہل قدمی کے دوران 'کے' نے بلاتمہید اور براہ راست پوچھ لیا۔ ''کیا مائیکل نے مجھے دھمکانے کے لئے تمہیں یہاں بھیجا ہے؟''

''کیسی بے وقوفی کی باتیں کر رہی ہو!'' ہیگن کے چہرے کی ناگواری بڑھ گئی۔ ''دنیا میں صرف تم اور اس کے بچے ایسی ہستیاں ہیں جن کے ساتھ وہ کبھی سختی یا کوئی زیادتی نہیں کر سکتا۔ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ اس نے تمہیں لانے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔''

''جب تمہاری گاڑی آ کر رکی تو میں سمجھ رہی تھی اس میں سے کچھ آدمی ہلکی مشین گنیں لئے اتریں گے اور مجھے اٹھا کر لے جائیں گے۔'' اس نے دیانتداری سے اپنے خیال کا اظہار کر دیا۔

''مجھے تم جیسی سمجھدار عورت سے اس طرح کی بات سننے کی توقع نہیں تھی۔'' ہیگن بولا۔ ''کیا تمہیں اتنا بھی اندازہ نہیں کہ مائیکل تم سے اور بچوں سے کتنی محبت کرتا ہے؟''

''مجھے اندازہ تو تھا......... لیکن اب میرے تمام محسوسات پر شکوک و شبہات کے سائے پڑنے لگے ہیں۔ میں خود اپنے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ میں بھی اس سے محبت کرتی ہوں یا نہیں؟ مجھے یوں لگتا ہے جیسے مائیکل وہ شخص نہیں ہے جس سے میں نے شادی کی تھی۔ اگر رزی نے غداری کی بھی تھی......... اگر سنی اس کی مخبری کی وجہ سے مرا

تھا.......... تب بھی.......... کیا مائیکل اسے معاف نہیں کرسکتا تھا؟ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ کیا اب اس کے لئے اپنی ہی بہن کے شوہر کو مروانا.......... بہن کو بیوہ کرنا اور اس کے بچے کو یتیم کرنا ضروری تھا؟''

''تم ان باتوں کو نہیں سمجھتیں..........'' ہیگن نرمی سے بولا۔ ''تم ایک نیک دل اور سادہ عورت ہو۔ تم نے زندگی کا صرف صاف ستھرا روپ دیکھا ہے۔ اگر مائیکل اس قسم کے لوگوں کو معاف کرنے لگتا تو اب تک وہ خود مر چکا ہوتا اور تم بیوہ ہوتیں۔ تمہارے بچے یتیم ہوتے۔ تمہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ جس رات اس نے یہ سب کارروائیاں کی ہیں' اس رات اس کی اپنی موت کا سامان کیا جا چکا تھا۔ ایک اور غدار نے اس کی زندگی کا سودا کرلیا تھا۔ یہ سب باتیں میں صرف تمہیں سمجھانے کے لئے اپنے طور پر بتا رہا ہوں۔ اگر مائیکل کو معلوم ہو جائے کہ میں نے تم سے یہ راز کی باتیں کی ہیں تو مجھے نہ جانے کتنی سخت سزا بھگتنی پڑے۔ اگر وہ رزی ٹیسو وغیرہ کو چھوڑ دیتا تو وہ میری.......... تمہاری.......... مائیکل کی.......... ہم سب کی زندگی کے لئے ایک مستقل خطرہ ہوتے۔ ان باتوں کو سمجھنا اور ان مسائل سے نمٹنا تمہارے بس کی بات نہیں.......... اسی لئے مائیکل نے تمہیں ''فیملی'' کے معاملات میں دخل دینے سے سختی سے منع کر دیا تھا' جو تمہیں برا بھی لگا ہوگا.......... لیکن تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے حق میں وہی اچھا ہے۔ تم اسی مائیکل سے غرض رکھو جو تم سے محبت کرتا ہے اور جس سے تم محبت کرتی ہو۔ اس کی شخصیت کا اگر کوئی اور رخ ہے.......... تو تم اس کی طرف سے آنکھیں بند کرلو۔ تمہارے لئے زندگی گزارنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ کارلیون فیملی کی عورتیں یہی کرتی آئی ہیں۔ اس طرح وہ خود بھی سکھی رہی ہیں اور انہوں نے اپنے شوہروں کو بھی سکھی رکھا ہے۔''

یوں ہیگن سمجھا بجھا کر اسے اور بچوں کو گھر لے آیا۔ مائیکل اس کے ساتھ یوں پیش آیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ پھر یہ دیکھ کر 'کے' کو مزید کچھ قرار آیا کہ کونی خود اپنے شوہر کی موت پر اتنی غمزدہ نہیں رہی تھی جتنی پہلے دن نظر آئی تھی۔ اس روز تو اس کی حالت ہسٹریائی

تھی اور ایک ہفتے بعد وہ گویا اس واقعے کو بھول ہی گئی۔ اس نے دکھاوے کے لئے بھی شوہر کی موت کا غم منانا ضروری نہ سمجھا اور کلبوں میں جانے لگی۔ ڈانس پارٹیوں میں حصہ لینے لگی۔ جلد ہی اس نے ایک نوجوان سے شادی بھی کرلی جو کارلیون فیملی میں ملازمت کرنے آیا تھا۔

'کے' نے اپنے آپ کو گھر اور بچوں میں مصروف کرلیا۔ اگلا سال اس طرح گزرا کہ وہ لوگ کبھی نیویارک میں لانگ بیچ پر ہوتے اور کبھی لاس ویگاس میں.......... رفتہ رفتہ تمام کاروبار اور چیزوں کی منتقلی کا عمل جاری تھا۔ سامان کے بڑے بڑے ٹرک بھر کر جاتے رہتے تھے۔ جائیداد اور اثاثوں کے سودے ہوتے رہتے تھے۔ منتقلی بہرحال آسان نہیں تھی۔ مائیکل کو ہزاروں جزئیات کا خیال رکھنا پڑ رہا تھا۔ تاہم اب کسی کام میں رکاوٹ نہیں پڑ رہی تھی۔ دوسروں کی طرف سے مائیکل کو کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا تھا۔ دیگر 'فیملیز'' نے اب بے چوں چرا کارلیون فیملی کی طاقت کو تسلیم کرلیا تھا۔

اب کوئی ان کے کسی کام میں رخنہ ڈالنے یا ان کے ساتھ چھین جھپٹ کرنے کی جرات نہیں کر رہا تھا۔ مائیکل نے البرٹ کو لاس ویگاس میں خریدے ہوئے اپنے تین ہوٹلوں کا سیکورٹی چیف مقرر کر دیا تھا۔ ہیگن کو بھی تمام کاروباری معاملات کی نگرانی کے لئے اس کے کنبے سمیت وہیں بھیج دیا گیا تھا۔ پرانے زخم بھرنے لگے تھے۔ کونی اب مائیکل کے ساتھ ایک سعادت مند بہن کی طرح پیش آنے لگی تھی۔ اپنے رویے پر اس نے بہت پہلے ہی معذرت کرلی تھی۔

مائیکل کو اس کے انداز و اطوار پسند نہیں تھے اور نہ ہی اسے اس کا اتنی جلدی شادی کرنا اچھا لگا تھا۔ وہ اس نوجوان کی طرف سے کچھ زیادہ مطمئن نہیں تھا جو ''فیملی'' میں ملازمت کرنے آیا تھا مگر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا بہنوئی بن بیٹھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کے طالع آزما لوگ ''فیملیز'' کے لئے خطرناک ہوا کرتے تھے' تاہم اس نے اپنی ناپسندیدگی کا زیادہ شدت سے اظہار نہیں کیا تھا اور کونی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

آخر کار وہ دن بھی آ گیا جب لانگ بیچ کے مکانوں میں رہ جانے والے چند افراد کو بھی دوپہر کی فلائٹ سے لاس ویگاس روانہ ہونا تھا۔ مال پر واقع ان مکانوں کا بھی سودا ہو چکا تھا۔ اس روز مائیکل سو کر اٹھا تو اس نے دیکھا 'کے' کہیں جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ مائیکل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی لیکن وہ مسکراتے ہوئے نرمی سے ہاتھ چھڑا کر پیچھے ہٹ گئی اور بولی۔ ''میں ماما کے ساتھ چرچ جا رہی ہوں۔ میں لاس ویگاس روانہ ہونے سے پہلے خصوصی سروس میں شریک ہونا چاہتی ہوں۔''

''تم کچھ زیادہ ہی چرچ جانے لگی ہو.......... اور کچھ زیادہ ہی مذہبی ہوتی جا رہی ہو۔'' مائیکل بولا۔

''کیا یہ کوئی بری بات ہے؟'' وہ تیار ہوتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

مائیکل نے ایک لمحے خاموش رہ کر گویا کچھ سوچا پھر وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا۔

''نہیں، بری بات تو نہیں۔ ماما بھی اچھی خاصی مذہبی ہیں.........''

چرچ میں خصوصی سروس ختم ہونے کے بعد جب صرف ماما کارلیون اور 'کے' رہ گئیں تو 'کے' نے سینے پر ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر بڑی رقت سے دل ہی دل میں دعا کی۔ ''اے یسوع مسیح! تو لوگوں کو اتنا طاقتور نہ بنایا کر........ کہ وہ اپنے ہی جیسے دوسرے انسانوں کی زندگی اور موت کے فیصلے کرنے لگیں۔ ہمارا عقیدہ تو یہی ہے کہ زندگی اور موت تیرے ہاتھ میں ہے......... لیکن جب لوگوں کے حکم سے انہی جیسے دوسرے انسان موت کے گھاٹ اتارے جانے لگتے ہیں تو انہیں زعم ہو جاتا ہے کہ وہ زندگی اور موت کے فیصلے کر سکتے ہیں......... یسوع مسیح! لوگوں کو یہ طاقت نہ دے......... لوگوں کو ڈون کہلانے کے قابل نہ بنا........ میرے بچوں میں کوئی ڈون نہ ہو......... مجھے نہیں معلوم کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا......... میری عقل محدود ہے......... میری رہنمائی فرما......... اور مجھے اتنی طاقت دے کہ میں اپنے لئے صحیح راستے کا انتخاب کر سکوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کس سمت میں سفر کر رہی ہوں لیکن میرے پاس قوتِ فیصلہ بھی نہیں ہے۔ اے یسوع مسیح! میں اپنے معاملات تجھ پر چھوڑتی ہوں.........''

وہ جب دعا ختم کر کے چرچ سے نکلی تو اس کی آنکھوں میں نمی تھی لیکن اس کے دل کو جیسے قرار آ گیا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کی دعا قبول ہو گی یا نہیں......... اور اگر قبول ہو گی تو کب ہو گی؟ لیکن اس کے وجود میں طمانیت اتر آئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی اور اسے کچھ یوں لگ رہا تھا جیسے لاس ویگاس میں ایک نئی زندگی اس کی منتظر تھی!

ختم شد